همتم بدرقهٔ راہ کن اے طائر قدس
کہ درازست رہِ مقصد و من نوسفرم

(اے (روح القدس یعنی فرشتہ) پاک روح ہمت کو میرا رہنما بنا کہ میری مراد کا رستہ لمبا ہے۔
اور میں ناتجربہ کار مسافر ہوں)

عمر بھر نکتہ چینی اور نقص گیری ہی کام رہا۔ اور قلم اور زبان سے یہی نکلتا رہا۔ کہ یہ غلط ہے وہ نادرست۔ یہ اچھا نہیں۔ وہ برا ہے ایسی غفلت کیوں کی؟ اس میں ذرا بھی احتیاط نہیں کی گئی۔ یہ خاطر خواہ نہیں۔ وہ ناپسندیدہ ہے۔ غرض کہاں تک ان مکروہ الفاظ کے دھرانے سے جنکا پڑھنا سننا اس سے پہلے ایک دفعہ اپنے اصلی موقعہ پر ناگوار ہو چکا ہے۔ اب ناظرین کی بھی سمع خراشی کی جائے۔ پر اپنے بس کی بات نہ تھی۔ ؎

در کوئے نیک نامی ما را گذر ندادند ۔۔۔ گر تو نمے پسندی تغییر کن قضا را

(نیک نامی کے کوچہ میں ہمارا رستہ ہی نہیں رکھا ۔ اگر تمہیں پسند نہیں تو قضا کو بدل دو)

قضا کو کون بدلے؟ پھر ایسا جینا بھی کیا۔ مگر جینا کون سی اختیاری بات ہے۔ ؎

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے ۔۔۔ اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

پھر کبھی سفر کبھی حضر اوقات عزیز اسقدر دل کی بے جمعیتی اور مصروفیت میں گذرتے۔ کہ سوائے شکم پری کے اور وہ بھی روکھے سوکھے ٹکڑوں سے اور کچھ بھی تو نہ ہو سکا۔ اب کچھ عرصے سے جو جو اکندھوں سے اترا گو رسا گلے میں ہی رہا۔ اور کچھ فراغت ہوئی تو لسان الغیب نے کہا کہ پڑھ۔ ہمیں پڑھنا کیسا یہاں تو اس کی عادت نہیں ہاں پڑھوانا آتا ہے پھر کہا پڑھ۔ کیا پڑھنا ہے؟ کہا پڑھ ؎

آبرو میرود اے ابر خطا پوش ببار ۔۔۔ کہ بدیوان عمل نامہ سیاہ آمدہ ایم

کرتے اور اس سے بالکل ناآشنا ہیں۔ اور اس طرح حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم گیر اعلیٰ تعلیم آپ کے نادر ضوابط اخلاق واطوار اور بیش قیمت قواعد معاملات سے جو کل بنی آدم کے واسطے موضوع اور مفید ہیں مستفیض نہیں ہو سکتے۔ پس اس بات کی ضرورت معلوم ہوئی کہ حدیثوں کا ایک ایسا منتخب مرتب ہو جس سے مسلم اور غیر مسلم ہر دو مستفید ہو سکیں۔ چنانچہ یہ کتاب تیار کی گئی۔ اس میں قصداً وہی حدیثیں لی گئی ہیں۔ جو غیر مذاہب کے اصحاب کے دلوں پر بھی عموماً ایسا ہی اثر کرینگی جیسے مسلمانوں کے دلوں پر* رہ گئی وہ حدیثیں جو خصوصیت سے مسلمانوں کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں۔ مثلاً ایمان و اسلام کے عقاید اور نماز و روزہ کے مفصّل احکام۔ بہتیری ان میں سے انہیں معلوم ہیں۔ کیونکہ اُن پر روزمرہ عمل ہوتا ہے۔ علما سے بھی ہر روز وہ اُنہیں سنتے رہتے ہیں۔ اور چھوٹے چھوٹے رسالوں میں بھی وہ شائع ہوتی رہتی ہیں۔ اس واسطے وہ ساری یہاں درج نہیں کی گئیں پھر بھی مسلمانوں کے لئے یہ کتاب ایک نعمت غیر مترقبہ ہو گی۔

حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کی جائے تو یہ بات تو مشکل ہے کہ اس میں مسجد، نماز و روزہ۔ زکوۃ۔ جزا و سزا۔ اور جنت و جہنم کا ذکر نہ آئے۔ مگر یہ الفاظ ایسے ہیں کہ گو غیر مسلم ان سے مانوس نہ ہوں۔ ان سے کلی بیگانگت بھی نہیں ہو سکتی۔ وجہ یہ کہ دوسرے سب مذہبوں میں بھی ان کے مقابل میں اعمال اور الفاظ ہیں۔ اگر ان حدیثوں کو بھی جن میں محض نماز روزہ یا زکوۃ وغیرہ کا ذکر کر کے انہیں مذہبی رنگت دی گئی ہے۔ درج نہ کیا جاتا تو باقی مضامین کی صورت ایک ڈھانچ کی سی رہ جاتی۔ یا وہ طعام بے نمک کی طرح ہوتے۔ کیونکہ اخلاق کی تعلیم کے پودے کا مالی اپنے فن میں خواہ کیسا ہی ماہر اور زمین خواہ کیسی ہی اچھی کیوں نہ ہو۔ مگر جب تک اُسی مذہب کا پیوند نہ لگایا جائے اس کے پھل نہ آنکھوں کو طراوت بخش سکتے ہیں۔ نہ دل کو لبھا سکتے ہیں اور نہ خوش ذائقہ ہو سکتے ہیں۔ چاہئے تو یہ تھا کہ آج سے بہت عرصہ پیشتر ان گراں بہا جواہر کو کوئی بڑے پایہ کا جوہری سجا کر نمائش میں لاتا مگر ع قرعہ فال بنام من بیچارہ زدند۔ (فال کا قرعہ مجھ بیچارہ کے نام نکلا۔) پر خیر بناؤ سنگار کی کچھ ضرورت نہیں ؎

گوہر پاک تو از مدحت ما مستغنی ست فکر مشاطہ چہ با حسن خدا داد کند

(عزت جاتی ہے اے قصوروں کو ڈھانپنے والے بادل برس۔ کہ جزا کی کچہری میں ہم سیاہ اعمال نامہ لے کر آئے ہیں۔) مگر سیاہی کس طرح دھوئی جائے۔ علالت نے چین نہ لینے دیا۔ ؎

آدمی کہتے ہیں جس کو ایک پتلا کل کا ہے   پھر کہاں کل اسکو جب کل ہو ذرا بگڑی ہوئی!

اور اس پر حوادث۔ ؎

جوں دانۂ روئیدہ تہ سنگ ہمارا   سر زیر گرانبار الم اُٹھ نہیں سکتا۔

اس خیال سے کہ اندک بہم شود بسیار (تھوڑا تھوڑا بہت ہو جاتا ہے) کچھ کرنے کی ہمت کی۔ اور جب کچھ کیا۔ تو بے اختیار مُنہ سے نکلنے لگا۔ ؎

چہ فرصت ہا کہ گم کردم دریں راہ ⁂ زبختِ خوابناکِ غافل خویش

(کسقدر فرصت کے وقت میں نے اس راہ میں گم کر دیئے اپنے نیند کے متوالی اور غافل بخت کی وجہ سے)

غرض حدیث کی طرف رُخ کیا۔ دیکھا تو اس میں بیش بہا خزینہ ہے۔ اور ایسے دُرِّ مکنون ہیں جنہیں کبھی ہوا تک نہیں لگائی گئی۔ غیر مسلم تو درکنار مسلمانوں نے بھی کبھی انہیں نہ دیکھا نہ سُنا۔ کیونکہ وعظ کی مجلسوں اور خطبات میں ہمیشہ ہم خاص مضامین پر ہی گفتگوئیں سنتے رہتے ہیں۔ گویا یا تو مضامین کا ذخیرہ ہی صرف اس قدر ہے۔ یا وعظ کے لئے وہ اور صرف وہی مضامین مخصوص ہو چکے ہیں۔

وعظ کی مجلسوں میں شریک ہو کر بلا مبالغہ وہی باتیں سُننے میں آئیں جو اسی بیان کرنے والے سے کئی سال یا متعدد دفعہ پیشتر بھی سُنی تھیں۔

قرآن تو سر بسر نصیحت ہے۔ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ

(یہ (قرآن) تو بس (نری) نصیحت ہے اور پڑھنے کے لائق (اور) عام فہم) مسلمان قدرے قلیل تعداد میں اسے سمجھ کر پڑھتے رہتے ہیں۔ اور بعض غیر مسلم بھی کسی نہ کسی غرض سے کبھی کبھار دیکھ لیتے ہیں۔ مگر اس وجہ سے کہ حدیث کے علم کی مقدار بہت ہے۔ کتابیں بہت ہیں اور ان میں بھی مکررات کا حصہ غالب۔ بہت کم مسلمان حدیث پڑھتے ہیں۔ اور چونکہ حدیث میں بہت سا ذخیرہ اس قسم کے مضامین کا ہے جن سے سوائے مسلم کے دوسرے مذہب والے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے اس واسطے غیر مسلم اُس کی طرف رغبت نہیں

سند کے بعد جو الفاظ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم درج ہوتے ہیں۔ وہ بھی نہیں لکھے اور اسی طرح ترجمہ میں بھی ہر حدیث کے شروع میں یہ درج نہیں ہے۔ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سوائے کسی خاص مقام کے جہاں ایسا کرنے کی ضرورت پڑ گئی ؛

پس یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ہر حدیث اگر اس کا مضمون کسی اور کی طرف منسوب نہیں کیا گیا تو رسول اللہ صلعم کا ارشاد ہے۔

ایک حصے میں اردو ترجمہ دیا گیا ہے اور دوسرے حصے میں عربی اور حدیثوں کو گنتی کے نمبر دیئے گئے ہیں۔ جو صاحب اردو پڑھکر اس کی اصل عربی دیکھنا چاہیں وہ دوسرے حصے میں اس نمبر پر ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

بعض مقام پر راوی نے ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ اور پھر کہا ہے کہ اس کے وقوع میں آپنے پر یا اسے سنکر رسول اللہ صلعم نے فرمایا وہ واقعہ اردو میں تو بیان کیا گیا ہے۔ مگر بغرض اختصار عربی کا صرف اسی قدر حصہ لیا گیا ہے جسقدر آنحضرت کا ارشاد ہے۔

قوسی خطوط میں جو لفظ ہیں وہ اصل میں نہیں ہیں۔ اور زیادہ وضاحت کے لئے لکھ دیئے گئے ہیں۔

ایسا بھی دیکھنے میں آئیگا کہ کسی ایک حدیث میں دو مختلف مضمون ہیں معلوم ہوتا ہے کہ راوی کو وہی دو باتیں معلوم تھیں یا اس نے دونوں ایک ہی دفعہ بیان کر دیں اور محدث نے ایک ہی جگہ لکھ لیں۔

بعض حدیثوں کے اخیر پر حرف (ف) مخفف فائدہ لکھکر کچھ تشریح کی گئی ہے۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ اس سے مطلب کی زیادہ وضاحت ہو جائیگی کیونکہ ہر ایک حدیث کے الفاظ ایسے صریح اور سادہ ہیں کہ ان کے معنے اور مطالب واضح اور بیّن ہیں۔ البتہ اتنا کہہ سکتی ہیں کہ ایک حدیث کو پڑھکر اسکے متعلق جو خیال اسوقت دل میں پیدا ہوا وہ حوالہ قلم کر دیا گیا۔

ناظرین دیکھیں گے کہ بعض حدیثوں میں لفظ مسلم آتا ہے اور اس سے وہ رعایت جو اس حدیث میں درج ہے۔ گویا اُن کے لئے مخصوص کی گئی ہے۔ چونکہ گرد و پیش ہر وقت وہی لوگ رہتے تھے۔ اور تمام ملک بھی مسلمان ہو گیا تھا۔ اس واسطے ایسا ہونا ضروری تھا اسی طرح جہاں مسلمان کی امداد کا ذکر ہے۔ وہاں غرض حب قومی سے ہے غیر کی اس میں نفی نہیں۔

(تیرے پاک جوہر کو ہماری تعریف کی کچھ ضرورت نہیں۔ خدا کے دیئے ہوئے حسن پر کنگھی کرنے والی کی کاریگری کیا اضافہ کر دے گی؟)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر سوانح عمری شروع میں دی گئی ہے۔ ارادہ تھا کہ وہ نہایت ہی مختصر ہو۔ کیونکہ وہ اس کتاب میں صرف بطور تمہید آگئی ہے اور اس واسطے وہ واقعات کی ایک طرح کی فہرست ہی ہے مگر لکھتے لکھتے واقعات کی تفصیل کچھ بڑھ گئی۔

بیان وصف تو گفتن نہ حد امکان ست ۔۔۔ چراکہ وصف تو بیرون زحد اوصاف ست

(تیری تعریف کا بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ تیری تعریف وصف کی حد سے باہر ہے۔)

جو صاحب زیادہ مفصل دیکھنا چاہیں، وہ سوانح کی کتابوں کا ملاحظہ فرمائیں۔ ایک مختصر کتاب جو شردھے پرکاش دیوجی پرچارک برہم دھرم کے نام سے شائع ہوئی تھی بلاخوف تردید لکھا جاتا ہے۔ بہت اچھی اور معتبر ہے۔

بعض ناظرین دل میں خیال کریں گے کہ اس کتاب کی سفارش کیوں کی گئی ہے اس کی وجہ یہ ہے۔ ے

خوش تر آں باشد کہ ذکر دلبراں ۔۔۔ گفتہ آید در حدیث دیگراں۔

(زیادہ خوشی اس بات میں ہوتی ہے کہ اپنے پیاروں کا ذکر خیر غیروں کی زبان سے سنا جائے)

تیسیر الوصول میں جو اس کتاب کا ماخذ ہے۔ بخلاف حدیث کی اور کتابوں کے حدیثوں کی ترتیب حروف تہجی پر رکھی گئی ہے۔ مثلاً سب سے پہلے حرف الف لیا ہے پھر اس میں جتنے ہو سکتے ہیں۔ جیسے ایمان۔ امانت۔ امر معروف۔ اسما وغیرہ ان میں سے ہر ایک کے متعلق جس قدر حدیثیں ہیں انہیں ایک جز میں جمع کر کے اس کا نام کتاب رکھا ہے۔ اگر کتاب بڑی ہے تو اس کی تقسیم پہلے بابوں میں کر دی ہے۔ پھر فصلوں میں۔ اور اگر زیادہ بڑی نہیں تو محض فصلوں میں۔ جس کتاب کی حدیثیں تھوڑی ہیں۔ اس کی کوئی تقسیم نہیں کی گئی۔ پھر اسی طرح دوسرا حرف ب لیا ہے۔ اور علیٰ ہذا القیاس باقی حروف۔

اس منتخب میں اصل کی پیروی کی گئی ہے۔ صرف کتاب کا نام عربی لفظ میں جیسے ایمان بہ (دینکی) وغیرہ پیشانی پر دیا گیا ہے۔ اور باب اور فصل کی تقسیم نہیں کی گئی۔

ہر حدیث کا ماخذ کہ وہ کہاں سے لی گئی عربی حدیث کے آخیر پر درج ہے۔ مگر اس کی سند کہ (اس کا راوی کون ہے اختصار کی غرض سے نہیں دی گئی۔ بلکہ ہر حدیث کے ابتدا میں

غرض سے نہیں کی گئیں۔ اس لئے کہ ؎

دولت آنست کہ بے خونِ دل آید بکنار　　　ورنہ با سعی عمل باغ جناں ایں ہمہ نیست

(دولت وہی جو بغیر مشقت کرنے کے ہاتھ آئے۔ ورنہ امید پر کام کرنے سے جنت بھی کوئی شے نہیں ہے۔) اس ہی یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ رحم و کرم سے استغنا ہے۔ توبہ توبہ ؎

ارباب حاجتیم و زبانِ سوال نیست　　　در حضرتِ کریم تمنا چہ حاجت است

جامِ جہاں نماست ضمیر منیر دوست　　　اظہار احتیاج خود آنجا چہ حاجت ست

(حاجت مند ہوں مگر زبان پر حرف سوال نہیں لاتا۔ کریم کی درگاہ میں خواہش ظاہر کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ دوست کا روشن دل جہان کا دکھانے والا جام ہے۔ اپنا حاجت مند ہونا وہاں ظاہر کرنے کی کیا ضرورت ہے) حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آستان تقدس نشان سے جو وابستگی انس و محبت اور ارادت و عقیدت ہے۔ اور آپکے ارشادات کی جو عزت و عظمت اور قدر و منزلت ہے۔ اس نے یہ اعجاز مسیحائی کر دکھایا ؎

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید　　　دگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا مے کرد

(روح القدس کا فیض اگر پھر مدد فرمائے۔ تو دوسرے بھی وہ کر دکھائیں جو مسیحا کرتا تھا) ورنہ ادھر تو یہ حال تھا۔ کہ ؎

صلاح کار کجا و من خراب کجا　　　بہ بیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

(کہاں کام کی خوبی اور کہاں میں خراب۔ دیکھو راہ کی فرق کہاں سے کہاں تک ہے۔)

گر قبول افتد زہے عزو شرف

(اگر قبول ہو جائے تو کیا ہی عزت اور بخت کی رسائی ہو۔ ؎

بضاعت نیاوردم الا امید　　　خدایا زعفوم مکن نا امید

(میں کوئی سرمایہ امید کے سوائے نہیں لایا۔ اے خدا اپنی درگذر سے مجھے نا امید مت کیجو۔)

سراپا نیاز

نیاز علی

اسسٹنٹ انسپکٹر مدارس پنجاب پنشنر

پسرور (سیالکوٹ)

یوم سعید جمعہ۔

و تاریخ مبارک۔

۱۲۔ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ

اثنائے تحریر میں کہیں کہیں فارسی اشعار اور فقرے آ گئے ہیں۔ اُن سب کا اردو میں ترجمہ کر دیا گیا ہے۔ ناظرین میں سے وہ اصحاب جنہیں ابھی تعلیم ختم کئے پندرہ بیس برس ہو چکے ہیں۔ دیکھ کر متعجب ہوں گے کہ چھوٹے چھوٹے فقروں جیسی ناگفتہ بہ (ذکر کرنا اچھا ہے) کا بھی ترجمہ کیا گیا ہے اور وہ شاید اس طریق کو ناپسند کریں گے۔ مگر کیا کیا جائے؟ تعلیم کے نصاب آج کل کچھ اس قسم کے مقرر کئے گئے ہیں۔ کہ اگر ایک طالب علم کوئی بھی مشرقی زبان نہ پڑھے تو وہ فضیلت کی پگڑی باندھ سکتا ہے۔ یعنے بی۔ اے۔ اور ایم اے۔ ہو سکتا ہے۔

کبھی وہ زمانہ تھا کہ مسلمانوں کا کل علم اس ہندوستان میں بھی عربی میں تھا پھر دوسرا دور آیا کہ عربی کی جگہ پر فارسی قابض ہو گئی۔ مگر قرآن مجید کی آیتوں۔ حدیثوں اور عربی اشعار سے فارسی عبارت کی زیبایش ہوتی رہی۔ پھر تیسرا دور آیا کہ فارسی کی مسند پر اردو بیٹھ گئی۔ مگر عربی فارسی اشعار سے اس کی بھی زینت ہوتی رہی۔ اس کے بعد عربی کا ساتھ ساتھ قوسی خطوں میں ترجمہ ہونے لگا۔ اب عربی کو تو بالکل جواب مل گیا ہے۔ فارسی کا بھی کوئی شعر آ جائے۔ تو جب تک اس کا ترجمہ نہ کیا جائے اس کا لکھنا لاحاصل ہے۔ موجودہ صورت بھی اگر رہ جائے تو جانئے۔ ؎

ڈر ہے کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر مدت سے اسے دورِ زماں میٹ رہا ہے۔

ناظرین خاص کر علمائے کرام اگر ترجمہ یا کسی فایدہ میں کوئی سقم ملاحظہ فرمائیں تو براہ کرم معاف فرما کر مطلع فرمائیں۔ ؎

کرم خواندہ ام سیرتِ سروراں غلط گفتم اخلاقِ پیغمبراں

(یعنے پڑھا ہے کہ کرم سرداروں کی خصلت ہے۔ میں نے غلط کہا بلکہ وہ تو پیغمبروں کے اخلاق میں سے ہے) آخر حضرات علمائے کرام بھی پیغمبر کے سجادہ نشین ہیں۔ اور ادھر تو یہ حال ہے کہ ۔ خوشہ چینیم نہ خرمن اندوز۔ (کہ بالیں چننے والا ہوں نہ کھلیان جمع کرنے والا) جو کچھ بھی ہو سکا۔ تیار کر کے حاضر کر دیا۔ وہی مثال ہے۔ ؎

برگِ سبز است تحفۂ درویش چہ کند بے نوا ہمیں دارد

درویش کا تحفہ سبز پتہ ہی ہے۔ کیا کرے بیچارے کے پاس یہی ہے۔

ان اوراق کے لکھنے میں جو محنت اور ناچیز ساعی کی گئی ہیں۔ وہ ثواب حاصل کرنے کی

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا ــــــ دعائے خلیل اور نوید مسیحا (حالی)

(بوقبیس کعبہ کے پاس ایک پہاڑ ہے بطحیٰ مکے کو کہتے ہیں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں دعا کی تھی۔ کہ خدایا میری اولاد میں سے ایک رسول پیدا کرنا اور حضرت مسیح علیہ السلام نے بشارت دی تھی۔ کہ میرے بعد ایک نبی آئے گا جس کا نام احمد (سب سے زیادہ سراہا ہوا) ہوگا۔ آخری مصرعہ میں انہی دونوں باتوں کی طرف اشارہ ہے)

پس حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۹ اگست ۵۷۰ء کو جلوہ افروز عالم ہوئے۔ جبکہ نوشیروان عادل فارس پر حکمران تھا۔

خاندان آپ کے والد کا نام عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم تھا۔ ہاشم قریش کے قبیلہ میں جو عرب میں بڑی تعظیم و توقیر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ مشہور سردار تھے۔ چنانچہ رسول اللہ صلعم کی پیدائش کے وقت آپ کے دادا عبدالمطلب مکہ کے سردار تھے۔ آپ کی والدہ کا نام آمنہ تھا۔

یتیم ہو جانا عبداللہ کو اپنے چاند کا رُخ انور دیکھنا نصیب نہ ہوا وہ ملک شام میں تجارت کے واسطے گئے تھے۔ واپسی کے وقت مدینہ میں اُن کا انتقال ہوگیا۔ اب آپ کے دادا عبدالمطلب آپ کی سرپرستی کرنے لگے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے رواج کے مطابق ساتویں دن بڑا جلسہ کیا۔ اپنی برادری کو کھانا کھلایا اور اپنے پوتے کا نام محمد رکھا۔ یہ بھی لکھا ہے کہ آپ کی والدہ نے اپنی ایک خواب کی بشارت کی تعمیل میں احمد نام رکھا مگر چونکہ مسلمانوں میں یہ دونوں نام بولے جاتے ہیں۔ اُس وقت کے دستور کے مطابق دودھ پلانے کے واسطے بچہ حلیمہ نام ایک انّا کے سپرد کیا گیا۔ اور اناؤں کی طرح یہ انّا بھی گاؤں کی رہنے والی تھیں۔ دو برس کے بعد جب دودھ چھڑایا گیا۔ تو اس وقت بھی ماں نے اس خیال سے کہ باہر کی ہوا سے بچہ ابھی اور فائدہ اُٹھائے انّا نے بچہ لے لیا اور دو برس اور اس کے پاس رہنے دیا۔ بچہ نے ماں کی کنارِ عاطفت کا صرف دو ہی برس لطف اُٹھایا تھا۔ کہ اُن کا بھی انتقال ہوگیا اور وہ بھی سفر میں جبکہ مدینہ سے مکہ آ رہی تھیں اب تو پرورش کا سارا دارومدار دادا عبدالمطلب پر ہی پڑ گیا۔ مگر خدا تعالیٰ کی یہ مرضی تھی۔ کہ اس بچے کو جو دنیا کے یتیموں کا بلاواسطہ یا بالواسطہ (بذریعہ احکام قرآن اور حدیث) خبرگیر ہونے والا ہے۔ یتیمی کی حالت کا خوب تجربہ ہو جائے ؎

مرا باشد اندر طفلی خبر ــــ کہ در طفلی از سر برفتم پدر

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مختصر سوانح عمری

عرب کا ملک اس کی پیداوار اور باشندے

جزیرہ نما عرب کی زمین کا اکثر حصہ کوہستانی اور غیر آباد یا صحرائی ریگستان ہے۔ جہاں لُو اور صرصر چلتی رہتی ہے۔ باستثنائے خاص خاص مقاموں کے جہاں پانی کے چشمے ہیں اور جہاں انگور اور انار ہوتے ہیں۔ ملک کی عام پیداوار کھجور ہے۔ زیادہ تر باشندے بدو یا بدوی کے نام سے مشہور ہیں جس کے معنے جنگل کے رہنے والے کے ہیں۔ ان لوگوں کا طریق معاش یہ تھا۔ کہ خانہ بدوشی کی حالت میں جنگل میں رہتے تھے۔ جہاں گھاس پانی دیکھا۔ وہاں ڈیرہ ڈال دیا۔ جب چارہ ختم ہو گیا آگے چل دئے۔ ان کے خیمے یا جھونپڑیاں۔ اونٹ گھوڑے یا بکری کے بالوں اور کھجور کی پتیوں کے بنائے جاتے تھے۔

قصبوں کی قلیل آبادی میں سے بعض لوگ تجارت کے واسطے ملک شام میں جایا کرتے تھے۔ ان حالات میں نہ قوم نے کبھی اسقدر طاقت پکڑی کہ اُسے ملک گیری کی ہوس پیدا ہوتی۔ نہ ملک کی حالت کسی ارد گرد کے فرماں روا کو ترغیب دے سکی کہ وہ یہاں آتا۔ اور ان کے باہمی میل جول سے اہل عرب کے طریق بود و باش میں ترقی ہوتی۔ علم اور تہذیب کا تو نہ نام تھا نہ نشان۔ مگر فسق و فجور کی کوئی انتہا نہ تھی۔ رہزنی۔ بدکاری۔ شراب خوری دختر کشی اور جوا۔ غرض کسی عیب کی کمی نہ تھی۔ کشت و خون بڑا بھاری مشغلہ تھا۔ ایک لڑائی چھڑ جاتی تو کئی پشتیں اور کئی خاندان اس میں غارت ہو جاتے ایسی صورت میں روحانی زندگی اور خداشناسی کی کیا توقع ہو سکتی تھی؟ بت پرستی غایت درجہ کو پہنچ گئی تھی یہاں تک کہ ایک ایک خاندان کا اپنا اپنا بت جُدا تھا اور کوئی وہم و گمان نہیں ہو سکتا تھا کہ اس جلتے بھلستے ریگستان اور اُسکی ایسی جاہل فاسق اور قزاق آبادی میں سے کبھی کوئی مظہر نور خدا پیدا ہوگا۔ کہ ؎

حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت
بڑھا جانب بوقبیس ابر رحمت
ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت
چلے آتے تھے جس کی دیتے شہادت

اور آپ نے اسے آزاد کرا دیا۔ زید کا باپ اسے لینے آیا مگر اُس نے آپ کا ساتھ چھوڑنا پسند نہ کیا۔ اور آخر آپ نے اپنی پھوپھی زاد بہن زینب سے اس کا نکاح کر دیا۔

ایک دفعہ ملک میں قحط پڑا۔ آپ نے حضرت خدیجہ کے مال سے جو اُس نیک بیوی نے آپ کے سپرد کر دیا تھا۔ محتاجوں اور مسکینوں کے ساتھ بہت فیاضانہ سلوک کیا۔

وحی کا اُترنا آپ اپنے ملک اور قوم کے فسق و فجور کی حالت دیکھکر ہمیشہ اس فکر میں رہتے تھے کہ کسی طرح لوگ راہ ہدایت پر آئیں۔ اور پہاڑ کے غار حرا نامی میں جو مکہ سے قریبًا تین میل کے فاصلہ پر ہے تنہا بیٹھ کر خدا کی طرف دھیان لگاتے۔ اس خیال میں آپ اسقدر محو ہو گئے۔ کہ کئی کئی راتیں متواتر غار میں رہتے۔ چنانچہ ایک دن اسی غار حرا میں فرشتے نے آپ سے کہا کہ پڑھ آپ نے جواب دیا مجھے تو پڑھنا نہیں آتا۔ پھر اس نے کہا پڑھ آپنے وہی جواب دیا جو پہلے دیا تھا۔ پھر آواز آئی۔ پوچھا کیا پڑھوں کہا اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ۞ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۞ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۞ الَّذِيْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۞ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۞

(پڑھ اپنے اللہ کے نام سے جس نے (خلقت کو) پیدا کیا۔ جس نے انسان کو جمے ہوئے لہو سے پیدا کیا۔ پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے قلم کے ذریعہ علم سکھایا۔ اور انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو وہ نہیں جانتا تھا) اسے وحی کا اُترنا کہتے ہیں۔ اس وقت آپ کی عمر کا چالیسواں سال شروع تھا؀

حضرت خدیجہ اور دیگر اصحاب کا ایمان لانا رسول اللہ صلعم نے غار حرا کا یہ واقعہ حضرت خدیجہ سے بیان کیا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی۔ بعد ازاں ورقہ حضرت خدیجہ کا چچا زاد بھائی۔ آنحضرت کے چچا ابو طالب کے بیٹے حضرت علی جو ابھی جوان ہی نہ تھے۔ زید جسے غلامی سے آزاد کروایا تھا اور حضرت ابوبکر آپ کی رسالت پر یکے بعد دیگرے ایمان لائے۔ اور اس کے بعد اور لوگ بھی شامل ہوتے گئے؀

علانیہ تعلیم اول اول تو رسول اللہ صلعم مخفی طور پر لوگوں کو راہ حق کی تعلیم فرماتے رہے۔ مگر ایکدن آپ نے برادری کے لوگوں کو جمع کر کے علانیہ وعظ او تلقین کی۔ اِس سے لوگ ناراض ہو گئے؀

قریش کا مخالفت کرنا اور ایذا دینا اب قریش نے بھی علانیہ مخالفت شروع کر دی۔

(بچوں کے درد کی مجھی خبر ہے - کہ بچپن میں باپ کا سایہ میرے سر سے اٹھ گیا-)

ماں کی وفات کو دو برس بعد دادا بھی دنیا سے رخصت ہوئے - اس وقت بچے کی عمر آٹھ سال ہو گئی تھی

بصرہ کا سفر | اب آپ کے چچا ابو طالب کی باری آئی کہ وہ اس امانت کو سنبھالیں - انہوں نے بہت محبت سے اپنے بھتیجے کی پرورش کی +

لکھا ہے کہ ایک دفعہ تجارت کی غرض سے وہ شام جانے کے لئے تیار ہوئے - اونٹ پر سوار ہونے کو تھے - کہ بھتیجے نے بھی جس کی عمر اس وقت بارہ برس کی تھی - ہمراہ جانے کی خواہش کی - اور یہاں تک اصرار کیا کہ چچا کی ٹانگوں سے لپٹ گئے - آخر کار چچا اپنے ہمراہ لے گئے - بصرہ میں ایک عیسائی راہب سے جس کا نام بحیرہ تھا - ملاقات ہوئی - اس نے لڑکے کی گفتگو اور صورت سیرت دیکھ کر ابو طالب سے کہا - کہ یہ لڑکا بڑا ہونہار ہے - یہ عرب کی سیاہی دھو کر اسے روشن کر دیگا

ہم از عہد خوردی آثار بزرگی در ناصیۂ او پیدا - (لڑکپن سے ہی بزرگی کے نشان اسکی پیشانی پر دکھائی دیتے تھے -) بیہودگیوں سے اسے بچائے رکھنا -

صادق - اور امین کا لقب | اس کے بعد آپ تجارت کے لئے یمن کی طرف تشریف لیجاتے رہے - اور معاملہ میں صفائی کی وجہ سے لوگ آپ کو صادق اور امین کہنے لگے -

حضرت خدیجہ سے نکاح | مکہ میں خدیجہ نام ایک بیوہ عورت تھیں جو بہت مالدار تھیں انہوں نے آپ کی صداقت اور دیانتداری کا حال سنکر آپ کو تنخواہ دار - کارندہ بنا کر تجارت کے واسطے یمن بھیجا - اس سفر میں بہت منافع ہوا - اور خدیجہ اس قدر خوش ہوئیں کہ انہوں نے آپ سے نکاح کر لیا - اس وقت اُن کی عمر چالیس[۴۰] اور آپ کی پچیس[۲۵] برس کی تھی +

امور خیر میں حصہ لینا - | اس شادی کے بعد آپ امور خیر اور قوم وطن اور بنی نوع انسان کی ہمدردی میں بہت سرگرمی سے حصہ لینے لگے - ایک دن لوگوں کو جمع کر کے عہد لیا کہ کسی پر نہ ظلم کیا جائے نہ کسی کا حق تلف کیا جائے +

ایک عیسائی نے یونان کے بادشاہ کے ساتھ سازش کی کہ عرب کے ملک پر اس کا قبضہ کرا دے مگر آپ نے کوشش کر کے اس کے منصوبے کو پورا نہ ہونے دیا - اور اس طرح اپنے ملک کو غیر قوم کی حکومت سے بچا لیا -

ایک لڑائی میں ایک شخص زید ابن حارث اسیر ہوا - اسیر کرنے والوں نے اسے حضرت خدیجہ کے بھتیجے کے پاس بیچ دیا - اس نے اُسے اپنی پھوپھی کی نذر کر دیا -

ان کی شخصیت کا بڑا رعب تھا۔ اُن کا انتقال ہو گیا۔ اور چند ہی روز بعد حضرت خدیجہؓ نے بھی نکاح کے سولہ سال بعد قضا کی۔ رسول اللہ صلعم اور حضرت خدیجہ میں آپس میں بہت محبت تھی۔ اور آپ نے بڑی آسایش و آرام سے اُن کے ساتھ زندگی گزاری۔ اس بیوی سے آپ کے ہاں تین لڑکے پیدا ہوئے جو بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔ چار لڑکیاں ہوئیں۔ اُن میں سے ایک حضرت فاطمہ رضہ تھیں جن کا نام دنیا جہان میں روشن ہے۔ امام حسنؓ اور امام حسین شہید کربلا انہی کے بطن سے تھے +

آپ کا طائف کے جانا اور واپس آنا

غرض ان دونوں موتوں کا رسول اللہ صلعم کو بڑا صدمہ ہوا اور آپ کے حامیوں اور غمگساروں میں سے ایسے دو شخصوں کے کم ہو جانے سے مخالفین آپ کو سخت تنگ کرنے اور اذیت پہنچانے لگے کہ آپ اپنے شہر مکہ کو چھوڑ کر طائف چلے گئے۔ مگر وہاں بھی لوگ بڑی سختی سے پیش آئے۔ اور اُنہوں نے آپ کو پتھر مار کر شہر سے باہر نکال دیا۔ جب مکہ میں یہ خبر پہنچی تو اُنہوں نے باہم مشورہ کیا کہ جب آپ یہاں آئیں تو شہر کے اندر داخل نہ ہونے پائیں۔ اس مشورے میں مخالفت کا اظہار بڑے جوش سے ہوا۔ اور اس لئے کسی شخص نے آپ کی مدد کرنے کی جرأت نہ کی۔ آخر ایک شخص مطعم نامی کی شجاعت اور حُبّ الوطنی نے اُسے حمایت کے واسطے آمادہ کیا۔ اُس نے لوگوں کو للکار کر کہا کہ یہ کیا بےمروتی اور سنگدلی کی بات ہے۔ کہ ہم اپنے ایک ہم وطن اور ہم قوم کو اپنے گھر میں آنے سے روکتے ہیں۔ اور میں اگرچہ مسلمان نہیں ہوں۔ پر میں محمدؐ کی مدد اور حفاظت کروں گا۔ جو اسے چھیڑے گا وہ مجھے اپنا دشمن بنائے گا۔ چنانچہ مطعم اپنے قبیلے کے آدمیوں کو ساتھ لے کر رسول اللہ صلعم کو شہر میں لے آیا۔ اندر آ کر آپ نے قرآن کا پڑھنا اور وعظ کرنا شروع کر دیا۔ اِسپر لوگوں نے مطعم کو بھی بُرا کہا۔ آپ کو اپنا تو کیا خیال تھا سہ

مکن زغصہ شکایت کہ در طریق ادب   براحتے نرسید آنکہ زحمتے نکشید

(غصے سے شکایت نہ کر کہ ادب کے رستے میں وہ شخص راحت کو نہیں پہنچا جو زحمت نہیں اُٹھاتا)

مگر مطعم کی توہین سے بہت رنج ہوا سہ

مباش درپے آزار و ہرچہ خواہی کن   کہ در شریعتِ ما غیر ازین گناہے نیست

(آزار مت دے اور جو چاہے کر۔ کہ ہماری شریعت میں اس کے سوا اور کوئی گناہ نہیں ہے) آپ نے انبوہ عام میں پکار کر فرما دیا۔ کہ مطعم پر کسی طرح ذمہ دار نہیں ہے۔ میرا حافظ

رسول اللہ صلعم کو ڈرایا دھمکایا۔ دنیا کی دولت اور حکومت کا لالچ دلایا۔ مگر جب دیکھا کہ آپ کا جوش بُت پرستی کی مذمت اور اعلان حق میں کم نہیں ہوتا۔ بلکہ دن بدن بڑھتا جاتا ہے۔ تو انہوں نے آپ اور آپ کے پیرووں پر بہت سختی کرنی شروع کر دی۔ یہانتک کہ پتھروں کی چوٹوں سے آپ کی پنڈلیوں پر زخم ہو جاتے۔ ایکدن ایک شخص آپ کے گلے میں کپڑا ڈال کر آپ کا گلا گھونٹ رہا تھا۔ کہ اتفاق سے حضرت ابو بکر آنکلے۔ تب اُن کی مداخلت سے آپ کی رہائی ہوئی۔ مگر پھر اُن کی اپنی باری آگئی اور انہیں مار کر بے ہوش کر دیا۔ غرض اس عقوبت کی تفصیل کی جو مسلمانوں کو دی جاتی تھی۔ اس مختصر بیان میں گنجایش نہیں +

پہلی ہجرت | مگر جب مسلمانوں کی تکالیف حد سے زیادہ تجاوز کر گئیں۔ اور رسول اللہ صلعم انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے متحمل نہ ہو سکے۔ تو آپ نے اپنے پیرووں کو فرمایا کہ چھوڑو ایسے وطن کو جہاں دین حق پر چلنے کی وجہ سے اس قدر عقوبت دی جاتی ہے۔ اور حبش کے ملک میں چلے جاؤ۔ چنانچہ گیارہ مرد اور چار عورتیں ہجرت کر گئیں۔ ان میں سے تین شخص قابل ذکر ہیں۔ ایک آنحضرت کی صاحبزادی حضرت رقیہ اور انکے شوہر حضرت عثمان جو بعد میں خلیفۂ ثالث ہوئے اور حضرت جعفر طیار جو رسول اللہ صلعم کے چچا زاد بھائی تھے۔ یہ پہلی ہجرت کہلاتی ہے۔ جو سنہ ۵ نبوی میں واقع ہوئی۔

اس کے بعد ایک اور قافلہ حبش کو گیا اور اس دفعہ وہ بہت بڑا تھا۔ اس میں تراسی ۸۳ نفر مرد و عورت تھے۔ مخالفین وہاں بھی پہنچے۔ اور انہیں گرفتار کرنا چاہا مگر وہاں کے عیسائی بادشاہ نجاشی نام نے اُن کی کچھ پروا نہ کی۔ اور مہاجرین سے قرآن سنکر اور اس سے متاثر ہوکر ان کی غور و پرداخت کی۔ ان لوگوں کے مکہ سے چلے آنے کی وجہ سے مسلمانوں کی جمعیت تھوڑی ہوگئی۔ اور مخالفین رسول اللہ صلعم کو اور بھی زیادہ عذاب پہنچانے لگے۔ مگر آپکے چچا حمزہ اور ایک اور بڑا بارعب بہادر عمر نام جو بعد میں حضرت عمر خلیفۂ دوم کے نام سے مشہور ہوئے مسلمان ہوگئے۔ ان ہر دو کے اسلام کی جماعت میں داخل ہونے سے جماعت کو بڑی خوشی اور استحکام ہوا +

آپ کے دو چچا ابو لہب اور ابو جہل ایمان نہ لائے۔ اور بہت ہی مخالفت کرتے رہے۔ ابو طالب گو مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ مگر آپ کے ہر طرح حامی و مددگار تھے اور مخالفوں پر

جائے۔ ابوجہل نے جو آپ کا جانی دشمن تھا۔ اور مکہ کا ایک رئیس تھا۔ اس سازش میں بڑا بھاری حصہ لیا۔ آپ کو اس منصوبے کی خبر پہنچ گئی حضرت علی رضؓ آپ کے بستر پر لیٹ گئے تاکہ پہرے دار دروازے کی درزوں میں سے دیکھ سکیں کہ آپ اندر ہی ہیں۔ اور آپ گھر کی پچھلی جانب سے کودا اور حضرت ابوبکر کو اُن کے گھر سے ساتھ لے شہر سے باہر جا کر ثور پہاڑ کے ایک غار میں چھپ گئے۔ صبح کے وقت جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھاگ گئے ہیں۔ تو قریش کے غصےّ کی کیا انتہا تھی۔ اعلان کر دیا کہ جو شخص آپ کا سر کاٹ کر لائے گا۔ اُسے ایک سو اونٹ انعام دیا جائیگا۔ تلاش شروع ہو گئی۔ غار تک بھی دشمن پہنچ گئے ان کے پاؤں کی آہٹ سُنکر حضرت ابوبکر بہت ڈرے۔ اور کہا کہ ہم صرف دو ہیں اب ہمارا پچھاؤ شوار ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ دو نہیں ہم تین ہیں" تیسرا خدا ہے" وہ خدا جس کی طاقت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور جس کی حکمت سے کوئی واقف نہیں۔ لکھا ہے کہ کارساز حقیقی کی قدرت کاملہ سے وہاں ایک مکڑی نے جالا تن دیا اور ایک کبوتری نے انڈے بھی دے دیئے۔ اس واسطے دشمنوں نے غار کے اندر جانے کی ضرورت نہ سمجھی خدا کی طاقت اور حکمت غالب آگئی۔ اور سارے شہر کے لوگ ملکر بھی ایک جان کو نہ مار سکے جس کا حمایتی بھی ایک ہی متنفس تھا ؎

ہزار دشمنم ار میکند قصد ہلاک   گرم تو دوستی از دشمناں ندارم باک

(ہزار دشمن اگر میرے مار ڈالنے کا قصد کرے۔ اگر (اے خدا) تو میرا دوست ہے تو دشمنوں سے مجھے کچھ ڈر نہیں)

مدینہ میں پہنچنا تین دن کے بعد آپ غار سے نکلے اور ایک ہی اونٹ پر آپ اور حضرت ابوبکر دونو سوار ہو کر مدینہ روانہ ہوئے۔ موضع قبا میں جو مدینہ کے پاس ہے۔ حضرت علی بھی گرتے پڑتے وہاں پہنچ کر آپ کے ساتھ مل گئے۔ جب مدینہ پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے بڑی خوشی اور دھوم دھام سے استقبال کیا۔ ہر شخص یہی چاہتا تھا۔ کہ مجھے ہی اس بات کا فخر حاصل ہو۔ کہ سب سے پہلے میرے گھر میں قدوم میمنت لزوم کا ورود ہو۔ ادھر سے ایک کہتا تھا ؎ گر بر سر و چشم من نشینی۔   نازت بکشم کہ نازنینی۔

(اگر تو میرے سر اور آنکھوں پر بیٹھے۔ تو میں تیرا ناز اُٹھاؤں گا کہ تو نازنین ہے)

ادھر سے دوسرا کہتا تھا ؎

میرا خدا ہی ہے۔ اب قریش کو اپنے غصہ اور غضب کا عملی ثبوت دینے میں کیا روک تھی۔ رسول اللہ صلعم اور اُن کے پیرووں کو وہ اذیت اور عقوبت دینی شروع کی جس کا بیان ناگفتہ بہ (نہ بیان کیا ہوا اچھا ہے) مگر پرواکسے تھی ادھر تو یہ ورد تھا ؎

مرا عہدے ست با جاناں کہ تا جاں در بدن دارم
ہوا داری کویش را چو جانِ خویشتن دارم

(اپنے محبوب کے ساتھ میرا ایسا عہد ہے کہ جب تک میرے بدن میں جان ہے۔ اس کے کوچہ کی محبت اپنی جان کی طرح رکھوں گا۔)

معراج ستائیسویں رجب ۱۲ نبوی کی رات گزرنے کے بعد۔ رسول اللہ صلعم نے صحابہ سے فرمایا کہ گذشتہ رات کو میں حرم کعبہ میں سویا ہوا تھا۔ کہ جبرائیل علیہ السلام ایک تیز رفتار جانور جو چھوٹے گھوڑے کے مشابہ تھا اور جسے براق کہتے تھے لے کر آئے۔ اور مجھے سوار کرا کر پہلے بیت المقدس لے گئے اور پھر آسمانوں پر چڑھا لے گئے۔ وہاں جا کر اکثر انبیا کی ملاقات اور بات چیت کی۔ دوزخ اور بہشت کی کیفیت کا ملاحظہ کیا اور باری تعالے سے کلام کیا۔ اس واقعہ کو معراج کہتے ہیں۔ معراج کے معنے عروج یا سیڑھی کے ہیں۔ اور کنایہ اس نام میں آسمان پر چڑھنے سے ہے۔ اکثر علما اسے جسمانی معراج بیان کرتے ہیں۔ مگر بعض نے اسے روحانی لکھا ہے۔

مدینہ کے چند آدمیوں کا مسلمان ہونا۔ مدینہ کے چند آدمی جن کی تعداد چھ بیان کی گئی ہے۔ مکہ میں آئے ہوئے تھے۔ کہ اُنہیں رسول اللہ صلعم کا وعظ سُننے کا اتفاق ہوگیا۔ وہ آپ کے وعظ سے اسقدر متاثر ہوئے کہ آپ کی رسالت پر ایمان لے آئے۔ اپنے شہر میں جا کر انہوں نے یہ ماجرا بیان کیا اور دوسرے سال چند اور آدمیوں کو وہ اپنے ساتھ لائے۔ اُنہوں نے بھی جب وعظ سُنا تو رسول اللہ صلعم کے سامنے خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کا عہد کیا۔ اور ان کی واپسی پر مدینہ میں اسلام پھیلنا شروع ہوگیا۔

بڑی ہجرت اور آپ کا غار میں پناہ لینا۔ اس کے بعد مدینہ کے پچھتر مسلمان مکہ میں آئے اور رسول اللہ صلعم کی خدمت میں درخواست کی کہ آپ مدینہ تشریف لے چلیں۔ آپ نے اس درخواست کو منظور فرمالیا۔ اور مکہ کے مسلمانوں سے کہا کہ وہ تھوڑے تھوڑے ہو کے مدینہ چلے جائیں۔ چنانچہ سوائے رسول اللہ صلعم۔ حضرت ابوبکر۔ حضرت علی اور اُن کے متعلقین کے سب لوگ چلے گئے۔ اور مکہ اُجڑا ہوا سا شہر نظر آنے لگا۔ اس پر مخالفین کے غصے اور غضب کی آگ اور بھی بھڑکی۔ اور اُنہوں نے ایک دن اکٹھے ہو کر مشورہ کیا کہ رسول اللہ صلعم کو جس وقت صبح گھر سے نکلیں قتل کر کے اس جھگڑے ہی کو مٹا دیا

آپ سے نسبت ہوگئی۔ اب نکاح ہوگیا۔ اسوقت حضرت خدیجہ کی وفات کو تین سال ہوگئے تھے۔ مگر اس نکاح سے پہلے حضرت سودہ سے نکاح ہوگیا تھا۔ آگے چل کر ان نکاحوں پر کسی قدر تفصیل سے لکھا جائے گا۔ ان دونوں بیبیوں کو آپ نے مسجد کے پاس الگ الگ مکان بنا دیئے۔

حضرت فاطمہ رض کا نکاح

آپ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رض کا بھی جو اُس وقت پندرہ[١٥] سال کی ہوگئی تھیں حضرت علی[١٤] سے نکاح کر دیا۔ دو پاجامے۔ ایک بستر۔ ایک چکی مٹی کے دو گھڑے اور ایک لوٹا جہیز میں دیئے۔

معاہدہ بین الاقوام

رسول اللہ صلعم لوگوں کو قرآن جوں جوں نازل ہوتا سناتے اور انکو کاروباری اور معاملات میں راستی کی نصیحت فرماتے اور ان کے دلوں میں آپ کی اسقدر عزت و منزلت ہوگئی کہ وہ آپ کو نہ فقط دینی بلکہ دنیوی پیشوا بھی سمجھنے لگے۔ پس آپ نے مختلف اقوام میں آپس میں امن و امان سے رہنے کا ایک معاہدہ کرایا۔

بدر کی لڑائی۔

مدینہ میں ایک شخص عبداللہ نام بہت اقتدار رکھتا تھا۔ وہ ایسی تجاویز سوچ رہا تھا۔ جن سے کسی وقت وہ مدینہ کا حکمران سردار ہو جائے۔ رسول اللہ صلعم کی تشریف آوری سے اپنے ارادے خاک میں ملتے دیکھکر اسے رنج و حسد نے گھیر لیا۔ اور اُس نے قریش مکہ کو لکھا۔ کہ تم اگر محمد صلعم پر چڑھائی کرو تو میں بہت سی جمعیت کے ساتھ تمہاری مدد کروں گا ان لوگوں کے غصہ و غضب کی آگ پہلے ہی سے بھڑک رہی تھی موقعہ کو غنیمت سمجھکر چڑھائی کی تیاری کی۔ اُن کا ایک قافلہ شام سے آرہا تھا۔ اس سے شمال کی طرف سے دھاوا کرانا چاہا آنحضرت کو جب یہ خبر ملی تو آپ نے شام سے آنے والے قافلہ کے مقابلے کا ارادہ کیا۔ قریش نے خبر پاکر قافلہ کی مدد کے واسطے کمک بھیجدی۔ مگر قافلہ اُس کے پہنچنے سے پیشتر کسی دوسرے رستے مکہ چلا گیا۔ اور وہاں جاکر انہوں نے کمک کے دستے کو پیغام بھیجا کہ واپس آجائے۔ مگر وہ نہ آیا۔ رسول اللہ صلعم کا چچا ابوجہل اس فوج کا افسر تھا اس نے کہا کہ میں محمد صلعم کا نام و نشان مٹاکر واپس آؤں گا۔ بدر نامی کنوئیں پر لڑائی ہوئی۔ قریش نے شکست کھائی اور ابوجہل مارا گیا۔ اسیران جنگ کے ساتھ اسقدر نیک سلوک ہوا کہ اُن کا اپنا بیان ہے کہ ہمیں گیہوں کی روٹی دیگئی اور سواری دی گئی۔ اور فاتح لوگوں نے آپ کھجوریں کھاکر گزارہ کیا۔ اور پیدل چلے

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست

(میری آنکھ ہر وقت تیری طرف لگی ہوئی ہے۔ مہربانی کر اور اُتر آ کہ یہ گھر تیرا ہی گھر ہے)

اس موقعہ پر جو فیصلہ آپ نے فرمایا وہ آپ ہی کا حق تھا۔ فرمایا جہاں سواری کی اونٹنی اپنے آپ ہی بیٹھ جائے گی وہیں قیام ہوگا۔ آخر وہ ایوب نام ایک شخص کے گھر کے پاس بیٹھ گئی اور آپ وہاں ہی فروکش ہوئے۔ ایوب جامے میں پھولے نہیں سماتے تھے۔ کبھی سعدی کی روح (نام سوچیں۔ ایک ہی دن کی پیدائش ہیں) اُنہیں آکر کہتی تھی۔ کہ کہو سے

ز قدر و شوکتِ سلطاں نگشت چیزے کم از التفاتِ بمہماں سرائے دہقانے۔

کلاہِ گوشۂ دہقاں بآفتاب رسید کہ سایہ بر سرش انداخت چوں تو سلطانے

(بادشاہ کی قدر اور دبدبے میں سے کچھ بھی کم نہ ہوا جب کہ وہ ایک دہقان کے گھر میں مہمان ہوا) (کسان کی کلاہ کا گوشہ آفتاب تک پہنچ گیا۔ جب تیرے جیسے بادشاہ نے اُس کے سر پر سایہ ڈالا۔)

کبھی حافظ کی روح آکر کہتی تھی کہ میرا گیت سناؤ۔

تعالی اللہ چہ دولت دارم امشب کہ آمد ناگہاں دلدارم امشب

(سبحان اللہ آج کی رات مجھے کیسی دولت نصیب ہوئی ہے۔ کہ یکایک میرا دلدار آج کی رات میرے پاس آگیا)

مہاجر اور انصار | رسول اللہ صلعم نے مدینہ میں قیام فرمانے کے بعد سب سے پہلے یہ کام کیا کہ مکہ سے ہجرت کر کے آنے والوں اور مدینہ کے رہنے والے لوگوں میں آپس میں برادری قائم کی۔ اول الذکر مہاجر اور مؤخر الذکر انصار یعنے مدد دینے والے کے لقب سے ممتاز ہوئے۔

مسجد نبوی | بعد اُس کے اُسی جگہ پر جہاں پہلے دن اونٹنی آکر بیٹھی تھی۔ ایک مسجد بنائی اس وقت کچی اینٹوں گارے اور کھجور کے پتوں کے سوائے اور کیا مصالح میسر آسکتا تھا مگر اُسی مقام پر اب بڑی عالیشان عمارت مسجد نبوی کے نام سے کھڑی ہے ؎

حضرت عائشہ رضؓ کا نکاح | حضرت خدیجہ کی زندگی میں رسول اللہ صلعم نے کوئی اور نکاح نہیں کیا۔ ان کی وفات کے کچھ عرصے بعد حضرت عائشہ رضؓ کی

کنیزی میں قبول فرمالیں۔ ابھی آپ نے کچھ فیصلہ نہ فرمایا تھا کہ نکاح کا ہونا پہلے ہی مشہور ہوگیا۔ اور پھر آپ نے یہی مناسب سمجھا کہ نکاح کر لیا جائے۔ اور جتنے اسیر اس خاندان کے لوگ غلامی میں تھے جن کی تعداد سینکڑوں تک تھی وہ سب پاس ادب کے لحاظ سے سپاہ نے رہا کر دیئے ؎

خندق کی لڑائی۔

جنگ احد کے بعد ابو سفیان نے صرف ایک سال کے واسطے صلح کی تھی۔ جوں ہی یہ میعاد گذر گئی۔ باوجودیکہ وہ لڑائی جیت کر گیا تھا۔ فوراً دس ہزار سپاہ لے کر مدینہ پر چڑھ آیا۔ ادھر بمشکل ایک ہزار مسلمان رسول اللہ صلعم کے پاس تھے۔ اور وہ بھی بے سر و سامان۔ شہر کے گرد ایک خندق کھودی گئی۔ آنحضرت خود بنفس نفیس مزدوروں کی طرح خندق کھودتے رہے۔ آخر قریش کا لشکر آ پہنچا۔ مدینہ میں سے یہودیوں کا ایک قبیلہ بنی قریظہ نام جس کے ساتھ صلح کا معاہدہ تھا۔ قریش سے جا ملا۔ تھوڑی تھوڑی لڑائی ہوتی رہی آخر مسلمانوں کی حکمت عملی سے قریش کو اس بات کا یقین ہوگیا۔ کہ بنی قریظہ انہیں دھوکا دینے آئے ہیں۔ اور بنی قریظہ کو بھی قریش پر اعتبار نہ رہا۔ لڑائی رک گئی۔ اتنے میں آندھی اور بارش بہت زور سے آئی۔ قریش کے خیمے گر گئے اور بہت سا سامان پانی بہا لے گیا۔ اور رات میں یہ مشہور ہوگیا۔ کہ محمد کے سبب یہ آفت آئی ہے۔ ابو سفیان اور اس کی فوج بھاگ گئی۔ اب بنی قریظہ کی باری آئی۔ قبیلہ بنی اوس کے سردار سعد ابن معاذ کو انہوں نے ثالث مقرر کیا۔ اور سعد نے انہیں غدار قرار دیکر بہت سخت سزا کا حکم دیا۔

حج کا ارادہ اور صلح حدیبیہ۔

حج کعبہ کی رسم کی بنا رسول اللہ صلعم کی ڈالی ہوئی نہیں ہے۔ بلکہ بہت پہلے سے چلی آتی ہے جب حج کا موقعہ آیا۔ تو کچھ حج کی نیت سے کچھ وطن اور خویش و اقارب کو دیکھنے کی غرض سے چودہ سو مہاجر اور انصار مکہ جانے کے واسطے تیار ہو گئے۔ قریش کو جب یہ حال معلوم ہوا تو ایک بڑی بھاری فوج لے کر رستے میں آ جمے۔ رسول اللہ صلعم نے حضرت عثمان کی زبانی پیغام بھیجا۔ کہ ہم لڑنے کے واسطے نہیں آئے صرف حج کے لئے آئے ہیں۔ مگر وہ کب مانتے تھے۔ حضرت ایلچی کو قید کر لیا۔ اور کہا کہ جو آگے آئے گا اُس کا سر کاٹ دیا جائے گا۔ اور یہ بھی مشہور ہو گیا کہ حضرت عثمان شہید کئے گئے۔ اس پر رسول اللہ صلعم نے اپنے ہمراہیوں سے مرنے مارنے کا عہد لیا۔ جب قریش کو اس معاہدہ کی خبر پہنچی تو انہوں نے صلح کا پیغام بھیجا۔ اور آخر ان شرائط پر صلح ہوئی۔

یہ واقعہ ۲ سنہ ہجری میں ہوا ؂

احد کی لڑائی اگلے ہی سال قریش مکہ آتش انتقام سے بھڑک کر سات سو سوار دو ہزار تین سو پیادہ کا لشکر لے کر چڑھ آئے۔ رسول اللہ صلعم کا ارادہ تھا کہ مدینہ میں ہی محصور رہیں۔ مگر جوان آدمیوں نے مشورہ دیا کہ شہر سے باہر نکلکر لڑنا چاہیئے۔ چنانچہ تین میل مدینہ سے باہر اُحد نام پہاڑ پر ڈیرہ ڈال دیا۔ کل سپاہ سات سو نفر تھی جس کے پاس صرف دو گھوڑے تھے۔ لڑائی شروع ہوئی۔ رسول اللہ صلعم کے چچا حضرت حمزہ شہید ہوئے اور آپ کے اپنے منہ پر زخم آیا۔ اور ایک دانت بھی نکل گیا۔ ابوسفیان کی بیوی ہندہ نے آپ کے چچا کی لاش کی بڑی بے حرمتی کی ٹکڑے ٹکڑے کر کے ناک کان کاٹ ڈالے اور کلیجہ نکال کر دانتوں سے چبایا۔ اور دوسرے شہیدوں کی ناک و کان کاٹ کر ہار بنا کر گلے میں پہنا۔ آنحضرتؐ کو یہ حالت دیکھکر بہت رنج ہوا اور آپ نے چاہا کہ ایسا ہی حال کفار کی لاشوں کا کیا جائے۔ مگر آپ نے درگزر فرمائی اور صبر اختیار کیا ؂

مدینہ کے یہودیوں کا منصوبہ مدینہ کے یہودی بھی برسر فساد رہتے تھے۔ چنانچہ ایک دن ان کے ایک قبیلہ نے آپ پر اور آپ کے اصحاب پر ایک دیوار گرا کر مار ڈالنے کا ارادہ کیا اور دعوت کے بہانہ سے بلایا۔ مگر رسول اللہ صلعم پر راز کھل گیا اور بچاؤ ہوگیا۔ پھر جب اُن کی اپنی باری آئی تو وہ شام کے ملک اور خیبر کے قلعہ کی طرف بھاگ گئے۔ اس سے باقی یہودی زیادہ دشمن ہوگئے

حارث کے ساتھ لڑائی حارث ایک متصلہ علاقہ کے بادشاہ نے یہ حالت دیکھ کر مدینہ پر چڑھائی کردی۔ رسول اللہ صلعم نے اس کے مدینہ پہنچنے سے پیشتر ہی راستے میں اُس کا مقابلہ کیا۔ حارث شکست فاش کھا کر بھاگ گیا۔ مال غنیمت میں حارث کی بیٹی جویریہ بھی تھی۔ جو ثابت ابن قیس کے حصہ میں بطور کنیز آئی۔ شاہزادی نے اپنے لئے یہ بڑی ذلت سمجھی اور زر کثیر ثابت کو دینا کر کے آزادی حاصل کرنی چاہی۔ مگر حالتِ اسیری میں روپیہ کہاں سے مل سکتا تھا۔ آخر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض حال کیا۔ آپ نے ثابت سے تو کچھ نہ کہا کیونکہ ایسا کرنا خلاف مصلحت تھا۔ اپنے پاس سے رقم ادا کر کے جویریہ کو آزاد کرا کر حفاظت اور تکریم کے ساتھ اس کے باپ کے پاس روانہ کرا دیا۔ ادھر سے حارث بھی بہت سا مال و متاع لے کر آ پہنچا کہ بیٹی کو چھڑا لے جائے جب اُس نے اس کا حال سنا تو بہت شکر گزار ہوا۔ آپ کی رسالت پر ایمان لایا۔ اور درخواست کی کہ آپ اُس کی بیٹی کو اپنی

اچھوتا تھا توحید کا جام اب تک — خمِ معرفت کا تھا منہ خام اب تک
نہ واقف تھے انساں قضا اور جزا سے — نہ آگاہ تھے مبدا و منتہیٰ سے
لگائی تھی ایک اک نے لَو ماسوا سے — پڑے تھے بہت دور بندے خدا سے
یہ سنتے ہی تھرّا گیا گلہ سارا — یہ راعی نے للکار کر جب پکارا
کہ ہے ذات واحد عبادت کے لایق — زباں اور دل کی شہادت کے لایق
اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لایق — اسی کی ہے سرکار خدمت کے لایق
لگاؤ تو لَو اپنی اس سے لگاؤ — جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ
اسی پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم — اسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم
اسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم — اسی کی طلب میں مرو جب مرو تم
مبرّا ہے شرکت سے اس کی خدائی — نہیں اس کے آگے کسی کو بڑائی
خرد اور ادراک رنجور ہیں واں — مہ و مہر ادنےٰ سے مزدور ہیں واں
جہاں دار مغلوب و مقہور ہیں واں — نبی اور صدیق مجبور ہیں واں

نہ پرستش ہے رہبان و احبار کی واں
نہ پروا ہے۔ ابرار و احرار کی واں

غیر ملکوں کے سلاطین کو اسلام کی دعوت

سنہ ہجری میں رسول اللہ صلعم نے مختلف ممالک کے سلاطین کے نام اسلام کی دعوت کے خط بھیجے۔ اس سال آپ مکہ میں تشریف لے گئے۔ اور حسب قرارداد صلح نامہ تین دن رہکر واپس چلے آئے؛

فتح مکہ

سنہ ہجری میں قبیلہ بنی بکر نے قریش کی امداد سے قبیلہ بنی خزیمہ پر جو مسلمانوں کی حفاظت میں تھا حملہ کیا۔ قریش لڑائی کے وقت حرم کعبہ میں بھی گھس گئے۔ اور حالانکہ اس کی بنا رکھے جانے کے وقت سے وہاں لڑنا منع چلا آتا تھا۔ چند مسلمانوں کو جو وہاں موجود تھے قتل کر ڈالا۔ بنی خزیمہ نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں فریاد کی۔ قریش نے چونکہ اس لڑائی میں صلح نامہ حدیبیہ کی شرائط کو توڑ دیا تھا۔ وہ فسخ ہوگیا۔ رسول اللہ صلعم دس ہزار جرار فوج لیکر مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ قریش کا سردار ابوسفیان اس لشکر کی خبر سنکر سراسیمہ پھرنے لگا۔ اور رات کے وقت لشکر کو دیکھنے آیا۔ وہ سپاہ کی کثرت دیکھ کر ایسا گھبرایا۔ کہ سوائے اس کے اسے کچھ نہ سوجھا کہ سیدھا رسول اللہ صلعم کی خدمت میں چلا جائے۔ چنانچہ اس نے

(۱) دس سال تک کوئی لڑائی نہ ہو (۲) اگر کوئی مشرک مسلمانوں کے پاس چلا جائے تو واپس کیا جائے (۳) اگر کوئی مسلمان قریش کے پاس چلا جائے تو وہ واپس نہ کیا جائے (۴) ہر ایک قبیلہ عرب کو اختیار ہے کہ چاہے قریش چاہے مسلمانوں سے عہد و پیمان کرے۔ (۵) اب مسلمان جو ابھی ایک منزل مکہ سے اس طرف مقام حدیبیہ پر تھے واپس چلے جائیں۔ اگلے سال آئیں۔ مگر تلوار کے سوا اور کوئی ہتھیار نہ لائیں اور صرف تین دن مکہ میں ٹھہریں۔ اس صلح نامے کے بعد مسلمان طوعاً و کرہاً مدینہ واپس ہو گئے۔

خیبر کی لڑائی | مدینہ سے شمال مشرق کی طرف تین دن کے رستے پر ایک علاقہ خیبر کے نام سے مشہور تھا۔ جس میں یہودی لوگ آباد تھے اور وہاں اُنہوں نے اپنی حفاظت کے لئے بہت سے قلعے بنا رکھے تھے۔ یہودی پہلے ہی مسلمانوں کے مخالف تھے۔ مگر چونکہ مدینہ کے یہودی بنی قریظہ اور اَور یہودی وہاں پناہ لینے کی غرض سے چلے گئے تھے۔ اس سے وہ اور بھی زیادہ دشمن ہو گئے۔ اُنہوں نے چاہا کہ مسلمانوں کو تباہ اور برباد کر دیا جائے۔ اور اس سازش میں عرب کے کئی قبیلے بھی ان کے ساتھ شریک ہو گئے۔ رسول اللہ صلعم نے ان کے حملے سے پیشتر خود ان پر چڑھائی کر کے انہیں شکست دی۔ یہودیوں نے بڑے عجز سے صلح کی درخواست کی۔ اور آپ نے بغیر ان کے ملک پر قبضہ کرنے اور ان کے مذہب میں مداخلت کرنے کے ان کی درخواست منظور فرمائی۔

روایت ہے۔ کہ خیبر کے قیام کے زمانہ میں ایک یہودن نے رسول اللہ صلعم کے کھانے میں زہر ملا دیا۔ مگر آپ نے اُسے معاف کر دیا۔ اور کوئی مواخذہ نہ کیا۔

توحید الٰہی | حضرت محمد رسول اللہ صلعم کا لقب رحمۃ للعلمین بھی ہے یعنے دنیا جہان کے واسطے رحمت اور امر واقعہ بھی یہی ہے۔ کیونکہ جب آپ کی بعثت ہوئی تو ساری خدائی۔ اپنے خدا سے دور پڑی تھی۔ دنیا بھر کی زمین میں ایک بالشت بھر ٹکڑا نہ تھا۔ جہاں توحید الٰہی کا کوئی شناسا اور قائل ہو۔ آپ کی تعلیم نے دنیا میں نور پھیلا دیا۔ بندوں کا تعلق جو اس وقت اپنے خدا سے تھا۔ اور اس کے متعلق جو ہدایت رسول اللہ صلعم نے فرمائی۔ اُسے خواجہ حالی نے اس طرح منظوم فرمایا ہے ؎

L113

کسی کو ازل کا نہ تھا یاد پیماں	بھلائے تھے بندوں نے مالک کے فرماں
زمانہ میں تھا دورِ صہبائے بطلاں	مئے حق سے محروم تھی بزمِ دوراں۔

سو وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہو گیا۔ جو دس ہزار قدوسی ہمراہ لے کر آئے ؎

حنین کی لڑائی | ۸ ہجری میں مقام حنین پر بنی ہوازن اور ثقیف دونوں نے مل کر مسلمانوں سے لڑائی کی۔ پہلے تو مسلمانوں کو ہزیمت ہوئی مگر پھر سنبھل گئے۔ بنی ثقیف تو اپنے شہر طایف کو بھاگ گئے۔ مگر بنی ہوازن کے مرد اور عورت گرفتار ہو گئے۔ اور حسب قاعدہ غلام بنائے گئے۔ پھران کے عجز وانکسار پر سب کو بلا معاوضہ رہائی دی گئی۔

روایت ہے۔ کہ ام سلیم نے جو اس لڑائی میں موجود تھیں کہا۔ یا رسول اللہ ان آزاد کئے ہوئے (نومسلم) لوگوں کو جو ہمارے پیچھے تھے۔ اور جو ہزیمت دلانے کا موجب ہوئے مار ڈالئے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے ام سلیم۔ اللہ نے ہمارا مطلب پورا کر دیا۔ اور اچھا کر دیا۔ انہیں کیوں مارا جائے۔ بنی ثقیف جس طائف کو بھاگ گئے۔ یہ وہی طائف ہے جہاں سے رسول اللہ صلعم کو لوگوں نے پتھر مار مار کر زخمی کر کے نکال دیا تھا۔ ایک دفعہ صحابہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ قوم ثقیف کے تیروں نے ہمارے دل کو چھلنی کر دیا ہے۔ ان کے واسطے (بد) دعا کیجئے۔ آپ نے فرمایا اے خدا قوم ثقیف کو ہدایت دے۔ آخر ثقیف نے اس شرط پر اطاعت قبول کی کہ نہ ہم زکوٰۃ دیں گے اور نہ جہاد میں شریک ہوں گے۔ جب ایلچی معاہدہ کے واسطے آئے تو انہیں اُترنے کو مسجد میں جگہ دی۔ بعد میں وہ لوگ خود ہی مسلمان ہو گئے ؎

قوم طے سے لڑائی | اس کے بعد آپ مدینہ تشریف لے گئے۔ ایک لڑائی قوم طے کے ساتھ ہوئی۔ انہیں شکست ہوئی۔ اسیران جنگ میں حاتم طائی کی بیٹی بھی تھی۔ رسول اللہ صلعم نے اُسے آزاد فرما دیا۔ وہ حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا۔ کہ اگر باقی اسیر غلام بنائے جائیں گے۔ تو مجھے بھی ان کے ساتھ غلامی میں رکھا جائے۔ اور اگر انہیں قتل کرنا ہے تو مجھے پہلے قتل کیا جائے۔ میری آزادی یا حیات پر۔ اپنے براداران وطن کی غلامی یا موت کے مقابلے میں حیف ہے۔ آپ نے سب اسیروں کو رہا فرمایا۔ اور اس مروت کا ان پر ایسا اثر پڑا۔ کہ وہ سب مسلمان ہو گئے۔

سال وفود | سنہ ۹ ھ میں جب مکہ کے سب لوگوں نے دین اسلام اختیار کر لیا۔ تو پھر گردو نواح ہر طرف سے لوگ بڑی بڑی بھاری جماعتوں میں مذہب اسلام کو قبول

یہی کیا۔ اور وہاں جا کر مسلمان ہو گیا۔ صبح کے وقت لشکر اسلام نے کوچ کیا۔ حضرت ابو سفیان اجازت لے کر آگے چلے گئے۔ کہ لوگوں کو سمجھا دیں کہ وہ مقابلہ نہ کریں۔ مگر عکرمہ ابن ابو جہل نے شرارت کی سپاہ کے ایک حصہ پر حملہ کر دیا۔ دو مسلمان مارے گئے۔ مگر ساتھ ہی اس کے اٹھائیس آدمی قریش کے ڈھیر ہو گئے۔ آپ نے پہلے کعبہ کا طواف کیا۔ اور اس پاک گھر کو بتوں سے خالی کر دیا۔ اس وقت مکہ میں ایک عجیب نظارہ تھا۔ وہ شخص جسے گھر سے باہر نکلنا نہ ملتا تھا۔ اگر نکلے تو پتھر برسا کر زخمی کر دیا جاتا تھا۔ جس کے رفیقوں کو اس کے سامنے انواع و اقسام کے اسقدر عذاب دیئے جاتے تھے۔ کہ اسے باہمی رفاقت سے محروم ہو کر انہیں ترک وطن مالوف پر مجبور کرنا پڑا۔ اور پھر خود بھی راتوں رات اپنی جان بچا کر ان کے پیچھے دوڑنے کے سوا چارہ نہ رہا۔ جس کے قتل کے انعام کا اعلان تھا۔ آج وہ نہ صرف اپنے شہر بلکہ اپنے ملک کا حاکم اور بادشاہ بنکر ایک جرار لشکر کے آگے فاتحانہ تزک وشان سے اپنے شہر میں داخل ہوتا ہے۔ قریش زن و مرد کانپ رہے تھے۔ کہ ابھی کیا حکم ہوتا ہے۔ کس کا سر کٹتا کس کا گھر لٹتا ہے۔ بعض نے بھاگنے کا عزم کیا۔ مگر فاتح کوئی ملک گیر بادشاہ نہ تھا۔ وہ تو رسول اللہ تھا۔ جسے نہ پہلے دکھ کا ذاتی رنج تھا۔ نہ اس سکھ کی ذاتی خوشی تھی۔ ہر حالت میں صرف کلمتہ اللہ (اللہ کی کلام) کی اشاعت مقصود تھی۔ اعلان کر دیا گیا۔ کہ کوئی ہتھیار نہ اٹھائے۔ کوئی شہر چھوڑ کر نہ جائے۔ کسی سے انتقام نہیں لیا جائیگا ہر کسی کے ساتھ مروت اور مہربانی ہو گی۔ بڑے بڑے بھاری مجرم۔ جنہوں نے مسلمانوں کے بڑے معتمد سردار مرد اور عورتوں کو جان سے مار ڈالا تھا یا سخت ایذا دی تھی۔ یا رسول اللہ صلعم کی بے ادبی کی تھی پیش ہوئے اور سب کو بلا استثنا معافی دی گئی ؛

اس فتح سے توحید الٰہی کا دنیا جہان میں ڈنکا بج گیا۔ اور توریت مقدس کی ذیل کی پیشگوئی جو اسوقت تک ناتمام تھی۔ مکمل ہو گئی "خداوند سینا سے آیا اور سعیر سے اُن پر طلوع ہوا۔ فاران کی چوٹیوں سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ اور اس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی" کتاب استثنا باب تینتیس ۳۳۔

سینا اور شعیر سے حضرت موسےٰ علیہ السلام اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ذریعہ خداوند کا طلوع ہو چکا تھا۔ اب اُس کا فاران مکہ کے پہاڑ کی چوٹیوں پر جلوہ گر ہونا باقی تھا۔

لڑائیاں کیوں ہوئیں

رسول اللہ صلعم کا مدینہ میں قیام کا زمانہ جنگ و جدل میں ہی گزرا مگر ناظرین نے یہ دیکھ لیا ہے۔ کہ مکہ کے مخالفین مشرکین آپ کو اس قدر ایذا دیتے تھے۔ کہ آپ کو وطن چھوڑکر مدینہ جانا پڑا۔ اور مدینہ میں بھی انہوں نے چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ کبھی دائیں سے کبھی بائیں سے آپڑتے۔ روز جنگ روز جنگ۔ چنانچہ یہ واضح ہو چکا ہے۔ کہ کوئی لڑائی رسول اللہ صلعم نے خود بخود مخالف حریف کی ایزا دہی کے لئے نہیں کی۔ بلکہ جو لڑائی کی وہ اپنے بچاؤ کے لئے کی۔ اور پھر مفتوح و مغلوب فریق اور اسیروں سے وہ برتاؤ نہیں کیا جو فاتح لوگ کرتے ہیں یا مخالف کرتے تھے۔ بلکہ بہت کچھ فیاضانہ اور کریمانہ سلوک کیا۔

مومنوں کی مائیں یعنی آنحضرت صلعم کی بیویاں

پہلے ذکر آچکا ہے۔ کہ حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد آپ نے حضرت سودہ اور حضرت عائشہ رضہ سے نکاح کیا۔ اور پھر حضرت جویریہ سے۔ اسکے بعد سات اور عورتوں سے نکاح ہوا جن میں سے ایک حضرت زینب بنت خزیمہ نے نکاح کے بعد دو تین مہینے ہی زندہ رہکر آپ کی زندگی میں انتقال کیا۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ حضرت زینب کا یہ پانچواں نکاح تھا۔ جب اس بات پر غور کی جائے۔ کہ پہلا ہی نکاح اس عورت سے ہوا جو دو دفعہ بیوہ ہو چکی تھی جس کے تین بچے دو لڑکے اور ایک لڑکی زندہ تھے۔ اور چالیس سالہ عمر کی تھی۔ اور ادھر پچیس ۲۵ سال کے خوب صورت صالح اور اعلے خاندان کے کنوارے جوان۔ اور پھر پچیس ۲۵ سال تک جب کہ بیوی کی عمر پینسٹھ سال کی ہوگئی تھی۔ کوئی نکاح نہ کیا۔ اور جو نکاح بعد میں ہوئے وہ کسی نہ کسی مصلحت پر مبنی تھے۔ تو صاف طور پر واضح ہو جائے گا۔ کہ آپ کے نکاح کرنے سے نفسانی اغراض کا پورا کرنا مطلوب نہ تھا۔ بلکہ بے کس بیوگان کی امداد تالیف قلوب اور بہتری جماعت مد نظر تھی۔ ان نکاحوں کے وقت آپ کی عمر پچاس سال سے تجاوز کر چکی تھی ؛

حضرت سودہ جن کے ساتھ حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد نکاح ہوا حبش سے واپس آئے ہوئے مہاجرین میں سے ایک بڈھی اور بے کس بیوہ تھیں اور انہوں نے خود ہی کہہ دیا تھا۔ کہ میری عمر نکاح کے لائق نہیں مگر میں رسول اللہ صلعم کے حرم سرائے میں رہنے کی عزت حاصل کرنا چاہتی ہوں۔

حضرت عائشہ رضہ کا جب نکاح ہوا تو وہ گو کنواری مگر ابھی خورد سال تھیں۔ اور یہ نکاح صرف حضرت ابوبکر کی رضامندی کی خاطر کیا گیا تھا۔ باقی بیویوں میں سے کوئی ایسی نہیں تھی۔ کہ

رنے کے واسطے آنے لگے۔ اور اسقدر ایلچی آئے۔ کہ یہ سال ہی سال وفود کے نام سے مشہور ہے۔ اگلے سال آپ نے حضرت علی کو یمن میں تبلیغ اسلام کے واسطے روانہ فرمایا۔ اور یمن کے ہزاروں آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے۔ غرض اس طرح کل ملک عرب میں خدا کا دین پھیل گیا۔ اور کفر اور بت پرستی نیست و نابود ہو گئی ؞

آخری حج | سنہ ہجری میں جب دین اسلام کی اشاعت عام ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا کہ وہ فرض جو میرے ذمہ تھا۔ اب ادا ہو چکا۔ آپ نے اپنے آخری حج کی تیاری کی۔ اور اذن عام دیا کہ جو شخص جانا چاہے۔ جا سکتا ہے۔ چنانچہ ایک لاکھ چوبیس ہزار مسلمان آپ کے ہمراہ ہوئے۔ یہ لکھنا غیر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اتنا بڑا ہجوم پہلے کبھی کعبہ میں نہیں ہوا تھا۔ آپ نے عرفات کے پہاڑ پر کھڑے ہو کر آخری خطبہ سنایا۔ اور یہ کہہ کر کہ شاید اگلے حج کے موقعہ پر میں تمہارے درمیان میں نہ ہوں گا۔ وعظ و نصیحت فرمائی جس کا خلاصہ یہ تھا۔ قرآن کے احکام کی پوری تعمیل کرنا۔ اپنے ہر فعل کے واسطے اپنے آپ کو خدا کے سامنے ذمہ وار سمجھنا۔ ناحق خون نہ کرنا۔ بیگانہ حق زائل نہ کرنا۔ آپس میں مہر و محبت کے ساتھ رہنا۔ عورتوں کے حقوق کی نگہداشت کرنا۔ اور غلاموں سے نیک سلوک کرنا ؞

وفات | سنہ ۱۱ ہجری کے دوسرے مہینے صفر کے آخری دنوں میں آپ کو بخار ہو گیا۔ اور تکلیف دن بہ دن زیادہ ہوتی گئی۔ وفات سے تین دن پیشتر سہارا لے کر آپ باہر تشریف لائے۔ اور حضرت ابوبکر کو امام بنا کر ان کے پیچھے نماز پڑھی۔ یہ مسجد میں آخری نماز تھی۔ اور حاضرین سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ اگر میں نے کسی کو کوئی تکلیف دی ہے۔ تو وہ جس طرح چاہے اس کی تلافی کر لے اور اگر کسی کا قرض میرے ذمہ ہے۔ تو وصول کر لے میں اس سے ناراض نہیں ہوں گا۔ ایک شخص نے تین درم کا مطالبہ کیا جو اسے دیئے گئے اس کے بعد وعظ و نصیحت فرما کر اندر تشریف لے گئے۔ اور آخر اسی تاریخ کو جس تاریخ پیدا ہوئے تھے یعنی بارہ ماہ ربیع الاول مطابق ۸ جون سنہ ۶۳۲ء کو اللھم الرفیق الاعلیٰ (اے اللہ اعلیٰ رفیق سے ملنا چاہتا ہوں) منہ سے آہستہ آہستہ کہتے ہوئے۔ تریسٹھ سال کی عمر میں جان بحق تسلیم کی

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؞

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلعم کی آل نے اُن کی زندگی میں تین دن تک متواتر کبھی گیہوں کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی۔ اور ایک دوسری روایت ہے۔ کہ آل رسول اللہ صلعم نے اگر ایک دن میں دو لقمے طعام کھایا تو اس میں ایک لقمہ کھجور کا تھا۔ پھر ایک اور روایت میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم اور اُن کے عیال کئی راتیں متواتر بھوکے گزارتے۔ کہ رات کا کھانا میسر نہ آتا تھا۔ اور اکثر اوقات اُن کے کھانے کی روٹی جو کی ہوتی +

حضرت عمرؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ دن بھر بھوک کی وجہ سے بیقراری میں گزارتے۔ اور خراب قسم کی کھجوریں بھی میسر آتیں۔ کہ اُن سے پیٹ بھرتے +

حلیہ رسول اللہ صلعم کی صورت خوب۔ قد میانہ۔ رنگ گندمی رخسارے لمبے۔ آنکھیں سیاہ پیشانی گول۔ اور سر بڑا تھا۔ بال گھونگر والے اور سیدھے کے بین بین۔ آپ نے نہ سفید بال اکھڑوائے نہ خضاب کیا۔ رفتار تیز اور خوش نما تھی۔ صورت بارعب مگر طبیعت نرم تھی۔ اور دل سخی فراخ اور قوی تھا +

عادات آپ شیریں کلام تھے اور بے فائدہ بات نہ کرتے مگر سامعین کے ذہن نشین کرنے کے واسطے ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے اور بوقت ضرورت دُہراتے۔ جب بھیڑ ہوتی مثلاً حج یا کسی اور موقع پر تو آپ اپنے آگے سے لوگوں کا ہٹایا جانا بُرا سمجھتے۔ اور کسی کو آنے والے کو مارنے کی اجازت نہ تھی۔ اپنی ذات کے واسطے انتقام نہ لیتے۔ ایک دفعہ ایک گنوار سائل نے آپ کا کپڑا اسقدر کھینچا کہ گردن پر نشان پڑ گیا۔ آپ ہنسے اور اسے کچھ دینے کا حکم دیا۔ ایک دفعہ اسی آدمی کوہ تنعیم سے صبح کے وقت قتل کے ارادے سے آپ کے پاس پہنچے۔ سب کے سب گرفتار کر لئے گئے۔ مگر آپ نے سب کو رہا کر دیا۔ اخلاق کی بہت زیادہ تفصیل کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ اس کتاب کا مطالعہ جس میں آپ کے اقوال اور افعال کے بیان مندرج ہیں۔ آپ کے اخلاق کی وسعت کا ناظرین کو خود بخود اندازہ لگانے کے قابل بنا دے گا۔ مشک آنست کہ خود ببوید۔ نہ کہ عطار بگوید (مشک وہ ہے جو اپنے آپ خوشبو دے۔ نہ کہ عطار کہے۔ کہ یہ خوشبو دیتا ہے)

قرآن

قرآن کے معنے پڑھنے کے لائق (کتاب) ہیں۔ اصطلاح میں اس کتاب کا نام ہے جس میں وہ جملہ احکام اور حالات جو بذریعہ وحی رسول اللہ صلعم پر نازل ہوئے درج ہیں۔ یہ ساری کتاب ایک ہی دفعہ نازل نہیں ہوئی۔ بلکہ تھوڑی تھوڑی وقتاً فوقتاً تئیس سال کے عرصے

جس کا ایک یا زیادہ دفعہ پہلے نکاح نہ ہو چکا ہو۔
حضرت حفصہ۔ حضرت ام سلمہ۔ حضرت ام حبیبہ حضرت سودہ کی طرح حبش کے مہاجرین میں سے تھیں۔ اور وہاں ہی بیوہ ہو گئی تھیں۔ پہلی حضرت عمر کی بیٹی تھیں۔ اور حضرت عثمان نے ان کے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اور حضرت عمر جیسے جلیل القدر صحابی کی دلجوئی اسی طرح ہو سکتی تھی۔ کہ آپ خود ان سے نکاح کرلیں۔ دوسری کے چار بچے بھی تھے۔ وہ رشتے دار بھی تھیں۔ ان کی نگہداشت بھی ضروری تھی۔ تیسری جیسے اُن کے نام سے ظاہر ہے ایک لڑکی کی ماں۔ ابوسفیان کی بیٹی اور اس لئے وہ بھی رشتہ دار۔ نیز ابوسفیان جیسے دشمن اور مخالف کے ساتھ مروت سے پیش آنا۔ اُسے رام کر کے اپنے گروہ کو تقویت بخشنا تھا۔
حضرت زینب کا نکاح آزاد کئے ہوئے غلام زید سے کیا گیا تھا۔ مگر میاں بیوی کی آپس میں ناموافقت رہی۔ آخر طلاق تک نوبت پہنچی۔ اور وہ بہت دل شکستہ ہوئیں۔ پھوپھی کی بیٹی تھیں آخر ان کی دلجوئی بہت ضروری تھی۔ مگر ان کی عمر اڑتیس سال ہو گئی تھی۔ انہیں حرم سرائے میں داخل فرما لیا۔ جس سے وہ خوش ہو گئیں۔
اسی طرح سے باقی دو بیویاں حضرت میمونہ اور حضرت صفیہ بھی آپ کی خدمت میں آنے سے پہلے دو دو نکاح کر چکی تھیں۔
حضرت خدیجہ کے بطن سے جو اولاد ہوئی اسکا مجمل ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ باقی سب بیویوں کے ہاں آپ سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ سوائے اس کے کہ ایک کے ہاں ایک لڑکا ہوا جو بچپن میں فوت ہو گیا۔ باوجود مذکورہ بالا حالات کے آپ اپنے برتاؤ میں کسی بیوی کے ساتھ کوئی تفریق نہ فرماتے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضؓ جو عمر میں سب سے چھوٹی اور کنواری بیاہی گئی تھیں روایت کرتی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم اپنی بیویوں کے پاس رہنے کا وقت تقسیم کرتے یعنی باری مقرر کرتے۔ اور انصاف کرتے۔ اور کہتے یا اللہ یہ میری تقسیم ہے۔ جو میرے اختیار میں ہے۔ پس مجھے ملامت نہ کیجو۔ اس چیز کی بابت جو تیرے اختیار میں ہے۔ اور میرے بس کی نہیں۔ یعنی کوئی تندرست ہے۔ کوئی علیل۔ کسی کی اولاد ہے۔ کسی کی نہیں۔

طریق معاش آپ باوجود اسقدر اختیار قدرت شوکت اور سلطنت رکھنے کے نہایت سادہ اور فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں۔ کہ کوئی مہینہ ایسا آتا۔ کہ ہم اس میں کبھی آگ نہ جلاتے۔ اور صرف پھل اور پانی پر ہی گزارہ کرتے۔ البتہ کبھی کسی کے ہاں سے گوشت آجاتا۔ تو وہ پکا لیتے۔

منگا کر اُس کی چند نقلیں کروالیں - اور مختلف ممالک میں بھجوادیں - اور جتنے نوشتے کسی کے پاس تھے - سب اکٹھے کرکے جلا دیئے - یہی وجہ ہے - کہ حضرت عثمانؓ کو جامع القرآن کہتے ہیں - اگرچہ حقیقت میں جامع القرآن حضرت ابوبکر ہیں - اور انہوں نے بھی اتنا کیا - کہ ایک جگہ جمع کرکے لکھوا دیا - ورنہ سورتوں میں آیتوں کی ترتیب رسول اللہ صلعم کی مقرر کی ہوئی ہے - اور چونکہ آیتیں وقتاً فوقتاً نازل ہوتی رہتی تھیں - آپ فرمادیتے تھے - کہ اسے فلاں سورت میں فلاں آیت کے آگے درج کرلو - اور اس طرح نزول قرآن یعنے رسول اللہ صلعم کی زندگی کے زمانہ میں تکمیل قرآن نہیں لکھا جاسکتا تھا +

حدیث

حدیث کے اقسام حدیث عربی لفظ ہے - جس کے معنے بات کے ہیں - مگر شرعی اصطلاح میں رسول اللہ صلعم کے (۱) قول (۲) اور فعل کے بیان (۳) اور کسی قول اور فعل کے بیان کو جو رسول اللہ صلعم نے سُنا یا دیکھا - اور آپنے اس پر اعتراض نہیں کیا - حدیث کہتے ہیں - پہلی کو حدیث قولی - دوسری کو فعلی اور تیسری کو تقریری کہتے ہیں - جس قدر حدیث کی کتابیں ہیں اُن میں ان سب قسموں کی حدیثیں پائی جاتی ہیں اور سب ہی واجب التعمیل ہیں - رسول اللہ صلعم کی سیرت صورت اور آپ کی زندگی کے واقعات کے بیان کو بھی حدیث کہتے ہیں - اور بعض کے نزدیک صحابہ اور اُن کے شاگردوں کے قول اور فعل کے بیان اور تقریر کو بھی حدیث کہتے ہیں یہی سبب ہے جیسے آگے چلکر ناظرین دیکھیں گے - کہ حدیث کی تعداد لاکھوں تک پہنچ گئی - علاوہ اس کے محدثین نے خدا کی اُن پر رحمت ہو - حدیث کا ذخیرہ جمع کرنے کے وقت - اس خیال سے کہ کوئی بات رہ نہ جائے - جو کچھ بھی رسول اللہ صلعم اور آپ کے صحابہ کی نسبت سُنا اُسے لکھ لیا - اور بعد میں کتاب کی ترتیب کے وقت جس حدیث کو صحیح اور مفید دیکھا درج کرلیا - اس طرح حدیث کی تعداد گو لاکھوں تک نہ رہی مگر ہزاروں تک پھر بھی رہ گئی - جو حدیثیں کہ ترک کی گئیں - اُن کا تو اب کیا ذکر ہے - مگر جو انتخاب کی گئیں اُن میں بھی کچھ ایسی ہیں جن کے مطالعہ سے پایا جائیگا - کہ محدثین نے رسول اللہ صلعم اور آپکے صحابہ کے اقوال اور افعال کا حال جمع کرنے میں کس قدر کوشش کی اور کس طرح اس وجہ سے حدیثوں کی تعداد میں زیادتی ہوگئی - ان حدیثوں میں سے جن کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے - چند نیچے لکھی جاتی ہیں :- -

بخاری میں لکھا ہے کہ سہل بن سعد روایت کرتے ہیں - کہ رسول اللہ صلعم کا ایک گھوڑا تھا - جو ہمارے باغ

زمانہ میں اُترتی رہی ہے۔ ایک جملہ کو آیت کہتے ہیں۔ جوں جوں آیتیں رسول اللہ صلعم پر
اُترتی تھیں آپ اُنہیں لکھوا کر حضرت حفصہ کے پاس رکھواتے جاتے تھے۔ اور لوگوں کو سُناتے
رہتے تھے۔ وہ حفظ کرتے جاتے تھے۔ یا کاغذ۔ پتوں اور سلیٹوں پہ لکھتے جاتے تھے
مگر زیادہ تر حصر حافظہ پر ہی تھا :

ایسے حافظ بھی شاذ تھے جنہیں سارا قرآن یاد تھا۔ اور اُن کی اسلامی دنیا میں آج کوئی کمی نہیں۔
مگر زیادہ تر اس وقت وہ لوگ تھے جن میں سے کوئی حصہ ایک کو۔ کوئی دوسرے کو حفظ تھا۔ کچھ ایک کے
پاس لکھا ہوا تھا۔ کچھ دوسرے کے پاس۔ رسول اللہ صلعم کی وفات کے چند مہینے بعد جنگ یمامہ میں
جب بہت سے لوگ جنہیں قرآن حفظ تھا۔ شہید ہو گئے۔ تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ خلیفہ
وقت سے کہا۔ کہ کشت و خون کا سلسلہ اگر اسی طرح جاری رہا۔ تو قرآن کا بہت سا حصہ جاتا
رہے گا۔ مناسب یہ ہے۔ کہ آپ قرآن کو ایک جگہ جمع کر کے تحریر کروالیں۔ حضرت ابو بکر نے
پہلے تو یہ کہہ کر۔ کہ جب رسول اللہ صلعم نے ایسا نہیں کیا۔ تو میں کیوں کروں۔ انکار کیا۔ مگر
سمجھانے سے بات اُن کی سمجھ میں آ گئی۔ اور زید بن ثابت کو بلوایا۔ جو رسول اللہ صلعم کے زمانے
میں بھی وحی لکھا کرتے تھے۔ اور انہیں سارا قرآن ایک جگہ لکھنے کا حکم دیا۔ پہلے تو زید
نے بھی اسے نئی بات قرار دے کر حیل و حجت کی۔ مگر پھر اُن کی سمجھ میں بھی بات آ گئی۔ زید
کہتے ہیں۔ کہ اگر مجھے یہ حکم ہوتا۔ کہ ایک پہاڑ کو اپنی جگہ سے اُٹھا کر دوسری جگہ رکھ دو۔
تو وہ حکم مجھ پر ایسا گراں نہ گزرتا۔ جیسی اس حکم کی تعمیل کی ذمہ داری مجھے دشوار اور
گراں معلوم ہوئی :

غرض زید نے لکھنا شروع کیا۔ اور بڑی محنت جانکاہی اور تجسس کے بعد مذکورہ بالا نوشتوں
اور حافظوں کی مدد سے سارا قرآن ایک جگہ لکھ لیا۔ یہ نسخہ حضرت ابو بکر کی تفویض میں رہا۔ اُن کی
وفات پر حضرت عمرؓ کے سپرد ہوا۔ اور ان کے بعد اُن کی بیٹی ام المومنین حضرت حفصہ کے حوالے ہوا
حافظوں کے ذریعہ قرآن کی اس قدر صحیح تلاوت اور اشاعت ہو رہی تھی کہ نہ خلیفہ اول اور
نہ خلیفہ دوم کے وقت میں اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ زید کے لکھے ہوئے نسخہ کی
نقلیں کروا کے شایع کی جائیں۔ مگر حضرت عثمان خلیفہ ثالث کے زمانے میں جب سلطنت کو
وسعت ہوئی اور شکایت پہنچی۔ کہ ملک روم میں بعض لوگ قرآن پڑھنے میں غلطیاں کرتے ہیں۔
تو آپ نے انہی زید کے ساتھ تین اور کاتب ملا دیئے۔ اور حضرت حفصہ سے قرآن

رکھنا قلمبند کرنا ایک مہم تھی جس کا سر کرنا کسی ایک بشر کا کام نہ تھا۔
علاوہ اس کے ان دنوں لکھنے پڑھنے کا سامان بھی اس کثرت سے نہ تھا۔ اور جس قدر کہ تھا
اس کا میسر آنا دشوار تھا۔ اسی وجہ سے لوگوں کو تحریر کی عادت بھی نہ تھی۔ قدرت کا قاعدہ ہے
نہ وہ وقت کی ضرورت کے مطابق مصالحہ بہم پہنچاتی رہتی ہے۔ اس زمانے میں لوگوں کے حافظے
ایسے قوی تھے کہ ان کے حالات جو واقعی صحیح اور اصلی ہیں۔ آج جب سننے جاتے ہیں تو ان کی
صحت باور کرنے میں تامل ہو جاتا ہے۔

اس زمانہ میں تحریر کے فن میں اس قدر ترقی ہو گئی ہے کہ کہیں پتھر کا کہیں لوہے کا چھاپا ہے
کہیں ٹائپ رائٹر ہے۔ کہیں کاپنگ پنسل ہے۔ کہیں فونٹین قلم ہے۔ کہیں مختصر نویسی ہے وغیرہ وغیرہ
نتیجہ اس کا یہ ہے کہ حافظہ کا یہ حال ہے کہ ایک گھنٹہ میں جتنے خطوط ایک انگریزی خواں جنٹلمین ایک
جگہ بیٹھ کر پے در پے لکھے اتنی ہی دفعہ اسے پاس بیٹھنے والے سے تاریخ پوچھنی پڑتی ہے۔ اور اکثر نے تو
بار بار پوچھنے کا جھگڑا ہی نہیں رکھا۔ اور سامنے کی دیوار یا میز پر جنتری لٹکا رکھی ہے۔

حافظے کی قوت کی بنا پر لوگ سمجھتے تھے کہ کسی چیز کے لکھنے کی کیا ضرورت ہے۔ جیسا ہمیں ہمارے بڑوں
نے سکھایا ویسا ہی ہم بھی اپنے چھوٹوں کو سکھا دیں گے اور اسی طرح سینہ بسینہ علم جاری رہیگا۔
قرآن مجید کا ہونا بھی لوگوں کو حدیث کی فراہمی سے قدرے مستغنی رکھتا تھا۔

حدیث کا تحریر میں آنا بعض لوگوں کے پاس بیشک کچھ حدیثیں لکھی ہوئی تھیں مگر تھوڑی تھوڑی۔ اور وہ بھی کتابی
ترتیب میں نہ تھیں کچھ دنوں کے بعد جب مختلف زبانوں سے حدیث کے بیان کرنے میں اور جس مسئلہ کے لئے حدیث
نہ ملتی اس کے متعلق اجتہاد میں اختلاف ظاہر ہونے لگا۔ تو خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے مدینہ کے حاکم کو
نام حکم بھیجا۔ کہ جس قدر حدیثیں مل سکیں انہیں جمع کرکے لکھا جائے

محدثین

امام مالک اول اول جن قلیل التعداد بزرگوں نے اپنے اپنے طور پر حدیث کو جمع کرکے تحریر میں لانے
کی کوشش کی ان میں سے جن کی مساعی بہت مقبول اور مشکور رہیں۔ وہ بزرگ وہ ہیں جو امام مالک کے نام سے اسلامی دنیا میں
مشہور و معروف ہیں۔ ان کے پردادا ابو عامر رسول اللہ صلعم کے زمانے میں پیدا ہوئے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ صحابی
بھی تھے یعنی رسول اللہ صلعم کی محفل میں حاضری بات چیت اور شناخت کی عزت سے بار یاب ہوئے تھے۔ امام مالک سنہ ۹۳ہجری میں مدینہ منورہ
میں پیدا ہوئے سترہ سال کی عمر میں آپ نے حدیث کا درس دینا شروع کیا۔ یہ درس اسی قسم کا ہوتا تھا جیسے آجکل
یونیورسٹیوں میں متبحر عالم منتہی طلبا کو لکچر دیتے ہیں۔ اگرچہ اس عمر میں ہی امام صاحب نے حدیث کا لکھنا

میں (چرا کرتا) تھا - اور اسے لحیف کہتے تھے ؛

ابو داؤد لکھتے ہیں - کہ رسول اللہ صلعم کے واسطے بیوت سقیا سے پانی منگایا جاتا تھا۔ قتیبہ کہتے ہیں کہ یہ ایک چشمہ ہے - جو مدینہ سے دو منزل ہے ؛

مسلم کے سوائے پانچوں صحاح میں ہے - کہ رسول اللہ صلعم کے جوتے میں دو تسمے تھے ؛

ابو داؤد و نسائی لکھتے ہیں - کہ جابر روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ آپ بائیں پہلو پر تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے

ابو داؤد میں ہے - کہ علبہ بن عبد سلمی روایت کرتے ہیں - کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے کپڑا مانگا - آپ نے مجھے السی کے دو کپڑے پہنا دیئے - میں دیکھتا تھا کہ میرا لباس میرے ساتھیوں سے اچھا تھا ؛

علم حدیث کے ماہر کو محدث کہتے ہیں محدثوں نے جب کوئی حدیث بیان کی ہے تو اُس کا سلسلۂ کلام رسول اللہ صلعم تک پہنچایا ہے یعنے محدث نے زید سے اُس نے عمر سے اور اُس نے رسول اللہ صلعم سے حدیث سُنی - اگر کسی حدیث میں بیان کرنے والوں کا سلسلہ ٹوٹ گیا ہے یا رسول اللہ صلعم تک نہیں پہنچا یا کسی راوی (بیان کرنے والے) کی بلوغت ثقاہت - دیانت - ذہانت سمجھ اور سنجید گی میں شک ہوا ہے - تو اُسے صحیح نہیں سمجھا گیا ؛

صحت کے لحاظ سے حدیث کے جو اقسام مقرر کئے گئے ہیں اُن کے شاخ در شاخ اسقدر نام ہیں - کہ اُن سب کا اس جگہ درج کرنا ضروری معلوم نہیں ہوتا - البتہ ایک قسم کا نام لکھنا ضروری ہے اور وہ نام صحیح ہے - ایک نام اور بھی ہے جس کا ذکر نہ کرنا فروگذاشت ہو گی - وہ وضعی (بناوٹی) ہے رسول اللہ صلعم کے انتقال کے بعد ہی فریق بندی ہو گئی - جو بڑھتی گئی - یہاں تک کہ اہل بیت کی شہادت تک نوبت پہنچ گئی - چونکہ حدیث کا علم ابھی تک صرف سینہ بسینہ ہی تھا - اور دھڑا بندی میں جیتنے کی ہوس اس قدر غالب ہوتی ہے - کہ ایمان تک کی پروا نہیں کی جاتی - لوگ اپنے اپنے مفید مطلب حدیثیں گھڑنے لگے - مگر خدا تعالے جزائے خیر دے محدثین کو جن کی مساعی جمیلہ سے حدیث کے پرکھنے کے اصول مقرر ہوئے اور وضعی حدیثیں پہچانی گئیں ؛

حدیث کا علم اور اُسکی حفاظت قرآن مجید کی طرح حدیث بھی رسول اللہ صلعم کے زمانے میں جمع کر کے ایک جگہ نہیں لکھی گئی بلکہ اُسکی طرف بھی تو اس قدر تساہل رہا - کہ پہلے چاروں خلفا بلکہ بہت عرصہ اُن کے بعد کے زمانہ میں بھی کسی نے اُسے فراہم کر کے ایک کتاب میں مرتب کرنے کی کوشش نہ کی - اور کام بھی کچھ آسان نہ تھا - حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جیسے ایک برگزیدہ پیشوا کے تیئیس ۲۳ سال کے جملہ اقوال و افعال کا بیان اور آپ کے گرد و پیش رہنے والے اصحاب کے اقوال و افعال کا بیان جنہیں آپ نے روا

حامد بن اسمٰعیل محدث آپ کے ہم سبق تھے ۔ حکایت ہے کہ ایک دن انہوں نے امام صاحب سے کہا۔ کہ آپ کے پاس نہ قلم ہے نہ دوات۔ حدیث کے علم کو جو سیکھتے ہو کس طرح محفوظ رکھو گے؟ امام صاحب نے سولہ دن کے بعد پندرہ ہزار حدیثیں ایسی صحت کے ساتھ زبانی سنا دیں ۔ کہ حامد بن اسمٰعیل نے انہیں سنکر اپنی لکھی ہوئی یادداشت کی غلطیاں درست کیں ؛

لکھا ہے۔ کہ ایک دن ایک عالم وقت کی مجلس میں ذکر ہو رہا تھا ۔ کہ کیا اچھا ہو کہ صحیح حدیثیں جمع کر کے ایک کتاب کی صورت میں لکھی جائیں ۔ تاکہ لوگوں کو ان کے علم اور انپر عمل میں سہولت ہو محمد بن اسمٰعیل کے دل میں یہ بات گھر کر گئی ۔ اور انہوں نے صحیح حدیثوں کو انتخاب کر کے انہیں لکھنا شروع کر دیا ۔ اس وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کو دو سو سال کا عرصہ گزر چکا تھا ۔ چنانچہ سولہ سال کی محنت سے چھ لاکھ حدیثیں جمع کیں ۔ اور ان میں سے سات ہزار دو سو پچہتر صحیح حدیثیں ۔ چن کر ایک کتاب تیار کی ۔ بعض حدیثیں مکرر لکھی گئی ہیں ۔ جو مشترک مضمون کی وجہ سے متعدد مختلف ابواب میں آ گئی ہیں ۔ پس اگر مکررات کو شمار نہ کیا جائے تو چار ہزار حدیثیں رہ جاتی ہیں ؛

نقل ہے کہ خالد بن احمد حاکم بخارا نے امام صاحب سے کہا ۔ کہ میرے بیٹوں کو میرے گھر آ کر حدیث اور تاریخ پڑھایا کرو ۔ آپ نے فرمایا ۔ انہیں مدرسہ میں بھیج دیا کرو ۔ اس پر حاکم نے کہا کہ اچھا جس وقت میرے لڑکے سبق پڑھیں ۔ اس وقت اور کوئی طالب علم مدرسہ میں نہ ہو ۔ میں بیٹھ رعوام کے ساتھ اپنے لڑکوں کو بٹھانا پسند نہیں کرتا ۔ امام صاحب نے فرمایا کہ حدیث کا علم رسول اللہ صلعم کی میراث ہے ۔ میں اس کی اشاعت میں کوئی تخصیص کرنی نہیں چاہتا ۔ حاکم ناراض ہو گیا ۔ حسد کی جو انسان کو میراث میں حاصل ہوا ہے ۔ علمائے کرام میں قرون اولے میں بھی کمی نہیں پائی گئی ۔ چنانچہ ایک عالم سے جس نے کہ آپ کے اجتہاد میں نقص نکالا تھا ۔ فتوٰے لکھوا کر امام صاحب کو شہر بدر کر دیا گیا ۔ امام صاحب نیشاپور میں چلے گئے ۔ وہاں کے حاکم کی طرف سے بھی مخالفت ہوئی پھر سمرقند کے قریب ایک موضع خرتنک نامی میں قیام فرمایا ۔ اور وہاں ہی باسٹھ[۶۲] برس کی عمر میں ۲۵۶ھ ہجری میں وفات پائی ؛

امام صاحب کی تصنیف سے اور کتابیں بھی ہیں ۔ مگر حدیث کی کتاب جو مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں ختم ہوئی ۔ نہایت مقبول ہوئی ۔ اور صحیح بخاری کے نام سے دنیا میں مشہور ہے ۔ قرآن مجید کے بعد دوسرا درجہ اسی کتاب کا ہے ۔ اور جیسے کسی مشکل وقت میں قرآن مجید کا ختم کیا جاتا ہے

شروع کر دیا ہو تو اُس وقت رسول اللہ صلعم کی وفات کو ایک سو سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ خیر امام صاحب نے کتاب تیار کی۔ کثیر التعداد علما نے اسے پسند کیا۔ اور اُس کا نام مؤطا (آراستہ کیا ہوا) رکھا گیا۔ اس کتاب نے بہت شہرت اور عزت حاصل کی؛

خلیفۃ المسلمین ہارون رشید جس کا پایہ تخت بغداد تھا۔ دنیا کا ایک عظیم الشان بادشاہ تھا۔ جب اس نے حج بیت اللہ کیا اور روضہ اقدس کی زیارت کے واسطے مدینہ منورہ میں گیا۔ تو امام صاحب کی کتاب سُنکر بہت خوش ہوا۔ اور اُن کی خدمت میں زر کثیر بطور انعام پیش کر کے بہت التجا سے درخواست کی کہ میری ہمراہ بغداد تشریف لے چلئے اور وہاں اپنی کتاب کی اشاعت فرمایئے۔ مگر امام صاحب نے جانے سے انکار کیا اور فرمایا۔ کہ صرف میں ہی تو حدیث پر حاوی نہیں ہوں ہر ملک میں حدیث کے جاننے والے موجود ہیں (کیونکہ صحابہ مختلف اطراف ممالک اسلامی میں پھیل گئے تھے) اور جہاں جہاں کوئی ہے وہاں وہی کافی ہے؛

امام صاحب کے پاس بچپن میں کوئی سرمایہ نہ تھا۔ چنانچہ اُنہوں نے کتابیں خریدنے کے واسطے اپنے گھر کی چھت کی کڑیاں بھی اکھاڑ کر بیچ ڈالیں۔ آپ کا حافظہ بہت قوی تھا۔ جس بات کو ایک دفعہ ذہن نشین کر لیتے پھر وہ کبھی نہ بھولتے۔ امام صاحب کی کتاب میں ایک ہزار ستائیس نیس درج ہیں۔ آپ اپنے علم و فضل کی وجہ سے مرجع خاص و عام تھے۔ آپ کی بڑی توقیر اور تعظیم تھی اور اسی واسطے امام کے لقب سے ملقب ہوئے۔ حدیث و فقہ کے علم نے آپ کی ذات سے بڑی اشاعت پائی۔ اور بہت بڑے بڑے مقتدر فقیہ آپ کے شاگرد تھے۔ امام صاحب پچاسی سال سے کچھ اوپر کی عمر میں ۱۷۹ھ میں راہی دار البقا ہوئے۔ مؤطا کی تالیف کے بعد اور کتابیں بھی لکھی گئیں۔ جن میں تین بڑی معتبر ہیں۔ مگر انہیں وہ منزلت حاصل نہیں ہوئی جو مؤطا کو ہوئی۔ گو ان میں سے دو کے لکھنے والے امام شافعیؒ اور امام احمد حنبلؒ دنیائے اسلام میں ایسے ہی ممتاز ہیں جیسے امام مالک۔ پھر ان کے بعد چھ اور کتابیں تیار ہوئیں اور وہ سوائے ایک کے مؤطا پر بھی فوق لے گئیں۔ ان سب کا ذکر نیچے کیا جاتا ہے؛

امام بخاری ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل معروف بہ امام بخاری پندرہ سال امام مالک کی وفات کے بعد ۱۹۴ھ میں بمقام بخارا پیدا ہوئے۔ دس برس کی عمر میں حدیث کے درس میں شریک ہوئے۔ سولہ برس کے سن میں حج کیا۔ اور اس کے بعد کچھ عرصہ حجاز میں تحصیل علم کی غرض سے قیام رکھا۔ امام احمد بن حنبل سے بھی آپ نے علم حاصل کیا۔ اٹھارہ سال کی عمر میں تصنیف شروع کی۔ آپ کا حافظہ بہت ہی تیز تھا۔

بڑی معتبر سمجھی جاتی ہیں مگر علمائے اسلام نے ان ساتوں کی بہت قدر کی اور انہیں صحیح قرار دیا۔ کیونکہ جیسے کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ بخاری اور مسلم میں تو صحیح ہی احادیث درج ہیں۔ دوسری کتابوں میں جو حدیثیں درج ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی مؤلف نے وضاحت کردی ہے۔ کہ وہ کس قسم کی ہے۔ یعنی صحیح ہے یا کیا۔ سوائے مؤطا کے کہ اس میں یہ وضاحت نہیں ہے علماء نے مؤطا اور ابن ماجہ کے بارے میں اختلاف کیا ہے بعض ایک کو بعض دوسری کو صحیح مانتے ہیں۔ پس یہ ساتوں کتابیں ان دو میں سے ایک کو نکال کر صحاح ستہ کے نام سے مشہور ہیں یعنی چھ صحیح کتابیں ان میں سے اکثر کتابوں میں بعض حدیثیں مختلف ابواب میں آکر مکرر لکھی گئی ہیں۔ مگر چونکہ ہر ایک محدث نے حدیث جمع کرنے کی بجائے خود کوشش کی ہے۔ اور ساری کتابیں مؤطا کے سوائے قریبًا ایک ہی زمانہ میں تیار ہوئی ہیں۔ اور ہر ایک مصنف کو دوسرے کی کتاب کے دیکھنے کا موقعہ بھی نہیں مل سکا۔ اس لئے بہت حدیثیں ہیں جو سب میں پائی جاتی ہیں۔ پھر ایسی بھی ہیں کہ پانچ میں یا چار میں یا تین میں یا دو میں یا ایک ہی میں ملتی ہیں۔ پس جو شخص یہ چاہے کہ صحاح ستہ کا عبور کرے۔ اس کے لئے بغیر اس کے چارہ نہ تھا۔ کہ وہ چھیوں کتابوں کو ایک ایک کرکے پڑھے اور یہ بڑی محنت کا کام تھا۔ نیز ان میں تکرار کی وجہ سے کہ ایک ہی حدیث پہلے ایک کتاب میں ایک یا زیادہ بار پھر دوسری اور کتابوں میں کئی دفعہ پڑھنے میں بہت بڑا وقت صرف ہوتا تھا۔

صحاح ستہ کا اختصار

علامہ رزین کی کتاب — اول اول علامہ ابو الحسن رزین بن معاویہ قریشی نے جو سنہ ۵۲۰ ہجری میں فوت ہوئے صحاح ستہ کی حدیثوں کو ایک جگہ جمع کیا۔ اور اختصار کے واسطے ہر ایک حدیث کے ساتھ جو طویل سلسلہ اسناد کا تھا۔ اُسے چھوڑ دیا:

جامع الاصول و تجرید الاصول — امام علامہ الکبیر مجد الدین ابو السعادات ابن اثیر جزری ثم الموصلی نے جو سنہ ۶۰۶ھ میں فوت ہو گئے۔ علامہ رزین کی کتاب کو از سر نو مرتب کیا۔ اور اس کا نام جامع الاصول رکھا۔ اس کتاب میں بھی بہت سی حدیثیں ایک ہی مضمون کی مختلف ابواب میں درج تھیں پس قاضی القضاۃ شرف الدین ابن البارزی نے انہیں حذف کیا۔ اور کتاب کا نام تجرید الاصول رکھا

تیسیر الوصول — علامہ محدث عبد الرحمٰن بن علی المعروف بابن الدیبع الشیبانی الزبیدی الشافعی نے جو سنہ ۹۴۴ھ میں فوت ہوئے سنہ ۹۱۰ھ میں کتاب کو نو ترمیم کرکے اس کا نام

ایسے ہی اس کتاب کو بھی پڑھا جاتا ہے۔ اور یہ شرف کسی اور کتاب کو حاصل نہیں ؛

امام مسلم | ابو الحسین مسلم بن حجاج معروف بہ امام مسلم نیشاپور کے مقام پر ۲۰۴ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۲۶۱ھ میں وفات پائی منجملہ تصانیف کے ایک حدیث کی کتاب آپ نے ہی لکھی ہے۔ جو صحیح مسلم کے نام سے مشہور ہے۔ اس کتاب میں بارہ ہزار حدیثیں ہیں۔ اور یہ بھی بخاری کی طرح تین لاکھ حدیثوں سے انتخاب کر کے لکھی گئی تھیں۔ بخاری سے اتر کر پھر اس کتاب کا درجہ ہے۔ اور جو حدیث ان دونو کتابوں میں پائی جائے وہ نہایت ہی صحیح سمجھی جاتی ہے۔ ان دونو کتابوں کو صحیحین یعنی دو صحیح (کتابیں) کہتے ہیں ؛

علامہ ابو داؤد | ابو داؤد سلیمان بن اشعث ۲۰۲ھ میں علاقہ سیستان (بلوچستان) میں پیدا ہوئے اور ۲۷۵ھ میں قضا کی۔ علم حاصل کرنے کے شوق میں خراسان۔ روم۔ عرب اور مصر میں سیاحت کی۔ آپ بھی امام احمد بن حنبل کے شاگرد تھے۔ آپ نے پانچ لاکھ حدیثوں سے انتخاب کر کے چار ہزار آٹھ سو حدیثوں کی ایک کتاب شہر بغداد میں مرتب کی۔ جو سنن ابو داؤد کے نام سے مشہور ہے۔ صحیح مسلم کے بعد پھر اس کتاب کا درجہ ہے ؛

علامہ ترمذی | ابو عیسیٰ محمد بن عیسےٰ مقام ترمذ میں جو دریائے جیحون کی طرف واقعہ ہے ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۷۹ھ میں فوت ہوئے۔ امام بخاری کے شاگرد تھے۔ ان کی کتاب جامع ترمذی کے نام سے مشہور ہے۔ علمائے خراسان۔ عرب اور روم نے اس کتاب کو پسند کیا۔ اس میں تکرارات بہت کم ہیں۔ اس کتاب سے رسول اللہ صلعم کی سیرت لکھنے کے واسطے بہت سے معلومات حاصل ہوتے ہیں ؛

علامہ نسائی | ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب خراسان واقعہ ایران کے ایک نساء نام شہر میں ۲۱۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۰۳ھ میں مکہ شریف میں انتقال کیا۔ تحصیل علم کے واسطے خراسان۔ روم عرب اور مصر میں بہت سیاحت کی۔ اکثر روزہ رکھتے۔ سنن ابو عبد الرحمن نسائی ان کی کتاب مجموعۂ احادیث کا نام ہے ؛

علامہ ابن ماجہ | ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ شہر قزوین علاقہ عراق عجم یعنی موجودہ ایران میں ۲۰۹ھ میں پیدا ہوئے علم کی طلب میں بہت سیاحت کی۔ ان کی کتاب حدیث میں چار ہزار حدیثیں ہیں۔ ۲۷۳ھ میں فوت ہوئے ؛

صحاح ستہ | ان ساتوں کتابوں کی تصنیف کے بعد اور بھی کتابیں لکھی گئیں۔ جن میں دو[2] تین[3]

مصابیح و مشکوۃ المصابیح

اس موقعہ پر ایک اور کتاب منتخبات احادیث کا ذکر بھی کر دیا جاتا ہے گو اس تالیف کو اس سے کچھ تعلق نہیں محی السنہ ابو محمد حسین ابن مسعود بغشور متصل ہرات کے رہنے والے نے صحاح ستہ اور دیگر کتب حدیث سے انتخاب کر کے چار ہزار چار سو چونتیس ۴۴۳۴ حدیثیں جمع کر کے ایک کتاب لکھی جس کا نام مصابیح (چراغ) رکھا۔ اور پھر ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی نے اس میں ایک ہزار پانچ سو گیارہ حدیثیں زیادہ کر کے مع اور ضروری ترمیمات کے ایک کتاب تیار کی اور اس کا نام مشکوۃ المصابیح یعنے چراغ طاقچہ میں رکھا گیا۔ یہ کتاب مشکوۃ جامع الاصول کی تیاری کے بعد ۷۳۷ھ ہجری میں لکھی گئی تھی۔ اس کو اسلامی دنیا میں بہت شہرت اور قبولیت حاصل ہوئی ہے۔ اور اگر کہا جائے۔ کہ یہی ایک کتاب ہے جس پر حدیث کی اشاعت کا خاص کر حنفی جماعت میں بڑا دار و مدار ہے۔ تو بجا ہے ؛

مظاہر حق

پہلے مولانا حاجی محمد اسحاق صاحب نے مشکوۃ کا اردو میں بین السطور ترجمہ کیا۔ بعد اس کے مولانا محمد قطب الدین صاحب دہلوی نے اس میں بطور حواشی کچھ اضافہ کیا۔ اور اس کا نام مظاہر حق رکھکر آج سے ستاسی برس پیشتر ۱۲۵۸ھ میں اسے شائع کیا اس کتاب کی ہندوستان میں بہت قدر و منزلت ہے۔ اور مشکوۃ کی اشاعت کا ایک بڑا موجب یہ کتاب بھی ہے۔ اس کے ترجمہ کرنے والے اصحاب بھی ہمیشہ کر لئے محدثوں کی صف میں شامل ہو گئے ارادہ تھا۔ کہ مشکوۃ سے ہی حدیثیں انتخاب کی جائیں۔ مگر چونکہ اس میں سوائے صحاح ستہ کی حدیثوں کے اور حدیثیں بھی تھیں اس واسطے اس ارادے کو ترک کر دیا۔ اور تیسیر الوصول سے منتخب تیار کیا۔ بلکہ تیسیر الوصول میں بعض حدیثیں ایسی ہیں جن کا مخرج صحاح ستہ نہیں۔ کہ وہ علامہ رزین نے اپنے تیار کئے ہوئے مجموعہ میں اور کتابوں سے لے کر درج کر دیں۔ اور بعد میں ترمیم کرنے والوں نے انہیں اخرجہ الرزین کہکر رہنے دیا۔ وہ حدیثیں بھی نہیں لی گئیں گو ان میں سے بعض میں بہت مفید مضامین تھے۔ ایسا ہی اتفاق ہوا ہے۔ کہ ایک حدیث میں دو مضمون ہیں جنمیں سے ایک کسی اور موقعہ پر آیا ہے۔ اس لئے بغرض اختصار اسے اس منتخب میں اس حدیث سے حذف کر دیا ہے۔ کہیں کہیں حدیث کا ٹکڑا یعنے پہلا یا پچھلا یا بیچ کا حصہ لیا گیا ہے۔ اور باقی حصہ حذف کیا گیا ہے۔ اس میں بعض فرائض یا عقائد وغیرہ کے متعلق تفصیلی امور تھے۔ اور ایسا کرنے کی وجہ پہلے لکھی جا چکی ہے۔ خود تیسیر الوصول کے مؤلف نے حدیثوں کے ٹکڑے صحاح سے لئے ہیں ؛

تیسیر الوصول الی جامع الاصول من احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم رکھا۔ اس میں آپ نے کچھ اضافہ کیا یعنی مشکل الفاظ کے معنے بیان کر دیئے کچھ حذف کیا۔ اور شائقین علم حدیث کے واسطے کتاب کو سہل کر دیا۔ اب بھی بعض مضامین کی احادیث مکرر ہیں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ چار سو سال میں کسی بزرگ کی توجہ ادھر منعطف نہیں ہوئی۔ کہ مزید تلخیص کرتے اس کتاب تیسیر الوصول میں صحاح ستہ میں ابن ماجہ کی بجائے مؤطا کو قرار دیا ہے۔ پس ابن ماجہ کا کوئی حوالہ اس میں نہیں ہے اور مخرج ہر حدیث کا اس طرح ظاہر کیا ہے :۔

(۱) اخرجہ الستۃ اس حدیث کے اخیر پر لکھا ہے جو چھیوں کتابوں میں درج ہے۔

(۲) اخرجہ الخمستہ " " " " " جو سوائے امام مالک کی کتاب کے باقی پانچوں میں درج ہے

(۳) اخرجہ الخمستہ الّا فلاناً " " " " " اور کسی کتاب موسومہ کے باقی میں درج ہے

(۴) اخرجہ الشیخان۔ " " " جو بخاری اور مسلم دونوں میں درج ہے۔

(۵) اخرجہ الثلثۃ " " " جو شیخان کی کتابوں اور مؤطا میں درج ہے۔

(۶) اخرجہ الشیخان و فلانٌ " " " جو شیخان اور کسی اور کتاب موسومہ میں درج ہے

(۷) اخرجہ الاربعۃ " " جو شیخان کے سوائے باقی چاروں کتابوں میں درج ہے۔

(۸) اخرجہ الاربعۃ الا فلاناً " " جو شیخان اور کسی اور موسومہ الّا فلاں کے سوائے باقی میں درج ہے :۔

اس منتخب میں اختصار کے واسطے اخرجہ کا لفظ حذف کر دیا ہے :۔

تیسیر الوصول فارسی خط میں مطبع نول کشور میں چھپی ہوئی۔ اور عربی خط میں مصر کی چھپی ہوئی بازار میں ملتی ہے :۔

تلخیص الصحاح سنہ ۱۳۱۷ ہجری میں منشی عالم مولوی فاضل سید ابو الحسن محمد محی الدین خاں صاحب نے جو اس وقت حیدر آباد دکن میں ہائی کورٹ کے جسٹس تھے۔ تیسیر الوصول کا اُردو میں بہت اچھا بامحاورہ ترجمہ کیا۔ اور اس کا نام تلخیص الصحاح یعنی صحاح کا خلاصہ رکھا۔ جو بہت ہی زود فہم ہے علم حدیث کے اردو خوان شائقین پر مترجم نے اپنی محنت اور سعی بلیغ سے بہت بڑا احسان کیا ہے اُن کا نام نامی بھی انہی محدثوں کی فہرست میں درج رہے گا جنہوں نے بڑی جانفشانی سے تیسیر الوصول کو اس کی موجودہ صورت میں درجہ بدرجہ مرتب کیا معلوم ہوتا ہے یہ کتاب تلخیص ایک ہی دفعہ چھپی اور اب بازار میں دستیاب نہیں ہوتی۔ اس منتخب میں جو حدیثیں درج کی گئی ہیں اُن کا ترجمہ کرنے میں اس کتاب سے بہت مدد ملی ہے اور اس کے لئے اُن کا مزید احسان ہے :۔

کا تجویذ جان ہے۔ سنہ ۶۷۲ھ میں اٹھہتر سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا:

شیخ سعدی | شرف الدین سعدی ملقب بہ مصلح۔ شہر شیراز میں سنہ ۵۸۹ھ میں پیدا ہوئے۔ لڑکپن میں باپ کا انتقال ہو گیا۔ سعد زنگی فرمانروائے وقت نے نظامیہ کالج بغداد میں تعلیم حاصل کرنے کے واسطے بھیج دیا۔ برّاعظم ایشیا کی سیاحت کی ہندوستان بھی دیکھا۔ سنہ ۶۵۳ھ میں وطن واپس ہوئے۔ گلستان و بوستاں اورکریا خاص کر اول الذکر آپ کی بے نظیر اور مشہور کتابیں ہیں۔ ایک سو سال کی عمر میں سنہ ۶۹۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ مولانا روم آپ سے عمر میں چھوٹے تھے اور فوت بھی پہلے ہی ہو گئے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپس میں ملاقات نہیں ہوئی اور نہ ایک کو دوسرے کی تصنیف دیکھنے کا موقعہ ملا:

حافظ | خواجہ محمد شمس الدین حافظ شیرازی سنہ ۷۱۷ ہجری میں پیدا ہوئے اور سنہ ۷۹۴ھ میں انتقال کیا۔ ان کی تصنیف دیوان حافظ سے جسے لسان الغیب کہتے ہیں۔ سب فارسی خواں واقف ہیں۔ کتاب کے شعر کہنے کو تو شعر ہیں۔ مگر تاثیر میں سحر:

شعرائے ہند | خان صاحب پیرزادہ مولوی محمد حسین صاحب عاشق ڈسٹرکٹ جج نے مثنوی کی چند چیدہ حکایتوں کا اردو نظم بنام عقد گوہر میں ترجمہ کیا ہے۔ جو بہت دلچسپ ہے۔ شمس العلماء مولانا خواجہ الطاف حسین صاحب حالی مصنف مسدس مد وجزر اسلام وغیرہ جنہوں نے مردہ قوم میں روح پھونکی۔ اور دیگر شعرائے اردو کو جن کے اشعار نقل کئے گئے ہیں۔ سب اردو خواں اصحاب جانتے ہیں:

علما اور مشائخ کرام جن کے اقتباس جو انہوں نے حدیث سے کئے اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں

شیخ عطار | محمد فرید الدین عطار ۱۱۶ھ میں بمقام نیشاپور پیدا ہوئے۔ آپ نے عرب روم۔ مصر اور ہندوستان کی سیاحت کی۔ اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ ایک لاکھ سے زیادہ اشعار آپ کی مختلف تصانیف میں پائے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں ایک چھوٹی سی کتاب بنام پندنامہ مشہور ہے۔ جو کتب مرحوم میں پڑھائی جاتی تھی۔ آپ بہت بڑے پایہ کے صوفی تھے۔ اور بیان کیا گیا ہے کہ ۶۲۷ھ ہجری میں ایک سو گیارہ سال کی عمر میں منگولوں کے تاخت و تاراج کے وقت شہید ہوئے :

مولانا رومی | محمد جلال الدین معروف بہ مولانا روم بن بہاء الدین ولد ۶۰۴ھ میں بمقام بلخ واقعہ خراسان پیدا ہوئے۔ علامہ بہاء الدین ولد ایک متبحر عالم تھے۔ اور لوگ ان کے بڑے معتقد تھے۔ امام فخر الدین رازی ان سے اسوجہ سے ناراض ہو گئے کہ علامہ ممدوح یونانی فلسفہ کو نہیں مانتے تھے۔ جسے علما نے قرآن مجید کی تفسیر میں بھر رکھا ہے۔ ایک دن محمد خوارزم شاہ مع امام رازی علامہ بہاء الدین ولد کی مجلس وعظ میں شریک ہوئے سامعین اور معتقدین کا اس قدر ہجوم تھا کہ سلطان محمد خوارزم شاہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ امام رازی نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا اور سلطان کو آگاہ کیا کہ علامہ کے گرد اس قدر انبوہ کا جمع ہونا خطرناک ہے۔ سلطان نے گھر جا کر خزانہ اور شاہی محل کی کنجیاں علامہ کے پاس بھیجدیں اور کہلا بھیجا کہ میرے پاس تو اب سلطنت کا یہی نشان باقی ہے اسے بھی سنبھال لو۔ اس پر علامہ بہاء الدین ولد نے اپنے عیال و اطفال کو ساتھ لے کر حج کے عزم سے بلخ کو خیرباد کہا۔ اثنا سفر میں نیشاپور مقام کیا۔ وہاں شیخ عطار نے علامہ سے ملاقات کی اور مولانا جلال الدین کو جو اس وقت سات سالہ بچہ تھے۔ اپنی تصنیف کی ہوئی ایک کتاب موسوم بہ اسرارنامہ عطا کی اور دعا دی۔ اور فرمایا کہ یہ لڑکا ایک دن عاشقان الٰہی کے دل میں آگ لگائے گا۔ بغداد سے ہوتے ہوئے علامہ کہیں پہنچے اور پھر روم میں واپس آ کر بمقام قونیہ سکونت اختیار کی۔ مولانا روم نے اپنے باپ سے علم کی تحصیل کی اور پھر اور علما سے اس کی تکمیل کی۔ آپ نے حلب اور دمشق کی بھی سیاحت کی۔ آخر عمر میں شمس تبریزی کی صحبت سے بھی مستفیض ہوئے :

آپ کی تصانیف میں سے مثنوی بہت بڑی ضخیم کتاب مشہور و معروف ہی اور وعظوں

کرنا پڑا پہلی دفعہ پھر بھی اس حدیث کو نقل نہ کیا۔ مگر دوسری دفعہ اسے نہایت بیش قیمت سمجھا۔ اور حاشیے پر چھپی لگا کر لکھا۔ مضمون نہایت پُر معنی ہے۔ اور اس کی تعمیل بہت ہی ضروری ہے۔ کیونکہ سب جانتے ہیں۔ کہ کوئی قوم مذہب میں۔ خواہ سیاست میں ترقی استحکام اور کامیابی۔ اور کوئی فوج جنگ میں فتح ونصرت قطعًا حاصل نہیں کرسکتی۔ جب تک وہ اپنے پیشوا کے احکام کی پیروی کرنے میں جان تک فدا کرنے کو تیار نہ ہو۔ مختلف وقاتوں میں دنیا کے مختلف حصوں میں جو بعض پیشواؤں کو اپنے مقاصد کے حاصل کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ اُن کے پیرو دنیا کے برگزیدہ پیشوا کے اس ارشاد کی تعمیل میں قاصر رہے۔ ؎

در رہ منزل لیلےٰ کہ خطرہاست بجاں شرطِ اول قدم آں است کہ مجنوں باشی

(لیلےٰ کے گھر کے رستے میں کہ جان تک کے خطرے ہیں۔ پہلا قدم اُٹھانے کے لئے یہ شرط ہے۔ کہ تو مجنوں ہو)

آجکل کے مسلمانوں کے اعتقاد کا نمونہ کا تو اوپر کچھ تھوڑا سا ذکر ہو چکا ہے۔ مگر تاریخ شاہد ہے کہ اسلام کے ابتدائی زمانے کے لوگوں نے اس حدیث پر ایسا عمل کیا۔ کہ دنیا جہان دیکھ سن کر حیران رہ گئی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کامیابی پابوس ہو کر استقبال کرتی رہی۔ ہجرت کی رات کے موقعہ پر حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو جان نثاری دکھائی وہ محتاج بیان نہیں ہے۔ اس ہجرت سے پہلے ایک چھوٹی جماعت کا جس میں رسول صلعم کی صاحب زادی اُن کے شوہر حضرت عثمانؓ اور آنحضرتؐ کے چچا زاد بھائی تھے مخالفین سے تنگ آ کر اپنے وطن۔ مال۔ ملک اور خویش واقارب کو چھوڑ کر سمندر پار حبش کو چلے جانا۔ اور رسول اللہ صلعم کی ہجرت کے پہلے ایک کثیر جماعت کا مکہ چھوڑ کر مدینہ جا بسنا۔ بڑے بھاری ایثار ہیں۔ اور تکلیف ایذا اور عذاب کے ستم جو رسول اللہ صلعم کے فدائیوں پر ڈھائے جاتے تھے۔ وہ ان کے لئے کچھ کم آزمائش نہ تھے۔ حضرت بلال حبشی مؤذن اول کو اس قدر عقوبت دی جاتی تھی۔ کہ اُس کے بیان کرنے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ جب مخالفین سنگدل انہیں طرح طرح کے عذاب دیتے۔ تو اثنائے عذاب میں چھیڑتے اور پوچھتے کہ کہو کیا حال ہے۔ وہ جواب دیتے ؎

در بیاباں گر بشوق کعبہ خواہی زد قدم سرزنشہا گر کند خارِ مغیلاں غم مخور

(اگر کعبہ کی زیارت کی شوق میں تو جنگل میں سفر اختیار کرے۔ پھر کیکروں کے کانٹے اگر چبھیں تو پروا نہ کر)

اس پر وہ ظالم۔ اور برافروختہ ہوتے۔ اور مزید عذاب انواع واقسام کا دیتے۔ حضرت بلال بڑے صبر سے اُس کی برداشت کرتے۔ نہ ہائے کرتے نہ وائے۔ اور اگر بولتے تو یہ بولتے ؎

شور تھا اس کا تیرے شوریدہ سر سے پیشتر جانتا ہے اب نہیں کوئی کہ مجنوں غم ہے کہاں

حدیثوں کا اُردو میں ترجمہ

(۱) ایمان - اسلام - اعتصام (مضبوط پکڑنا) اقتصاد (میانہ روی) امانت - امر معروف (نیک کام کرنا) اہتمام - امید - اجل و عمر

(۱) وہ شخص جس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہوگا۔ دوزخ سے نکالا جائے گا:

(۲) ایمان دار آدمی کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ کہ اس کا ہر ایک کام اس کے لئے اچھا ہے۔ اور یہ بات سوائے ایمان دار آدمی کے اور کسی کو میسر نہیں۔ اُسے جب خوشی حاصل ہوتی ہے۔ تو وہ شکر کرتا ہے۔ اور شکر کرنا اچھا ہے۔ اگر اسے دُکھ پہنچتا ہے۔ تو صبر کرتا ہے۔ اور یہ بھی اچھا ہے:

شکر در نعما و صبر اندر بلا　　　میدہد آئینۂ دل را جلا (عطار)

(نعمت کا شکر اور مصیبت میں صبر　　　دل کے آئینے کو صاف کر دیتا ہے)

(۳) تیری دو خصلتیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے۔ ایک حلم اور دوسرا وقار یعنی جلد باز نہ ہونا۔ اور آہستگی اختیار کرنا۔

(ف) خدا جن خصلتوں کو پسند کرے وہ عموماً ایماندار آدمیوں میں ہوتی ہیں۔ پس حلم اور وقار گویا ایماندار کی علامتیں ہیں۔

(۴) تین کام ایسے ہیں۔ کہ جس نے وہ کئے اس نے ضرور ایمان کا مزہ چکھا (۱) صرف خدا ہی کی عبادت کی (۲) خدا کے سوائے کسی کو معبود نہ سمجھا (۳) اور ہر سال اپنے مال کی مقررہ زکوٰۃ رضا و رغبت سے ادا کی اور بوڑھا بیمار رنکما۔ یا چھوٹا جانور (اپنے ریوڑ یا گلے میں سے) نہیں بلکہ اوسط درجے کا مال زکوٰۃ میں دیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا۔ کہ تم اپنا اچھا مال دے ڈالو۔ مگر ناقص کے دینے کا بھی حکم نہیں دیتا:

شرک مت کر رکھ خدا پر اعتبار　　　دیکھ تو پھر فضل کی اس کے بہار

تیرے بندہ ہونے میں ہوگا کلام　　　ورنہ بندہ پروری ہے اس کا کام (عاجز)

(۵) ایمان کی ستر اور کئی شاخیں ہیں۔ اور حیا ان میں سے ایک ہے:

(۶) سفیان بن عبداللہ ثقفی رض روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کی کہ اسلام (یعنی مسلمان ہونے) کی بابت مجھے ایسی بات بتلا دیجئے کہ اس کے متعلق پھر آپ کے بعد کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہو میں خدا پر ایمان لایا اور پھر اسی پر قائم رہو:

(۷) تم میں سے کوئی شخص ایمان دار نہیں ہو سکتا۔ جب تک میں اُسے باپ بیٹے اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوں: نسائی سے دوسری روایت میں مذکور ہے۔ کہ مال اور عیال سے زیادہ محبوب نہ ہوں:

(ف) ناظرین اس حدیث کا مضمون دل میں گھرا تب پیدا نہیں کرتا۔ چنانچہ پہلے یہ حدیث مسودہ میں درج نہ کی گئی۔ ابتدائے کام تھا۔ تھوڑا ہی لکھ کر مسودے کا اصل کتاب سے دوبارہ مقابلہ

فرمایا۔ کیا تم مجھ سے اس بات پر بیعت (یعنے تابعداری کا عہد) کرتے ہو۔ کہ خدا کے ساتھ
کسی کو شریک نہ کروگے؟ چوری نہ کروگے زنا نہ کروگے۔ اور کسی ایسی جان کو جس کا قتل خدا نے
حرام کیا ہے۔ ناحق قتل نہ کروگے؟ (دوسری روایت میں ہے۔ اپنی اولاد کو قتل نہ کروگے)
اور کسی پر تہمت نہ لگاوگے جس کا مخرج وہ شے ہے۔ جو تمہارے ہاتھوں اور پاؤں کے
درمیان ہے یعنی دل۔ اور اچھی بات میں میری نافرمانی نہ کروگے؟ پس تم میں سے جس شخص نے
اس عہد کو پورا کیا۔ اس کا اجر خدا کے پاس ہے۔ اور جو شخص شرک کے سوائے ان میں سے کسی
فعل کا مرتکب ہوا۔ اور اللہ نے اُس کا پردہ رکھا۔ تو اس کا فیصلہ اللہ پر ہے چاہے اسے
معاف کرے چاہے اُسے سزا دے۔ پس ہم نے اس عہد پر بیعت کی:
ایک دوسری حدیث میں راوی کہتا ہے۔ کہ ہم نے اس بات پر رسول اللہ صلعم سے بیعت کی
کہ ہم (جو ارشاد ہوگا) سُنیں گے۔ اور اس کی تعمیل کریں گے۔ خواہ تنگی ہو۔ خواہ فراخی۔
خواہ راحت ہو خواہ رنج اور خواہ اس کا بُرا اثر ہم پر پڑے۔ اور ہم ایسے شخص کے سردار
ہونے میں۔ جو اس کے لایق ہو نہیں جھگڑیں گے۔ ہر حالت میں سچ کہیں گے۔ خدا کی راہ
میں کسی کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ اور دوسری روایت میں ہے۔ کہ ایسے شخص کے خلیفہ
ہونے میں جو اس کے لایق ہو نہیں جھگڑیں گے۔ مگر اس وقت کہ صریحًا کفر دیکھنے میں آئے
یعنے اس میں تاویل کی گنجایش نہ ہو:
(۱۶) ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہ جب ہم محمدؐ رسول اللہ سے سماعت اور اطاعت پر بیعت
کرتے۔ تو آپ فرماتے اُس حد تک کہ تمہارے احاطۂ قدرت میں ہے:
(۱۷) عورتوں نے بیعت کے وقت مصافحہ یعنی (ہاتھ ملانے) کی درخواست کی تو فرمایا۔
میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ میرا قول سو عورتوں سے ایسا ہی ہے جیسا ایک سے:
(ف) بیعت کے معنے بکنے کے ہیں یعنی زر خرید یا فرماں بردار ہونا۔ جب کوئی شخص کسی پیر
کا مرید ہوتا ہے۔ تو وہ پیر کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اپنے گذشتہ گناہوں سے توبہ اور آیندہ
کے واسطے ان سے بچنے کا وعدہ اور اقرار کرتا ہے۔ اس فعل کا نام بیعت ہے۔ چند عورتوں
نے رسول اللہ صلعم سے بیعت کی اور ضروری قول اور اقرار کے بعد ہاتھ پر ہاتھ رکھنے
کی خواستگار ہوئیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ میرا
سو کے سامنے نصیحت کی بات ایک دفعہ کہنا ایسا ہے گویا ایک ایک کو کہنا پس ہاتھ

(۸) کوئی شخص تم میں سے ایمان والا نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے وہی
چیز پسند نہ کرے۔ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ بد(سعدی نے اس مضمون کو برعکس صورت میں ادا
کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے ہر چہ خود پسندی بر دیگراں مپسند (جو چیز تو اپنے لئے پسند نہیں کرتا
دوسروں کے واسطے (بھی) پسند نہ کر۔)

(۹) جس شخص نے کسی سے دوستی یا دشمنی پیدا کرنے۔ یا اپنے مال کے خرچ کرنے یا نہ کرنے میں رضا
الٰہی ہی کو مدنظر رکھا۔ اس نے اپنے ایمان کو کامل کر لیا ؛

ہر کہ کارش آں برائے حق بود ۔۔۔ کار او پیوستہ بارونق بود۔ (عطار)
(جو شخص کوئی کام خدا کی خاطر کرتا ہے۔ اس کا کام ہمیشہ رونق والا ہوتا ہے۔)

حَسْبَۃً لِلّٰہ ہو جس کی دوستی ۔۔۔ موت جس جانے رضا اللہ کی۔
جینا ہو تو ہو خدا کے واسطے ۔۔۔ کینہ ہو تو ہو خدا کے واسطے۔
آدمی ایسا اگر ہو بے ریا ۔۔۔ کیوں جہاں تابع نہ ہو اس کا بھلا (عارف)

(۱۰) مسلمان وہ شخص ہے۔ جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔ اور ایماندار
وہ ہے۔ جس سے لوگ اپنے مال اور جان محفوظ سمجھیں۔ مہاجر یعنے وطن کو ترک کرنے والا
وہ ہے۔ جس نے ممنوعات الٰہی کو ترک کیا (یعنی اصلی ترک یہی ہے ؛)

(۱۱) جب تم کسی شخص کو مسجد میں جانے کا عادی دیکھو۔ تو اس کے ایمان کی گواہی دو
کیونکہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ مسجدوں کو وہی شخص آباد کرتا ہے جو اللہ اور روز جزا پر ایمان رکھتا ہے

(۱۲) ایماندار آدمی کی مثال کھڑی کھیتی کی ہے۔ جو ہوا سے جھکتی رہتی ہے۔ اور
ایماندار آدمی پر بھی مصیبتیں آتی رہتی ہیں۔ اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی
ہے۔ کہ ہلتا جلتا نہیں حتےٰ کہ کاٹ لیا جاتا ہے ؛

(۱۳) ایماندار آدمی کی مثال اس سبز درخت کی ہے۔ جس کے پتے نہیں گرتے۔ اور سایہ نہیں
ہٹتا۔ پھر فرمایا۔ یہ کھجور کا درخت ہے ؛

(۱۴) چند لوگوں نے آپ سے دریافت کیا۔ کہ ہم اپنے دلوں میں (ایسے برے خیالات)
پاتے ہیں۔ کہ ان کا زبان پر لانا بڑی (معیوب) بات ہے۔ فرمایا کیا۔ بہ تحقیق ہے ۔ کہ
تمہارے دلوں میں ایسا آتا ہے ؟ کہا ہاں۔ فرمایا یہ عین ایمان ہے ؛

(۱۵) ایک صحابی کہتے ہیں۔ کہ ہم رسول اللہ صلعم کے ساتھ ایک مجلس میں بیٹھے تھے۔ آپ نے

پھر اگر دو بارہ کہے۔ تو شنوائی نہیں ہوگی ؛

(۲۶) جب کسی مقام پر کوئی فعل ممنوع یعنی (گناہ) کیا جائے اور حاضرین میں سے کوئی اسے بُرا خیال کرے۔ تو وہ بمنزلہ غیر حاضر کے سمجھا جائے گا۔ اور جو غیر حاضر شخص سُن کر خوش ہوؤ بمنزلہ حاضر کے سمجھا جائیگا

(۲۷) بہت بڑا جہاد یہ ہے۔ کہ انصاف کی بات ظالم بادشاہ کے منہ پر کہہ دی جائے ؛

(۲۸) حضرت صفیہ سے روایت ہے۔ کہ رسُول اللہ صلعم (مسجد میں) معتکف تھے۔ کہ ایک رات میں انہیں دیکھنے گئی۔ چند باتیں کرکے میں اٹھی۔ کہ گھر جاؤں۔ تو آپ بھی کھڑے ہو گئے۔ اور میرے ساتھ مسجد کے دروازے تک تشریف لائے۔ اس وقت دو شخص انصاری ادھر سے گذرے جب انہوں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا۔ تو قدم تیز کر دیئے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہیں ٹھیر جاؤ۔ دیکھو یہ صفیہ بنت حُیَی (یعنے میری بیوی) ہے۔ انہوں نے کہا سبحان اللہ یا رسول اللہ (یعنی یہاں کیا کسی شبہ کی گنجایش ہے) آپ نے فرمایا۔ شیطان کا گزر بنی آدم کے خُون کی گزرگاہوں تک ہے مجھے اندیشہ ہوا۔ کہ تمہارے دلوں میں کوئی بُری بات نہ ڈال دے ؛

(ف) یہ بات اب عام طور پر معلوم ہے۔ کہ جس زمانہ میں رسُول اللہ صلعم کی بعثت ہوئی۔ اُس وقت عرب میں زناکاری۔ شراب خوری وغیرہ کا بڑا زور تھا۔ چنانچہ مولانا حالی فرماتے ہیں ؎

جُوا اُن کی دن رات کی دل لگی تھی ۔۔۔ شراب اُن کی گھٹی میں گویا پڑی تھی
تعیش تھا غفلت تھی دیوانگی تھی ۔۔۔ غرض ہر طرح ان کی حالت بری تھی

آپ نے اپنے اس عمل سے لوگوں کو ہدایت فرما دی۔ کہ جہاں شبہ کی گنجایش ہو۔ وہاں قبل اس کے کہ کوئی مُنہ کھولے۔ خود اپنی بریت کا اظہار کر دینا چاہیئے ؛

(۲۹) جو شخص کسی ایسی زمین کو آباد کرے۔ جس کا کوئی مالک نہ ہو۔ تو وہی شخص اس کا زیادہ حقدار ہے ؛

(۳۰) ایک دودھ والی اونٹنی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ کہ اسے کون دوہے گا ؟ ایک شخص کھڑا ہو گیا۔ پوچھا تیرا کیا نام ہے ؟ اس نے کہا مُرہ یعنی کڑوا۔ فرمایا بیٹھ جا۔ پھر ایک شخص کھڑا ہوا۔ جب اس کا نام پوچھا گیا۔ تو اُس نے حرب یعنی جنگ تبلایا۔ اُسے بھی بیٹھ جانے کا حکم ہوا۔ پھر ایک شخص اور کھڑا ہوا۔ جب اس سے بھی نام دریافت کیا گیا۔ تو اس نے کہا تعیش یعنی خوش گذران۔ فرمایا تو دودھ نکال ؛

(ف) یہی نام ہیں۔ جو ہمارے ملک میں بھی مروج ہیں۔ مثلاً کوڑے خاں۔ کوڑا مل۔ جنگ بہادر جنگی رام۔ خوش دل۔ خوشی محمد۔ خوشی رام۔ یہ حدیث ایک نہایت قیمتی سبق سکھاتی ہے ۔

ملانے کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے ؛

(۱۸) جو شخص جماعت سے ایک بالشت جدا ہو جائے سمجھو کہ (اخوت) اسلام کی رسی اُسکے گلے سے نکل گئی

(۱۹) جو لوگ کاروبار دنیا چھوڑ کر زہد و عبادت میں اپنا تمام یا بہت سا وقت صرف کرنا بہتر سمجھتے۔ ان کی ہدایت کے لئے فرمایا کہ میں سوتا بھی ہوں۔ اور نماز بھی پڑھتا ہوں۔ روزہ بھی رکھتا ہوں۔ اور کھاتا بھی ہوں۔ اور عورتوں سے خانہ داری کے تعلقات بھی رکھتا ہوں پس اے عثمان (جس کی طرف خطاب تھا) اللہ سے ڈرو۔ تمہارے اہل و عیال کا تم پر حق ہے تمہارے مہمان کا تم پر حق ہے اور تمہارے اپنے نفس کا بھی تم پر حق ہے پس روزہ بھی رکھو۔ مگر کھانا بھی کھاؤ۔ نماز پڑھو۔ مگر سوؤ بھی (اور کاروبار میں وقت صرف کرو۔ کماؤ آپ کھاؤ اور اوروں کو کھلاؤ) ؛

(۲۰) ہر ایک چیز کے واسطے ایک جوش کا زمانہ ہے۔ اور ہر ایک جوش کے ساتھ اسکا فرو ہونا ہے پس جو شخص میانہ روی اختیار کرے اس کی (کامیابی کی) امید رکھو۔ اور اگر (جوشیلے شخص کی طرف) لوگ انگلیوں سے اشارے کرنے لگیں۔ تو اس کا کچھ خیال مت کرو (کہ یہ شہرت اس کی عارضی ہے) ؛

(۲۱) اے لوگو وہی کام کرو جن کی تمہیں طاقت ہو۔ کیونکہ اللہ تعالے تو نیک اجر دینے سے تنگ نہیں ہوتا۔ تم خود خواہ نیک عمل کرتے کرتے تنگ آجاؤ۔ اور خدا کو وہی کام زیادہ پسند ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے خواہ کتنا ہی قلیل ہو ؛

(۲۲) جو شخص تمہیں امین خیال کرکے تمہارے پاس امانت رکھتا ہے۔ اس کی امانت ادا کرو۔ اور اگر کوئی شخص تمہاری خیانت کرے۔ تو تم اس کی خیانت مت کرو ؛

(۲۳) اگر کوئی شخص کسی ممنوع کام کا عمل میں آنا دیکھے تو اسے چاہیئے کہ اُسے ہاتھ سے بدل دے یعنے روک دے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو زبان سے اس کی برائی ظاہر کرکے اُسے بند کروادے اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو اسے دل سے برا سمجھے۔ مگر یہ آخری صورت بہت ضعیف ایمان کی نشانی ہے ؛

(۲۴) لوگ جب ظالم کو دیکھیں اور اسے ظلم کرنے سے باز نہ رکھ سکیں تو جلدی خدا اُن سب پر عذاب نازل کرے گا۔ اگر کسی قوم میں کثرت سے گناہ ہوتے ہوں۔ اور بعض لوگ یہ قدرت رکھتے ہوں۔ کہ انہیں گناہ کرنے سے باز رکھ سکیں۔ مگر ایسا نہ کریں تو جلد خدا اُن سب کو مبتلائے عذاب کرے گا

(۲۵) قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ لوگو نیک کاموں کے کرنے کا حکم دیا کرو اور برے کاموں سے منع کرتے رہو۔ ورنہ جلدی خدا تم پر عذاب نازل کرے گا۔

باپ کا یہ حال ہے۔ کہ میری مدد بغیر گذارہ نہیں۔ فرمایا تم خود اور تمہاری دولت تمہارے باپ کا مال ہے۔ تمہاری اولاد تمہاری بہت اچھی کمائی ہے۔ پس (بے تکلف) اس کی کمائی کھاؤ ::

(۲۵) رسول اللہ صلعم نے تین دفعہ فرمایا۔ کہ اس شخص کی ناک پر خاک پڑے۔ لوگوں نے پوچھا۔ یا رسول اللہ کس کی ناک پر؟ فرمایا اس شخص کی جس کے والدین یا اُن میں سے کوئی ایک بوڑھا ہو اور وہ (اس کی خدمت کرکے) اپنے آپ کو جنت کا مستحق نہ بنائے :: ؎

فرض حق اول بجا آوردن است والدین از خویش راضی کردن است (عطا)

(خدا کا فرض جو پہلے بجا لانا چاہیئے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ماں باپ کو اپنے سے راضی کیا جائے)

(۲۶) ایک شخص نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کی۔ کہ میں ہجرت اور جہاد کے واسطے آپ کے حکم کا طلب گار ہوں۔ تاکہ خدا سے اس کا اجر پاؤں۔ فرمایا۔ تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ کہا دونو زندہ ہیں۔ فرمایا کیا تم چاہتے ہو کہ کارِ خیر کرکے خدا سے اس کا اجر پاؤ؟ کہا ہاں۔ فرمایا تم اپنے ماں باپ کے پاس چلے جاؤ۔ اور اُن کی خوب خدمت کرو ::

(۲۷) ابوداؤد اور نسائی نے ایک روایت میں اس طرح بیان کیا ہے۔ کہ ایک شخص رسول اللہ صلعم کے پاس آیا۔ کہ حاضر رہکر جو خدمت ہوسکے بجا لائے۔ اثنائے گفتگو میں اُس سے کہا۔ کہ میں والدین کو روتا چھوڑ آیا ہوں۔ فرمایا اُن کے پاس چلے جاؤ۔ اور انہیں اُسی قدر ہنساؤ۔ جس قدر کہ رُلایا ہے۔ (یعنی خدمت تواضع سے خوش کرو) ::

(۲۸) ابوداؤد سے ایک اور روایت ہے۔ کہ یمن کا ایک باشندہ ہجرت کرکے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آگیا۔ آپ نے پوچھا۔ کیا وطن میں تمہارا کوئی پیچھے ہے؟ کہا میرے والدین ہیں۔ پوچھا کیا تمہیں انہوں نے ہجرت کی اجازت دی؟ کہا نہیں۔ فرمایا۔ ان کے پاس واپس چلے جاؤ۔ اور اجازت طلب کرو۔ اگر وہ اجازت دیں تو جہاد کرو۔ ورنہ انہیں کی خدمت کرتے رہو ::

(۲۹) ایک شخص نے آکر کہا۔ میرا ارادہ ہے۔ کہ جہاد کروں۔ حضور کا مشورہ چاہتا ہوں۔ آپ نے پوچھا کیا تیری ماں ہے؟ کہا ہاں۔ فرمایا اس کی خدمت میں حاضر رہو۔ کہ جنت اسی کے قدموں کے پاس ہے ::

(۴۰) باپ جنت کے دروازوں میں سے درمیانی دروازہ ہے۔ یہ تمہاری مرضی ہے۔ کہ (باپ کی نافرمانی کرکے) اُس دروازے کو ڈہا دو (یا تابعداری کرکے) اسے محفوظ رکھو۔

(۴۱) اسما بنت ابوبکر بیان کرتی ہیں۔ کہ میری ماں مشرکہ تھیں۔ وہ میرے پاس آئیں۔ میں نے

ایسا اتفاق اکثر ہوتا ہے۔ کہ والدین نے بے علمی کی وجہ سے۔ یا کمی اولاد کے سبب کو بے معنی یا حقارت آمیز الفاظ میں بچے کا نام رکھ دیا۔ کہ کڑوا۔ کوڑا ہی بن کر گھستا چلا جائے بچے کے بخت نے یاوری کی وہ شیرین دہن خوش پوشاک اور کرسی نشین ہو گیا۔ اب وہ سر دھنتا ہے۔ کہ والدین نے کیا نام رکھ دیا کہ۔ میرے لئے ہمیشہ ندامت کا موجب ہے۔ اور اپنی بے علمی کا آپ اشتہار دیا۔ بیچارہ عمر بھر کڑھتا رہتا ہے۔ مگر بے سود۔ والدین کو چاہیئے۔ کہ سوچ سمجھکر اور اگر بے علم ہوں تو کسی اہل علم سے مشورہ کر کے ایسا نام رکھیں۔ کہ جس کے معنے اور تلفظ خوش آئند ہوں کیونکہ پختہ عمر میں نام بدلنا مشکل ہے۔ خاصکر جب سرکاری کاغذات میں آجائے :۔

(۳۱) دریافت کرنے پر ایک شخص نے کہا میرا نام اصرم (کاٹنے والا) ہے۔ فرمایا نہیں تو زُرْعَۃ (کھیتی کرنے والا) ہے (اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم جب کسی کا خراب نام سُنتے تو بدل دیتے :۔

(۳۲) رسول اللہ صلعم نے ایک مربع شکل کھینچی اور اس کے بیچوں بیچ ایک خط کھینچا۔ اور اس کو باہر کی طرف بڑھا دیا۔ اور بیچ میں چھوٹے چھوٹے خطوط وسطی خط کی طرف رُخ کرتے ہوئے کھینچے اور فرمایا۔ کہ یہ وسطی خط انسان ہے۔ جسے مربع کے خطوط کی طرح چاروں طرف سے موت نے گھیرا ہوا ہے۔ اور یہ خارجی خط امید ہے۔ (جو اس کے مدِ نظر ہے) اور یہ چھوٹے خط عوارض ہیں۔ اگر ایک کا وار خطا ہوا۔ تو دوسرے کا کارگر ہو جائے گا :۔
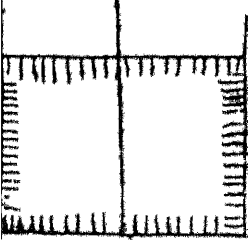
(ف) انسان کی زندگی کی رسی کے ہر وقت اور ہر طرف سے موت کی تیغ سے کٹ جانے کا اندیشہ ہے۔ موت کی مثال مربع سے۔ جس نے چاروں طرف گھیرا ڈالا ہوا ہے۔ نہایت موزون ہے۔ انسان ہمیشہ چاہتا ہے۔ کہ موت سے بچے اور اپنی امیدوں میں کامیاب ہو۔ جو دور ہیں اور موت کے حدود سے باہر ہیں۔ مگر موت اپنے احاطہ سے کب باہر نکلنے دیتی ہے

(ب) بِرّہ یعنی نیکی۔ ماں باپ اولاد اقارب اور یتیموں کی سا تھ نیک سلوک و رونق

(۳۳) ایک شخص نے دریافت کیا۔ کون شخص میرے حسن سلوک کا زیادہ حقدار ہے؟ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ تیری ماں۔ مکرر سہ کرر فرمایا تیری ماں۔ پھر تیرا باپ پھر تیرا قریبی رشتہ دار۔ اور پھر اس سے کم قریبی رشتہ دار :۔

(۳۴) ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے بال بچے بھی ہوں اور صاحب اولاد بھی اور میرے

اور عورت کا جوڑا ایسا ہے۔ کہ یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ ان دونوں میں سے کون سا فائق ہے۔ کیونکہ مرد کے بغیر عورت اپنی پیدائش کی غرض پوری نہیں کرسکتی۔ اور عورت کے بغیر مرد اپنے وجود کا وجود ظاہر نہیں کرسکتا۔ بیٹی بیشک بیگانہ دھن ہے۔ پر نیک بخت لڑکی اگر اپنے گھر میں خوشحال ہو تو والدین کی خوشی کا کیا اندازہ ہے۔ جو لوگ خود کو خسر اور کسی کو اپنا داماد کہلانا پسند نہیں کرتے۔ آخر ان کا بھی تو کوئی خسر ہے۔ اور وہ بھی تو کسی کے داماد ہیں۔ جیسے ان کی خواہش ہے۔ اس کے مطابق اگر لڑکی پیدا ہی نہ ہوتی تو انہیں کس طرح زندگی کے آرام میسر ہوتے ؛

اکثر لوگ اولاد نرینہ کے اسواسطے خواہش مند ہوتے ہیں۔ کہ بڑھاپے میں ان کے کام آئے۔ مگر ایسا اتفاق کم نہیں ہوتا۔ کہ بیٹا نالائق نکلتا ہے۔ ماں باپ کا سامنا کرتا ہے۔ اور ان کے حق ادا کرنے تو درکنار الٹا انہیں ناراض رکھتا ہے۔ اور باپ کو اسی سطح خطاب کرنا پڑتا ہے

باپ کا تم کو ادب اصلا نہیں — ماں کی خدمت کی تمہیں پروا نہیں
لوگ شاکی ہیں تمہارے جا بجا — خود برا کہہ کے سنتے ہو برا۔
ہیں تمہارے سارے اوباشوں کے ڈھنگ — تم ہو خورد وں اور بزرگوں کو ہی ننگ
ہم پہ سب ہنستے ہیں اشراف و رذیل — کر دیا تم نے تو ہم کو بھی ذلیل۔
ہم رہے جیسے فدا تم پر مدام — تم بڑھاپے میں ہمارے آتے کام۔
ہم رہے اب تک تمہارے سربراہ — اب ہمارے بنتے تم پشت و پناہ۔
ہم غرض سکھ پاتے کچھ اولاد کا۔ — نام چلتا دیکھتے اجداد کا —
پر خدا کو تھا یہی منظور آہ — ہوتے وارث کے ہو گھر اپنا تباہ

ایسی نرینہ اولاد کا کیا شکوہ ؛ ؎

زنانِ باردار اے مرد ہوشیار — اگر وقتِ ولادت مار زایند
ازاں بہتر بنزدیکِ خردمند — کہ فرزندانِ ناہنجار زایند (سعدیؒ)

(اے ہوشیار آدمی حاملہ عورتیں۔ اگر پیدائش کے وقت سانپ جنیں۔ تو اُس سے بہتر ہے۔ کہ بے ادب بیٹے جنیں۔) ؛

چونکہ ہندوستان میں اکثر اقوام میں بیٹی ماں باپ کے املاک کی وارث نہیں ہوتی۔ اس واسطے بھی بعض لوگ نرینہ اولاد کی خواہش کرتے ہیں۔ کہ بھرا گھر سونا چھوڑنے کی حسرت مرتے وقت نہ لے جائیں۔ ان کے لیے پچھلے اشعار کا آخری شعر کہ ؎ پھر خدا کو تھا یہی منظور آہ ہوتے وارث کے ہو گھر اپنا تباہ

رسول اللہ صلعم سے جا کر دریافت کیا۔ کہ میری ماں میرے پاس آئی ہیں۔ وہ اسلام کی طرف راغب بھی ہیں۔ اجازت ہو تو اُن سے ملوں؟ فرمایا ضرور۔ اپنی ماں کے ساتھ میل ملاپ رکھو۔

(۴۲) ایک شخص نے رسول اللہ صلعم سے عرض کیا۔ کہ مجھ سے ایک بڑا گناہ ہو گیا ہے۔ کیا میرے لئے کوئی توبہ کی صورت ہے؟ پوچھا کیا تیری ماں ہے؟ کہا نہیں۔ فرمایا کیا خالہ ہے؟ کہا ہاں ہے۔ فرمایا اُس سے حسن سلوک سے پیش آیا کر۔

(۴۳) روایت ہے کہ ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ والدین کی خدمت میں سے کوئی خدمت ایسی باقی ہے جسے میں اُن کی وفات کے بعد بجا لا سکوں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ اُن کے لئے دعا۔ اور استغفار پڑھو۔ اُن کے عہد و پیمان کو پورا کرو۔ اور اُس رشتے کو جوڑو جس کے موجب وہی تھے۔ اور اُن کے دوست کی خاطر تواضع کرو۔

(۴۴) رسول اللہ صلعم بیٹھے تھے۔ کہ آپ کے رضاعی باپ (یعنی جن کی بیوی آپ کی انّا تھی) آگئے آپ نے اُن کے لئے اپنے کپڑے کا ایک کونہ بچھا دیا۔ اور وہ اس پر بیٹھ گئے۔ پھر آپ کی انّا تشریف لے آئیں۔ آپ نے کپڑے کا دوسرا کونہ اُن کے واسطے بچھا دیا۔ اور وہ اس پر بیٹھ گئیں۔ بعد اس کے آپ کے کوکا آگئے۔ آپ کھڑے ہو گئے۔ اور انہیں اپنے آگے بٹھا لیا۔

(۴۵) جو شخص لڑکیوں کی پرورش کرے۔ یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائیں (ہاتھ کی دو انگلیوں کی طرف اشارہ کر کے فرمایا) میں اور وہ اس طرح اکٹھے جنت میں داخل ہوں گے۔

(۴۶) جس شخص نے تین بیٹیوں یا تین بہنوں یا دو بہنوں یا دو بیٹیوں کی پرورش کی۔ انہیں پڑھایا (سلیقہ) سکھایا۔ ان کے ساتھ نیک سلوک کیا۔ اور پھر ان کی شادی کر دی وہ جنتی ہو گیا۔

(۴۷) اگر کسی شخص کے ہاں لڑکی ہو۔ اور وہ اسے زندہ نہ گاڑے۔ نہ اُسے ذلیل خیال کرے اور نہ اولاد نرینہ سے حقیر جانے۔ تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔

(ف) رسول اللہ صلعم کی بعثت سے پہلے عرب میں دختر کشی کا عام رواج تھا۔ مولانا حالی صاحب نے اسے اس طرح بیان فرمایا ہے۔

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دختر
تو خوفِ شماتت سے بے رحم مادر

پھرے دیکھتی جب تھی شوہر کے تیور
کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اُس کو جا کر

وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

اس ... کے ... جسمانی بناوٹ اور طاقت کے لحاظ سے مرد کو عورت پر ترجیح ہے مگر مرد اور

ضایع کردیتے ہیں جلدی مال سب — عیش میں رہتے ہیں غافل روز و شب

اس سے تو بہتر ہے اے نیکو سیر — اُن کی تو تعلیم پر کر خرچ زر

تاکہ وہ پیدا کریں کوئی کمال — مال یہ ہوتا ہے بے شک لا زوال

ہے عدوّ بیٹے کا تو اے ناشناس — چھوڑتا ہے مال جو جاہل کے پاس

(ف) (دعا)

(۵۰) میں اور یتیم کا خبر گیر جنت میں ایسے قریب ہوں گے جیسے انگوٹھے کے پاس کی انگلی۔ اور ذرہ بھی تفاوت کے ساتھ اس کے پاس والی سے

(عطار)

خاطر ایتام را دریاب نیز — تاترا پیوستہ حق دارد عزیز

(یتیموں) کی دل جوئی کر۔ کہ تجھے خدا ہمیشہ عزیز رکھے۔ :.

(۵۱) جو شخص مسلمانوں میں سے کسی یتیم کو کھلانے پلانے کے واسطے اپنے گھر لے جائے۔ خدا اُسے جنت میں داخل کرے گا۔ سوائے اس صورت کے کہ اُس نے کوئی ایسا گناہ کیا ہو۔ جو معاف نہیں ہو سکتا۔ :.

(ف) اس حدیث کا یہ مطلب ہے کہ ایک کارِ خیر کرکے جس میں جنت کا وعدہ ہو۔ ایسا نڈر نہیں ہو جانا چاہیئے۔ کہ ممنوعات کا خیال نہ کیا جائے :.

(۵۲) میری امت کے اچھے بُرے دونو قسم کے اعمال مجھے دکھائے گئے۔ دُکھ دینے والی چیز کو رستے سے ہٹا دینا میں نے اچھے اعمال میں پایا۔ اور بُرے عملوں میں اس ناک کی غلاظت کو بھی پایا۔ جو مسجد میں پھینک دی جائے۔ اور پھر اس جگہ کو صاف نہ کیا جائے :.

(ف) جو لوگ اپنی حیثیت کا خیال کرکے کہ اتنے بڑے آدمی ہو کر ہم رستے سے کانٹے اُٹھائیں۔ یا سہل انگاری سے اینٹ پتھر وغیرہ رستے سے نہیں اُٹھاتے اور جو لوگ جا بجا دیکھتے ہیں نہ بے جا۔ جب چاہا ناک صاف کر دی یا تھوک ڈالا ان کے لئے یہ حدیث بہت عبرت آموز ہے :.

(۵۳) بیوہ عورت اور مسکین کی مدد کرنے والے کی مثال اس شخص کی ہے جو خدا کی راہ میں جہاد کرتا ہے۔ یا دن بھر روزہ رکھتا ہے۔ یا رات بھر عبادت کرتا ہے :.

(۵۴) ہر ایک مسلمان کے لئے صدقہ دینا لازمی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ اگر کسی کے پاس ہی کچھ نہ ہو؟ فرمایا ہاتھ سے محنت کرکے آپ ہی فائدہ اُٹھائے اور صدقہ بھی دے۔ انہوں نے کہا۔ اگر محنت کرنے کی طاقت نہ ہو؟ فرمایا محتاج مظلوم کی مدد کرے۔ اس پر سوال.

ایک عبرت ناک سبق ہے - شرع محمدی میں لڑکی کو ماں باپ کے املاک کا بھائیوں کی موجودگی میں بھی حصہ دار قرار دیا گیا ہے - اور اولاد کا مال کھانا والدین کے لئے جائز رکھا گیا ہے - پس اگر لڑکا نہ ہو تو مرتے وقت حسرت لے جانے کا کوئی موجب نہیں - اور بڑھاپے میں والدین کی اگر بشرط ضرورت مرفالحال بیٹی مدد کرے تو مضائقہ نہیں - بیٹی بیٹا سب خدا کی دین ہیں - ان کی پرورش میں کوئی فرق رکھنا نہیں چاہیئے - سیانی لڑکیاں تو ماؤں بہنوں اور عورتوں کی روزمرہ کی باتیں سُن کر سمجھنے لگ جاتی ہیں - کہ ان کی کیوں قدر نہیں ہوتی - مگر چھوٹی بچیوں کے ننھے دلوں میں کیا گزرتا ہوگا - جب اُن کے بھائیوں کے مقابلے میں اُن کی بے وقری ہوتی ہے - اور بعض گھروں میں انہیں ہر وقت - دور - دفع - مرمٹ وغیرہ کہا جاتا ہے - وہ بیچاری سوچتی ہوں گی - کہ ہمیں کیوں ہر وقت کوسا جاتا ہے - اور یہ رنج وہ خیال ان کے دل پر بُرا اثر پیدا کر کے کس قدر لئے پست کرتا ہوگا پس جو پدرانہ اور مادرانہ شفقت بیٹے کے ساتھ کی جاتی ہے ویسی ہی بیچاری بیٹی کے ساتھ بھی ملحوظ رکھنی چاہیے بڑی بات جو قابل لحاظ ہے - وہ یہ ہے - کہ ہر دو کی تعلیم اور تربیت میں حتی الوسع کوئی کسر اٹھا نہ رکھی جائے - اور ساری کوشش کے بعد کارساز حقیقی سے دعا کی جائے - کہ انہیں کامیاب کرے - اور اپنے نونہالوں کو سرسبز دیکھ کر والدین کے دل خوش اور آنکھیں ٹھنڈی رہیں ؂

(۴۸) رسُول اللہ صلعم نے فرمایا - میں اور وہ عورت جس کے رخسارے سیاہ پڑ گئے ہوں روز جزا ایسے نزدیک ہوں گے جیسے بقول راوی انگوٹھے کے پاس دو انگلیاں - سیاہ رخسار عورت سے - وہ عورت مراد ہے - جس کا شوہر مر گیا ہو معزز اور خوب رُو ہو - مگر اپنے یتیم بچوں کی خاطر نفس کشی کرے اور نکاح نہ کرے - رخساروں پر سیاہ داغ پڑ جائیں - بناؤ سنگار چھوڑ دے - یہاں تک کہ بچے جوان ہو کر اس سے مستغنی ہو جائیں یا انتقال کر جائیں ؂

(۴۹) باپ کا کوئی عطیہ بیٹے کے لئے اس عطیے سے بڑھ کر نہیں - کہ اس کی تعلیم و تربیت اچھی کرے - ایک دوسری روایت میں ہے - کہ بیٹے کی تعلیم صدقہ اور خیرات سے بہتر ہے - ؂

(ف) بعض لوگ اس خیال سے کہ ہماری جائداد اور اندوختہ ہماری اولاد کے گزارے کے لئے کافی ہے - اپنے لڑکوں کو تعلیم نہیں دلاتے ؎

پر نکلتی ہے وہ اولاد ایسی بد   باپ کی امیدیں سب ہوتی ہیں رد
قدر زر کرتے نہیں وہ ذرہ بھر   قدر جانیں خود کمایا ہو اگر

کہ یہاں دکھانے سے رہا نہیں جاسکا۔ ناظرین بھی امید ہے۔ ضرور متاثر ہوں گے۔ اور حدیث کا مفہوم خوب ذہن نشین ہو جائے گا :۔ ؎

جہاں ویرانہ ہے پہلے کبھی آباد گھر باں تھے ۔۔۔ شغال اب ہیں جہاں رہتی کبھی بستے بشریاں تھے
جہاں چٹیل ہی میداں اور سراسر ایک خارستاں ۔۔۔ کبھی یاں قصر و ایواں تھے چمن تھے اور شجریاں تھے
جہاں ہیں سنگ ریزی تھے یہاں یاقوت کی تودے ۔۔۔ جہاں کنکر پڑے ہیں اب کبھی رلتی گہریاں تھے
جہاں سنسان جنگل ہے جہاں ہے شہر خاموشاں ۔۔۔ کبھی کیا کیا تھی ہنگامی یہاں اور شور و شریاں تھے
جہاں اب خاک پر ہیں نقش پائے آہوئے صحرا ۔۔۔ کبھی محو تماشا دیدۂ اہل نظریاں تھے
ظفر احوال عالم کا کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے ۔۔۔ کہ کیا کیا رنگ اب ہیں اور کیا کیا پیشتر یاں تھے

(۶۱) جب تو کوئی چیز فروخت کرے تو اسے ماپ کر دے۔ اور جب خریدے تو ماپ کر لے :۔

(۶۲) ایک شخص تحفے کے طور پر ایک شراب کا مشکیزہ رسول اللہ صلعم کے پاس لایا۔ فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے شراب حرام کر دی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ اور دائنے میں اپنے پاس والے آدمی کے کان میں کچھ کہہ دیا۔ آنحضرت نے پوچھا اس کے کان میں تم نے کیا کہا؟ اس نے کہا میں نے کہا ہے۔ کہ اسے بیچ ڈال۔ فرمایا جس نے اس کا پینا حرام کر دیا ہے۔ اس نے اس کا بیچنا بھی حرام کر دیا ہے۔ اس شخص نے اس مشکیزے کا ونبر دوسرے کا جو اس کے پاس تھا۔ منہ کھول دیا۔ اور جو کچھ ان میں تھا سب بہ گیا :۔

(۶۳) ابو طلحہ نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا۔ کہ اس شراب کو کیا کیا جائے۔ جو بعض یتیموں کو ورثت میں ملی ہے۔ فرمایا پھینک دو۔ ابو طلحہ نے کہا۔ کہ کیا اس کا سرکہ نہ بنا لوں؟ آپ نے فرمایا نہیں :۔

(۶۴) جو غلہ خریدے اسے اس کا فروخت کرنا اس وقت تک جائز نہیں۔ جب تک کہ وہ ماپا تولا نہ جائے۔ اور دوسری روایت میں ہے۔ کہ جب تک قبضہ میں نہ لایا جائے۔ اور آگے چل کر راوی بیان کرتا ہے۔ کہ ہم (بیوپاریوں سے) جو سوار ہو کر آیا کرتے تھے۔ غلہ خریدتے مگر بغیر ٹھیک طور پر ماپا تول کئے اس کی مقدار کا اندازہ لگا لیتے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اس کو مت بیچو۔ جب تک دوسری جگہ نہ لے جاؤ :۔

(ف) اس سے مراد ممانعت اس قسم کے سودی اور بیوپار کی ہے۔ جو آجکل سٹے کے نام سے مشہور ہے۔ کہ غلہ ابھی کھیتوں میں ہی ہوتا ہے۔ نہ غلے کی اصلی صورت میں بلکہ پودوں کے خوشوں میں اور سودے ہو جاتے ہیں پھر جب وہ کھیتوں سے منڈیوں میں آتا ہے۔ تو بسا اوقات لاکھوں ہی جگہ بڑے بڑے

ہوا۔ اگر ایسا کرنے کے قابل ہی نہ ہو؟ آپ نے فرمایا اچھے کام کرنے کی لوگوں کو ہدایت کرے کسی نے کہا اگر یہ بھی نہ کر سکے؟ فرمایا شرارت سے باز رہے۔ کہ یہ بھی صدقہ ہی ہے:۔

(۵۵) دو شخصوں کے درمیان صلح کرادینا۔ صدقہ ہے۔ اور کسی کو سہارا دیکر اس کی سواری پر سوار کرادینا۔ یا اس کا سامان لدوادینا بھی صدقہ ہے۔ اور اچھا قول بھی صدقہ ہے۔ اور ہر قدم جو نماز کے واسطے اٹھایا جائے صدقہ ہے۔ اور راستے سے اذیت دینے والی چیز کو ہٹا دینا بھی صدقہ ہے:۔

بیع۔ راستی۔ امانت سہولت اور اوزان حرام چیز کا بیچنا۔ حق شفعہ وغیرہ

(۵۶) امین اور راستباز تاجر نبیوں۔ صدیقوں شہیدوں اور صالحین کی صف میں ہوگا:۔

(۵۷) قسم سے خرید فروخت میں زیادتی ہوسکتی ہے مگر کمائی گھٹ جاتی ہے:۔

(ف) قسم کی عادت سے جھوٹی قسم کھانے کا بھی احتمال ہے جو آخر کار کساد بازاری کا موجب ہوتا ہے:۔

(۵۸) بائع (بیچنے والا) اور خریدار کو اس وقت تک سودے پر اختیار ہے۔ جب تک کہ وہ جدا نہ ہو جائیں پس اگر ہر دو نے سچ کہا اور مال متعلقہ کی بابت سب کچھ بیان کردیا تو دونو کے لئے برکت کا موجب ہے۔ اور اگر جھوٹ کہا۔ اور مال کے عیب چھپا رکھے۔ ممکن ہے کہ سردست کچھ نفع ہو۔ مگر اس سودے میں برکت نہیں ہوگی:۔

(ف) برکت نہ ہونے سے مراد ہے۔ کہ وہ روپیہ چوری بدکاری یا فضول خرچی میں ضائع ہو جائے گا۔ یا کوئی ایسا مصرف پیش آجائے گا۔ جس پر اس کو خرچ کرنا پڑے گا۔ گو ناگوار ہی ہو۔ مثلاً عدالت میں مقدمہ۔ بیماری وغیرہ:۔

(۵۹) خدا اُس شخص پر مہربانی کرتا ہے۔ جو خرید۔ فروخت اور قیمت وصول کرنے کے تقاضے میں سہولت اور نرمی اختیار کرتا ہے:۔

(۶۰) ماپنے اور تولنے والوں کو فرمایا تمہاری سپرد وہ کام ہیں جنہیں (ٹھیک طور پر) کرنے سے تم سے پہلے بعض لوگ ہلاک ہو چکے ہیں:۔

(ف) کنایہ مدین کے لوگوں سے ہے۔ جو ماپ تول کم کرتے تھے۔ اور باوجود شعیب علیہ السلام کے سمجھانے کے باز نہ آئے۔ پھر زلزلہ سے اپنے گھروں میں ہلاک کئے گئے۔ اور ایسے غارت ہوئے گویا کبھی وہاں بسے ہی نہ تھے۔ ملک الکلام میں اُجڑی ہوئی بستی کا ایسا خاکہ اتارا ہے۔

اس غرض سے کہ اسے دیکھ کر لوگ بھی قیمت بڑھاتے جائیں ؛

(ف) آجکل یورپ کے نیلاموں میں بھی ہوتا ہے۔ کہ چند آدمی ملکر ناواقف خریداروں کو پھنساتے ہیں۔ اور چیزوں کو اُن کی اصلی قیمت سے بہت زیادہ قیمت پر بیچکر انہیں نقصان پہنچاتے ہیں

(۶۹) (شہر سے باہر نکل کر) آگے جا کر بیوپاری سے مت ملو۔ اور اسے بازار میں آنے دو (یعنی اس کی نرخ بازار سے ناواقفی سے فائدہ مت اٹھاؤ۔ جو ناجائز ہے) چنانچہ ایک اور حدیث میں آیا ہے۔ کہ جب باہر سودا ہو۔ اور بیچنے والے کو بازار میں آکر معلوم ہو۔ کہ اسے نقصان ہوا ہے۔ تو اسے سودے کے فسخ کرنے کا اختیار ہے ؛

(۷۰) ایک چیز کی دو قیمتیں مت رکھو۔ (کہ نقد کم اور اُدھار زیادہ)

(۷۱) جب کسی چیز کا سودا ایک شخص کے ساتھ ہو جائے۔ تو پھر دوسرے شخص کے واسطے پہلے مالک سے اس چیز کا سودا کرنا منع ہے ؛

(۷۲) حضرت علیؓ سے روایت ہے۔ کہ (اُن سے ایک سودے کی وجہ سے) ایک ماں اور اسکے بیٹے میں نا اتفاقی ہو گئی۔ رسول اللہ صلعم نے انہیں ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ اور سودے کو منسوخ کر دیا؛

(۷۳) ایک روایت میں ہے۔ کہ بیچنے والا اور خریدنے والا۔ جب تک جدا نہ ہو جائیں۔ (سودے کے فسخ کا) اختیار رکھتے ہیں۔ یا ایک اُن میں سے دوسرے کو کہہ دے کہ (اس سودے) کو اختیار کر لے۔ یا بیع اختیاری ہو (تو اور بات ہے)

(۷۴) جب بیچنے والے اور گاہک کے درمیان اختلاف ہو جائے۔ تو بیچنے والے کی بات معتبر سمجھنی چاہیئے اور گاہک کو اختیار ہے خواہ خریدے خواہ نہ خریدے ؛

(۷۵) جو شخص اس غرض سے غلہ جمع کر کے روک لے۔ کہ نرخ بڑھنے پر بیچے۔ تو وہ خطاکار ہے۔

(۷۶) ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ نرخ مقرر فرما دیجئے (کہ غلہ گران ہے) فرمایا میں دعا کرتا ہوں (کہ نرخ سستا ہو جائے) پھر ایک اور شخص آیا۔ اور وہی درخواست کی فرمایا خدا ہی نرخ کو گھٹاتا ہے۔ اور بڑھاتا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں۔ کہ اس کی بارگاہ میں ایسی حالت میں حاضر ہوں۔ کہ کسی پر ظلم کرنے کا مطالبہ مجھ سے نہ کیا جائے ؛

درخت کا پھل

(۷۷) درخت کا پھل مت بیچا کرو۔ جب تک کہ اس میں صلاحیت ظاہر نہ ہو جائے۔ یعنی اس کا نشو و نما۔ اس درجہ تک پہنچ جائے۔ کہ اس کے پک جانے کی امید بندھ جائے ؛

ایک دن یا ایک مہینہ میں کئی شخص بغیر بیچے۔ اس کے مالک یا خریدار بن کر بھاری نفع یا نقصان اٹھاتے ہیں یہی ممنوع تجارت ہے جس کے سبب سے ملک میں باوجود جنس کے افراط سے موجود ہونے کے قحط و گرانی رہتی ہے۔ اور یہ نافرمانی کی سزا ہے ؀

(۶۵) حکیم بن حزام روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کی۔ کہ میرے پاس لوگ آتے ہیں۔ اور بعض چیزیں خرید نا چاہتے ہیں۔ جو میرے پاس نہیں ہوتیں۔ کیا میں اُن کے ساتھ سودا کر لیا کروں؟ اور پھر بازار سے مطلوبہ شئے خرید کر انہیں دیدیا کروں؟ فرمایا ایسی چیز کے بیچنے کا سودا مت کیا کرو۔ جو تمہارے پاس نہیں ہے ؀

(ف) یہ وہ تجارت ہے۔ جو آجکل کمیشن ایجنسی کے نام سے معروف ہے۔ اس کی قباحت صریح ہے۔ اور محتاج بیان نہیں۔ جو فائدہ کہ فروشندہ یا خریدار کو ہونا چاہیئے جس کے وہ ہر دو مستحق ہیں۔ ایک تیسرا شخص جس کی نہ ہلدی لگے نہ پھٹکری اُڑالے جاتا ہے۔ کمشن ایجنسی تو پھر بھی کچھ کہ مالک اور گاہک ہر دو کو اس کا علم ہوتا ہے۔ اور اس وجہ سے وہ ناروا بھی نہیں ہوسکتی۔ مگر ناجائز اور ممنوع اور غارت کرنے والا طریق وہ ہے۔ جو آجکل بڑے بڑے شہروں میں بعض لوگوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ کہ اُن کے پاس نہ کوئی دکان ہے نہ سامان۔ انگریزی ابجد کے چند حروف کو جوڑ کے اپنی فرضی دوکان یا کمپنی کا نام رکھ کر چیزوں کی ایک فہرست چھاپ لیتے ہیں۔ اور جھوٹی قسموں اور اشتہارات سے بیچارے سادہ لوح اور کم علم لوگوں کو لوٹ لوٹ کر مزے اُڑاتے ہیں ؀

(۶۶) کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے۔ کہ وہ کوئی ایسی چیز بیچے جس میں کسی نقص کے ہونے کا اُسے علم ہو۔ ہاں اگر خریدار کو نقص سے مطلع کر دے۔ (تو کوئی مضائقہ نہیں)

(۶۷) جو شخص ایسے جانوروں کو خریدے جس کے تھنوں میں دودھ روکا گیا ہو۔ اُسے اُسکی واپسی کا تین دن اختیار رہے۔ مگر اسے دودھ کا معاوضہ اس کے برابر یا اس سے کچھ غلے یا آٹے سے ادا کرنا چاہیئے ؀

(ف) اگر اس معاہدے پر بیع ہو تو کوئی مضائقہ نہیں۔ مگر جو لوگ ایسے معاہدے کے لئے تیار رہوں۔ انہیں تھنوں میں دودھ رکھ کر دھوکا دینے کی ضرورت نہیں۔ پس اُن لوگوں کو جو اس قسم کا دھوکا کرتے ہیں۔ خدا سے ڈرنا چاہیئے ؀

(۶۸) رسول اللہ صلعم نے نرخ بڑھانے سے منع فرمایا۔ امام مالک سے روایت ہے کہ نرخ بڑھانے سے یہ مراد ہے۔ کہ کوئی شخص کسی چیز کے خریدنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو۔ مگر اسکی قیمت بڑھایا جائے

میں صرف کرتے ہیں :: ؎

دنیا کا زر و مال کیا جمع تو کیا ذوق　　کچھ فائدہ بے دستِ کرم اُٹھ نہیں سکتا

(۸۲) دو خصلتیں کسی ایماندار آدمی میں جمع نہیں ہو سکتیں - ایک بخل - دوسری بدخلقی (دوسرے لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے - کہ جس شخص میں یہ دونو خصلتیں پائی جائیں - وہ ایماندار نہیں ہے :)

(۸۳) آدمی کہتا ہے یہ میرا مال ہے - میرا مال ہے - مگر اے بنی آدم تیرا کوئی مال نہیں - سوائے اس کے جو تو نے کھا کر فنا کر دیا - یا پہن کر گھسا دیا - یا کارِ خیر میں صرف کر کے اسے جاری (یعنی ہمیشہ کے لئے قائم) رکھا :

(۸۴) بندۂ دینار و درہم - ملعون ہے :

(ف) وہ لوگ جو بندۂ المال ہیں - اور اپنا تمام وقت روپیہ جمع کرنے میں صرف کرتے ہیں - اور اس میں سے کچھ بھی کارِ خیر میں خرچ نہیں کرتے - وہ راندۂ درگاہِ ایزد متعال ہیں -

(۸۶) تم میں سے ایسا کون شخص ہے ؟ جو اپنے وارث کے مال کو اپنے مال سے زیادہ عزیز سمجھتا ہے - مخاطبین نے کہا - یا رسول اللہ ہم میں تو کوئی ایسا شخص نہیں ہے - جو اپنے وارث کے مال کو اپنے مال سے زیادہ عزیز سمجھتا ہو - فرمایا - یاد رکھو - انسان کا مال وہی ہے - جو اُس کے آگے نکل گیا (یعنی اسکے ہاتھ سے کارِ خیر میں خرچ ہوا) اور جو اسکے پیچھے رہا وہ اسکے وارث کا ہے

(ف) جو آدمی اپنی کمائی اپنی آسایش اور دیگر امورِ خیر پر صرف نہیں کرتا - گویا وہ اپنے وارث کے مال کی حفاظت کرتا ہے - جو اس کی مرگ کے بعد - اس کا مالک اور قابض ہو جائے گا - سعدی نے جو اس حدیث کی شرح کی ہے - وہ دیکھنے کے قابل ہے - اور یہ ہے

غمِ خویش در زندگی خور که خویش　　بمرده نه پردازد از حرصِ خویش
زر و نعمت اکنون بده کان تست　　که بعد از تو بیرون ز فرمانِ تست
پریشان کن امروز گنجینه تست　　که فردا کلیدش نه در دستِ تست
تو با خود ببر توشهٔ خویشتن　　که شفقت نیاید ز فرزند و زن -
بدستم بیفتاد مالِ پدر　　که بعد از من افتد بدستِ پسر
همان به که امروز مردم خورند　　که فردا پس از من بیغما برند -
خور و پوش و بخشا و رحمت رسان　　نگه مے چه داری ز بهرِ کسان

(ف) بہت لوگ ابھی پھول ہی درخت پر آتے ہیں۔ تو اس کا پھل بیچ دیتے ہیں۔ اور بسا اوقات ایسا اتفاق ہوتا ہے۔ کہ وہ پھول آندھی اور بارش سے جھڑ جاتے ہیں۔ اور خریدار کو بہت نقصان ہوتا ہے۔ اور یہ اُسے نافرمانی کی سزا ہے ؞

(۷۸) ایک شخص نے ایک باغ کا پھل خریدا۔ اپنی طرف سے اُس نے اُس کی غور پرداخت کی۔ مگر معلوم ہوا۔ کہ سودے میں نقصان ہوگا۔ اُس نے باغ کے مالک سے کہا۔ کہ یا تو قیمت میں سے کچھ چھوڑ دے۔ یا سودا فسخ کردے۔ اس نے ایسا کرنے سے انکار کیا۔ اور (تکرار میں) قسم بھی کھائی۔ مشتری کی ماں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں گئی۔ اور یہ حال بیان کیا۔ فرمایا اس نے قسم کھائی ہے۔ کہ کوئی نیکی کا کام نہیں کرے گا۔ باغ کے مالک نے یہ سُن لیا۔ آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ اُسے (خریدار کو) اختیار ہے (خواہ قیمت میں تخفیف۔ خواہ سودے کی تنسیخ کردے)

(۷۹) ایک شخص نے کچھ درختوں کا پھل خریدا۔ میوے پر آفت آگئی (اس وجہ سے) اُس پر بہت سا قرضہ ہوگیا۔ اور وہ مُفلس ہوگیا۔ نبی صلعم نے فرمایا اُسے صدقہ (حسب توفیق چندہ) دیدو۔ لوگوں نے چندہ دیا۔ مگر اس کی مقدار قرضہ کی رقم سے کم رہی۔ آپ نے قرض خواہوں کو فرمایا۔ جو کچھ ملتا ہے (غنیمت سمجھ کر) لے لو۔ کیونکہ اس سے زیادہ تو تمہیں (کسی طرح) وصول ہی نہیں ہوسکتا ؞

(۸۰) اگر تم نے کسی درخت کا پھل اپنے بھائی کے ہاتھ بیچا ہے۔ اور اس پر کوئی (آفت آئی ہے۔ تو تمہارے لیئے جائز نہیں۔ کہ اپنے بھائی سے کچھ وصول کرو۔ کیونکہ ایسا کرنے میں تم بالکل ناحق پر ہوگے۔ اور ایک روایت ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ آفت سے جو نقصان ہو۔ وہ اصل قیمت میں سے وضع کرلیا جائے ؞

بخل

(۸۱) ابوذر بیان کرتے ہیں۔ کہ میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں گیا۔ آپ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب مجھے دیکھا فرمایا۔ قسم ہے کعبہ کے رب کی۔ وہ لوگ بہت نقصان میں ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میرے ماں اور باپ آپ کے قربان ہوں وہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا۔ وہ لوگ جو کثرت سے روپیہ جمع کرتے ہیں۔ سوائے ایسے اشخاص کے (کہ وہ نقصان میں نہیں ہیں) جو آگے پیچھے دائیں بائیں اپنے مال کو (کار خیر

زنِ خوب فرماں بر پارسا کند مرد درویش را پارسا (سعدی)

(اچھی تابعدار اور پرہیزگار عورت۔ درویش آدمی کو پرہیزگار بنا دیتی ہے۔ (اور اس طرح اس کا ایمان قایم رکھتی ہے۔)

(۸۹) قرآن کی ایک آیت کی تفسیر کرتے وقت فرمایا۔ کسی کے غضب کے وقت صبر کرنا۔ اور دُکھ دینے والے سے درگذر کرنا۔ جب اس رویہ کو لوگ اختیار کرینگے تو خدا انہیں محفوظ رکھیگا۔ اور اُن کے مخالف اُن سے عاجزی کرینگے۔

بدی را بدی سہل باشد جزا اگر مردی اَحْسِنْ اِلیٰ مَنْ اَسَا (سعدی)

(بدی کے بدلے بدی کرنا سہل بات ہے۔ اگر تو مرد ہے تو اس شخص کو ساتھ جس نے بدی کی ہے نیکی سلوک کر)

(۹۰) جب انسان کوئی خطا کرتا ہے۔ تو اس کے دل پر ایک دھبہ پڑ جاتا ہے۔ پھر جب وہ اُس سے باز آجاتا ہے۔ معافی مانگتا اور توبہ کرتا ہے۔ تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے۔ اور اگر پھر خطا کرتا ہے۔ تو اس دھبے میں زیادتی ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ اسکا سارا دل گھر جاتا ہے اور یہی پردہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالےٰ نے کیا ہے۔ ؎

خانۂ دل ہے سفید اسکی سیاہی دور کر کیا سفیدی سے محل کرتا ہے تو اپنا سفید (ظفر)

(۹۱) کیوں تم میں سے کوئی اپنی عورت کو لونڈی کی طرح کوڑے مارے۔ اس لئے کہ شاید اُسی دن پچھلے پہر وہ اُسے اپنے بستر پر سُلائے:

پھر کسی کے پیٹ سے آواز کے ساتھ ہوا نکلنے پر ہنسنے سے منع کیا۔ اور فرمایا۔ کہ کوئی شخص اس کام پر کیوں ہنسے جسے وہ خود کرتا ہو:

(۹۲) ایماندار بندہ اپنے گناہ کو اس طرح محسوس کرتا ہے۔ گویا وہ ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے۔ جو اس پر گرتا معلوم ہوتا ہے۔ اور بدکار شخص اپنے گناہ کو اس طرح سمجھتا ہے۔ جیسے ایک مکھی اسکی ناک پر بیٹھی اور ہاتھ ہلانے سے اُڑ گئی:

(ف) ایماندار آدمی جب گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ تو اُس کے دل پر ایک بڑا بھاری صدمہ ہوتا ہے۔ اور اس لئے وہ اس کی تلافی کی کوشش کرتا ہے۔ اور آئندہ اس سے باز رہتا ہے۔ مگر گنہگار کا دل بُرے عمل کی کثرت سے اس کا عادی ہو جاتا ہے۔ اسے اس کا احساس بہت کم ہوتا ہے۔ اور اس لئے بلا روک بدعمل کیے جاتا ہے۔

(۹۳) کسی تکلیف کی وجہ سے کوئی شخص ہرگز موت کی خواہش نہ کرے۔ اور اگر کوئی ایسا کرنے سے باز نہیں آسکتا۔ تو اُسے یہ دُعا کرنی چاہیئے۔ کہ اے خدا مجھے اُس وقت تک زندہ رکھ جب تک میری حیات میرے لئے مفید ہو۔ اور مجھے موت دے جب میرے لئے موت بہتر ہو:

نکوئی کن امسال چوں دہ تراست　　که سال دگر دیگرے دہ خدا ست

(اپنا غم اپنی زندگی میں کھا۔ کہ وارث اپنی حرص کی وجہ سے مرنے کی طرف مائل نہیں ہو سکتا۔ روپیہ اور نعمت اب (خدا کے) رستے میں) دے ڈال کہ وہ تیرے ہیں۔ کہ تیرے (مرنے کے) پیچھے تیرے حکم سے باہر ہوں گے ؛ آج خزانے کو جلد صرف کر لے کہ کل اس کی کنجی تیرے ہاتھ میں نہیں ہوگی ؛ اپنا زاد سفر اپنے ساتھ لے جا کہ بیٹے اور بیوی سے تو کوئی شفقت نہیں ہو سکے گی ؛ تیرے ہاتھ میرے باپ کا مال لگ گیا۔ جو میرے پیچھے میرے بیٹے کے ہاتھ لگے گا ؛ یہی بہتر ہے۔ کہ آج اُسے لوگ کھائیں۔ کہ کل میرے پیچھے لوٹ مچ جائے گی ؛ کھا پہن اور بخشش کر (خلق کو) آسائش پہنچا۔ کیوں لوگوں کے واسطے سنبھال کر رکھ رہا ہے؟ اس سال جب کہ تو گاؤں کا مالک ہے نیکی کر لے۔ کہ دوسرے سال دوسرا شخص گاؤں کا مالک ہو جائے گا ؛

ت تفسیر اور تفرق

(۸۶) جب تک تمہیں یقین نہ ہو۔ کسی حدیث کو میری طرف منسوب کرنے سے پرہیز کیا کرو۔ اور جو شخص جان بوجھ کر دروغ گوئی کر کے کسی قول کو میرے ذمے لگائے گا۔ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے گا ؛

(۸۷) قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر کرتے وقت فرمایا۔ کہ بنی آدم (کے دل) میں ایک میلان شیطانی ہے۔ اور ایک ملکی۔ شیطانی میلان تو بدی کرنے اور حق کو جھٹلانے کے لیے آمادہ کرتا ہے۔ مگر ملکی میلان نیکی کرنے اور حق کی تصدیق کے لئے آمادہ کرتا ہے پس جب کوئی شخص اپنے دل میں یہ (ملکی) کیفیت دیکھے۔ تو اُسے سمجھنا چاہیئے۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے (عنایت) ہے۔ اور اس کا شکر کرے۔ اور اگر دوسری کیفیت دیکھے۔ تو اُسے شیطان کے شر سے بچنے کے لئے خدا سے دعا کرنی چاہیئے ؛ ے

کام اچھا اگر کوئی تجھ سے بنے　　مت سمجھ تو اُس کو اپنی عقل سے
فضل رب کو جان رہبر عقل کا　　عقل اس کا فضل ہے سب سے بڑا (عارف)

(۸۸) زر و سیم جمع کرنے اور اُسے کار خیر پر صرف نہ کرنے کی بُرائی کے تذکرے میں بعض صحابہ کہہ رہے تھے۔ کہ کاش ہمیں یہ معلوم ہو جاتا۔ کہ کونسا مال اچھا ہے۔ کہ ہم اسے حاصل کرتے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ سب سے اچھا مال یہ ہے۔ کہ زبان خدا کا ذکر کرنے والی ہو۔ دل خدا کا شکر گزار ہو۔ اور بیوی نیک ہو۔ جو مومن کی۔ اس کا ایمان (قائم) رکھنے میں اعانت کرے ؛

(اطلاع پانے کے بعد) شریک کو حق پہنچتا ہے۔ کہ خریدے یا نہ خریدے۔ اور اگر اس سے بیع کی اجازت نہیں لی گئی۔ تو وہ اُسکے خریدنے کا زیادہ ترحقدار ہے۔ اور دوسری روایت میں ابوداؤد اور ترمذی نے بیان کیا ہے۔ کہ گھر کا ہمسایہ اُس گھر اور زمین کا زیادہ مستحق ہے ؛

(۹۸) جب تمہارا کسی رسنے (کے عرض) میں اختلاف ہو۔ تو اسے سات ہاتھ رکھ لو ؛

(۹۹) خدا کے نزدیک پسندیدہ تر مقام مسجدیں ہیں۔ اور بدتر مقام بازار ؛ ۔ ع

دیر رو بازار بیرون آئی زود۔ زانکه از رفتن بیابی ہیچ سود۔ (عطار)

(بازار میں عرصے کے بعد جا۔ اور جلدی واپس چلا آ۔ اس لیئے کہ وہاں جانے سے کوئی نفع نہیں ملے گا)

(۱۰۰) سُن رکھو۔ جو قصور کرے گا۔ اس سے اس کا مواخذہ کیا جائیگا۔ اور باپ سے بیٹے (کے قصور) کا مواخذہ نہیں ہوگا۔ اور نہ ہی بیٹے سے باپ (کے قصور) کا ؛

سعدی نے اس حدیث کی تعمیل نہ ہوتے دیکھ کر یہ شعر کہا تھا ؛

گناه بود مرد ستمگاره را۔ چه تاوان زن و طفل بیچاره را۔

(ظالم مرد کا گناہ تھا۔ بچاری عورت اور بچے پر کیوں تاوان لگایا)

ث ۔ ثنا ۔ تعریف اور شکر

(۱۰۱) اگر کسی شخص کے ساتھ کوئی مروت کی جائے۔ اور وہ اپنے محسن کو کہے جزاک اللہ خیرا۔ (خدا تمہیں اچھا بدلہ دے) تو اُس نے اس کی تعریف میں کوئی کسر نہیں رکھی ؛

(۱۰۲) جس شخص کے ساتھ کوئی احسان کیا جائے۔ اُسے لازم ہے۔ کہ اگر مقدرت رکھتا ہو تو اپنے محسن کا بدلہ ادا کردے۔ اگر وہ اس قابل نہیں تو اسکی ثنا ہی کردے۔ کیونکہ جس نے اپنے محسن کی ثنا کی گویا اُس نے اسکا شکریہ ادا کیا۔ اور جس نے اس کے احسان کو چھپا رکھا۔ تو اس نے اس کی ناشکری کی۔ جو شخص بندوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا ؛ ۔ ع

شکر ناکردن زوال نعمت است ۔ بہرهٔ شاکر کمال نعمت است (عطار)

(شکر نہ کرنے سے نعمت گھٹ جاتی ہے۔ مگر شکر کرنے سے نعمت بڑھ جاتی ہے)

ج ۔ جہاد

(۱۰۳) خدا کی راہ میں ایک دن پہرہ دینا اور جگہوں کے ہزار دن (کے پہرے) سے بہتر ہے ؛

(۹۴) جس شخص نے دکھاوے کے واسطے۔ ایسی وضع بنائی۔ جو اس کی اصلی نہیں ہے۔ (یعنی حاجیوں یا علما کا لباس پہن لیا۔ حالانکہ نہ وہ حاجی ہے نہ عالم۔) تو گویا اُس نے فریب کے دو کپڑے پہن لیئے :۔

سعدی نے ایسے شخص کو یہ جامہ پہنایا ہے۔ ؎

اے بناموس جامہ کردہ سپید بہر پندار خلق و نامہ سیاہ

دست کوتاہ باید از دُنیا آستیں چہ دراز چہ کوتاہ

(اے وہ شخص جس نے عزت حاصل کرنے کی غرض سے لوگوں کو دکھانے کے لئے سفید کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ اور اعمال نامہ سیاہ ہے :۔ دنیا سے ہاتھ چھوٹا کرنا چاہیئے۔ آستین لمبی ہو تو کیا۔ اور اگر چھوٹی ہو تو کیا)

اُردو کے ایک استاد نے جو ایسی پوشاک کی تعریف کی ہے وہ بھی دیکھنے کے لایق ہے ؎

عیب ذاتی کو کوئی کھوتا ہے حسن عارضی زیب بداندام کو ہو ذوق کیا پوشاک سے

اب شاگرد کی بھی سُن لیجئے :۔ ؎

چاہیئے دل سے فقیری اس پہ کیا موقوف ہے۔ ای ظفر رنگین ہو یا ہو جامۂ انساں سفید

جو کہ ہیں باتیں فقیروں کی ظفر وہ چاہئیں۔ اس سے کیا حاصل اگر پہنا فقیرانہ لباس

(۹۵) فالتو پانی کو (جو تمہاری ضرورت سے زیادہ ہے) مت روکو کہ ایسا کرنے سے تم گھاس (کا اُگنا) روکتے ہو۔ اور دوسری روایت میں ہے۔ کہ کوئیں سے مستفید ہونے سے کسی کو نہ روکا جائے۔

(۹۶) بہیمہ قرار یہ بیان کرتی ہیں۔ کہ میرے باپ نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا۔ کہ کونسی ایسی چیز ہے جس کا روکنا جائز نہیں؟ فرمایا نمک۔ پوچھا اور کیا؟ فرمایا آگ۔ پھر پوچھا۔ اور بھی کوئی چیز ہے۔ جس کا بند کرنا روا نہیں؟ فرمایا (نیک کام کرنا بند مت کرو کہ) جتنی نیکی کرو گے۔ اسی قدر تمہارے لیئے بہتر ہے ؎

گر ہمے خواہی کہ باشی در اماں رو نکوئی کن تو با خلق جہاں (عطار)

(اگر تو امن میں رہنا چاہتا ہے۔ تو جا خلقت کے ساتھ نیکی کرتا رہ۔)

(۹۷) ہر ایک ایسی چیز جو مشترکہ ہو۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا شفعہ ہے۔ پھر جب مکان تقسیم ہو کر حدود قایم کی جائیں۔ اور رستے نکالے جائیں۔ تو شفعہ کا حق نہیں رہتا۔ اور مسلم نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے۔ کہ کسی شخص کے لیئے جائز نہیں۔ کہ وہ اپنے شریک کی اجازت کے بغیر کوئی مکان بیچے۔

میں قریب ہے وہ شخص وہ ہے جو اپنی بکریاں لے کر الگ جا بیٹھتا ہے۔ اور اللہ کا حق ادا کرتا رہتا ہے۔ اور میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ سب سے بُرا شخص وہ ہے جس سے خدا کے نام پر مانگا جاوے اور وہ نہ دے۔

(۱۰۹) میری امت کی سیاحت خدا کے رستے میں جہاد ہے :۔

(ف) جب کوئی مومن شخص ملک میں پھرے چلے اور احکام الٰہی کی تعلیم اور تبلیغ سے خلقت کو مستفیض کرے۔ تو اس کا یہ فعل بمنزلہ جہاد ہے :۔

(۱۱۰) جو شخص خدا کے خوف سے رویا ہو اُسے دوزخ میں نہیں دھکیلا جائے گا۔ یہ ایسی یقینی بات ہے جیسی یہ کہ دوہا ہوا دودھ تھنوں میں واپس نہیں جا سکتا۔ اور کسی بندے پر اس راہ کا غبار جمع نہیں ہوگا۔ جو اس نے خدا کے واسطے طے کی ہو۔ اور نہ ہی اُسے دوزخ کا دھواں لگے گا :۔

(ف) جو شخص کوئی کام فی سبیل اللہ کرتا ہے۔ اسکی راحت اور فرحت اس کے دل میں اسقدر ہوتی ہے۔ کہ کسی تھکاوٹ اور تکلیف کا اُسے احساس نہیں ہوتا :۔

(۱۱۱) دو آنکھوں کو آگ نہ چھوئے گی۔ ایک وہ جو خدا کے خوف سے پرنم ہوئی۔ اور دوسری وہ جو خدا کی راہ میں نگہبانی کے لیئے کھلی رہی :۔ ؎

گر رہے گا روز و شب تو اشکبار — رحم فرمائے گا تجھ پر کردگار

ڈول کی مانند چشم تر سے رو — صحن جاں میں اپنے گل رحمت کے بو

گر تو زاری تجھ پہ حق ہو مہربان — ہو جہاں آب رواں سبزہ ہے واں (عارف)

(۱۱۲) جس شخص نے خدا کی راہ میں کسی غازی کو سامان بہم پہنچایا۔ یا اُس کے پیچھے اُسکے متعلقین کی اچھی طرح خبر گیری کی۔ اُس نے بھی گویا جہاد کیا :۔

(۱۱۳) کوئی شخص جنت میں داخل ہو کر دنیا میں واپس ہونا پسند نہیں کرے گا۔ خواہ اُسے روئے زمین کی تمام چیزیں دی جائیں سوائے شہید کے۔ کہ شہادت کا مرتبہ دیکھ کر وہ دنیا میں واپس جانے کی خواہش کرے گا۔ کہ دس دفعہ پھر شہید ہو :۔

(ف) اس حدیث کے پہلے حصے کے مضمون کو جس میں مر کر دنیا میں واپس نہ آنے کا ذکر ہے اُردو شاعری کے اُستاد ذوق نے اس طرح ادا کیا ہے۔ ؎

ہستی سے زیادہ ہے کچھ آرام عدم میں۔ — جو جاتا ہے یاں سے وہ دوبارا نہیں آتا

اور دوسرے حصے یعنے شہید کی آرزو کو اس طرح ادا کیا ہے ؎

(۱۰۴) مجاہد (یعنی جہاد کرنے والا) وہ ہے جو اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرے۔ (کہ شر آمیز خواہشوں کے پورا کرنے سے باز رہے۔ اور اس طرح نفس پر غالب آکر اُسے مار ڈالے)

ہر کہ او رانفس تو سن رام شد   از خردمندانِ نیکونام شد (عطار)

(جس شخص نے اپنے سرکش نفس کو تابع کر لیا۔ وہ نیک نام عقلمندوں میں شمار ہوا)

اُردو شاعری کے ایک اُستاد اس طرح فرماتے ہیں۔ ؎

بڑے موذی کو مارا نفس امارہ کو گر مارا   نہنگ و اژدہا و شیر نر مارا تو کیا مارا

(۱۰۵) قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں لڑوں۔ اور قتل کیا جاؤں۔ پھر لڑوں۔ اور پھر قتل کیا جاؤں۔ اور پھر لڑوں۔ اور پھر قتل کیا جاؤں ::

(۱۰۶) لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ۔ کون سب سے اچھا شخص ہے؟ فرمایا وہ ایماندار آدمی جو اپنے مال اور جان سے خدا کی راہ میں جہاد کرے۔ پوچھا پھر کون؟ فرمایا وہ شخص جو پہاڑ کے کسی درے (یعنی گوشۂ تنہائی) میں رہتا ہو۔ خدا ترس ہو۔ اور خلقت کو اُس سے کوئی دکھ نہ پہنچتا ہو :: ؎

ہر کہ خواہد تا سلامت ماند او   از جمیع خلق رُو گرداند او (عطار)

(جو چاہے کہ سلامت رہے۔ وہ ساری خلقت سے الگ ہو جائے)

؎ ہے اگر چھٹنا زباں کو بند کر۔   کر عمل تو مصطفےٰ کے قول پر

اس کے گنبد میں جو داخل ہوا   ناجیوں[1] میں آکے وہ شامل ہوا (ذوق)

(۱۰۷) میں تمہیں بتلاتا ہوں۔ کہ بہت اچھے اور بہت بُرے لوگ کون ہیں۔ بہت اچھے لوگوں میں سے وہ شخص ہے جو اپنے گھوڑے یا اونٹ پر سوار ہو کر یا اپنے پاؤں پر چل کر خدا کی راہ میں کوئی کام کرتا رہے یہاں تک کہ اُس کی موت آجائے۔ اور بُرے لوگوں میں سے وہ شخص ہے۔ جو خدا کی کتاب پڑھے مگر اس پر اس کا کچھ اثر نہ ہو :: ؎

ہر کہ علمے دارد و نبود بر آں   از طریقِ عقل باشد بر کراں

(جو شخص علم رکھتا ہو اور اس پر عمل نہ کرے۔ وہ عقل کے رستے سے کنارہ کش ہو جاتا ہے)

(۱۰۸) میں تمہیں بتلاتا ہوں کہ لوگوں میں بہت اچھا شخص وہ ہے جو خدا کی راہ میں اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے ہوئے ہے۔ اور میں تمہیں وہ شخص بھی بتلاتا ہوں جو اُس سے درجہ

[1] ناجی۔ نجات پانے والا۔

(۱۲۱) ایک شخص نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا۔ کہ ایک شخص خدا کی راہ میں جہاد کرنا چاہتا ہے۔ مگر اُس کے ذریعے سے دنیاوی مفاد کا بھی خواہشمند ہے۔ فرمایا اُسے کچھ ثواب نہیں ہوگا۔ مکرر بلکہ سہ کرر سوال دُہرایا گیا۔ اور یہی جواب ملا۔ کہ کوئی ثواب نہیں ہوگا ؛

کام ہے کرنا اگر کچھ قوم کا — فایدہ تو بیچ میں اپنا نہ لا۔

آدمی بھی ہے فرشتہ بیگماں — ہو نہ جب تک اُس کا مطلب درمیاں (عارف)

(۱۲۲) ابن عمر بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم کی کسی لڑائی میں میں نے دیکھا۔ کہ مقتولیں میں ایک عورت بھی ہے۔ پس آپ نے عورتوں اور بچوں کے قتل کرنے سے منع فرمادیا ؛

(۱۲۳) ام عطیہ رض روایت کرتی ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلعم کے ساتھ سات لڑائیوں میں ہی۔ اُن کے پیچھے ڈیرے میں رہتی تھی۔ اُن کے لئے کھانا تیار کرتی۔ زخمیوں کی دوا دارو اور بیماروں کی تیمارداری کرتی ؛

(۱۲۴) جب تم میں سے کوئی لڑے۔ تو اُسے چاہیئے۔ کہ چہرے (پر ضرب لگانے) سے پرہیز کرے۔ (تاکہ حریف ہمیشہ کے واسطے بدنما اور ناقص نہ ہو جائے)

(۱۲۵) ابویعلی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں ایک لڑائی میں عبدالرحمان بن خالد بن ولید کے ساتھ شریک تھا۔ دشمن کے چار کس اجنبی گرفتاری کی حالت میں اُن کے سامنے پیش ہوئے۔ اُن کے حکم سے اُن چاروں کو باندھ کر تیروں سے مار ڈالا گیا۔ جب ایوب انصاری کو یہ خبر پہنچی تو اُس نے کہا میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا تھا۔ کہ آپ باندھ کر مارنے سے منع فرماتے تھے۔ قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اگر مرغی بھی ہوتی تو میں اُسے اس طرح نہ مارتا۔ جب عبدالرحمان نے یہ بات سنی تو اُس نے چار غلام آزاد کئے ؛

(ف) عبدالرحمان نے چار غلام آزاد کئے کہ یہ صدقہ اُس کے گناہ کا کفارہ ہو۔ آج اُس وقعہ سے تیرہ سو سال کے بعد جبکہ علم و تہذیب اپنے کمال پر پہنچ گئے ہیں۔ اور سلاطین سلف کو وحشی اور جابر کہہ کر متہم اور مطعون کیا جاتا ہے۔ جو عقوبت شائستہ حکومتوں کی طرف سے بنی آدم پر عمداً و ارادتاً روا رکھی جاتی ہے۔ اُن کا عبدالرحمان کے عمل سے مقابلہ کرنا عبرت سے خالی نہیں ہے ؛

(۱۲۶) ابن عباس روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم اور اور مسلمان معاملہ داری میں مشرکوں کی دو قسمیں بنا لیتے تھے۔ ایک وہ جن کے ساتھ لڑائی ہوتی انہیں وہ (موقعہ پاکر) مار ڈالتے

لے جائیں تیرے کشتے کو جنت میں بھی اگر۔ پھر پھر کے ترے گھر کی طرف دیکھتا چلے

اُن کے شاگرد کے دیوان میں بھی دو شعر ہیں جن میں یہ مضمون ہوبہو تو مذکور نہیں۔ مگر اُس کا پرتو ان پر ضرور پڑتا ہے :-

آرام زیر خاک ہے معلوم کر یہی — پہلو میں آہ اپنے دل بیقرار ہے

تو پیاس تشنگان شہادت کی دیکھنا — تا جانے وہ کہ تیغ تیری آبدار ہے

(۱۱۴) ہم میں سے جو قتل ہوا۔ وہ جنت میں پہنچ گیا۔

(۱۱۵) مجھے گاؤں اور شہر میں رہنے سے خدا کی راہ میں مارا جانا زیادہ پسند ہے۔

(۱۱۶) ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ اگر میں خدا کی راہ میں مارا جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف ہو جائینگے؟ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ ہاں بشرطیکہ تم صبر کی حالت میں مارے جاؤ۔ لوگوں کو بُرے کاموں سے روکتے رہو۔ دشمن کے مقابل رہو۔ اور اُس سے پیٹھ نہ موڑو۔ پھر آنحضرت نے سائل کو فرمایا۔ پھر کہو جو تم نے پوچھا تھا۔ اُس نے اپنا سوال دُہرایا۔ فرمایا ہاں (گناہ معاف ہو جائینگے) سوائے قرض کے (جو اُس کے ذمے کسی کا ہو۔ وہ معاف نہیں ہوگا) اور یہ جبرائیلؑ نے مجھے بتلایا ہے۔

(۱۱۷) شہید کو اپنے قتل کے وقت ایسی ہی تکلیف ہوتی ہے۔ جیسے کسی کو چٹکی لینے سے۔

(۱۱۸) ہمارا خدا تعالےٰ اُس شخص پر تعجب کرتا ہے۔ جو اُس کی راہ میں لڑائی کرے۔ اُس کے ساتھی بھاگ جائیں۔ اور وہ اپنے فرض کو ادا کرنے کے واسطے بھاگنے سے باز رہے یہانتک کہ اُس کا خون بہ جائے۔ پس خدا تعالےٰ اپنے فرشتوں کو کہتا ہے۔ کہ میرے بندے کی طرف دیکھو۔ کہ میری محبت کی خاطر قایم رہا۔ یہاں تک کہ اپنا خون بہا دیا۔ گواہ رہو کہ میں نے اُسے بخش دیا۔

(۱۱۹) فتح (مکہ) کے دن فرمایا۔ کہ فتح کے بعد ہجرت نہیں (رہوگی) مگر جہاد اور نیت (باقی) ہے۔ پس جب تمہیں (جہاد کے واسطے) بلایا جائے تو فوراً چلے آو۔

(۱۲۰) جہاد دو طرح کے ہیں۔ ایک وہ جو خدا کی رضامندی کے واسطے کیا جائے۔ اور اس میں امام (یعنی حاکم) کی متابعت کی جائے۔ اچھی چیز صرف کی جائے۔ اور ہمراہی سے ملاطفت کی جائے۔ اور فساد سے پرہیز کیا جائے۔ اُس میں سونے جاگنے اور ہر فعل کا اجر (نیک) ہے۔ اور جو جہاد فخر ریا اور شرارت کی خاطر کیا جائے۔ اور اس میں امام کی نافرمانی کی جائے۔ اور ملک میں فساد کیا جائے اُس میں بجائے ثواب کے گناہ کا حاصل کرنا ہے۔

(۱۳۲) جب کوئی قوم عہد شکنی کرتی ہے۔ تو خدا اُس پر دشمن کو مسلط کر دیتا ہے ؛

(۱۳۳) رسُول اللہ صلعم کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص خیبر کی لڑائی کے دن مرگیا۔ رسُول اللہ صلعم کو لوگوں نے خبر کی۔ آپ نے فرمایا اپنے ساتھی کی نماز جنازہ (آپ ہی) پڑھ لو۔ یہ سُنکر اُن کے چہروں کا رنگ بدل گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ تمہارے ساتھی نے خدا کے مال غنیمت میں سے چوری کی ہے۔ تب اُس کے سامان کی تلاشی لی گئی۔ اور یہودیوں کا ایک نگینہ برآمد ہوا۔ جس کی قیمت دو درم بھی نہ تھی ؛

(۱۳۴) ایک انصاری بیان کرتا ہے۔ کہ ہم ایک سفر میں رسُول اللہ صلعم کے ہمراہ ہوئے۔ لوگوں کو رستے میں (بھوک سے) بہت سخت تکلیف ہوئی (اتفاق سے رہگزر و) بکریاں مل گئیں اور اُنہوں نے اُنہیں لوٹ لیا۔ گوشت کی ہانڈیاں اُبل رہی تھیں۔ کہ آنحضرت صلعم اپنی کمان ٹیکتے تشریف لائے۔ آپ نے کمان سے ہانڈیاں اُلٹ دیں۔ پھر بوٹیوں کو مٹی سے لتھڑ دیا اور فرمایا۔ لوٹ کا مال مردار سے بہتر نہیں ہے ؛

(۱۳۵) جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں مارا جائے۔ وہ شہید ہے۔ جو اپنی جان کی حفاظت میں مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔ جو اپنے دین کی حفاظت میں مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔ جو اپنے عیال کی حفاظت میں مارا جائے وہ بھی شہید ہے ؛

جدال (بحث)

(۱۳۶) ہدایت پانے کے بعد۔ کوئی قوم گمراہ نہیں ہوتی جب تک وہ جھگڑے جھمیلے نہیں کرتی ؛

(۱۳۷) جس شخص نے بحث اور جھگڑا چھوڑ دیا۔ جب کہ وہ ناحق پر تھا۔ اس کے لئے جنت کے اطراف میں۔ اور جو ایسا شخص بحث اور جھگڑا چھوڑ دے جو حق پر تھا۔ اس کے واسطے جنت کے وسط میں۔ اور جس شخص کے اخلاق اچھے ہوں گے اُس کے واسطے جنت کے اعلےٰ طبقہ میں مکان بنایا جائے گا ؛

(۱۳۸) خدا کے نزدیک سب سے زیادہ کینہ اُس شخص کے دل میں ہے جو بہت جھگڑے بکھیڑے اور مباحثے کرتا رہتا ہے ؛

(۱۳۹) ابن مسیب بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک دفعہ رسُول اللہ صلعم کی مجلس جمی ہوئی تھی۔ کہ ایک شخص حضرت ابوبکرؓ پر حملہ کر کے آیا۔ اور (درشت کلامی سے) اُنہیں اذیت پہنچائی۔ مگر حضرت ابوبکرؓ خاموش رہے۔ اُس نے دوبارا اذیت دی۔ تب بھی چپکے رہے۔ اُس نے

اور وہ مشرک بھی ایسا ہی کرتے یعنی مسلمانوں کو قتل کر ڈالتے۔ دوسرے وہ مشرک جن سے عہد و پیمان ہو چکے تھے۔ انہیں نہ مسلمان مارتے نہ وہ مسلمانوں کو مارتے۔ اگر کوئی عورت لڑائی والے گروہ سے ہجرت کرکے آجاتی تو جبتک وہ (ایک دفعہ) ایام ماہواری سے فارغ ہو کر پاک اور صاف نہ ہو جاتی اُسے نکاح کا پیغام نہ دیا جاتا۔ اور جب وہ پاک ہو جاتی اُسے نکاح کی اجازت دی جاتی۔ اور اگر نکاح سے پیشتر اُس کا خاوند بھی ہجرت کر آتا۔ تو اُس کے حوالے کی جاتی اگر کوئی غلام یا لونڈی ہجرت کرکے آجاتا تو اُسے آزاد کر دیا جاتا۔ اور اُس کے ساتھ وہی سلوک ہوتا۔ جو اور مہاجروں کے ساتھ ہوتا تھا۔

(۱۲۷) امام یعنی حاکم ڈھال ہے۔ اُسکے سہارے کے ذریعے لڑائی کی جاتی ہے۔

(۱۲۸) سمرہ بن جندب ایک صحابی روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے ہمارے گروہ کا نام اللہ کا گروہ رکھا۔ اور جب ہمیں کوئی گھبراہٹ پیش آتی تو آپ مجمع کرنے کو فرماتے۔ اور جب ہم لڑائی کرتے تو آپ صبر اور تحمل کی ہدایت فرماتے۔

قولِ پیغمبر یہ ہو تو کاربند بھائیوں سے لے صلاح اے عقلمند (علی)

(ف) مجمع سے آج کل کی کانفرنس مراد ہے۔ کہ اُس میں امر متعلقہ پر خوب بحث کرکے فیصلہ کیا جائے

(۱۲۹) جو شخص کسی معاہد پر (یعنی اس پر جس کے ساتھ صلح کا عہد و پیمان ہو چکا ہے) ظلم کرے یا اُسے نقصان پہنچائے یا تکلیف دے جسے وہ برداشت نہ کر سکے یا اُس کی رضامندی کے بغیر اُس سے کوئی چیز لے لے۔ تو قیامت کے دن میں اس (معاہد) کی طرف سے دلیل دعوے پیش کروں گا۔

(۱۳۰) جس شخص نے ایسے غیر مسلم کو جس کے ساتھ معاہدہ ہو چکا ہے عمداً بلا وجہ کافی قتل کر دیا۔ خدا تعالےٰ نے جنت اُس پر حرام کر دی۔

(۱۳۱) اُم ہانی رضہ روایت کرتی ہیں۔ کہ میں نے کہا یا رسول اللہ میں نے اپنے خاوند کے قرابتیوں میں سے دو شخصوں کو (جو مشرک تھے) پناہ دی ہے۔ حضرت صلعم نے فرمایا۔ میں نے بھی اُنہیں پناہ دی جنہیں تم نے پناہ دی۔

(ف) جو لوگ رسول اللہ صلعم پر ظلم اور تعدی کے بہتان باندھتے ہیں جب وہ مخالفوں اور معاہدوں کے ساتھ آپ کے سلوک کا اُس حشر سے مقابلہ کرینگے جو آج اس چودھویں صدی میں عہدناموں کا ہوتا ہے۔ تو امید ہے۔ کہ ان کے دلوں پر نیک اور مفید اثر پڑے گا۔

ایک ملک کے لوگ دوسرے ملک کے لوگوں سے مل کر باہم خیالات سے فایدہ اٹھاتے ہیں آپس میں محبت ہوتی ہے۔ اور اتحاد قومی میں بڑی ترقی ہوتی ہے ؎

قاضی اپنے خطبہ میں جو وہ پہاڑی پر چڑھ کر پڑھتا ہے۔ روئے زمین کے مسلمانوں کو مفید مشورہ اور پیغام دے سکتا ہے ؎

مگر افسوس ہے۔ ان فیوض کے حاصل ہونے کے واسطے آج کل بہت کم توجہ ہوتی ہے ؎

حج کرنا بشرطیکہ رستے میں امن ہو۔ اس شخص کے لئے لازمی ہے۔ وہ بھی زندگی میں ایک دفعہ جو اپنے آنے جانے کا خرچ بہم پہنچا سکے۔ اپنی غیر حاضری میں اپنے متعلقین کے گزارے کا بھی انتظام کر سکے۔ اور اس قدر مال فالتو رکھتا ہو کہ گھر سے باہر رہنے کے سبب اُس کی وجہ معاش میں اگر ہرج واقعہ ہو جائے۔ تو اُس کی تلافی ہو سکے۔ مثلاً وہ زمیندار ہے۔ اُس کی غیر حاضری میں زمین کی کاشت کا کوئی انتظام نہیں ہو سکا۔ اور کاشت کا وقت بھی جاتا رہا۔ دوسری فصل کی پیداوار گھر میں آنے تک اس کے پاس خرچ ہونا چاہیئے ؎

مذکورہ بالا شرائط سے ظاہر ہے۔ کہ وہ لوگ جو بالکل خالی ہاتھ گھر سے نکل کر اپنے زعم میں توکل علے اللہ۔ مگر فی الواقعہ گداگری کے بھروسے پر حج کو روانہ ہو جاتے ہیں۔ وہ کس قدر غلطی پر ہیں۔ خود بھی تکلیف اُٹھاتے ہیں۔ اور دوسروں کو بھی بھیک مانگ کر تکلیف دیتے ہیں ایسا حج ثواب کا کام نہیں بلکہ عذاب کا موجب ہے ؎

بڑے بڑے جلسوں۔ مجمعوں اور کانفرنسوں میں جو کارخیر کے لئے منعقد کی جائیں۔ حج کے فیوض کا عکس پڑتا ہے ؎

حج کے متعلق قربانی کرنا بھی ہے۔ اس اصول کے لحاظ سے جو اس کتاب کی تالیف میں مدنظر رکھا گیا ہے۔ اس کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر چونکہ مذہب اسلام میں وہ ایک ضروری مسئلہ ہے۔ اس سے غیر مسلم کو بھی واقفیت ہو جائے تو بہتر ہوگا۔ اس لئے وہ نیچے لکھا جاتا ہے ہر ایک حاجی تو ایک قربانی کرتا ہی ہے۔ مگر وہ لوگ جو حج کو نہیں جاتے۔ مفلس اور مقروض نہیں۔ اور آسودہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ اُن کے واسطے بھی قربانی کرنا لازمی ہے۔ مگر صرف ایک جانور ایک گھر کے واسطے خاندان کے سرپرست کی طرف سے کافی ہے ؎

ایک گائے اور ایک اونٹ کی قربانی میں جو بڑے قد کے اور گراں قیمت جانور ہیں۔ سات سات شخص حصہ دار ہو سکتے ہیں۔ اور اونٹ میں تو ایک روایت کے رو سے دس

تیسری بار دُکھ دیا۔ تو حضرت ابوبکر نے جواب دیا۔ پس رسول اللہ صلعم کھڑے ہو گئے۔ حضرت ابوبکر نے عرض کی۔ یا رسول اللہ کیا آپ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں؟ فرمایا نہیں۔ مگر ایک فرشتہ آسمان سے اترا تھا۔ وہ تمہارے حملہ آور کی بات کو جھٹلاتا جاتا تھا۔ جب تم نے جواب دیا وہ فرشتہ چلا گیا اور شیطان آکر بیٹھ گیا۔ اور جہاں شیطان بیٹھ جائے میں وہاں نہیں بیٹھ سکتا ؎

حلم کی تلوار کرتی ہے وہ کام ۔ چھوڑتی ہرگز نہیں دشمن کا نام
تیغ آہن ایک کو زخمی کرے ۔ سینکڑوں کو تیغ حلم آگے دھرے
تیزی اور سختی سے اکثر نوجواں ۔ اپنے ہاتھوں اپنا کرتے ہیں زیاں (ف)

ح ۔ حج

(۲۰۴۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم جہاد کو سب سے بہتر عمل سمجھتے ہیں۔ کیا ہم جہاد نہ کریں؟ آپ نے فرمایا جہاد سے حج بہتر اور خوب تر ہے۔ اگر اس میں کوئی گناہ نہ کیا جائے۔ پھر گھر میں بیٹھی رہنا چاہیئے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے۔ کہ بچے بوڑھے کمزور آدمی اور عورت کے واسطے حج ہی جہاد ہے ؛

(ف) پہلے ذکر آچکا ہے۔ کہ حج کی رسم بہت پرانی ہے۔ رسول اللہ صلعم نے اُسے مفید دیکھ کر جاری رکھا۔ اور بہت ترقی اور رونق بخشی ؛

اکثر لوگوں پر وطن اور لواحقین سے جُدا ہونا بڑا شاق گزرتا ہے۔ اور سفر کی تکالیف ان کے علاوہ۔ اس لئے وہ اُن علمی اور مالی فوائد سے محروم رہتے ہیں۔ جو سفر اختیار کرنے سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ ؎ تا بدکان خانہ در گروی ۔ ہرگز اے خام آدمی نشوی (جب تک تو اپنے گھر کی دیواروں میں بند ہے۔ اے بچے تو ہرگز آدمی نہیں بنے گا۔) ایسے لوگوں کے لئے حج رستہ کھول دیتا ہے۔ اور لوگ اپنے ذاتی تجربہ سے مستفید ہو کر یا دیکھا دیکھی سفر کرنے لگ جاتے ہیں۔

حج پر روپیہ صرف کرنے سے نیک کاموں میں روپیہ خرچ کرنے اور حصہ لینے کی عادت ہو جاتی ہے ؛

حج کے موقعہ پر سب لوگ ایک ہی قسم کا نہائت سادہ لباس پہن کر شاہ و گدا دوش بدوش کھڑے ہوتے ہیں۔ اور اس سے نخوت اور غرور جو بہت بُری عادتیں ہیں دور ہوتی ہیں ؛

حج کے زمانہ میں امن کا ہونا نہایت ضروری ہے۔ اس واسطے حرم کعبہ میں لڑنا بھڑنا منع ہے۔ اس سے اور بھی تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ جو حج کی ایک بڑی بھاری غرض ہے ؛

مختلف ممالک ہی سے ساز و سامان لا کر دُنیا کے اس سب سے بڑے مجمع میں تجارت کو بڑی ترقی دی جا سکتی ہے

کا ہی ہو جاتا ہے۔ اور مصلحت کا خواب و خیال تک نہیں رہتا۔ اسی طرح ہندوستان میں گائے کی تعظیم پرستش سے بدل گئی ہے۔ یہ اپنا خیال ہے۔ ممکن ہے شاستروں میں گائے کی تقدیس کا ذکر بلحاظ اس کے کارآمد ہونے کے ہو۔ اگر ایسا ہے تو یہاں اپنے خیال کو بطور دلیل پیش کرنے پر کوئی اصرار نہیں۔ کیونکہ مسئلہ اس وقت وصل کا درپیش ہے نہ فصل کا ؛

ہمسایہ کے حقوق اس کتاب میں اپنی موقعہ پر درج کئے گئے ہیں۔ یہاں ان کے دُھرانے کی ضرورت نہیں۔ البتہ اتنا لکھا جاتا ہے۔ کہ وہ بہت اہم ہیں پس مسلمان اگر ہندو برادران وطن کی تالیف قلوب کے لئے گائے ایسے کارآمد جانور کی قربانی نہ کریں تو عین مناسب ہے۔ ایک بزرگ نے کہا ہے۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است ۔۔۔ از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

(دل ہاتھ میں لا کہ حج اکبر ہے۔ ہزاروں کعبہ سے ایک دل بہتر ہے)

جائے غور ہے۔ کہ ہزار حج صرف ایک دل پر قربان کر دئے ہیں۔ اور قربانی تو خود قربانی ہے۔ اور وہ بھی حج کا ایک فروع۔ اور مقابلے پر نہ صرف ایک دل بلکہ ساری قوم کے دل ہیں ؛

قربانی کے لئے بھیڑ بکری اور مینڈھے بہتر ہیں۔ ترمذی اور ابو داود میں درج ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ قربانی کے لئے سب سے بہتر مینڈھا ہے۔ پس اگر مینڈھا قربانی کیا جائے تو ہمسائے بھی خوش رہیں گے۔ اور رسول اللہ صلعم کی سنت پر بھی عمل ہو جائے گا ؛ ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار۔ (ایک پنتھ دو کاج) مگر شرط یہ ہے کہ برادرانِ وطن اس معاملہ میں جبر اختیار نہ کریں +

(۱۴۱) محرم کو چاہیئے۔ کہ اپنا نکاح کرے نہ کسی کا کرائے نہ نکاح کا پیغام بھیجے ؛

(ف) حاجی لوگ کعبہ کے نزدیک پہنچتے ہیں۔ تو مختلف اطراف کے لوگ اپنے اپنے مقامات میں جو ان کے واسطے مقرر ہیں حج کی نیت کر کے حج کا مقررہ لباس پہن لیتے ہیں اسکو احرام باندھنا کہتے ہیں۔ اور جو احرام باندھتا ہے اُسے محرم کہتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ کوئی موقعہ نکاح کا نہیں ہے۔ اس وقت تو ہمہ تن و بنا کی اس بڑی بھاری کانفرنس سے ہی مستفیض ہونے میں مصروف ہونا چاہیئے۔ نکاح پڑھنے پڑھانے سے توجہ منتشر ہو جائے گی۔ اور حج کا لطف جاتا رہے گا۔ اسی واسطے اگلی حدیث میں حاجی کی ظاہری حالت کو جس میں بناؤ سنگار نہ ہو پسند فرمایا۔ تاکہ نفسانی خواہش کے پیدا ہونے میں جو نکاح کا موجب ہوتی ہے۔ امداد نہ ملے +

(۱۴۲) حاجی کی بابت دریافت کیا گیا (کہ اُس کی کونسی ظاہری حالت بہتر ہے!) فرمایا بکھرے بال اور خوشبو کا نہ لگانا ؛

شخص بھی شریک ہوسکتے ہیں۔ بھیڑ۔ بکری اور مینڈھا جو چھوٹے اور نسبتاً سستے جانور ہیں۔ ان میں شراکت نہیں ہوسکتی ؛

قربانی دینے کا اس قدر رواج ہوگیا ہے۔ کہ یہ ایک فخر کی رسم سمجھی جاتی ہے۔ اور مقروض لوگ بھی اس کی ادائیگی میں پیچھے رہنا پسند نہیں کرتے۔ حالانکہ رسول اللہ صلعم کا یہ منشا نہ تھا۔ چنانچہ ابوداؤد اور نسائی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اضحی کا دن مجھے میری امت کے لئے عید کا دن بنایا ہے (یہ سن کر) ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ اگر میرے پاس ایک ہی دودھ دینے والا پوری عمر کا جانور ہو تو کیا میں اُس کی قربانی کر دوں؟ فرمایا نہیں مگر تم خط بنواؤ۔ (بتو ٹھنو) خدا کے نزدیک یہی تمہاری عید ہے ؛

آسودہ حال لوگوں کا تو کیا ذکر ہے۔ ان کے ہاں زیادہ بھی اور کم سے کم دو بھیڑ بکریاں تو عموماً ہر گھر سے ایک صاحب خانہ اور ایک اُسکی بیوی کی طرف سے قربانی کی جاتی ہیں ؛

امام مالک اور ترمذی نے لکھا ہے۔ کہ ابو ایوب روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم ایک ہی بکری کی قربانی کیا کرتے تھے۔ جو ایک شخص اور اس کے اہل خانہ کی طرف سے ہوتی تھی۔ پھر لوگ فخر کرنے لگ گئے اور رفتہ رفتہ قربانی کرنا، فخر کی بات بن گئی۔ (یعنے ایک گھر کے لوگ ایک سے زیادہ جانور قربانی کرنے لگ گئے) ان سے زیادہ صریح اور بین الفاظ ایک سے زیادہ قربانی کو غیر ضروری قرار دینے کے واسطے نہیں ہوسکتے ؛

ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جس کے باشندوں کا گزارہ کھیتی باڑی پر ہے۔ اور زیادہ تر حصہ ملک میں اس کام کا سارا دار و مدار گائے پر ہے۔ وہ خود دودھ دیتی ہے جس سے ملائی۔ ربڑی۔ دہی مکھن اور بہتیری کھانے کی اور لذیذ چیزیں بنتی ہیں۔ اور اُس کا بچہ (بیل) پہلے کھیتوں میں ہل کھینچتا ہے۔ پھر چرسے یا رہٹ سے انہیں پانی دیتا ہے۔ اور کئی اور عمل کر کے اخیر میں کھیتوں کی پیداوار یعنے غلہ پیٹھ پر یا چھکڑوں میں رکھوا کر کسان کے گھر یا بازار لاتا ہے۔ جہاں سے لیکر سب لوگ کیا کاشتکار کیا غیر کاشتکار وہ غلہ کھاتے ہیں۔ گویا بیل کے ذریعہ سے سارے ملک کو روٹی ملتی ہے چنانچہ مثل مشہور ہے۔ "دھن گائے کا جایا جس نے سارا ملک بسایا" انہی وجوہ سے ہندوستان کے اصلی اصلی تو وہ بھی نہیں۔ مگر مسلمانوں سے پُرانے باشندے یعنی ہمسایہ قوم ہندو صاحبان گائے کی بہت تعظیم کرتے ہیں۔ جیسا کہ اور مذاہب میں بھی پایا جاتا ہے۔ کہ بعض مذہبی امور جو کسی مصلحت پر مبنی ہوتے ہیں، مرور زمانہ سے ان کی تعمیل ایسی صورت اختیار کر لیتی ہے کہ سارا زور مذہ

(ف) یہ حکم عین دانش اور دوراندیشی پر مبنی ہے۔ بیشک اولاد کا مالک باپ ہے مگر جب بچہ شیرخوار ہو تو اُس کا ماں سے اگرچہ وہ اُس کے باپ سے قطع تعلق ہی کرچکی ہو۔ کوئی زیادہ رفیق نہیں ہے۔ اگر ایسے وقت میں بچہ باپ کے سپرد کردیا جائے تو اُسکی صحت بلکہ زندگی معرض خطر میں پڑ جاتی ہے ؛

اگر عورت نکاح کرلے تو اُس وقت اُسکے خیالات اور جذبات میں جو تبدیلی ہوجاتی ہے اُس سے مادرانہ محبت میں کمی ہوجاتی ہے۔ نیز اُسکے نئے خاوند کو جس کے ذمے بچے کا خرچ پڑتا ہے۔ بچے سے کوئی اُنس نہیں ہوتا پس اس صورت میں اُس کا بہتر خبرگیر اُس کا باپ ہی ہے ؛

(۱۴۹) رسول اللہ صلعم نے ایک لڑکے کو اختیار دیدیا۔ کہ خواہ وہ اپنے باپ کے پاس رہے۔ خواہ ماں کے (جن میں مفارقت ہوگئی تھی) اُس نے اپنی ماں کے پاس رہنا پسند کیا۔ اور اسکا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور وہ اُسے لیکر روانہ ہوگئی ؛

حسد

(۱۵۰) کسی انسان کے دل میں ایمان اور حسد دونوں اکٹھے نہیں ہوسکتے۔ ظاہر ہے کہ حسد کی عادت بے ایمانی کا ثبوت ہے۔ خداوند کریم محفوظ رکھے ؎

از حسد اول تو دل را پاک دار ۔۔۔ خویشتن را بعد ازاں مومن شمار

ہرکہ بر مال کساں دارد حسد ۔۔۔ بوئے رحمت بر دماغش کے رسد (عطار)

(دل کو پہلے تو حسد سے پاک رکھ۔ اُس کے بعد اپنے آپ کو ایماندار شمار کر ؛)

(جو شخص لوگوں کے مال کا حسد کرتا ہے۔ رحمت کی بو اُس کے دماغ تک کب پہنچ سکتی ہے)

(۱۵۱) دو صورتوں کے سوا حسد (یعنی حسرت کھانا۔ کہ فلاں شخص کے پاس یہ چیز ہے اور مجھے میسر کیوں نہیں) جائز نہیں ہے۔ ایک یہ۔ کہ کسی شخص کو اللہ تعالے نے دانائی عطا فرمائی۔ اور وہ اُسے عمل میں لاتا ہے اور لوگوں کو اُس سے مستفیض کرتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ایک شخص کو خداتعالی نے مال عطا فرمایا ہے۔ اور وہ اُسے کار خیر میں صرف کرتا ہے

جاہ و عزت دوسرے کی دیکھکر ۔۔۔ دل میں آئے کچھ نہ کچھ غیرت اگر

تو بھی اُسکو دیکھکر کوشش کرے ۔۔۔ تاکہ اُس صاحب عزت سے

رشک سے بہ۔ یہ نہیں عادت بری ۔۔۔ رشک کرنے میں نہ کر ھرگز کمی

حد (سزا)

(۱۴۳) تین شخص مرفوع القلم ہیں (یعنی جن سے کوئی مواخذہ نہیں کیا جاتا) لڑکا جب تک بالغ نہ ہو۔ سویا ہوا شخص جب تک بیدار نہ ہو۔ اور دیوانہ جب تک تندرست نہ ہو۔ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ کہا گیا ہے۔ کہ وہ بڈھا بھی جس کی عقل زیادتی عمر کی وجہ سے زائل ہوگئی ہو۔ مرفوع القلم ہے ؛

(۱۴۴) لوگوں نے اس پھل کی نسبت پوچھا جو درخت سے لٹک رہا ہو (بظاہر کسی کی حفاظت میں نہ ہو۔ گو ملکیت میں ہو) آپ نے فرمایا اگر کوئی حاجت مند (یعنی بھوکا) توڑ کر کھالے اور جھولی میں ڈال کر گھر نہ لے جائے۔ تو اُسے مواخذہ نہ کیا جائے ؛

(۱۴۵) جس شخص کی سفارش حُدُودِ الٰہی میں سے کسی حد (یعنی سزا) میں حائل ہو اُسنے گویا اللہ تعالےٰ سے ضد کی۔ اور جو دیدہ دانستہ ناحق بات پر لڑتا جھگڑتا ہے۔ وہ خدا کے غضب میں گرفتار رہے گا۔ جب تک کہ باز نہ آئے۔ اور جو شخص کسی مومن کی بابت ایسی (بُری) بات کہے جو اُس میں نہیں ہے۔ تو ایسے شخص کو دوزخیوں کے پیپ کی کیچڑ میں جب تک کہ وہ اپنے کئے کی سزا نہ بھگت لے رہنے کو جگہ ملے گی۔ اور جس کسی نے کسی ظالم کی مدد کی اُس نے گویا غضب الٰہی خود اپنے سر پر لے لیا ؛

(۱۴۶) رسُول اللہ صلعم نے مسجد میں خون کا بدلہ لینے شعر پڑھنے اور سزائیں دینے سے منع فرمایا ؛

(ف) جان سے مارنے اور بدنی سزائیں دینے میں بہت شور اور غوغا ہوتا ہے۔ اور خون بول وغیرہ فرش پر گرتا ہے۔ یا اُسکے گرنے کا احتمال ہوتا ہے اور اشعار میں اکثر مبالغہ آمیز اور لغو مضامین بھی ہوتے ہیں۔ اس لئے مسجد جیسے پاک مکان کے ساتھ ان کا کچھ تعلق نہیں ہونا چاہیئے

(۱۴۷) جو شخص اجازت کے بغیر اپنے بھائی کے خط کو دیکھے گا۔ وہ آگ کو دیکھے گا ؛

حضانت یعنی بچوں کی پرورش

(۱۴۸) ایک عورت نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ یہ میرا بیٹا ہے میرا پیٹ اِس کے لئے غلاف تھا۔ اور میری چھاتی اسکے پینے کا برتن ہے۔ اور میری گود اُسکے رہنے کی جگہ ہے۔ اسکے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے اور مجھ سے اِس کو چھیننا چاہتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تو اِس کی زیادہ حقدار ہے جب تک کہ تو دوسرا نکاح نہ کرے ؛

(اگر کوئی بادشاہ ساتوں ولایتوں پر قابض ہو جائے۔ پھر بھی ایک اور ولایت حاصل کرنے کی فکر میں رہے گا۔ (حالانکہ اور کوئی ہے نہیں) (دنیادار کی تنگ آنکھ کو یا قناعت بھرے یا قبر کی مٹی۔)

حیا

(۱۵۷) ابن مسعودؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ لوگو خدا سے پوری پوری حیا کیا کرو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم تو خدا سے حیا کرتے ہیں الحمدللہ (یعنی تمام تعریف اُس کے لئے ہے) آپ نے فرمایا اس طرح نہیں (جیسے تم کرتے ہو) حیا کرو جیسے حیا کرنے کا حق ہے یعنی سر کو اور اُس کے اُن اجزا (کان آنکھ۔ اور زبان) کو جو اُس میں ہیں محفوظ رکھو۔ اور پیٹ اور اُن چیزوں (قسم خوراک حلال حرام) کا جو اُس میں پڑتی ہیں دھیان رکھو۔ اور موت اور بلا کو یاد رکھا کرو۔ اور جو شخص آخرت کا خیال رکھتا ہے۔ وہ دنیا کی زندگی کی زینت کی پروا نہیں کرتا۔ اور آخرت پر اُسے مقدم سمجھتا ہے۔ پس جس نے ایسا کیا اُس نے خدا سے پوری حیا کی؛

(۱۵۸) ہر ایک دین کے واسطے ایک خلق ہے۔ اور اسلام کا خلق حیا ہے۔ (یعنی ہر مسلمان کو باحیا ہونا چاہیئے)؛

(۱۵۹) جس چیز میں فحش ہو گا۔ اُس کا انجام سوائے اس کے نہیں کہ تباہی ہو۔ اور جس میں حیا ہے اُس کا انجام اُس کی زینت ہے؛

خ۔ خُلق

(۱۶۰) لوگوں سے خوش خلقی سے پیش آیا کرو؛

(۱۶۱) ایمان کے لحاظ سے وہی شخص بہت پکا مومن ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ اور بہت اچھا تم میں سے وہ شخص ہے جس کا برتاؤ اپنے متعلقین سے اچھا ہے؛

(۱۶۲) قیامت کے دن مومن کے اعمال کے ترازو میں کوئی چیز خوش خلقی سے زیادہ وزنی نہیں ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ بدگو بدزبان کو بہت بُرا سمجھتا ہے؛

(۱۶۳) قیامت کے دن میرے بہت پیارے۔ اور بہت نزدیک بیٹھنے والے وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق اچھے ہوں گے۔ اور بہت زیادہ قابل نفرت اور مجھ سے بہت دور بیٹھنے والے وہ لوگ ہوں گے جو بہت بکواسی چکنی چپڑی باتیں کرنے والے۔ اور متکبرانہ اور مبالغہ آمیز گفتگو کرنے والے ہوں گے؛

گر تو چاہے اُسکی نعمت کا زوال — یہ حسد ہے اس کو تو دل سے نکال
یہ بُری عادت ہے اسکو ترک کر — کر دیئے برباد اس نے گھر کے گھر (عارف)

(۱۵۲) حسد سے پرہیز کرتے رہو۔ کہ وہ نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے۔ جس طرح آگ لکڑی یا گھاس کو کھا جاتی ہے۔ (حسد کے معنے کسی کی نعمت کو دیکھ کر دل کا جلنا۔ اور اُس کے زوال کی خواہش کرنا ہے)

(۱۵۳) تم لوگوں میں پہلی اُمتوں کا مرض حسد اور بغض پھیل گیا ہے۔ اور یہ مرض مونڈ دیتا ہے۔ یہ نہیں کہ بال مونڈتا ہے۔ بلکہ دین کو مونڈ ڈالتا ہے اور قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم جنت میں داخل نہیں ہوگے۔ جب تک ایمان نہ لاؤ گے۔ اور ایمان نہیں لاؤ گے۔ جب تک (آپس میں) محبت نہ کرو گے۔ میں تمہیں ایک ایسی بات بتلاتا ہوں جس سے تم (آپس میں) محبت کرنے لگو گے اور وہ یہ ہے۔ کہ آپس میں سلام کا عام رواج کرو (یعنی میل ملاپ کثرت سے کرو)

حرص

(۱۵۴) انسان جب بڈھا ہو جاتا ہے۔ تو اسمیں دو چیزیں جوان ہو جاتی ہیں ایک مال کی حرص - دوسری عمر کی ؎

مرد چوں پیر شود حرص جوان مے گردد۔ (آدمی جب بڈھا ہو جاتا ہے تو حرص جوان ہو جاتی ہے)
اسی حدیث کا خلاصہ ہے ۔ ؛

(۱۵۵) دو بھوکے بھیڑیئے جو بکریوں میں چھوڑ دیئے جائیں وہ اسقدر فساد برپا نہیں کرتے جسقدر کہ انسان کی دولت اور مرتبہ کی حرص اسکے دین میں فساد ڈالتی ہے

(۱۵۶) اگر انسان کے پاس دو وادیاں دولت سے بھری ہوئی ہوں تو وہ اُن کے ساتھ تیسری ملانے کی تجویز و فکر کرے گا اور انسان کے پیٹ کو مٹی کے سوا اور کوئی چیز بھر نہیں سکتی اور جو شخص (حرص سے) توبہ کرے۔ خدا اُس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے (اور اُس کے دل میں قناعت ڈال دیتا ہے) ؛

سعدی نے اس حدیث سے اس طرح اقتباس کیا ہے ۔ ؎

ہفت اقلیم ار بگیرد پادشاہ — ہمچناں در بند اقلیم دگر۔
(دیگر) گفت چشم تنگ دنیا دار را — یا قناعت پر کند یا خاک گور

(جو بادشاہ سے باغی ہو جاتا ہے۔ اُسکا دن اندھیری رات کیطرح سیاہ ہو جاتا ہے۔ جو بادشاہ کے ساتھ لڑائی کرتا ہے اپنے کام کو بالکل ویران کر دیتا ہے)

(ف) جب حاکم اور محکوم آپس میں اتفاق اور محبت سے رہتے ہوں۔ اور ایک شخص نفاق ڈال کر امن اور آرام میں خلل ڈال دے تو اُس ایک جان کا مار ڈالنا عین مصلحت ہے۔ ورنہ سینکڑوں ہزاروں یا لاکھوں جانیں ضائع ہو جائیں گی ؛

(۱۷۰) اللہ تعالے جس شخص کو مسلمانوں کے بعض کاموں کا مہتمم کرے۔ اور وہ اُن کی ضرورتوں افلاس اور فقر سے چشم پوشی کرے۔ تو قیامت کے دن اللہ تعالی اُس کی ضرورتوں افلاس اور فقر سے چشم پوشی کرے گا ؛

(۱۷۱) تم سب راعی یعنی حاکم یا منتظم ہو۔ ہر ایک سے اسکی رعیت یا مفوضہ چیز کی بابت دریافت کیا جائے گا۔ حاکم راعی ہے۔ اور اُس سے اُسکی رعیت کے (حقوق) ادا کرنے کی بابت پوچھا جائے گا۔ اور ہر مرد اپنے عیال میں راعی ہے۔ اُس سے اُس کی رعیت کی بابت دریافت کیا جائیگا۔ اور ہر عورت اپنے خاوند کے گھر کی منتظمہ ہے۔ اُس سے اُس کے مفوضہ فرائض کی بابت پوچھا جائے گا۔ اور خدمت گار اپنے آقا کے مال اور اسباب کا راعی ہے۔ اُس سے اُس کی بابت پوچھا جائے گا ؛ ؎

اپنے گھر والوں کو اپنے نفس کو ‏ ‏ نارِ دوزخ سے بچاؤ دوستو

یعنے یہ کافی نہیں نزدِ خدا ‏ ‏ تم کرو صرف اپنے دم سے اتقا

بیوی اور اولاد کے ہو ذمہ دار ‏ ‏ تا گناہوں سے رہیں وہ پُر حذر (عاؔف)

(۱۷۲) جو لوگ عدل کرتے ہیں حشر کے دن نور کے منبروں پر اللہ تعالی کے نزدیک داہنے طرف (بیٹھے ہوئے) ہوں گے۔ اور اُس کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے حکم میں عیال (کے معاملات) میں اور جو کام اُن کے سپرد ہو اس میں عدل کرتے ہیں ؛ ؎

خدارا بر آں بندہ بخشایش است ‏ ‏ کہ خلق از وجودش در آسایش است (سعدیؒ)

(خدا کی اُس بندے پر بخشش ہے کہ خلقت کو اُس کے وجود سے آسایش ہو)

(۱۷۳) جس شخص کو اللہ تعالے صاحب رعیت یعنی فرماں روا بنائے۔ اور وہ مرتے دم تک رعایا کے حقوق ادا کرنے سے غافل رہے۔ اللہ تعالے جنت اُس پر حرام کر دے گا ؛

(۱۷۴) قیامت کے دن اللہ تعالے کا بہت پیارا بندہ اور اُس سے بہت نزدیک بیٹھنے والا عادل بادشاہ ہوگا۔ اور بہت دھتکارا ہوا۔ اور بہت دور بیٹھنے والا ظالم بادشاہ ہوگا ؛

(۱۷۵) مقدام بن معدی کرب رضؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے میرے کندھوں پر (ہاتھ) مارا اور فرمایا اے مقدام اگر تو مرتے دم تک حاکم یا منشی یا کار دار نہ ہوا۔ تو سمجھو کہ مرے

(۱۶۴) بھلائی اور بُرائی کی کیفیت کی دریافت پر فرمایا۔ بھلائی خوش خلقی ہے۔ اور بُرائی وہ ہے جس کا عمل تمہارے دل میں کھٹکے۔ اور تمہیں اُس کا لوگوں پر ظاہر ہونا بُرا لگے؛

(۱۶۵) حضرت عایشہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ کبھی میں نے رسُول اللہ صلعم کو نہیں دیکھا کہ ایسا اتفاق ہوا ہو۔ کہ آپ منہ کھول کر ہنستے ہوں۔ کہ آپ کے حلق کا کوّا دکھائی دیا ہو البتہ آپ مسکراتے تھے؛

خوف

(۱۶۶) جس شخص نے خوف (خدا) کیا۔ اُس نے اول ہی رات سے سفر شروع کر دیا۔ اور جس نے اول رات سے سفر شروع کر دیا۔ وہ منزل پر پہنچ گیا؛

(ف) جو شخص خدا سے ڈرتا ہے۔ اور امر اور نہی کی تعمیل کرتا ہے اُس کی مثال اُس شخص کی سی ہے جو ہر چیز اپنے وقت پر کرتا ہے اور کامیاب رہتا ہے؛

(۱۶۷) رسُول اللہ صلعم ایک جوان کے پاس تشریف لے گئے جو نزع کی حالت میں تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کیا حال ہے؟ اُس نے کہا خدا سے (مغفرت کی) امید رکھتا ہوں۔ اور اپنے گناہوں سے ڈرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جب کسی بندے کے دل میں اس قسم کی دونوں باتیں جمع ہو جاتی ہیں۔ جیسے اس شخص کے دل میں، تو اللہ تعالیٰ اُسے وہ چیز عطا فرما دیتا ہے جس کی وہ آرزو رکھتا ہے۔ اور جس چیز سے وہ ڈرتا ہے اُس سے اُسے امن دے دیتا ہے؛

خلافت اور امارت

(۱۶۸) خلافت کے لئے بہتر اور قابل تر وہ شخص ہے جو اُس عہدے کو بہت بڑا سمجھے مگر پھر بھی اُسی کا تقرر رہو؛

(ف) بُرا سمجھنے سے مراد یہ ہے۔ کہ وہ اِس عہدہ کی ذمہ داریوں کے بوجھ کا احساس کرکے اُس سے اسقدر کنارہ کش ہو کہ نفرت تک نوبت پہنچ جائے۔ مگر خلقت اُسی کو اُس کے قابل سمجھتی ہو۔ اور مصر ہو کر اُسے منظور کرنے پر مجبور کر دے۔ ظاہر ہے۔ کہ وہی شخص قابل ترین ہے؛

(۱۶۹) جب تم سب کے سب ایک شخص کے زیرِ حکم ہو پھر جو شخص تمہارے پاس آئے۔ اور یہ چاہے کہ تمہاری (لاٹھی سی) طاقت کو توڑ ڈالے۔ یا تمہاری جماعت میں پھوٹ ڈالے تو اُسے قتل کر دو؛

ہر کہ او باغی شود از پادشاہ ۔۔۔ روز او چوں تیرہ شب گردد سیاہ
ہر کہ او ستیزہ با سلطان کند ۔۔۔ کار خود را سر بسر ویراں کند (عطار)

تھا۔ اور اب بھی جو وہ سو سال کے بعد اُن قوموں میں جو مہذب ہونے کا دعوٰے کرتی ہیں۔ اُس کی عزت و قعت اُس سے بھی بدتر ہے۔ امن اور انتظام قائم رکھنے کو حبشی غلام کی تابعداری کے واسطے بھی تاکید فرمائی۔ مگر اُسی وقت تک جب تک کہ وہ عدل۔ انصاف اور ایمان میں خلل انداز نہ ہو۔

(۱۸۰) جس نے میری متابعت کی۔ اُس نے اللہ تعالیٰ کی متابعت کی۔ اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ اور جس نے امیر کی متابعت کی اُس نے میری متابعت کی۔ اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اُس نے میری نافرمانی کی۔

(۱۸۱) مسلم شخص کے لئے حکم کا سُننا اور بجالانا ضروری ہے۔ خواہ اُسے پسند ہو یا ناگوار مگر جب اُسی گناہ کرنے کا حکم دیا جائے تو نہ سُننا ضروری ہے۔ نہ بجالانا۔

(۱۸۲) کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں۔ کہ تمہارے کون سے امیر یعنی فرماں روا اچھے ہیں۔ اور کون سے بُرے؟ اچھے تو وہ ہیں۔ جن سے تم محبت کرتے ہو۔ اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔ اور جن کے واسطے تم (نیک) دعا کرتے ہو۔ اور وہ تمہارے واسطے (نیک) دعا کرتے ہیں۔ اور بُرے وہ ہیں۔ کہ تم اُن سے کینہ رکھتے ہو۔ اور وہ تم سے کینہ رکھتے ہیں اور تم اُن پر لعنت کرتے ہو۔ اور وہ تم پر لعنت کرتے ہیں۔

(۱۸۳) جو شخص امام کی اطاعت چھوڑ دے۔ اور جماعت سے الگ ہو جائے اور (اسی حالت میں) مر جائے۔ تو وہ کافر کی موت مرا۔ اور جو شخص کسی نامعلوم جھنڈے کے نیچے لڑے جو تعصب کے سبب سے کینہ رکھتا ہو۔ یا اپنی قوم کی طرف بلاتا ہو یا اپنی قوم کی مدد کرتا ہو۔ پھر وہ شخص اس لڑائی میں مارا جائے تو وہ منکر کی موت مرا۔ اور جو کوئی میری امت پر چڑھائی کرے۔ اور بُرے بھلے کو (بلاتمیز) مارتا جائے۔ اور ایمان دار کو نہ بچائے۔ اور جس کے ساتھ (سلامتی کا) عہد ہو چکا ہے اُس کے عہد کو پورا نہ کرے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور نہ میں اُس سے (تعلق رکھتا) ہوں۔ ؎

ڈرایا تعصب سے اُن کو یہ کہہ کر — کہ زندہ رہا اور مرا جو اسی پر
ہوا وہ ہماری جماعت سے باہر — وہ ساتھی ہمارا نہ ہم اُسکے یاور
نہیں حق سے کچھ اُس محبت کو بہرہ — کہ جو تم کو اندھا کرے اور بہرہ (حالی)

(۱۸۴) جو شخص دنیا میں اللہ تعالےٰ کے (مقرر کئے ہوئے) بادشاہ کی توہین

میں رہا۔ اور بچ گیا ؛
(۱۷۶) ابو ذر سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے کوئی ملازمت کیوں نہیں دیتے۔ آپ نے میرے کندھے پر ہاتھ مارا۔ اور فرمایا اے ابو ذر تم کمزور ہو اور یہ امانت (کا کام بھاری) ہے۔ اور قیامت کے دن (نتیجہ) اس سے پشیمانی اور ندامت ہی سوائے اس شخص کے کہ جس نے اسے پورے طور پر نبھایا اور اس کے سارے حقوق ادا کئے۔ اور ابو داؤد کی ایک دوسری روایت میں ہے۔ کہ فرمایا اے ابو ذر میں تجھے کمزور پاتا ہوں اور میں تیرے واسطے وہی (بات) پسند کرتا ہوں جو اپنے واسطے پسند کرتا ہوں دو آدمیوں پر (بھی) حکم مت کرو۔ اور یتیم کے مال کا متولی مت بنو اور اس کی ایک اور روایت میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کارداری ایک ضروری شے ہے۔ اور لوگوں کا اس بن گذارہ نہیں ہو سکتا مگر کارداری (عموماً) دوزخ میں ہوں گے ؛

(ف) اس حدیث کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض کام بہت ذمہ داری کے ہیں اور ان پر مامور ہونے سے ایمان میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہے پس لوگوں کو ان کے اختیار کرنے میں بہت تامل اور احتیاط چاہیئے۔ خصوصاً کمزور جسم اور کمزور دل کے آدمیوں کو تو یہ بوجھ اپنے اوپر لینا ہی نہیں چاہیئے ؛

(۱۷۷) اے عبد الرحمان حکومت طلب مت کرو۔ کیونکہ اگر وہ تجھے مانگنے ملی تو اس کا سب بوجھ تجھ پر پڑ جائیگا۔ اور اگر بن مانگے ملی تو تیری ہر طرح امداد ہو گی ؛

(۱۷۸) ابو موسےٰ روایت کرتے ہیں۔ کہ میں اور میرے دو چچیرے بھائی رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں سے ایک نے عرض کیا یا رسول اللہ جو (علاقے) اللہ نے آپ کے سپرد کیئے ہیں ان میں سے کسی پر ہمیں حاکم مقرر فرمایئے۔ اور دوسرے نے بھی ایسا ہی کہا۔ فرمایا واللہ یہ کام ہم اس شخص کو نہیں دیتے جو اس کے واسطے درخواست کرے۔ یا حرص کرے ؛

(۱۷۹) اگر حبشی غلام بھی جس کا سر سوکھے انگور کی طرح ہو۔ تمہارا حاکم مقرر کیا جائے تو اس کی بات کو توجہ سے سنو۔ اور اس کی تابعداری کرو۔ مگر اس وقت تک کہ وہ اللہ کی کتاب کو تمہارے درمیان جاری رکھے ؛

(ف) خشک انگور سیاہ ہوتا ہے۔ اور اس پر جھریاں ہوتی ہیں حبشی کا سر بھی سیاہ ہوتا ہے اور بال گھنگر والے۔ اسواسطے اسکے ساتھ ملتا بہت دی حبشی غلام اس زمانے میں بہت حقیر سمجھا جاتا

رہنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ خاص کر کمزور طبیعت کے لوگوں کو۔ وہ لوگ جو حکومت کے خواہاں ہیں انہیں اُس کے قابل نہیں سمجھا گیا۔ کیونکہ روزمرہ کا مشاہدہ بتلاتا ہے۔ کہ ایسے اشخاص اپنے فرائض کے ادا کرنے میں بہت قاصر رہتے ہیں؛

(۱۸۸) جو بادشاہ رعایا کے لوگوں پر تہمت لگانے کے درپے ہو جائے وہ انہیں تباہ کر دیگا:

د۔ دُعا

(۱۸۹) کیا میں تمہارا سب سے بہتر عمل نہ تمہیں بتلا دوں جس سے تمہارے مرتبے بہت بلند ہو جائیں۔ وہ تمہارے مالک کے نزدیک بہت پاکیزہ ہے (سونے چاندی کی خیرات دینے سے بھی) بہتر ہے۔ اور اس سے بھی بہتر ہے کہ اگر دشمن سے تمہارا مقابلہ ہو جائے۔ اور تم اُن کی گردن مارو۔ اور وہ تمہاری گردن ماریں؟ لوگوں نے کہا ہاں فرمائیے۔ یا رسول اللہ۔ فرمایا وہ اللہ تعالےٰ کا ذکر ہے؛

(۱۹۰) اللہ تعالیٰ (حشر کے دن) فرمائے گا۔ اُس شخص کو جس نے ایک دن بھی میرا ذکر کیا ہو یا کسی موقعہ پر میرا خوف کیا ہو (دوزخ کی) آگ سے نکال دو؛

(۱۹۱) تین دعائیں مستجاب ہیں۔ کہ اُن کی قبولیت میں کوئی شک نہیں ہے۔ مظلوم کی دعا۔ مسافر کی دعا۔ اور باپ کی دعا۔ اپنی اولاد کے حق میں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ مظلوم کی دعا سے ڈرو۔ کیونکہ اُسکے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں؛ ؎

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن ۔۔۔ اجابت از درِ حق بہرِ استقبال مے آید (سعدیؒ)

(مظلوموں کی آہ سے ڈر کہ اُن کی دعا کرنے کے وقت خدا کے دروازوں سے قبولیت پیشوائی کرنے کو آتی ہے)

(۱۹۲) کوئی دعا ایسی جلد تر قبول نہیں ہوتی۔ جیسے غیر شخص کی غیر حاضر شخص کے واسطے؛

(ف) جب دعا کرنے والا۔ اور جس کے حق میں دعا کی گئی دونوں ایک دوسرے کے سامنے نہ ہوں۔ تو ایسی دعا اخلاص اور نیک نیتی پر مبنی ہے۔ اس لئے اُس کی اجابت کی جلد تر امید ہوتی ہے؛

(۱۹۳) تمہارا پروردگار حیا والا۔ اور بخشش والا ہے۔ اور اپنے بندے سے جب وہ اُس کی طرف ہاتھ اٹھاتا ہے اُسے شرم آتی ہے۔ کہ اُسے خالی ہاتھ پھیرے؛

(۱۹۴) اللہ تعالےٰ سے اُس حالت میں دعا کرو کہ جب تمہیں یقین ہو کہ تمہاری دعا قبول ہو جائیگی۔ اور یہ سمجھ رکھو۔ کہ اللہ تعالیٰ اُس شخص کی دعا قبول نہیں کرتا جس کا دل اُس سے غافل ہو؛

کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اُس کی توہین کرے گا ؛

(۱۸۵) جب خدا کسی امیر کی بھلائی چاہتا ہے تو اُسے راست باز وزیر عطا کرتا ہے کہ اگر بادشاہ بھول جائے تو وہ یاد دلا دیتا ہے۔ اگر (نہ بھولے اور) یاد رکھے تو وہ تائید کرتا ہے۔ اور اگر خدا کی مرضی ایسی نہ ہو تو وہ اُسے بُرا وزیر دیتا ہے۔ کہ اگر بادشاہ بھول جائے تو وہ اُسے یاد (بھی) نہیں دلاتا۔ اور اگر وہ یاد رکھے۔ تو وہ تائید نہیں کرتا ؛ ھ

چوں شود غافل وزیرے بے خبر ملک شہ از وے بود زیر و زبر۔ (عطار)

(جب بے خبر وزیر غافل ہوتا ہے تو بادشاہ کا ملک اُس (کی وجہ) سے الٹ پلٹ ہو جاتا ہے)

(۱۸۶) خدا نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا۔ اور کسی بادشاہ کو سلطنت نہیں بخشی جس میں دو مخفی قوتیں نہ ہوں۔ ایک قوت وہ ہے۔ جو اُسے اچھے کام کرنے کو کہتی ہے۔ اور اُن کی طرف مائل کرتی ہے۔ دوسری وہ جو بُرے کام کرنے کو کہتی ہے۔ اور اُن کی طرف مائل کرتی ہے۔ اور معصوم وہی ہے جسے خدا گناہ کرنے سے محفوظ رکھے ؛

(۱۸۷) اے کعب بن عجرہ۔ اُن امیروں سے جو میرے بعد ہوں گے۔ میں تمہارے لئے خدا کی پناہ کا خواستگار ہوں۔ جو شخص اُن کے دروازوں پر گرے گا۔ اُن کے جھوٹ کی تصدیق کرے گا۔ اور اُن کے ظلم کی تائید کرے گا۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور نہ میں اُس سے (تعلق رکھتا) ہوں۔ اور وہ حوض (کوثر) پر نہیں آنے پائے گا۔ جو شخص اُن کے دروازوں پر نہیں جائیگا۔ نہ اُن کے جھوٹ کی تصدیق کرے گا۔ نہ اُن کے ظلم کی تائید کرے گا وہ میری جماعت میں سے ہے۔ اور میں اس سے تعلق رکھتا ہوں۔ اور وہ حوض کوثر پر بھی آئے گا۔ اے کعب بن عجرہ نماز اسلام کی سند ہے (گناہ سے بچنے کی) روزہ مضبوط ڈھال ہے۔ اور صدقہ گناہوں کو ایسے دھو دیتا ہے جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اور اے کعب بن عجرہ جو گوشت حرام کی کمائی کھانے سے پیدا ہو۔ اُس کا آگ میں جلنا بہتر ہے ؛

(ف) حکومت کے متعلق جو حدیثیں اوپر لکھی گئی ہیں نہایت بیش قیمت ہیں۔ ایسے پُر معنی اور اعلےٰ مضامین اُسی دل سے نکل سکتے ہیں جو نبوت کے نور سے منور ہو۔ امن اور انتظام کو ہر جائز صورت میں قائم رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اور اُسکی خاطر بہت سے ایثار روا رکھا گیا ہے۔ ظالم کو عقوبت اور عادل کو انعام کی بشارت دی گئی ہے۔ چونکہ حکومت کی ذمہ داری بہت بھاری ہے۔ اور بہت کم لوگ اُسے کماحقہ بجا لاتے ہیں۔ اس واسطے اس کی مذمت کی گئی ہے۔ اور اس سے عوام کو محترز

کیوں نہیں ہوتی دعا میری قبول ۔۔۔ ہے یہ تیرا اعتراض از بس فضول

بخشتا ہے شے وہی جو ہو مفید ۔۔۔ چاہیے کچھ ہی کیوں نہ ہو اپنی امید

حافظؒ نے اس مضمون کو اس طرح ادا کیا ہے۔ ؎

ہاں مشو نومید چوں واقف نۂ از سر غیب ۔۔۔ باشد اندر پردہ بازیہائے پنہاں غم مخور

(جب تو غیب کے بھید سے واقف نہیں ہے تو ناامید مت ہو۔ کئی بازیاں پردے میں بھی ہونگی غم مت کر)

(۱۹۹) اپنی جانوں اپنی اولاد اپنے خدام اور اپنے مال کے حق میں بد دعا نہ کیا کرو۔ ایسا اتفاق نہ ہو جائے کہ وہ گھڑی اجابت کی بخشش کی ہو۔ اور تمہاری بد دعا قبول ہو جائے ؛

(۲۰۰) جس شخص نے اپنے ظلم کرنے والے کے واسطے بد دعا کی اُس نے ضرور اپنا بدلہ لے لیا ؛

(ف) مُنہ سے بد دعا کہنا تنگ دلی ظاہر کرتا ہے۔ پس اُس سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ اور زبان کو قابو میں رکھنا چاہیئے۔ کہ اخلاق پر بُرا اثر نہ پڑے۔ دردمند کے دل کا دھواں اور آہ جو کسی صورت میں اُسکے قابو میں نہیں رہ سکتی۔ اُس کا انتقام لینے کے لئے بہت کافی ہیں ؛ ؎

آتش سوزاں نہ کند با سپند ۔۔۔ آنچہ کند دود دل دردمند (سعدیؒ)

(آگ پر کالہ دانہ اس طرح نہیں دھکتا جس طرح کہ دردمند کا دل دھکتا ہے۔)

(۲۰۱) اللہ تعالےٰ کا فضل طلب کیا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ پسند ہے۔ جو اُسی سے مانگے اور غم کے دور ہونے اور آسائش کے حاصل ہونے کا انتظار کرنا بہت اچھی عبادت ہے ؛

(۲۰۲) تم میں سے ہر ایک کو اپنی ساری حاجتیں اپنے رب سے مانگنی چاہئیں۔ یہانتک کہ جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اُسی سے مانگنا چاہیئے ؛ (فرض ہے اپنا اُسی سے مانگنا۔ چاہے دے چاہے نہ دے اُس کی رضا ہو (عطارؒ)

از خدا خواہ آنچہ خواہی اے پسر ۔۔۔ نیست در دست خلائق خیر و شر (عطارؒ)

(اے عزیز جو مانگنا ہے خدا سے مانگ۔ خلقت کے ہاتھ میں نہ نیکی ہے نہ بُرائی۔) ؛

(۲۰۳) جو خدا سے نہیں مانگتا۔ وہ اُس پر غضب نازل کرتا ہے ؛

(۲۰۴) رسول اللہ صلعم۔ رات کو جب بستر پر آتے تو فرماتے شکر ہے اللہ کا جس نے ہمیں کھانے کو دیا۔ پینے کو دیا۔ اور ہماری سب ضرورتیں پوری کیں۔ اور ہمیں ٹھکانا دیا۔ بہتیرے ایسے ہیں جن کی نہ ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ نہ کوئی اُن کے لئے ٹھکانا ہے ؛

ایک دوسری حدیث میں ہے۔ کہ آپ سونے کے وقت یہ دعا کرتے۔ یا خدا میں تیرے ہی نام سے جیتا ہوں۔ اور مرتا ہوں۔ اور صبح بستر پر سے اُٹھتے تو یہ دعا کرتے۔ اللہ کا شکر

(۱۹۵) جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو یہ مت کہے۔ کہ اے خدا اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے اور اگر تو چاہے تو مجھ پر رحم کر۔ بلکہ قطعی اور یقینی درخواست کرنی چاہیئے۔ کیونکہ اللہ پر کوئی روک ڈالنے والا نہیں ہے؛

(۱۹۶) لوگ اونچی آواز سے تکبیر پڑھ رہے تھے۔ رسول اللہ صلعم ادھر سے گذرے سنا اور فرمایا آہستہ بولو کیونکہ تم کسی بہرے یا غیر حاضر شخص کو نہیں پکار رہے۔ تم تو اُسکو پکار رہے ہو جو سُنتا ہے۔ اور دیکھتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔ اور تم سے تمہاری سواری کے اونٹ کی گردن سے بھی زیادہ نزدیک ہے؛

(۱۹۷) رسول اللہ صلعم مسجد میں معتکف تھے۔ آپنے سُنا کہ لوگ اونچی آواز سے قرآن پڑھ رہے ہیں۔ آپنے پردہ اُٹھایا اور فرمایا دیکھو تم سب خدا کی درگاہ میں دعا کرتے ہو۔ پس ایک دوسرے کو ایذا نہ دیا کرو۔ اور نہ قرآن پڑھنے میں یا نماز پڑھنے میں ایک دوسرے کی نسبت بلند آواز میں بولا کرو۔

(ف) جو لوگ اونچی آواز سے قرآن مجید اور دیگر درود وظائف پڑھنے کے عادی ہیں انہیں ان حدیثوں سے سبق سیکھنا چاہیئے۔ قرآن مجید کو اونچی آواز سے پڑھنے میں ایک تو ریا کا شائبہ ہوتا ہے دوسرے دماغ کی قوت ناحق صرف ہوتی ہے۔ ایک فائدہ بھی ہے کہ لوگ سُن کر مستفیض ہوتے ہیں مگر وہ تو اُسی صورت میں ہے۔ جب سامعین کی اپنی خواہش ہو اُن کی مرضی کے بغیر جبکہ وہ آرام میں ہوں یا کسی اور کام میں مصروف ہوں۔ اُن کا حرج کرنا ہے۔ اور ایک طرح اذیت دینا ہے۔ گو بعض لوگ اِس تکلیف کا اظہار نہیں کرتے مگر محسوس بہت کرتے ہیں۔ یاد پڑتا ہے۔ کہ ایک دفعہ اخبار میں دیکھا تھا کہ بعض پنجابی لوگ امریکہ میں رہتے تھے۔ اور رات کو بہت اونچی آواز سے گایا کرتے تھے ہمسایوں نے اِس کو بہت تکلیف کا باعث سمجھا۔ اور اُنہیں منع کیا۔ مگر وہ مذہب کے جوش کی وجہ سے بند نہ ہوئے۔ اور آخر نتیجہ یہ ہوا۔ کہ اُس ملک کے لوگوں نے اُن پر دیسیوں کے مکان کو جس میں وہ پڑھا کرتے تھے۔ آگ لگا دی پس آہستہ آواز سے دعا مانگنا چاہیئے۔ اور معلوم تو یہ ہوتا ہے۔ کہ جس قدر حضوری قلب خاموشی میں ہوتی ہے۔ وہ شور وغل میں نہیں ہوتی ؎

سینکڑوں آہیں کریں پر وغل کیا آواز کا۔ تیر جو دیوے صدا ہے نقص تیر انداز کا (ذوق)

(۱۹۸) تم میں ہر ایک کی دعا قبول ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی جلدی کر کے یہ نہ کہے۔ کہ میں نے خدا سے دعا کی۔ مگر قبول نہ ہوئی۔ اور دوسری روایت میں ہے۔ کہ بندہ کی دعا قبول ہو جاتی ہے الّا (اُس صورت میں کہ مقصد) گناہ کی بات ہو۔ یا رشتے کا توڑنا ہو۔ کہ اُس وقت قبول نہیں ہوتی)

واسطے آسان کر دے۔ اے خدا سفر کی تکلیفوں رنج رہ واپسی اور (اپنے) مال اور عیال میں بُری نظر پڑنے سے ہم تیری پناہ مانگتے ہیں ؛

(۲۱۰) ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں سفر کا ارادہ رکھتا ہوں مجھے کوئی وصیت فرمائیے۔ فرمایا۔ اللہ سے ڈرتے رہنا۔ اور ہر اونچی جگہ پر تکبیر (اللہ اکبر) پڑھا کرنا۔ جب وہ چلا گیا۔ فرمایا۔ اے خدا اُس کی مسافت کو کم کر دے۔ اور سفر اسپر آسان کر دے ؛

(۲۱۱) رسُول اللہ صلعم کسی سفر کرنے والے کو جب رخصت کرتے تو یہ دعا فرماتے میں تمہارا دین تمہاری امانت اور تمہارے اعمال کا انجام خدا کے سپرد کرتا ہوں ؛

(ف) مسافرت اور بے وطنی میں دین میں ناموافق محفل اور مجلس کی وجہ سے گمراہی یا کسی کم کوتاہی کا اندیشہ ہے۔ اوائل ایام میں جب لوگ لمبے سفروں پر جاتے۔ تو اپنا مال کسی کے پاس امانت رکھ جاتے۔ اسواسطے ان دونوں امور کے لئے دعا فرمائی اور اعمال کا انجام بخیر ہونا ایک دعا ہے جس کا ہر شخص ہر وقت محتاج ہے ؛

(۲۱۲) اللہ تعالیٰ اُس بندے سے خوش ہوتا ہے۔ جو کھائے تو اللہ کا شکر کرے اور پئیے تو اللہ کا شکر کرے

(۲۱۳) رسُول اللہ صلعم نے ایک صحابی کے ہاں کھانا کھایا۔ اور بعد میں اُس کے حق میں اس طرح دعا کی۔ تیرے گھر روزہ دار روزہ کھولیں۔ اور نیک بخت لوگ کھانا کھائیں۔ اور فرشتے تیرے واسطے رحمت کی دعا کریں۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے۔ کہ ایک صحابی کے ہاں مع چند رفیقوں کے کھانا کھا کر فرمایا۔ اپنے بھائی کو بدلہ دو صحابہ نے عرض کیا۔ کہ ہم کس طرح بدلہ دیں؟ فرمایا۔ جب کوئی شخص کسی کے گھر جائے۔ اور وہاں کھائے پیئے اور اُس کے لئے دعا کرے۔ یہی اُس کا بدلہ ہے ؛

(۲۱۴) جب تم میں سے کوئی چھینک مارے۔ تو اُسے کہنا چاہیئے۔ ہر حال میں اللہ کا شکر ہے۔ اُس کے بھائی یا ہم نشین کو کہنا چاہیئے۔ خدا تجھ پر رحم کرے۔ جب جواباً ایسا کہا جائے تو اُسے جواب الجواب کہنا چاہیئے کہ خدا تمہیں ہدایت کرے۔ اور تمہاری حالت درست رکھو ؛

(ف) چھینک ذرا رک جائے۔ تو کس قدر بے چینی ہوتی ہے۔ مگر اُسکے آنے سے چین سا پڑ جاتا ہے پس ایسے وقت خدا کا شکر کرنا نہایت ضروری ہے ؛

(۲۱۵) خدا کی پناہ مانگو کسی بلا (میں مبتلا ہونے) کی تکلیف سے۔ بدبختی کی گرفت سے۔ بُری تقدیر سے اور دشمنوں کی ہنسی سے ؛

ہے۔ جس نے ہمیں مرنے کے بعد زندہ کیا۔ اور اُسی کی طرف (پھر بھی) جانا ہے۔ اور بھی کئی دعائیں کتاب میں لکھ رکھی ہیں ؛

(۲۰۵) جب رسول اللہ صلعم گھر سے باہر نکلتے تو یہ دعا پڑھتے۔ شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے۔ اللہ ہی پر بھروسہ کرتا ہوں۔ یا اللہ تجھ سے ہی ہم پناہ مانگتے ہیں۔ اِس بات سے کہ میرا پاؤں پھسل جائے۔ یا میں گمراہ ہو جاؤں۔ یا میں کسی پر ظلم کروں۔ یا مجھ پر کوئی ظلم کرے۔ یا میں کسی سے جہالت سے پیش آؤں۔ یا کوئی میرے ساتھ جہالت سے پیش آئے ؛

(۲۰۶) جب گھر سے کوئی نکلے تو یہ دعا پڑھے۔ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے اللہ پر ہی بھروسہ کرتا ہوں۔ اور اللہ کے سوائے کسی میں طاقت اور قوت (دینے نیک و بد کی) نہیں ہے ؛

(۲۰۷) جب کوئی آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو اُسے یہ کہنا چاہیئے۔ یا اللہ میں تجھ سے ہی اندر آنے اور باہر جانے میں بھلائی مانگتا ہوں۔ اللہ کے نام سے ہی ہم اندر آتے ہیں۔ اور اللہ کے نام سے ہی ہم باہر جاتے ہیں۔ اللہ پر جو ہمارا پروردگار ہے۔ ہم بھروسہ کرتے ہیں۔ پھر اپنے گھر والوں کو سلام کرے ؛

(۲۰۸) ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم جب کبھی کسی مجلس سے اُٹھنے لگتے تو یہ دعا پڑھتے یا اللہ اپنا خوف ہمارے (دلوں) میں اتنا ڈال دے کہ وہ ہم میں اور ہمارے گناہوں میں حائل ہو جائے۔ اور اپنی فرماں برداری اتنی دے کہ وہ ہمیں جنت میں پہنچا دے اور اتنا یقین عطا کر کہ ہماری دنیاوی مصیبتیں اُس سے آسان ہو جائیں۔ اے خدا ہمارے کانوں آنکھوں اور قوت سے اس وقت تک ہمیں بہرہ مند رکھ جبتک کہ ہم جیتے رہیں۔ اور ہم میں سے ہمارا وارث بنا۔ اور ہمارا انتقام اُس شخص سے لے جو ہم پر ظلم کرے۔ اور اُس شخص کے مقابلہ میں جو ہم پر زیادتی کرے ہماری مدد کر۔ اور ہمارے دین میں مصیبت نہ پڑنے دے۔ اور دنیا کو ہمارا بڑا مقصود۔ اور نہ ہمارے علم کی انتہا بنا۔ اور ہمارے اوپر ایسے شخص کو مسلط نہ کر جو ہم پر رحم نہ کرے ؛

(۲۰۹) سفر شروع کرنے کے وقت آپ یہ دعا پڑھتے۔ شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے اے خدا تو ہی سفر میں ساتھی ہے۔ اور (میری غیر حاضری میں) عیال میں میرا قائم مقام اے خدا زمین کو ہمارے واسطے لپیٹ دے (یعنی مسافت کم معلوم ہو) اور سفر کو ہمارے

تلاش کی گئی۔ مگر اس کا (سا) اونٹ نہ ملا۔ البتہ ایک اونٹ اس سے (قد میں) بڑا مل گیا۔ آپ نے فرمایا یہی دیدو۔ اس نے کہا تو نے مجھے پورا (قرضہ) دیدیا۔ خدا تجھے بھرا پُرا رکھے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم میں سے بہتر وہی شخص ہے۔ (جو اپنے ذمے کی چیز) اچھی طرح ادا کرے۔ +

(۲۲۲) ابو قتادہؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم کے سامنے ایک آدمی (کی میت) لائے۔ کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے ساتھی کی نماز جنازہ آپ (ہی) پڑھ لو۔ کیونکہ اس کے ذمے قرض ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ میں نے اپنے ذمے لے لیا۔ آپ نے فرمایا۔ سارے کا سارا؟ میں نے عرض کیا (ہاں) سارے کا سارا۔ پھر آپ نے نماز پڑھی

ذ۔ ذکر

(۲۲۳) جب لوگ بیٹھکر اللہ کی یاد کرتے ہیں۔ تو فرشتے ان کے گرد جمع ہو جاتے ہیں۔ ان پر رحمت چھا جاتی ہے۔ اور ان کے دلوں میں تسلی اور اطمینان ہو جاتا ہے۔ اور اللہ اپنے پاس والوں میں ان کا ذکر کرتا ہے

(۲۲۴) اُس گھر کی مثال جس میں اللہ کا ذکر کیا جائے۔ اور اُس گھر کی جس میں اللہ کا ذکر نہ کیا جائے زندہ اور مردہ کی ہے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں۔ اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ جب وہ مجھ کو یاد کرتا ہے۔ اور جب وہ میری یاد دل میں کرتا ہے۔ میں بھی اُس کی یاد دل میں کرتا ہوں۔ اور جب وہ میری یاد جماعت میں کرتا ہے۔ تو میں بھی اُس کی یاد جماعت میں کرتا ہوں۔ جو اس سے بہتر ہے۔ اور اگر وہ میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے۔ تو میں اُس کی طرف ہاتھ بھر بڑھتا ہوں۔ اور اگر وہ ہاتھ بھر آئے۔ تو میں دو ہاتھ اُس کی طرف جاتا ہوں۔ اور اگر وہ چل کر آئے تو میں دوڑ کر اُس کے پاس جاتا ہوں +

(۲۲۵) جب کوئی شخص اپنے بستر پر پاک اور صاف ہو کر لیٹے۔ اور پھر خدا کی یاد شروع کرے اور یاد کرتا کرتا سو جائے۔ تو رات کو جب کروٹ بدلے گا۔ اس وقت جو بہتری دنیا اور آخرت کی اپنے لیے مانگے گا۔ خدا اُسے عطا فرمائے گا +

(۲۲۶) اللہ کے عذاب سے بچانے والا خدا کے ذکر سے بڑھکر اور کوئی عمل نہیں ہے

ر۔ یعنی مذمت دنیا

(۲۲۷) دنیا کی محبت سب گناہوں کی سردار ہے۔ اور ایک (ہی) چیز کی محبت تمہیں اندھا اور گونگا کر دیتی ہے +

(ف) ان حدیثوں سے ظاہر ہے۔ کہ دعا کا تعلق بہت کچھ نہیں۔ بلکہ بالکل دل کے ساتھ ہے۔ پس جب اپنے دل میں ہی نہ یقین ہو نہ قرار، نہ اعتقاد تو صرف منہ سے بڑ بڑ کر کے دعا کرنا۔ اور پھر یہ کہنا۔ کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوتی۔ ایک بیجا شکایت ہے۔ اور سب حاجتوں کے پورا ہونے کے واسطے خواہ کوئی کیسی ہی خفیف ہو۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درخواست کرنی چاہیئے۔ اور اُسی سے ہی اپنے مدعا اور مقاصد مانگنے چاہئیں۔ ایسا کرنا طبیعت میں عجز و انکسار پیدا کرتا ہے۔ جو ابنائے جنس کے ساتھ معاملات میں کامیابی حاصل کرنے کے ضروری سامان ہیں۔ دعا نہ کرنا طبیعت میں غرور اور تکبر پیدا کرتا ہے۔ اور یہ عادت معاملات میں ناکامیابی کا پیش خیمہ ہے۔ وہ اسے دل کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے اور نیک اعمال کی عادت پیدا ہوتی ہے۔

دین یعنی قرض اور اُس کی ادائگی

(۲۱۶) کبیرہ گناہوں کے بعد جن کی خدا نے ممانعت فرمائی ہے۔ سب سے بڑا گناہ حساب کے وقت خدا کے نزدیک انسان کا یہ ہوگا۔ کہ وہ (اس حالت میں) مرجائے۔ کہ اسکے ذمے اسقدر قرض ہو۔ کہ اسکی ادائیگی کے لئے وہ (جائداد) نہ چھوڑ مرا ہو۔

(۲۱۷) جو شخص لوگوں سے اس نیت سے مال (قرض) لے کہ وہ اُسے ادا کر دے گا۔ تو اللہ اس سے ادا کرا دے گا۔ اور جو اس نیت سے لے۔ کہ وہ خورد برد کرلے۔ تو اللہ اسے بھی برد کر دیگا۔

(۲۱۸) دولت مند کا (قرض کے ادا کرنے میں) التوا کرنا ظلم ہے۔ جب کسی (قرض خواہ) کا قرضہ کسی مالدار آدمی کے ذمے ڈالا جائے تو اسے مان لینا چاہیئے۔

(۲۱۹) صاحب توفیق کا (قرض کی ادائیگی میں) توقف کرنا (اس امر کو) جائز کر دیتا ہے کہ اس کی عزت میں فرق آئے اور اُسے تنگ کیا جائے۔ ابن مبارک نے کہا۔ کہ (یہ بھی جائز ہے کہ) اسپر سختی کی جائے۔ اور اُسے قید کیا جائے۔

(۲۲۰) جو شخص یہ چاہے۔ کہ قیامت کے دن کی سختیوں سے بچا رہے اُسے چاہیئے۔ کہ تنگدست کو (قرض ادا کرنے میں) مہلت دے۔ یا (قرض) معاف کر دے۔

(۲۲۱) رسُول اللہ صلعم کے ذمے ایک آدمی کا اونٹ تھا۔ اُس نے آکر تقاضا کیا۔ اور سخت کلامی کی۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں نے (اسکو سرزنش کرنے کا) قصد کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اسے کچھ نہ کہو۔ کہ تقاضا کرنا لینے والے کا کام ہے۔ پھر فرمایا۔ اسے (اس کی جیسی) دے دو۔

کرو مہربانی تم اہلِ زمیں پر خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر

(۲۳۲) جب خدا نے خلقت کو پیدا کیا تو ایک کتاب میں جو اُس کے پاس عرش کے اوپر ہے لکھا۔ کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے ۔

(۲۳۳) اللہ تعالٰے نے اپنی رحمت کے سو حصے کئے۔ ننانوے حصے تو اپنے پاس رکھے۔ اور صرف ایک حصہ زمین پر اُتارا۔ اُس سے مستفیض ہو کر مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے۔ یہانتک کہ ایک چوپایہ بھی اپنے بچے کو ضرر پہنچنے کے اندیشے سے اپنا سُم اُس پر سے اُٹھا لیتا ہے ۔

(۲۳۴) رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حکایت بیان فرمائی۔ کہ ایک مسافر کو بہت سخت پیاس لگی۔ وہ ایک کنوئیں پر پہنچا اور اس میں اُتر کر اُس نے پانی پیا۔ جب باہر آیا تو دیکھا کہ ایک کُتا مارے پیاس کے سیلی مٹی چاٹ رہا ہے۔ اُس شخص نے خیال کیا۔ کہ جیسے پیاس سے مجھے تکلیف تھی۔ ایسے ہی اِسے بھی ہو گی۔ وہ پھر کنوئیں میں اُترا۔ اور اپنے موزے میں پانی لا کر اُس کتے کو پلا دیا۔ پھر آپ نے اِس شخص کی سعی کی مشکوری اور مقبولیت کا ذکر فرمایا۔ اِس پر لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ کیا بہائم (سے نیک سلوک کرنے) کا بھی اجر ہے؟ فرمایا ہر ایک جاندار (سے نیک سلوک کرنے) کا اجر ہے ۔

سعدی رحؒ نے اس حدیث کے مضمون کو اس طرح منظوم کیا ہے ؎

یکے در بیاباں سگے تشنہ یافت | بروں از رمق در حیاتش نیافت
کلاہ دلو کرد آں پسندیدہ کیش | چو حبل اندراں بستہ دستار خویش
بخدمت میاں بست و بازو کشاد | سگِ ناتواں را دمے آب داد
خبر داد پیغمبر از حالِ مرد | کہ داور گناہانِ او عفو کرد
کسے با سگے نیکوئی گم نہ کرد | کجا گم شود خیر با نیک مرد
کرم کن بر آں کت بر آید ز دست | جہانباں درِ خیر بر کس نہ بست
گر از پا در آید نماند اسیر | کہ اُفتادگاں را بود دستگیر

(ایک شخص نے جنگل میں ایک پیاسا کتا دیکھا۔ کہ اُس کی زندگی میں کوئی دم ہی باقی تھا) (اِس نیک بخت نے اپنی کلاہ کا ڈول بنایا۔ اور رسی کی جگہ اُس میں اپنی پگڑی باندھی) (خدمت کے واسطے کمر باندھی اور تیار رہوا۔ اور بے تاب کُتے کو ایک گھونٹ پانی کا پلایا) (پیغمبر نے اِس کے حال سے خبر دی۔ کہ خدا تعالٰے نے اس کے گناہ معاف کر دیئے)

دنیائے دوں کی دے نہ محبت خدا ظفر انساں کو پھینک دے ہے یہ ایمان و دین کے دور

(۲۲۸) ابن مسعود روایت کرتے ہیں۔ کہ میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں گیا۔ آپ کھجوروں کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور بدن پر چٹائی کے نشان پڑے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ کے لئے ایک بچھونا بنا لیتے ہیں۔ جو چٹائی پر ڈالا جائے۔ تاکہ آپ کے بدن پر نشان نہ پڑیں۔ آپ نے فرمایا مجھے دنیا (کی آسائش) سے کیا (غرض) میری اور دنیا کی مثال ایک سوار کی ہے۔ کہ اس نے ایک درخت کے سائے میں آرام کیا۔ اور اسے چھوڑا (اور چلتا ہوا) سے ظفر

دنیا ہے سرائے اس میں تو بیٹھا مسافر ہے اور جانتا ہے یہاں سے جا نکل تجھے آخر ہے:

شاگرد کی صدا تو سن لی۔ اب اُستاد کی پکار سُن لیجئے:۔ سے

نہیں ہے خانہ بدوشوں کو حاجتِ ساماں - اساسہ چاہیئے کیا خانہ کماں کے لئے

مصلی کی گلگشت کرنے والا اس طرح فریاد کرتا ہے:۔ سے

مرا در منزلِ جاناں چہ امن و عیش چوں ہر دم جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محملہا (حافظ)

(پیارے کے ڈیرے میں مجھے کیسے امن اور عیش میسر ہو جب گھڑیال ہر وقت دُہائی دیتا رہتا ہے۔ کہ کجاوے باندھ لو)

عطار اپنی سادہ زبان میں؛ سادگی کی اس طرح ہدایت فرماتے ہیں:۔ سے

بے تکلف باش و آرایش مجو ترک راحت گیر و آسایش مجو (عطار)

(بے تکلیف ہو اور آرائش نہ ڈھونڈ۔ راحت چھوڑ دے۔ اور آسائش نہ ڈھونڈ)

(۲۲۹) جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے۔ تو اُسے دنیا سے اس طرح روکتا ہے جیسے تم میں سے کوئی اپنے بیمار کو پانی سے روکتا ہے۔ (جب کہ اُسکا پینا اُسکے لئے مضر ہوتا ہے)۔

رحمت

(۲۳۰) رحم کرنے والوں پر اللہ رحم کرتا ہے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو۔ تم پر آسمان والا رحم کرے گا رحم۔ رحمٰن سے پیوستہ ہے پس جو اُسے جوڑے گا۔ اللہ اُسے جوڑیگا۔ جو اُسے قطع کرے گا اللہ اُسے قطع کریگا۔

(۲۳۱) جو شخص بندوں پر رحم نہیں کرتا۔ اللہ بھی اُس پر رحم نہیں کرتا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ بدبخت (کے دل) سے رحم نکال لیا جاتا ہے:

حالی نے ان حدیثوں کے مضمون کو اس طرح ادا کیا ہے۔ سے

خدا رحم کرتا نہیں اُس بشر پر نہ ہو درد کی چوٹ جس کے جگر پر
کسی کے گر آفت گذر جائے سر پر پڑے غم کا سایہ نہ اُس بے اثر پر

سعدی رحمۃ نے اس طرح لکھا ہے۔ ؎

دریں حضرت آنان گرفتند صدر ۔ کہ خود را فروتر نہادند قدر

(اس درگاہ میں اُنہوں نے صدارت حاصل کی ہے جنہوں نے اپنے آپ کو قدر سے بہت دور رکھا)

(۲۳۷) جو نرمی سے محروم ہوا وہ نیکی سے بالکل محروم رہا؛

(۲۳۸) رسول اللہ صلعم جب کسی شخص کو کسی کام پر (متعین کر کے) بھیجتے تو فرماتے اچھی اچھی باتیں سنایا کرنا۔ اور بُری باتیں نہ بتایا کرنا۔ اور آسانی سکھاؤ مشکل میں مت ڈالو؛

؎ بلبلا مژدۂ بہار بیار ۔ خبر بد بہ بوم شوم گذار۔ (سعدی)

(اے بلبل موسم بہار کی خوش خبری لا ۔ بُری خبر بد بخت کے واسطے رہنے دے)

حدیث کے باقی مضمون کو حالی نے اس طرح منظوم کیا ہے۔ ؎

شریعت کے احکام تھے وہ گوارا ۔ کہ شیدا تھے اُن پر یہود اور نصارے

گواہ اُس کی نرمی کا قرآں ہے سارا ۔ خود الدین یسر نبی نے پکارا

ریا یعنے دکھاوا

(۲۳۹) رسول اللہ صلعم نے ایک حکایت بیان فرمائی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دکھاوے کے واسطے قرآن پڑھنے والا۔ کہ لوگوں میں قاری کے لقب سے مشہور رہو۔ مجاہد مقتول جو بہادری کا طلب گار رہو۔ اور مالدار آدمی نام کے لئے سخاوت کرنیوالا۔ تینوں سب سے پہلے دوزخ میں جائیں گے۔؛

اس حدیث کے پہلے حصے پر حافظ کا یہ مصرعہ یاد آتا ہے۔ دام تزویر مکن چوں دگراں قرآن را (اوروں کی طرح قرآن کو فریب کا جال مت بنا)

اور تیسرے حصہ سے عطاؔر نے اس طرح اقتباس کیا ہے۔ ؎

صدقہ کالودہ گردد بار یا ۔ کے بود آں خیر مقبولِ خدا۔

(وہ صدقہ جس میں دکھاوے کی آلایش ہو۔ کب خدا کے نزدیک مقبول ہو سکتا ہے)

(۲۴۰) جو شخص اس واسطے علم حاصل کرے کہ علما سے مقابلہ کرے۔ اور ناوانوں سے جھگڑا کرے تاکہ اس طرح خلقت کو اپنی طرف متوجہ کرے۔ وہ جہنم میں جائے گا؛

(۲۴۱) قیامت کے دن اللہ کے نزدیک بہت بُرے لوگوں میں تم اُن کو پاؤ گے جو دو رخے ہوں۔ یہاں اس کی اور وہاں اس کی بات کہہ دی؛

(اگر کسی نے کتنے کے ساتھ نیکی کرنے کا پھل پا لیا - تو آدمی کے ساتھ نیکی کی ہوئی کب ضائع ہوتی ہے)
(بخشش کر جسقدر کہ تیری مقدور میں ہے - کیونکہ خدا نے نیکی کا دروازہ کسی پر بند نہیں کیا -)
(جو شخص گرے ہوئے لوگوں کی مدد کرتا ہے - اگر وہ خود گر جائے تو دیر تک لاچاری کی حالت میں نہیں رہتا)

(۲۳۵) عبد الرحمن بن عبد اللہ روایت کرتے ہیں - کہ ان کے والد نے بیان کیا - کہ میں اور چند اور شخص رسول اللہ صلعم کے ساتھ سفر میں ہمراہ تھے - ہم نے ایک پرند جسے لال کہتے ہیں دیکھا - اُس کے ساتھ دو بچے تھے - جو ہم نے پکڑ لئے - وہ پرند بے تاب ہو کر تڑپنے لگا - اِتنے میں آپ تشریف لے آئے - فرمایا - کس نے اِس کے بچے پکڑ کر اِسے تکلیف دی ہے - اِس کے بچے چھوڑ دو - اور ایک چیونٹیوں کا بل دیکھا جسے ہم نے آگ لگا دی تھی - فرمایا - یہ کس نے جلایا ہے؟ ہم نے عرض کیا - کہ ہم نے ایسا کیا ہے - فرمایا - کہ یہ شایاں نہیں - کہ آگ کے مالک (یعنی خدا) کے سوا کوئی کسی کو آگ سے عذاب دے :: ؎

میازار مورے کہ دانہ کش است　　　کہ جاں دارد و جان شیریں خوش است (سعدی)

(اس کیڑے کو جو دانہ لئے جاتا ہے - مت دکھ دے - کہ اُس میں بھی جان ہے - اور جان ہر ایک کو پیاری ہے)

سعدی نے اور پہلو لیا ہے - ؎

زیر پایت گر بدانی حالِ مور　　　ہمچو حالِ تست زیرِ پائے پیل

(اپنے پاؤں کے نیچے اگر تو کیڑے کا حال قیاس کرے - تو یہی حال تیرا ہاتھی کے پاؤں کے نیچے ہے)

رِفق یعنے نرمی

(۲۳۶) نرمی جس میں ہو - اُسے زینت دیتی ہے - اور جس میں نہ ہو - اُس کی شان گھٹاتی ہے - ::

(ف) نرم مزاجی کا اثر لوگوں کے دلوں پر پڑتا ہے - اور حلیم طبع شخص کی لوگ تعریف اور عزت کرتے ہیں - اور یہ اُس کی زینت ہے - برخلاف اِس کے جس کے مزاج میں نرمی نہ ہو - لوگ اُس سے نفرت کرتے ہیں - اور اِس سے اُس کی شان گھٹتی ہے :: ؎

اے برادر گر خبر داری تمام　　　نرم و شیریں گوئی با مردم کلام
ہر کہ باشد تلخ گوے و ترش روے　　　دوستاں از وے بگردانند روے (عطار)

(اے بھائی اگر تمہیں پوری خبر ہے - تو لوگوں کے ساتھ نرمی سے میٹھی بات کیا کر -)
(جو کڑوا بولتا ہے - اور ماتھے پر بل رکھتا ہے - دوست اُس سے منہ پھیر لیتے ہیں -)

اُسے کسی صورت میں بھی صرف نہیں کرنا چاہیئے۔ یا یہ اندیشہ کرکے کہ شاید تجارت میں نقصان ہو۔ مال کو تجارت پر خرچ نہ کرے۔ تو یہ درست نہیں ہے۔ نیک نیتی سے تجارت پر مال لگانا چاہیئے اور خدا سے منفعت کی امید رکھنی چاہیئے۔*

(۲۴۴) صدقہ میں حد سے زیادتی کرنے والا ویسا ہی ہے۔ جیسا اُس کے روکنے والا :-

(ف) صدقہ روکنے والا یعنے نہ دینے والا تو گنہگار رہے ہی۔ مگر جو حد سے زیادہ صدقہ دے گا وہ چند دنوں میں اپنا سرمایہ صرف کرکے مفلس اور قلاش ہو جائے گا۔ اور اپنے اور اپنے متعلقین کو افلاس کے مصائب لاکر گناہ کا مرتکب ہوگا۔ پس میانہ روی ہمیشہ پسندیدہ فعل ہے۔ دیدہ دگر ہر چہ داری بکف برنہی۔ کفِ وقت حاجت بماندتہی :: (اگر جو کچھ تیرے پاس ہے ہاتھ پر رکھ کر خرچ کردے۔ تو تیرا ہاتھ حاجت کے وقت خالی رہ جائے گا)

(۲۴۵) حسنؓ ابن علیؓ رسول اللہ صلعم کے نواسے نے۔ صدقہ کی آئی ہوئی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھائی۔ اور منہ میں ڈال لی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ چھی چھی پھینک دو۔ کیا تمہیں معلوم نہیں۔ کہ ہم خیرات نہیں کھاتے؟ یعنی ہمارے واسطے خیرات حلال نہیں ::

(ف) وہ کھجور ناپاک نہیں تھی۔ کہ اُسے منہ سے نکلوایا گیا۔ غرض یہ تھی۔ کہ جس چیز کا کھانا جائز نہیں۔ وہ کیوں کھائی جائے۔ نیز اس واقعہ سے یہ حکم اُن سب لوگوں کو ذہن نشین ہو جائے جن کے واسطے وہ مفہوم تھا۔ خیرات کے مال کی ذات میں نقد ہو۔ یا جنس کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی جو ناپاک یا مضر صحت یا فاسد خیالات پیدا کرنے والی ہو۔ البتہ جس شخص کو وہ مال بیٹھے بٹھائے بغیر مشقت ملتا رہے۔ وہ ناکارہ ہو جاتا ہے۔ محتاجوں کی مدد کرنا تو درکنار اپنے واسطے بھی ہاتھ نہیں ہلاتا۔ کیونکہ ایسا کرنے کی اُسے ضرورت نہیں پڑتی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ اس قسم کا مال کھانے والے نہ صرف سوسائٹی پر ایک بارگراں ہوتے ہیں بلکہ اُن کے لیے مارِ آستین بن جاتے ہیں یہی وجہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے اپنے اور اپنی اولاد کے لیے خیرات کا کھانا ناروا کردیا۔ اس سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ خیرات کا مال کسی کو کھانا ہی نہیں چاہیئے۔ نہیں وہ جو محتاج اور مجبور ہیں یعنی محنت کرتے ہیں پھر بھی گزارہ نہیں چلتا۔ بوڑھے ہیں بیمار ہیں وہ اپنی معذوری کے زمانہ میں اِسے کھا سکتے ہیں۔ بشرطیکہ خیرات حاصل کرنے کو ہمیشہ پیشہ بنانا اُن کی نیت نہ ہو۔*

(۲۴۶) صدقہ غنی کے واسطے حلال نہیں ہے سوائے پانچ شخصوں کے (۱) غازی (۲) صدقہ وصول کرنے والا ملازم (۳) قرضدار (۴) وہ شخص جس نے صدقہ کا مال خرید

(۲۴۲) گھوڑے اور غلام ہیں نے تمہیں معاف کر دئیے ہیں۔ (کہ ان پر زکوۃ مت دیا کرو) مگر ہر چالیس مضروب (چاندی کے) درموں پر ایک درم صدقہ دیا کرو۔ پر ایک سو نوّے درموں تک کچھ زکوۃ نہیں۔ البتہ جب دو سو درم ہو جائیں۔ تو اُن پر پانچ درم ہیں۔:

(ف) مثل ہے۔ خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد (یعنی خدا نے ہاتھ کی پانچوں انگلیاں ایک ہی طرح نہیں بنائیں) کوئی چھوٹی ہے۔ کوئی بڑی۔ اور یہ فرق بے معنی نہیں ہے۔ کیونکہ ہاتھ کے سپرد جو کام ہے۔ اس کا سرانجام بغیر اس چھوٹائی بڑائی انگلیوں کے ہو ہی نہیں سکتا۔ اسی طرح انسانوں کا حال ہے۔ کہ کوئی اُن میں چھوٹا یعنی غریب کوئی بڑا یعنی امیر ہے اور جب تک یہ فرق نہ ہو۔ دنیا کا انتظام چل نہیں سکتا۔ کسی اور موقعہ پر بیان ہوا ہے۔ کہ امیر کس قدر غریبوں کے محتاج ہیں۔ پس امن اور انتظام قائم رکھنے کے لئے یہ نہایت ضروری تھا کہ وہ لوگ جن کے پاس اس قدر مال ہے کہ ان کی روزمرہ کی ضروریات پوری کر کے بچ رہتا ہے۔ غریبوں کی مدد کریں جو بوجہ بیماری یا کمزوری اپنی روزی کمانے سے معذور ہیں۔ یا باوجود محنت کرنے کے اپنا گزارہ نہیں کر سکتے۔ ظاہر ہے۔ کہ یہ صدقہ اگر دینے والے کی مرضی پر چھوڑا جاتا تو زر مے طلبی سخن درین است[ا] کا معاملہ پیش آتا۔ اور بہت لوگ نہ دیتے۔ اس واسطے زکوۃ کا ادا کرنا لازمی قرار دیا گیا۔ (گو افسوس ہے۔ کہ بہت سے لوگ اب بھی ادا نہیں کرتے) امورِ خیر کے اخراجات کو پیش نظر رکھکر اور لوگوں کو اس ضروری صدقہ کے ادا کرنے کے واسطے عادی بنانے کی غرض سے اسلام کی تاریخ کے ابتدائی زمانے میں زکوۃ سرکاری طور پر وصول ہوتی رہی۔ اور اسکے واسطے ایک عملہ تحصیل مقرر کیا گیا۔ مگر جب سلطنت نے وسعت پکڑلی۔ تو اس صیغہ کو توڑ دیا گیا۔ کاش مسلمان اپنے طور پر انجمنوں کی معرفت اس صیغہ کو پھر جاری کریں۔ اور لاکھوں روپیہ جس میں سے ایک معقول حصہ صدقہ دینے والوں کی ناواقفیت سے اپنے اصلی مصرف پر صرف نہیں ہوتا۔ وصول کر کے قوم کی ضروریات پر خرچ کریں۔:

(۲۴۳) آگاہ رہو۔ کہ جو شخص کسی مال دار یتیم کا ولی ہو۔ اُسے چاہیئے۔ کہ اسکے مال کو تجارت میں لگائے ایسا نہ ہو۔ کہ اسے کسی کام پر نہ لگایا جائے۔ اور اُسے زکوۃ ہی کھا جائے:

(ف) اپنے مال پر آدمی کا کلی اختیار ہوتا ہے۔ اسواسطے اسے وہ کاروبار پر جس طرح مناسب سمجھتا ہے لگا دیتا ہے۔ مگر یتیم کا ولی یہ سمجھکر۔ کہ یتیم کا مال اُسکے پاس بطور امانت سپرد ہے

[ا] روپیہ مانگتے ہو۔ بات اس میں ہے۔

عورتوں میں سے بڑی بھاری تعداد ایسی ہے کہ علم ہی بھر خانہ داری کے کاموں میں گھر میں مقید رہتی ہیں کیونکہ انکی معلومات اور تجربہ بہت کم ہوتے ہیں۔ اور اس طرح وہ اور بھی جاہل رہتی ہیں۔ اور یہ جہالت ان کی ذلت کا موجب ہے۔

(۲۵۱) مجھے غریبوں میں تلاش کرو کیونکہ غریبوں کے ذریعے ہی تمہیں مدد اور روزی ملتی ہے۔

(ف) امیر اور غنی کے سارے کام مثلاً مکان سامان اور کھانے پینے کے متعلق غریب لوگ ہی کرتے ہیں جبتک غریب ہاتھ نہ ہلائے امیر کے منہ میں کھانا نہیں پڑتا۔ یہ جو فرمایا مجھے غریبوں میں ڈھونڈو۔ اس سے یہ مراد ہے کہ غریب لوگ سوسائٹی کا ایک نہایت کارآمد جزو ہیں انہیں حقیر سمجھ کر ان سے پرے مت ہو مجھے تو ان کے مفید ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ اس قدر محبت ہے کہ میں انمیں رہنا پسند کرتا ہوں۔ انہی جو کو مدنظر رکھ کر دانایان سلف نے خدمتگار لوگونکو بہتر اجرت اور خلعت جیسے معزز خطاب دیئے۔ کہ وہ خوشی خوشی اپنا کام کرتے رہیں اور دل شکستہ ہو کر چھوڑ نہ دیں اور سوسائٹی کا انتظام درہم برہم ہو جائے۔ آج بیسویں صدی عیسوی میں لوگ ان بہترین اصولوں کی پروا نہیں کرتے اور نتیجہ اسکا محنتی اور مزدوروں کی آئے دن کی ہڑتالیں ہیں۔

(۲۵۲) ایک شخص رسول اللہ صلعم کے پاس سے گذرا۔ آپ نے اپنے پاس بیٹھنے والے سے پوچھا کہ اس شخص کی نسبت تمہارا کیا خیال ہے؟ اُسنے عرض کیا یہ ایک شریف آدمی ہے۔ اور واللہ اس قابل ہے۔ کہ اگر نکاح کا پیغام بھیجے تو مان لیا جائے۔ اور اگر کوئی سفارش کرے تو وہ بھی مان لیجائے۔ رسول اللہ صلعم خاموش ہو گئے۔ پھر ایک اور شخص کا گذر ہوا۔ آپ نے فرمایا اسے کیسا سمجھتے ہو؟ اسنے عرض کیا یہ ایک مسلمان فقیر ہے۔ اور واللہ اس قابل ہے۔ کہ اگر نکاح کا پیغام بھیجے تو منظور نہ کیا جائے۔ اور اگر سفارش کرے تو وہ بھی قبول نہ کی جائے۔ اور اگر کچھ کہے تو اسکی بات نہ سنی جائے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اگر پہلے شخص جیسے لوگوں سے زمین بھر جائے تو یہ بہت اچھا ہے۔

(ف) ترمذی کی ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ زہد اسکو نہیں کہتے کہ حلال چیز کو حرام کر دیا جائے یعنی ان نعمتوں کو جو خدا نے انسان کیواسطے پیدا کی ہیں ترک کر دیا جائے جیسے بعض لوگ لذیذ چیزوں کا نفس کشی کے عذر سے کھانا چھوڑ دیتے ہیں یا مال کو جو اللہ نے دے رکھا ہے اس سے مستفید ہوں اور اسطرح اسے ضائع کیا جائے۔ توجہ کریں وہ لوگ جو کہا کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کو دنیا وی وجاہت سے رغبت نہ تھی اور فقر کو پسند فرماتے تھے۔ الفقر فخری و الفقر منی (فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے) ایک مشہور حدیث ہے۔ مگر نہ مشکوٰۃ المصابیح میں نہ تیسیر الوصول میں درج ہے۔ اور اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ صحاح ستہ کی حدیث نہیں ہے بلکہ اسکے مضمون کے برخلاف یہ حدیث بیان کیجاتی ہے الفقر سواد الوجہ فی الدارین (فقر دونو جہان میں منہ کالا ہے) یہ حدیث بھی تیسیر الوصول میں نہیں ہے۔ غیر اگر پہلی حدیث کو جسکی صحت قابل اعتبار نہیں اور ضعیف کہی جاتی ہے۔ بالفرض محال مان بھی لیا جائے تو فقر سے اسکے اصطلاحی معنے تزکیہ نفس اور رضا بقضا مراد ہیں نہ لفظی معنے گداگری اور خرقہ پوشی۔

ذوق نے کہا ہے ؎ اے ہما پیش فقیری سلطنت کیا مال ہے۔ بادشاہ آتے ہیں پابوس گدا کے واسطے

لیا ہو۔ (۵) وہ شخص جس کو کسی مسکین ہمسایہ نے صدقہ کا مال (جو اسے کہیں سے ملا) بطور تحفہ دیا ہو۔

(ف) ان پانچ شخصوں میں سے اگر کوئی غنی بھی ہو تو بھی اس کے واسطے صدقہ حلال ہے۔ اس سے ثابت ہو گیا۔ کہ صدقہ کے مال کی ذات میں کوئی خرابی نہیں ہے ÷

(۲۴۷) صدقہ غنی پر حلال نہیں ہے۔ اور نہ ہی تندرست اور توانا آدمی پر ÷

زہد اور فقر

(۲۴۸) رسول اللہ صلعم نے حضرت عائشہ رضؓ اپنی بیوی سے فرمایا۔ کہ اگر تمہیں میرے ساتھ تعلق رکھنا پسند ہے۔ تو دنیا (کے اسقدر سامان ہی) پر گزارہ کرو جس قدر کہ سوار کے پاس زاد راہ ہوتا ہے۔ دولت مند لوگوں کی صحبت سے پرہیز کرو۔ اور کسی کپڑے کو پرانا سمجھ کر مت اُتار پھینکو۔ جب تک اسے پیوند نہ لگا لو ÷

(ف) سوار اپنے پاس تھوڑا ہی زاد راہ رکھ سکتا ہے۔ ورنہ بوجھ زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس سے مراد اختصار پسندی اور قناعت ہے۔ دولت مندوں کی صحبت سے غریب کے دل میں مایوسی حسرت اور آخر کار حسد پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس سے منع فرمایا گیا۔ نیز جو ملاقات برابر کی نہ ہو۔ وہ انجام کار کمزور کے لئے خرابی کا موجب ہوتی ہے۔ اگر مستعملہ کپڑا کسی محتاج کو دینا ہو تو جس قدر وہ کم پھٹنے میں آیا ہے۔ اُسی قدر اس غرض کے لئے اچھا ہے۔ اگر یہ نیت نہ ہو تو جب تک اس کی حالت پیوند لگانے کی نوبت تک نہ پہنچ جائے اُس کا چھوڑ دینا اسراف میں داخل ہے۔ اور اسی واسطے اپنے گھر میں اس کی ممانعت بھی فرمائی ÷

(۲۴۹) اے خدا محمدؐ کی (یعنی میری) اولاد کو بقدر قیام زندگی رزق دے (دوسری روایت میں ہے۔ بقدر ضرورت رزق دے۔)

(۲۵۰) میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا۔ بہت لوگ جو اس میں داخل ہوئے وہ مسکین تھے۔ اور امیر لوگ روکے گئے۔ (کہ حساب دیں) اور دوزخیوں کو دوزخ کو جانے کا حکم ہو گیا۔ پھر میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا۔ تو دیکھا کہ بہت اشخاص جو اس میں داخل ہوئے وہ عورتیں تھیں ۔ ÷

(ف) مثل ہے۔ کہ ننگا کیا نہائیگا۔ اور کیا نچوڑے گا مسکین اپنی روزی کی فکر میں رہتا ہے اور ہر وقت خدا کو یاد کرتا رہتا ہے فسق و فجور عموماً اُن لوگوں سے سرزد ہوتے ہیں جنہیں معاش کی تلاش میں حیران ہونا نہیں پڑتا۔ اور بے مشقت پیٹ بھر کر کھانا ملتا رہتا ہے۔

اور کسی کو نہیں ستاتا۔ اسواسطے اسے عابدوں پر ترجیح دی ؛

(۲۵۵) انسان پرہیزگاری کی حقیقت کو نہیں پہنچتا جب تک وہ اس چیز کو نہ چھوڑ دے جس میں کوئی شبہ نہ ہو۔ اس خیال سے کہ مشتبہ چیز سے بچ جائے ؛

(ف) بعض امیر اور فقیر کسی قسم کا تحفہ قبول نہیں کرتے بعض ان میں سے خفیف چیزیں قبول کر لیتے ہیں۔ اور پھر اسی طرح ان کی عادت بڑھتے بڑھتے نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے۔ کہ جو کوئی شے ہو حلال ہو یا حرام۔ اگر کوئی بھیجے ہر چیز ہی پہنیر رہیگا۔ تو مشتبہ کے استعمال کا امکان ہی نہیں ہو گا ؛

چیست تقویٰ ترک شبہات حرام ۔ از لباس و از شراب و از طعام (عطار)

(مشتبہ اور حرام چیز کا چھوڑنا پرہیزگاری ہے۔ خواہ پہننے کی ہو۔ خواہ کھانے یا پینے کی)

زینت

(۲۵۶) انس روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے ایک خط لکھا۔ مجلس میں سے کسی نے عرض کیا۔ کہ وہ لوگ (مکتوب الیہ) اس خط کو نہیں پڑھتے جس پر مہر نہ ہو۔ پس آپ نے ایک انگوٹھی چاندی کی لی۔ اسپر کلمہ کے الفاظ (محمدؐ رسول اللہ) کندہ کروائے اور لوگوں کو فرمایا۔ کہ میں نے چاندی کی انگوٹھی لی ہے۔ اور اس میں محمد الرسول اللہ کندہ کروایا ہے۔ کوئی شخص یہ کندہ (اپنی انگوٹھی پر) نہ کروائے ؛

اور ایک روایت میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے چاندی کی انگوٹھی دائیں ہاتھ میں پہنی اس کا نگینہ عقیق کا تھا۔ اور نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے ؛

(۲۵۷) رسول اللہ صلعم نے سونے کی ایک انگوٹھی بنوائی۔ لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ یہ دیکھکر آپ زیب فرمائے منبر ہوئے انگوٹھی اُتار کر فرمایا۔ واللہ میں یہ پھر کبھی نہیں پہنوں گا۔ اسپر سب لوگوں نے اپنی اپنی انگوٹھیاں اُتار دیں ؛

(ف) سونا عام مروجہ دہاتوں میں سے بہت ہی قیمتی دہات ہے۔ اُس کی انگوٹھی بنا کر اسے بیکار کر دینا۔ اور نفع سے محروم رہنا۔ ایک ایسا فعل ہے۔ جو سوسائٹی کے لئے غیر مفید ہے۔ آپ نے اس سے بچنے کی ایک نہایت موثر طریق سے تعلیم فرما دی۔ اور چونکہ آپ کو ایک انگوٹھی کا مہر کیواسطے رکھنا ضروری تھا۔ وہ چاندی کی بنوالی ؛

(۲۵۸) حضرت عائشہ رضؓ سے روایت ہے۔ کہ عتبہ کی بیٹی ہندہ نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کی کہ مجھ سے بیعت لیجئے۔ فرمایا میں تم سے بیعت نہیں لونگا۔ جب تک تم اپنے ہاتھوں کے

یہ صرف شاعری خیال نہیں بلکہ اصلی واقعہ بھی لکھا ہے کہ سکندر اعظم جو قریبا نو سو برس رسول اللہ صلعم سے پیشتر ہوا ہے۔ اسکے وقت کا ایک مشہور فقیر دیو جانس کلبی نام کے سلام کو گیا۔ جاڑے کا موسم تھا۔ اور فقیر دھوپ تاپ رہا تھا۔ شاہنشاہ پاس جاکر سورج کیطرف پیٹھ کرکے کھڑا ہوگیا۔ اور اسکے سایہ سے فقیر کی دھوپ رک گئی۔ رخصت کے وقت سکندر نے کہا۔ کوئی خدمت فرمائیے فقیر نے جو سکندر کے کھڑے رہنے کے وقت تک بالکل مستغنی رہا۔ کہا ذرا میری دھوپ چھوڑ دو۔ اور بس بادشاہ کی طبیعت پر ایک حیرت سی طاری ہوگئی۔ اور بولا اگر میں سکندر نہ ہوتا۔ تو ضرور دیو جانس ہوتا

تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے۔ کہ سلاطین یورپ۔ پوپ اعظم کے دست نگر تھے۔ ؎

اورنگ زیب عالمگیر نے۔ جو ایک بڑا متشرع اور بیدار مغز بادشاہ تھا۔ اپنے رقعات میں لکھا ہے۔ کہ اُن کا والد شہنشاہ ہند شاہجہان۔ ایک دفعہ شاہ عبد اللطیف صاحب بری کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا۔ کہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ درویشان اور زائران کے اخراجات کے واسطے کوئی گاؤں شاہ صاحب کو بطور جاگیر دیا جائے۔ شاہ صاحب نے نہایت استغنا سے فرمایا ع شاہ ما را دہ دہ منت نہد۔ رازق ما رزق بے منت دہد ؛ (بادشاہ اگر ہمیں گاؤں دے گا۔ تو احسان کرے گا۔ ہمارا رازق بغیر احسان کرنے کے ہمیں رزق دیئے جاتا ہے۔) روحانی تعلیم کا آغاز پیغمبروں سے ہوا ہے۔ اب بھی جو ان کے قدم بہ قدم چلتے ہیں۔ اُس سے مستفیض ہوتے ہیں اور یہی فقیر ہیں جن کی پابوسی کے واسطے بادشاہ آتے ہیں۔ افسوس ہے۔ یورپ کی تعلیم مادی اس روحانی تعلیم کا ناس کر رہی ہے ؛

(۲۵۳) رسول اللہ صلعم کے روبرو دنیا کا ذکر ہوا۔ فرمایا۔ کیا تم سنتے نہیں تم سُنتے نہیں ؟ کہ سادگی ایمان (کی علامت) ہے ؛

(۲۵۴) رسول اللہ صلعم کی مجلس میں ایک شخص کی عبادت۔ اور ایک شخص کی پرہیزگاری کا ذکر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ پرہیزگاری کے برابر کوئی چیز نہیں ہے ؛ ؎

بچایا بُرائی سے انکو یہ کہکر ۔۔۔ کہ طاعت سے ترک معاصی ہے بہتر

وَرَع کا ہے ذات میں جنکی جوہر ۔۔۔ نہ ہوں گے کبھی عابد اُن کے برابر

کرو ذکر اہل ورع کا جہاں تم ۔۔۔ نہ لو عابدوں کا کبھی نام واں تم (حالی)

(ف) عبادت کا تعلق صرف اپنے نفس کے ساتھ ہے۔ مگر پرہیزگاری کا اثر دوسروں پر پڑتا ہے۔ مثلاً پرہیزگار۔ لوگوں کے حقوق تلف نہیں کرتا۔ بیگانہ مال نہیں کھاتا۔

خوشبو سے دل کو فرحت ہوتی ہے۔ اور پاکیزگی حاصل ہوتی ہے۔ عورت کی محبت پر نظام عالم کا انحصار ہے۔ اور مرد کو اس کی ایسی ضرورت ہے۔ کہ خالق نے جب پہلا مرد (آدم) پیدا کیا۔ تو سب سے پہلی چیز جو اس کی آسایش کے لئے بہم پہنچائی گئی وہ عورت تھی۔ اگر ایسا ممکن ہو۔ کہ کسی وقت دنیا سے عورت کی محبت معدوم ہو جائے۔ تو اسی وقت نظام عالم کا کل کارخانہ اسطرح بند ہو جائے۔ جیسے چلتی چلتی گھڑی اُسکے سپرنگ ٹوٹ جانے سے یک لخت بند ہو جاتی ہے۔ متاہل یعنی عیال دار ہو کر زہد و تقویٰ کرنا اور بنی نوع کی فلاح میں وقت صرف کرنا اور ساعی رہنا۔ اعلیٰ ترین اوصاف انسانی میں سے ہے ؛

جو متاہل نہیں وہ قانون قدرت کے خلاف چلتا ہے۔ اور قدرت کے قانون کے برخلاف چلنے میں کوئی خیر و خوبی نہیں ؛ ؎

چیست دنیا از خدا غافل بدن ۔ نے قماش و نقرہ و فرزند و زن (مثنوی)

(خدا سے غافل ہونے کا نام دنیا ہے۔ نہ ساز و سامان زر بال بچوں اور بیوی کا۔)

(۲۶۳) جس شخص کے سامنے خوشبو پیش کیجائے (مثلاً عطر کا پھویا یا پھول) تو اسے چاہئے کہ واپس نہ کرے۔ کیونکہ اس کی بو اچھی ہے۔ اور بوجھ کچھ نہیں ؛

(۲۶۴) جس عورت نے خوشبو کی دھونی لی ہوئی ہو۔ وہ ہمارے ساتھ رات کی آخری نماز (عشا) میں شریک نہ ہو ؛

(ف) اس حکم سے جو غرض ہے۔ وہ ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ مقابلہ کیا جائے۔ اس سج دہج اور بناؤ سنگار سے جس سے مزین ہو کر عورتیں آج کل مردوں کی مجلس میں دن ہو یا رات بلا تامل جاتی ہیں ؎ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔ (راہ کا فرق دیکھو کہ کہاں سے کہاں تک ہے) پھر انجام جو ہے سو ہے ؛

(۲۶۵) لعنت کی گئی ہے اس عورت پر جو بغیر عذر کے بالوں میں جوڑ لگائے یا لگوائے ابرو کے بال چنے یا چنوائے۔ اور چہرے پر تل گودے یا گدوائے ؛

(ف) یہ آرائشیں اس قسم کی ہیں۔ کہ فطرت میں مداخلت کرتی ہیں اور تکلیف دیتی ہیں اسواسطے ممنوع قرار دی گئیں ؛

(۲۶۶) براء سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے ہمیں سات چیزوں (کے استعمال) سے منع فرمایا۔ (وہ یہ ہیں کہ) (۱) سونے کی انگوٹھی (۲) سونے چاندی کے برتن۔ (۳)

مہندی کے رنگ) کو نہ بدلو گی وہ تو (اس وقت) ایسے ہیں۔ گویا درندے کے ہاتھ ہیں ؛

(۲۵۹) رسول اللہ صلعم نے ایک شخص کو خلوق (ایک رنگدار خوشبو) لگائی دیکھا۔ فرمایا جا اسے دھو ڈال۔ اور پھر دھو ڈال اور پھر کبھی ایسا مت کر ؛

(۲۶۰) عبداللہ بن جعفر روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے (ان کے والد) جعفر کی اولاد کو ان کی وفات پر) تین دن کے (ماتم کے واسطے) مہلت دی۔ پھر ان کے پاس تشریف لائے۔ اور فرمایا آج سے میرے بھائی کا ماتم مت کرو پھر فرمایا۔ میرے بھتیجوں کو میرے پاس بلاؤ۔ ہم آئے گویا ہم چوزے سے تھے۔ فرمایا حجام کو بلاؤ۔ (وہ حاضر ہوا) اسے حکم دیا۔ اور اس نے ہمارے سر مونڈ دیئے ؛

(ف) چوزے سے مراد چھوٹا پن بیکسی اور کس مپرسی کی حالت ہے۔ اور بال منڈوا دیئے۔ کہ اس پژمردگی اور رنج وغم کی حالت میں کون انکو سنوارے بنائے گا۔ دنیا میں سب سے بڑا بھاری حادثہ انسان کی موت ہے۔ اس لئے قدرتاً اس پر بہت رنج وغم اور رونا پیٹنا ہوتا ہے۔ مگر یہ سب رنج وغم اور رونا اپنے دکھوں کا ہوتا ہے۔ کہ مرنے والے سے جو مدد اور فائدے پہنچتے تھے۔ اس سے محروم ہو گئے۔ ماتم والے گھر کے لوگ کاروبار چھوڑ دیتے ہیں۔ اور ہر وقت اپنے متوفی کی یاد کر کے رنج وغم میں رہنے اور کھانا نہ کھانے یا بے وقت کھانے سے بیمار اور کمزور ہو جاتے ہیں۔ بعض دفعہ تو بعض پس ماندہ لوگ اپنی جان تک کھو بیٹھتے ہیں۔ ایک تو گھر کا ایک آدمی کم ہو گیا۔ جو کم و بیش کارآمد تھا۔ دوم پس ماندے ماتم کے سبب بے کار اور بیمار ہو گئے۔ اس لئے ماتم کا تین دن سے زیادہ کرنا منع فرمایا۔ کہ زندگی کے کاروبار۔ اور آسایش میں ہرج واقعہ نہ ہو ؛

(۲۶۱) موچھیں کاٹ ڈالو۔ اور داڑھی کو مت چھیڑو۔ دوسری روایت میں ہے۔ یہ لازم بات ہے۔ کہ ناف کے نیچے کے بال مونڈے جائیں۔ ناخون لئے جائیں اور موچھیں کتری جائیں؛

(ف) کھانے پینے کے وقت موچھیں بارج ہوتی ہیں۔ خاص کر پانی میں تو ڈوب جاتی ہیں۔ اور اسے بغیر مصفا کر دیتی ہیں۔ اس لئے ان کے کاٹنے کا حکم فرمایا ؛

(۲۶۲) خوشبو اور عورت کے واسطے میرے دل میں محبت پیدا کی گئی ہے۔ اور نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک رکھی گئی ہے ؛

(ف) نماز سے دل کو اطمینان ہوتا ہے۔ جس سے مراد آنکھوں کی ٹھنڈک ہے

وہ اس کے پاس بلا خوف آتے جاتے ہیں - اور اس کے ممنون ہو کر اس سے محبت رکھتے ہیں - اور اگر اتفاق سے اُسے بھی ان کی مدد کی ضرورت پڑ جائے - تو وہ دل و جان سے تیار ہوتے ہیں - اور ایسے شخص کا انجام کار روحانی خوشی ہے - احسان کا اثر حقیر ترین جانور کے دل پر بھی ہو جاتا ہے - انسان تو انسان ہی ہے - احسان مند چوہیا کی کہانی مشہور ہے کہ اس نے وقت پڑنے پر شیر کی جان بچا دی تھی - برخلاف اسکے بخیل نہ خدا کا دھیان رکھتا ہے نہ کسی سے ملتا ہے نہ کوئی اس کے پاس آتا ہے نہ اسکے مال سے کسی کو فائدہ پہنچتا ہے - اس لئے نہ کوئی اس سے محبت رکھتا ہے اور نہ ضرورت کے وقت اس کی خوشی سے مدد کرتا ہے - اور انجام اسکا روحانی عذاب ہے

سعدی در کریما - ؎ بخیل ار بود زاہد بحر و بر - بہشتی نہ باشد بحکم خبر ؛

(بخیل اگرچہ بڑا بھاری عبادت کرنے والا ہو - وہ حدیث کے رو سے بہشتی نہیں ہے)

از سخاوت مرد یابد سروری - شکر نعمت را دہد افزون تری ؛ (عطار)

(سخاوت سے آدمی سرداری حاصل کر لیتا ہے - نعمت کا شکر (یعنی سخاوت کرنا اسمیں) بیشی کرتا ہے)

دیگر ؎ دررخ مرد سخی نور و صفا است - زانکہ در جنت قرین مصطفےٰ است

حق تعالےٰ بر در جنت نوشت - اینکہ جائے اسخیا باشد بہشت (عطار)

(سخی مرد کے منہ پہ نور اور صفائی ہوتی ہے - اسلئے کہ جنت میں مصطفےٰ (رسول اللہ صلعم کا ہمسایہ ہے) (خدا تعالےٰ نے جنت کے دروازے پر لکھا ہے - کہ سخیوں کا ٹھکانا (یعنی) بہشت ہے)

(۲۶۹) خیرات کیا کرو - کہ تم (عورتوں) میں سے اکثر جہنم کا ایندھن ہیں (اس پر) عورتوں میں سے ایک متوسط حیثیت کی سیاہ رخساروں والی عورت کھڑی ہو گئی اور پوچھا یا رسول اللہ عورتیں کیوں جہنم کا ایندھن ہیں ؟ فرمایا - اسواسطے کہ تم شکوہ شکایت بہت کرتی ہو اور خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو :-

سفر اور اس کے آداب

(۲۷۰) یا خدا میری امت کے لئے دن کے پہلے حصے میں برکت دے - اور رسول اللہ صلعم جب سپاہ کو روانہ فرماتے - تو دن کے پہلے حصے میں ہی روانہ فرماتے :-

(ف) صبح کے وقت انسان تازہ ہوتا ہے جو کام جسمانی یا دماغی قوت کا اسوقت اچھی طرح سرانجام پاتا ہے - سفر کے واسطے تو صبح کا وقت خاص کر بہت موزون ہے - تاکہ دھوپ سے بچکر پہلے حصے دن میں منزل طے کر کے دوسرے حصے میں فراغت سے آرام اور اپنا

سرخ زین پوش (۴) قسی (۵) استبرق (۶) دیباج (۷) اور حریر ؛

(ف) پچھلے چاروں ریشمی کپڑے ہیں۔ یہ سب چیزیں فضول خرچی میں داخل ہیں۔ اسواسطے ان کا برتنا منع کیا گیا۔ ریشمی کپڑے کے متعلق کسی اور مقام پر لکھا گیا ہے۔ یہاں اس کے دھرانے کی ضرورت نہیں ؛

سونے چاندی کے برتنوں پر بہت خرچ آتا ہے۔ اگرچہ فی زمانتنا دولت کی افراط کے سبب لوگ ایسے اخراجات کی کم پروا کرتے ہیں۔ مگر زیادہ دولت ہونے کی یہ غرض نہیں ہونی چاہئے کہ وہ بیجا طور پر صرف کی جائے جو روپیہ برتنوں پر خرچ کر کے بیکار کر دیا جاتا ہے وہ کسی کار خیر پر صرف ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی کار خیر پر نہ صرف کرے۔ تو اپنے کاروبار پر ہی خرچ کر لے۔ دونوں حالتوں میں وہ نفع دے گا ؛

روپیہ اور زیور کی ہمیشہ بہت حفاظت کی جاتی ہے۔ مگر برتنوں کی خواہ وہ سونے چاندی کے ہوں اسقدر حفاظت نہیں کی جاتی۔ اور نہ ہو سکتی ہے۔ کیونکہ بسا اوقات انکے استعمال کی ضرورت رہتی ہے۔ وہ اس لئے مقفل نہیں رکھے جا سکتے۔ اور اس طرح آسانی سے ان کی چوری ہو جاتی ہے۔ اور زر کا نقصان ہو جاتا ہے۔ پھر کثرت استعمال سے وہ ٹوٹ بھی جاتے ہیں۔ اور اس وقت اونے پونے داموں بکتے ہیں۔ اگر سستی چیز کے برتن ہوں تو نہ ان کی چوری کا زیادہ اندیشہ نہ ان کے ٹوٹنے سے اتنا نقصان۔ کیا خوب کہا ہے۔ ع ۔

اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا ۔ ساغر جم سے میرا جام سفال اچھا ہے۔ (غالب)

(۲۶۷) رسول اللہ صلعم نے ایک شخص کو دیکھا جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ فرمایا۔ کیا اسے کوئی چیز نہیں ملتی جس سے اپنے بال سنوارے ۔ اور ایک اور شخص کو دیکھا۔ کہ اسکے کپڑے میلے تھے۔ فرمایا کیا اسے پانی نہیں ملتا۔ کہ اپنے کپڑے دھوئے ۔

س سخاوت اور کرم

(۲۶۸) سخی اللہ سے قریب ہے۔ لوگوں سے قریب ہے۔ جنت سے قریب ہے۔ آگ سے دور ہے اور بخیل اللہ سے دور ہے۔ لوگوں سے دور ہے۔ جنت سے دور ہے۔ اور (دوزخ کی) آگ سے نزدیک ہے۔ اور جاہل سخی اللہ کو عابد بخیل سے زیادہ بھاتا ہے ؛

(ف) سخی اپنی دولت کو خدا کی دین سمجھتا ہے۔ ہمیشہ اسکے دل میں خدا کی یاد رہتی ہے۔ اس نعمت کے شکریہ میں لوگوں کی روپیہ پیسہ اور دیگر کام آنے والی اشیا سے امداد کرتا رہتا ہے

(۲۷۷) کوئی مرد تنہائی میں کسی عورت کے پاس نہ رہے۔ سوائے اسکے کہ اسکا خاوند یا کوئی اور رشتہ دار جس کے ساتھ نکاح جائز نہ ہو اسکے پاس ہو۔ یہ سنکر ایک آدمی کھڑا ہو گیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ میری عورت حج کو چلی ہے۔ اور میرے نام فلاں فلاں مہم میں (شریک ہونے کا) حکم ہوا ہے۔ فرمایا (مہم کو) چھوڑ دو اور اپنی عورت کے ساتھ حج کو جاؤ :-

(۲۷۸) سفر عذاب کی ایک چیز ہے۔ کہ ہر ایک کو کھانے پینے اور سونے سے روکتا ہے۔ پس جب کسی کا مطلب پورا ہو جائے یعنی کام ہو جائے تو فوراً اپنے گھر آجائے :-

(۲۷۹) سفر سے واپس آنے والوں کو رسول اللہ صلعم اس غرض سے کہ اپنی عورتوں کی خیانت دیکھیں اور ان پر تہمت لگائیں راتوں رات (بلا اطلاع) اُن کے پاس آنے سے منع فرماتے تھے :-

ایک اور روایت میں ہے۔ کہ جن عورتوں کے خاوند گھر میں نہیں اور پردیس میں ہیں۔ ان کے پاس مت جاؤ۔ کیونکہ شیطان ہر ایک انسان کے خون کے دور میں رواں ہے :-

دوسری روایت میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم جب جنگ یا سفر سے رات کو واپس تشریف لاتے تو (گھر میں) نہ داخل ہوتے۔ جب تک صبح نہ ہو جاتی۔ اور فرماتے (عورتوں کو) مہلت دو کہ (بالوں کو) کنگھی کر لیں۔ اور خوشبو لگا لیں۔ اور زیر ناف کے بال لے لیں :-

(ف) رات کو بلا اطلاع گھر میں آنے سے اگر مرد کی یہ نیت ہو کہ وہ اپنی بیوی کی وفا کا امتحان کرے تو بھی معیوب ہے۔ کہ ایماندار آدمی کا گمان نیک ہونا چاہیئے۔ اور اگر یہ نیت نہ بھی ہو تو ممکن ہے۔ کہ بیوی کے دل میں یہ خیال گزرے کہ میرا خاوند میرا امتحان کرتا ہے۔ اور اس سے فساد کی جڑ گھر میں قائم ہو جائے۔ پھر عموماً نیک بخت عورتیں اپنے خاوند کی عدم موجودگی میں اپنے بناؤ سنگار کی طرف کچھ توجہ نہیں کرتیں۔ اور بعض اوقات بعض عورتیں تو اپنے شوہر کی محبت میں محو ہو کر اور اس خیال سے کہ کسے دکھانا ہے۔ اپنا روزمرہ کا لباس بھی اسقدر معمولی رکھتی ہیں کہ ان کی حیثیت سے بہت کم۔ ایسی صورت میں اگر خاوند بلا اطلاع گھر میں آجائے تو بیوی کو ایسی ردی حالت میں دیکھکر اندیشہ ہے۔ کہ اسکا دل نفرت کر جائے۔ پس انہی وجوہ سے بلا اطلاع گھر میں جانے کو منع فرمایا :-

سبق یعنی گھوڑ دوڑ

کام کاج کریں :۔

(۲۷۱) لوگ اگر تنہائی (کی کیفیت) سے (ایسے) واقف ہوتے جیسے میں ہوں (تو کوئی) سوار رات کو اکیلا نہ چلتا :۔ ہ

اے پسر ہرگز مرو تنہا سفر — باشدت رفتن سفر تنہا خطر (عطار)

(اے لڑکے اکیلا ہرگز سفر نہ کر۔ اکیلے سفر کرنے میں تجھے خطرہ ہے۔)

(۲۷۲) شیطان ایک یا دو (مسافروں کی اذیت رسانی) کا قصد رکھتا ہے۔ مگر جب تین ہو جائیں (تو اذیت رسانی کا) قصد نہیں کرتا یعنی ان کی طاقت اور جمعیت اسقدر ہو جاتی ہے۔ کہ کسی شیطان کو اذیت رسانی کی رغبت اور جرأت نہیں رہتی ؛

(۲۷۳) جب تین شخص (ملکر) سفر کو جاویں۔ تو ایک کو اپنا سردار بنالیں ۔ ؛

ف) یہ وہی جمہوری آئین کا ایک اصول ہے جس کی پابندی مغربی قومیں آج کل بات بات میں کرکے اپنے اغراض میں کامیابی حاصل کرتی ہیں۔ اور بڑے فخر سے اسے اپنی اختراع سمجھتی ہیں۔ ایک آدمی کو سردار مقرر کرنے سے انتظام قائم ہو جاتا ہے۔ اور کاروبار آسانی سے اور خاطر خواہ طور پر ہو جاتے ہیں :۔

(۲۷۴) لوگ جب کسی منزل پر ڈیرہ ڈالتے تو پہاڑوں کے دروں و رو وادیوں میں منتشر ہو جاتے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تمہارا یہ منتشر ہو جانا شیطانی حرکت ہے۔ اسکے بعد ڈیرہ ڈالنے کے وقت وہ ایک دوسرے سے اس قدر قریب ہوتے۔ کہ اگر ان پر ایک کپڑا ڈالا جاتا۔ تو وہ انہیں ڈھانپ لیتا

ف) حفاظت کا خیال اس حکم میں مدنظر تھا۔ کہ زیادہ جمعیت کو لوٹنے مارنے کے واسطے چور اور رہزن وغیرہ کو جرأت نہیں ہوتی :۔

(۲۷۵) رسول اللہ صلعم سفر میں سب سے پیچھے رہتے۔ ناتوان کو اٹھا کر اپنے پیچھے بٹھا لیتے۔ اور اسکے واسطے دعا کرتے :۔

(۲۷۶) اس عورت کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے۔ جائز نہیں۔ کہ ایک دن اور رات کی مسافت کا سفر کرے۔ الّا اس صورت میں کہ اسکے ہمراہ اسکا خاوند ہو یا کوئی رشتہ دار جس کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے۔ مثلاً باپ۔ بھائی۔ بیٹا۔ بھانجا۔ وغیرہ ؛

ف) یہ ظاہر ہے۔ کہ سفر سے پیدل یا گھوڑے شتر سواری کا سفر مراد ہے۔ کہ اس میں اکیلی عورت عفت میں دست اندازی کا احتمال ہے :۔

(۲۸۴) اونٹ کی طرح ایک ہی سانس میں (پانی) مت پیو۔ بلکہ دو یا تین دفعہ (دم لیکر) پیو۔ اور جب پینے لگو تو اللہ کا نام لو اور جب پی چکو تو اللہ کی تعریف کرو۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلعم (پانی پیتے وقت) تین سانس لیتے اور فرماتے اس طرح پینا زیادہ تسکین دینے والا زیادہ زود ہضم اور زیادہ صحت بخش ہوتا ہے :۔

(ف) جو لوگ ایسا کرنے کے عادی نہیں ہیں۔ وہ اس ہدایت کو آزما کر دیکھ لیں۔ ابھی تو آزمائی ہوئی ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ ریل گاڑی میں جو اس طرح پانی پیا۔ تو ایک غیر مسلم نے جو ہم سفر تھے اس طریق کو بہت پسند کیا :۔

(۲۸۵) جب تم پانی پیو تو برتن میں سانس مت لو :۔

(ف) بعض لوگ طب کو مدنظر نہ رکھکر شرعی حکم سمجھ کر اس کی تعمیل اس طرح کرتے ہیں۔ کہ گلاس منہ کے ساتھ ہی لگا رہتا ہے اور وہ ذرہ سی سانس لے لیتے ہیں۔ اس طرح اندر کی گندی ہوا پانی میں داخل ہو کر اسے نا قص کر دیتی ہے۔ پس چاہیئے۔ کہ گلاس منہ سے دور ہٹا کر اچھی طرح سانس لیں۔

(۲۸۶) رسول اللہ صلعم پینے والی چیز کے برتن میں پھونک مارنے سے منع فرماتے :۔

(ف) پہلے اوپر کی حدیث کا فائدہ دیکھو۔ اکثر مسجدوں کے دروازوں پر لوگ کسی گلاس یا کٹورے میں پانی لے کر صبح شام کھڑے ہوتے ہیں اور ہر ایک نمازی سے جو باہر نکلتا ہے پانی میں پھونک مارنے کی درخواست کرتے ہیں۔ اور پھر وہ پانی اپنے بیمار کو پلاتے ہیں۔ اس حدیث سے ثابت ہے۔ کہ یہ رسم بدعت ہے۔ اور جائز نہیں :۔

(۲۸۷) رسول اللہ صلعم کے سامنے دودھ کا ایک پیالہ لائے۔ آپ نے دودھ اس میں سے پیا۔ بائیں حضرت ابو بکر اور دائیں طرف ایک دہاتی بیٹھے تھے۔ بچا ہوا دودھ آپ نے دہاتی کو عطا کیا۔ اور فرمایا دائیں والے دائیں (یعنی مقدم) ہیں :۔

(ف) اس حدیث سے دو باتیں مفہوم ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ دائیں والے کو ترجیح دینی چاہیئے۔ دوم یہ کہ بمقابلہ اس شخص کے جس سے بے تکلفی ہو پردیسی کی خاطر کرنی چاہیئے۔ اور شاید اسی واسطے آنحضرت ؐ نے دہاتی کو دودھ دے کر حاضرین کا تعجب رفع کرنے کے واسطے حضرت ابو بکر رضؓ کو کیوں نظر انداز کیا گیا۔ اس کے دائیں طرف بیٹھے ہونے کی وجہ بیان فرما دی۔ اور یوں تو اگر مراتب کا لحاظ کیا جائے تو صدیق اکبر (حضرت ابو بکرؓ) کی موجودگی میں ایک دہاتی بے چارہ کب دائیں طرف بیٹھنے کے لائق

(۲۸۰) گھوڑوں میں سے وہ گھوڑا رکھو جو کمیت پنج کلیان یا سرنگ پنجکلیان۔ یا مشکی پنجکلیان ہو۔ یا مشکی ہو:۔

(ف) ان رنگوں کے گھوڑے۔ جو اوپر مذکور ہوئے۔ بہت خوبصورت اور مضبوط ہوتے ہیں:۔

(۲۸۱) گھوڑے کی پیشانی کے بال مت کترو۔ کیونکہ ان کے ساتھ نیکی بندھی ہوئی ہے۔ نہ ہی ایال۔ کہ وہ اسے سردی سے بچاتے ہیں۔ اور دُم کے بال بھی نہ کترو۔ کہ وہ اسے چوری کا کام دیتے ہیں:۔

(ف) پیشانی کے بال رکھنے کا ایک فائدہ یہ بھی ہے۔ کہ بھاگا ہوا گھوڑا جب پکڑا جاتا ہے اور رسّا پاس نہیں ہوتا۔ تو مالک ان پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر گھوڑے کو اپنے تھان پر لے آتا ہے۔ اور یہ بھی ایک نیکی ان بالوں کی ہے۔ کہ ان کی بدولت گھوڑا قابو میں آجاتا ہے۔ ایال کا فائدہ تو خود حدیث کے لفظوں میں درج ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے۔ کہ جب گھوڑا خود سر ہو جائے اور لگام ٹوٹ جائے۔ تو ایال کو ہاتھ ڈال کر سوار اپنے آپ کو تھام لیتا ہے:۔

(۲۸۲) **سوال**۔ مسلمانوں میں سب سے بڑا گنہگار وہ ہے۔ جو کسی شے کی بابت سوال کرے جو حرام نہ تھی۔ اور اسکے پوچھنے کی وجہ سے حرام ہو گئی:۔

(ف) اس حدیث میں تعلیم ہے اس بات کی۔ کہ آدمی کو حجتی ہونے اور خواہ مخواہ حجت کرنے کی عادت نہیں چاہیئے:۔

(۲۸۳) **سحر**۔ جس شخص نے (دھاگے میں) گرہ لگائی اور پھر اسپر دم کیا یعنی پھونک ماری اس نے جادو کیا۔ اور جس نے جادو کیا اُس نے خدا کے ساتھ شریک ٹھرایا۔ اور جو (گلے یا کسی اور مقام میں) کوئی چیز لٹکائے وہ اُسکے حوالے کیا جائے گا:۔

(ف) حضرت عبداللہ بن عمرؓ جو کہ بڑے پایہ کے صحابی تھے۔ حسب روایت ابوداؤد اپنے سیانے بچّوں کو بلیات سے بچانے کے لیئے دعائیں سکھایا کرتے تھے۔ اور نیانوں کے گلوں میں وہ دعائیں لکھکر ڈالدیتے۔ اس سے علماء استنباط کرتے ہیں کہ اسمائے الٰہی کا گلے میں لٹکانا منع نہیں ہے۔ اور جاہلیت کے زمانہ کی مروجہ چیزیں جو اپنی ذات میں دافع بلا سمجھی جاتی ہیں مثلاً منکا۔ شیر کا ناخن وغیرہ وہ ممنوع ہیں:۔

شراب پینا

(ف) حافظ نے اپنے شعر کی بابت لکھا ہے۔ ۔ ۔

معجزاست این شعر یا سحر حلال　　ہاتف آورد این سخن یا جبرائیل

(یہ شعر معجزہ ہے یا حلال جادو ہے۔　　ہاتف یہ بات لایا یا جبرائیل)

(۲۹۴) اگر تم میں سے کسی کے پیٹ میں پیپ بھری ہو۔ کہ وہ اس سے بگڑ جائے تو اس سے بہتر ہے کہ اس کے پیٹ میں شعر بھرے ہوں۔

(ف) شعر سے مراد وہ فضول اور نامعقول مضمون کے شعر ہیں۔ جو عام طور پر رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں شعرا کے زبان زد تھے۔ ایسے اشعار پڑھنے والوں کے اپنے اخلاق اور اطوار بھی درست نہیں رہتے اور جنہیں سناتے ہیں بسا اوقات ان کے اخلاق کی تخریب کا باعث ہوتے ہیں۔ اسواسطے ان کی مذمت فرمائی۔ آج کل کے بعض نوجوانوں کا مذاق بھی اس مذموم عادت کی طرف مائل دیکھا جاتا ہے۔ جنہیں اس حدیث سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے:۔

ص۔ صلوٰۃ

(۲۹۵) دیکھو اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر ہو۔ اور وہ اس میں ہر روز پانچ دفعہ نہائے۔ تو کیا تمہاری رائے میں اس کے بدن پر کچھ میل رہ جائے گا؟ بیٹھنے والوں نے عرض کیا۔ اسطرح تو کوئی میل نہیں رہتا۔ فرمایا یہی مثال پانچوں وقت کی نماز کی ہے۔ کہ اس سے اللہ تعالے گناہوں کو مٹا دیتا ہے:۔

(ف) گناہوں کے مٹانے سے مراد یہ ہے۔ کہ جو لوگ پانچ وقت دن میں خدا کی حضور میں حاضر ہوتے ہیں۔ وہ اس کے ایسے فرماں بردار ہو جاتے ہیں۔ کہ گناہ کیطرف انہیں رغبت نہیں ہوتی۔ اور وہ اس کے مرتکب نہیں ہوتے ورنہ یہ مطلب نہیں کہ نمازیں پڑھ کر جو مرضی ہے کئے جاؤ گناہ مٹائے جائیں گے۔ حدیث میں لفظ محو ہے جس کے معنے معاف کرنے کے نہیں۔ بلکہ مٹانے کے ہیں۔ اور مٹانے کی صورت وہی ہے جو اوپر بیان ہوئی:۔

(۲۹۶) رسول اللہ صلعم کو جب کوئی غمناک قصہ پیش آتا۔ تو آپ نماز پڑھتے:۔

(ف) نماز پڑھنے سے دل کو سکون اور اطمینان ہوتا ہے۔

(۲۹۷) لڑکا جب سات سال کا ہو جائے۔ تو اسے نماز (پڑھنے) کا حکم دو۔

ہو سکتا ہے۔ اور یہہ بالکل ممکن ہے کہ اُس کا دائیں طرف بیٹھنا ایک اتفاقی امر ہو کہ وہ حضرت ابو بکر رضؓ کے بعد آیا ہو :-

(۲۸۸) لوگوں کو پلانے والے کو خود سب کے پیچھے پینا چاہیئے :-

(ف) غرض اس سے یہ ہے۔ کہ پینے کی چیز کم ہو جانے پر لوگوں کا طعن و تشنیع نہ سننا پڑے اگر پہلے آپ پی لے گا اور چیز ختم ہو جائے گی تو جنہیں نہیں ملی وہ کہیں گے۔ "چڑھا تو گئے آپ" اور کسی کو کیا ملتا۔ اسیواسطے مثل ہے القاسم محروم کہ بانٹنے والا محروم رہتا ہے یعنی ساری چیز بٹ جاتی ہے۔ اور اُسکے لئے پیچھے کچھ نہیں رہتا۔ مگر چونکہ کھانے پینے کی چیزیں لوگوں کو دینا ایک کار خیر ہے۔ اور اس لیئے خوشگوار ہے اسلئے قاسم محروم کو عمومًا رنج نہیں ہوتا ہے

(۲۸۹) برتنوں کو (جن میں کھانا ہو) ڈھانپ دیا کرو۔ اور پانی والی چیزوں (کے منہ مثلاً مشکیزہ) کو بند کر دیا کرو :-

(۲۹۰) ہر ایک شراب یعنی پینے کی چیز جو نشہ لائے حرام ہے :-

(ف) اس سے پیشتر شراب کا سرکہ بنانے سے منع فرمایا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ نہ صرف شراب بلکہ کوئی اور چیز بھی جس میں اسکی آمیزش ہو حرام ہے :-

(۲۹۱) رسول اللہ صلعم نے شراب کے متعلق دس شخصوں پر لعنت کی ہے۔ بنانے والا بنوانے والا۔ پینے والا۔ پلانے والا۔ اٹھا کر لانے والا۔ کسی کی لائی ہوئی رکھنے والا بیچنے والا۔ خریدنے والا۔ مفت دینے والا۔ اور اسکے دام کھانے والا :-

شراکت

(۲۹۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دو ساجھیوں میں میں تیسرا ہوں۔ جب تک ان دونوں میں سے کوئی خیانت نہیں کرتا۔ مگر جب کوئی ایک خیانت کرتا ہے تو میں بیچ میں سے نکل جاتا ہوں

(ف) جب تک دیانتداری سے بھائی والوں کا کاروبار ہوتا ہے۔ اس میں اللہ کے فضل سے برکت ہوتی ہے۔ اور خوب رونق رہتی ہے۔ جوں ہی خیانت کا دخل ہوا خدا کے غضب کے آثار نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ اور تباہی چھا جاتی ہے یعنے مال گھٹتا جاتا ہے۔ اور خسارہ پڑتا جاتا ہے۔ اور یہی مطلب اللہ کے بیچ میں سے نکل جانے سے ہے :-

شعر

(۲۹۳) بعض بیان جادو اور بعض شعر حکمت (بھرا ہوتا) ہے :-

(۳۰۱) کوئی شخص تم میں سے ایک ہی کپڑا پہن کر (مثلاً صرف تہمت) جو کندھے پر نہ ہو یا یہ فرمایا کہ اسکا کوئی حصہ کندھوں تک نہ ہو نماز نہ پڑھے۔:

(۳۰۲) اللہ تعالیٰ بالغ عورت کی نماز قبول نہیں فرماتا اگر اسکے سر پر اوڑھنی نہ ہو (اسلئے کہ وہ عورت کے ضروری اور پورے لباس میں ملبوس نہیں ہے:)

(ف) کپڑا پہن کر عبادت کرنے کا حکم دینے سے تادیب سکھانا منظور ہے۔ دنیا میں ہم چھوٹے چھوٹے ذی اختیار یا ذی وقار لوگوں کے سامنے بغیر پورا لباس پہننے کے جانا ترک ادب سمجھتے ہیں۔ پھر کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ کہ احکم الحاکمین کی حضور میں ننگے دھڑنگے ہوں

مقام ستر کا پردہ کرنا۔

(۳۰۳) ایک صحابی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہم اپنے مقام ستر کا کس سے پردہ کریں اور کس سے نہ کریں؟ فرمایا اپنی بیوی یا گھر میں داخل کی ہوئی لونڈی کے سوائے سب سے اپنے مقام ستر کا پردہ کرو۔ میں نے عرض کیا اکثر ایسا ہوتا ہے۔ کہ) ایک آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ ملکر رہتا ہے۔ فرمایا جتنے الامکان کوشش کرو۔ کہ تمہارا مقام ستر کوئی دیکھ نہ سکے۔ میں نے (پھر) عرض کیا کہ آدمی (کبھی) خالی مقام میں بھی ہوتا ہے۔ فرمایا۔ اللہ کا حق زیادہ ہے۔ کہ تم اس سے آدمیوں کی نسبت زیادہ حیا کرو

(ف) ممکن ہے۔ کہ آدمی خالی مکان میں ہو۔ اور اسے محفوظ سمجھکر بے تکلفی سے برہنہ ہو کر بیٹھا ہو۔ اس کی ماں بہن یا بیٹی یہ سمجھ کر کہ غیر کوئی اندر ہے نہیں۔ یک لخت آجائے تو پھر کیسی فضیحت ہو۔ اپنے مقام ستر کو ننگا دیکھکر بھی بعض اوقات ناپاک خیالات دل میں پیدا ہوتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہی حق اللہ کا ہے جس کا لحاظ رکھنے کے واسطے ارشاد ہوا۔

(۳۰۴) (کوئی) مرد (دوسرے) مرد کے مقام ستر کی طرف نہ دیکھے۔ نہ کوئی عورت دوسری عورت کے مقام ستر کی طرف دیکھے۔ اور نہ کوئی مرد دوسرے مرد کے ساتھ بغل گیر ہو کر ایک ہی کپڑے میں سوئے۔ اور نہ کوئی عورت دوسری عورت کی ساتھ بغلگیر ہو کر ایک ہی کپڑے میں سوئے۔

(ف) ان ہدایتوں پر عمل نہ کرنے کی خرابیاں عیاں ہیں۔:

(۳۰۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کی ران کو مقام ستر یعنی پردہ میں رکھنے والے حصہ میں شمار فرمایا۔

(ف) عورت کے بدن کے تو کئی مقام ہیں جن کے دیکھنے سے مرد کے دل کو اسکی طرف رغبت ہوتی ہے۔ مگر مرد کے جسم کا وہ حصہ جس سے منہ کے بعد اس کی

اور جب دس سال کا ہو جائے۔ اور نماز نہ پڑھے۔ تو اسے بدنی سزا دو۔ ؎

ہر کہ در خورد یش ادب نکنی — در بزرگی فلاح از و برخاست
چوب تر را چنانکہ خواہی پیچ — نشود خشک جز بہ آتش راست (سعدی)

(جسے تو بچپن میں ادب نہ سکھائے بڑا ہونے پر نیکی اس سے نہیں ہو گی۔)
(گیلی لکڑی کو جیسے چاہو موڑ لو۔ مگر جب سوکھ جائے تو آگ بغیر سیدھی نہیں ہو سکتی)

مان جائے پیار سے بچہ اگر — اسکو سمجھا پیار سے غصہ نہ کر
گر نہ مانے پیار سے اینٹھ اسکے کان — لاڈ میں بچے کا ہوتا ہے زیان (عارف)

(۲۹۸) اے علی تین باتوں میں توقف مت کرو۔ نماز (کے ادا کرنے) میں۔ جب اسکا وقت ہو جائے۔ جنازہ (پڑھنے) میں جب طیار ہو اور بیوہ کے نکاح (کرانے) میں جب اسکا جوڑ مل جائے:۔

(ف) جب نماز وقت پر ادا نہ کی جائے۔ تو قضا ہو جاتی ہے۔ مردہ کی موجودگی دفن ہونے سے پیشتر زندوں کے لئے باعث رنج و غم اور تکلیف ہے۔ اور بعض وقت لاش کے واسطے بھی خطرناک۔ پس جب مُردے کو نماز جنازہ کے واسطے تیار کیا جائے۔ تو فوراً نماز پڑھ کر لوگوں کو اجازت دیدینی چاہیئے۔ کہ اپنے اپنے کاروبار پر چلے جائیں۔ بیوہ کے نکاح کے واسطے جب جوڑ مل جائے اور فوراً نکاح نہ کیا جائے۔ تو ممکن ہے۔ کہ بات رہ جائے اور بیوہ کو ایک مزید عرصہ کے واسطے انتظار کرنا پڑے۔ اور اس طرح اس کی تکالیف میں زیادتی ہو:۔

(۲۹۹) اللہ تعالیٰ وہ نماز قبول نہیں فرماتا۔ جو بغیر پاک ہونے کے پڑھی جائے نہ وہ صدقہ قبول فرماتا ہے۔ جو غنیمت کے مال میں خیانت یا چوری کر کے دیا جاتے:۔

(۳۰۰) اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کی وہ نماز قبول نہیں فرماتا۔ جو بے وضو پڑھی ہو:۔

(ف) وضو کرنے سے بدن کی نجاست اور گرد و غبار دھوئے جاتے ہیں۔ اور طبیعت میں ایک فرحت اور تازگی پیدا ہوتی ہے جس سے حضوری قلب حاصل ہونے میں بہت مدد ملتی ہے۔ علاوہ بریں احکم الحاکمین کی بارگاہ میں ناپاک اور گرد آلودہ جسم سے حاضر ہونا ترک ادب کی ایک نہایت زبون حرکت ہے۔ کسی اور موقعہ پر بھی وضو کی تشریح کی گئی ہے:۔

ان کو مار ڈالو:۔

(ف) دونو جانور موذی ہیں۔ اگر تم یہ خیال کرو۔ کہ نماز پڑھ کر مار لینگے۔ تو ممکن ہی بلکہ بہت اغلب ہے کہ اتنے میں وہ اِدھر اُدھر چھپ جائیں۔ اور بعد اسکے موقعہ پا کر کسی کی جان کو ضائع کر دیں۔ یا تکلیف دیں

(۱۱۰) کھانا سامنے ہو تو نماز نہیں پڑھنی چاہیئے۔ اور نہ اس وقت جبکہ پیشاب یا پاخانہ کی حاجت ہو:۔

(ف) ایسی صورت میں توجہ منتشر رہتی ہے۔ بلکہ بے چینی بھی۔ و حضوری قلب حاصل نہیں ہو سکتی:۔

امام کے اوصاف

(۱۱۱) لوگوں کا امام وہ ہونا چاہیئے۔ جو ان میں سے سب سے اچھا قرآن پڑھتا ہو۔ اگر (کئی آدمی) قرآن خوانی میں مساوی ہوں تو وہ جو حدیث سے زیادہ واقف ہو۔ اور اگر حدیث میں ہم پلہ ہوں۔ تو وہ جس نے ہجرت پہلے کی ہو۔ اور اگر ہجرت میں ایک سے ہوں تو وہ جو عمر میں بڑا ہو۔ اور کوئی شخص کسی اور کے علاقہ میں امامت نہ کرلے۔ اور اس کی مسند پر بغیر اس کی اجازت کے نہ بیٹھے:۔

(ف) یہہ حدیث علم اور عمر کی تعظیم اور دوسرے کے حق کی نگہداشت کا سبق سکھاتی ہے۔ اس میں ضمناً امام کے اوصاف کا ایک سادہ سا خاکہ بھی دیا گیا ہے۔ اور ہر ایک جملہ اسکا انتظام اور ضبط کا ایک ایک قاعدہ ہے:۔

(۱۱۲) تین شخص ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی نماز قبول نہیں کرتا۔ اول وہ جو قوم کا امام ہو اور لوگ اسکی امامت سے ناراض ہوں۔ دوسرا وہ جو نماز کے واسطے وقت گذرنے کے پیچھے آئے اور تیسرا وہ جو اپنے آزاد کئے ہوئے غلام کو پھر غلام بنالے:۔

(ف) آج کل لوگوں نے امامت کو وراثت قرار دے رکھا ہے۔ جب کسی مسجد کا امام فوت ہو جاتا ہے۔ تو اس کا بیٹا بلا لحاظ اس کے کہ وہ امامت کے لائق ہے یا وہ اس مسجد میں خطیب ہونے کی قابلیت رکھتا ہے۔ یا لوگ اس کا امام ہونا پسند کرتے ہیں۔ امامت کے عہدے پر نیز اسکے ساتھ اوقاف مسجد کا خود بخود ہی ایسا وارث بن جاتا ہے۔ جیسا اپنے باپ کی دوسری وراثت کا۔ اور پھر اوقاف مسجد کی آمدنی کو جس طرح چاہتا ہے صرف کرتا ہے مسجد میں اگر کسی سامان مثلاً چراغ چٹائی وغیرہ کی ضرورت ہو تو اس کی بلا سے نمازی ہی گھر سے لائیں پھر

ستش شکلی اور توانائی کا تصور بندھتا ہے۔ اس کی رائیں ہیں اسواسطے نہیں دائیں رکھنے کا حکم فرمایا

نماز کے مقام

(۳۰۶) یا اللہ میری قبر کو بت نہ بنانا ہو۔ کہ پوجی جائے۔ اللہ کا غضب اُن لوگوں پر بہت سخت ہوگا۔ جو اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد بنائیں گے۔ یعنی ان کی پرستش کرینگے ۔

حالی نے اس حدیث کے پہلے حصہ کا اس طرح ترجمہ کیا ہے۔

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم ۔ نہ کرنا میری قبر پر سر کو خم تم

(۳۰۷) میرے واسطے (ساری) زمین مسجد اور پاک قرار دی گئی ہے۔ جہاں کہیں میری امت کے کسی آدمی کو نماز کا وقت آجائے وہیں پڑھ لے ۔

شد وجودش رحمۃ للعلمین ۔ مسجد اوشد ہمہ روئے زمیں۔ (عطار)

(اسکا وجود سارے جہان کے واسطے رحمت ہوگیا۔ اور ساری زمین اس کی مسجد ہوگئی)

نماز میں بات نہیں کرنی چاہیئے۔

(۳۰۸) معاویہ بن حکم سلمی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا۔ کہ جماعت میں سے ایک شخص نے چھینکا۔ میں نے کہا یرحمک اللہ (خدا تجھ پر رحم کرے) پس جب رسول اللہ صلعم نماز سے فارغ ہوئے۔ فرمایا۔ نماز میں بات چیت کرنا درست نہیں (اسکے بعد راوی نے اپنے یاں کی بعض اور باتیں بیان کیں) چنانچہ کہا۔ کہ ہم میں سے (بعض) لوگ نجومیوں کے پاس جاتے ہیں۔ فرمایا تم مت جایا کرو۔ (پھر) عرض کیا۔ کہ ہم میں سے (بعض) آدمی بدشگونی لیتے ہیں۔ فرمایا یہ ان کے توہمات ہیں۔ اس (بدشگونی) سے انہیں کام کرنے سے رُکنا نہیں چاہیئے ۔

(ف) بعض لوگ شگون بچارتے ہیں۔ جب شگون بد نکلتا ہے تو جس کام کے کرنے کا ارادہ ہوتا ہے اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ یا چھوڑنا چاہتے ہیں۔ فرض کرو کسی ضروری کام کے لئے ایک آدمی ریلوے سٹیشن کو گاڑی میں سوار ہونے کے واسطے گھر سے تیار ہوا ہے کسی نے چھینک ماردی۔ اب بیٹھے شگون بچارتے رہو۔ اور کام سے ہاتھ دھو بیٹھو کیونکہ ریل تو تمہارا انتظار نہیں کرے گی۔ وہ تو اپنے وقت پر چل جائے گی۔ یہ سب وہم کی باتیں ہیں۔ خدا کا نام لے کر ہر ایک کام کو اپنے مناسب وقت پر شروع کر دینا چاہیئے

(۳۰۹) اثنائے نماز میں اگر (اتفاق ہو جائے کہ) سانپ اور بچھو نکل آئیں۔ تو

(۳۱۵) تین کام ہیں کہ اُن کا کرنا کسی کے لئے جائز نہیں (۱) کوئی شخص کسی جماعت کی امامت نہ کرائے جس میں کہ وہ اپنے پیروؤں کو چھوڑ کر اپنے ہی لئے دعا کرے۔ اور اگر وہ ایسا کرے تو ان کی خیانت کرتا ہے۔ (۲) کسی گھر میں اندر جانے کی اجازت حاصل کرنے سے پہلے اس میں نہ جھانکے۔ اور اگر اس نے ایسا کیا تو گھر والوں کی خیانت کی۔ (۳) نماز نہ پڑھے جب اسے پیشاب کی حاجت ہو۔

صفوں کی ترتیب

(۳۱۶) ایک صحابی روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نماز (کی جماعت کھڑے ہوتے) کے وقت ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے سیدھے ہو جاؤ اور آگے پیچھے مت رہو کہ تمہارے دلوں کا اختلاف جاتا رہے۔ میرے نزدیک وہ لوگ کھڑے ہوں جو بہت ہی سمجھدار اور عقلمند ہوں۔ پھر وہ جو اُن سے قریب ہوں اور پھر وہ جو اُن سے قریب (علیٰ ہذا القیاس)

اور دو حدیثوں میں پہلی صف کی فضیلت بھی بیان ہوئی ہے۔ مگر صرف مردوں کے لئے۔

ایک اور حدیث میں فرمایا ہے کہ محفل میں بازاری یعنی کاروبار کی باتوں سے پرہیز رکھو۔

(ف) ہر مجمع اور جلسے میں اگر اس قاعدے پر عمل کیا جائے تو بہت سی کھلبلی اور جھگڑے جو بڑے مجمعوں میں پڑ جاتے ہیں واقع ہونے نہ پائیں۔ ہر جلسے کی کارروائی میں کامیابی اور حسن انتظام کیلئے یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ قطاریں سیدھی ہوں۔ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کھڑے ہوں۔ کہ اختلاط پیدا ہو۔ اور زیادہ سمجھدار لوگ صاحب صدر کے نزدیک ہوں۔ پس لوگوں کو چاہیئے کہ وہ ہمیشہ سیدھی قطار میں اپنے مرتبہ کی جگہ پر بیٹھنے پر قناعت کریں۔ اور صدر کا قرب انہی اصحاب کے واسطے بلا حیل و حجت رہنے دیں جن کے واسطے وہ مخصوص ہے۔

بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے۔ کہ جب مجلس میں آتے ہیں تو روزمرہ کی باتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس سے وہ خود تو مجلس کے فائدے سے محروم رہتے ہی ہیں۔ پاس والوں کو بھی واعظ کی تقریر سننے نہیں دیتے۔

جمعہ کی نماز

(۳۱۷) جو شخص (جمعہ کے دن) نہائے۔ اور (کسی کو) نہلائے (مسجد میں) سویرے چلا جائے اور سویرے (کسی کو) پہنچائے۔ پیدل چلے اور سوار نہ ہو۔ امام کے قریب بیٹھے۔ لغو اس نہ کرے اور (خطبہ) سنتا رہے۔ اس کے لئے ہر ایک قدم کا (جو وہ چل کر آیا ہے) سال بھر کے روزے

مسلمانوں کی غفلت ہے۔ کہ وہ ایسا ہونے کی اجازت دیتے ہیں۔

غور ہو برادران وطن سکھ صاحبان کے جوش مذہبی حب قومی۔ ہمت استقلال اور محنت پر جنہوں نے گورودوارہ (خانہ گرو) کو غیر مستحق قابض کے پنجے سے نکال لیا ہے۔

دیکھئے مسلمانوں پر وہ دن کب آتا ہے۔ کہ وہ خانہ خدا اور خانقاہوں کو غاصب اور نااہل ہاتھوں سے چھڑاتے ہیں۔ امام کا تقرر انتخاب سے ہونا چاہیئے۔ نہ قانون وراثت سے۔ اگر اس قول کی صداقت کی شہادت کی ضرورت ہو۔ تو امام اول یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کے پہلے چار اماموں کی تقرری یکے بعد دیگرے کے حالات پر غور کی جائے۔ اس سے زیادہ بڑھ کر اور کوئی معتبر اور مضبوط شہادت نہیں ہے:۔

(۳۱۳) تین شخص ہیں۔ جن کی نماز ان کے کانوں سے آگے نہیں بڑھتی۔ اول وہ بھاگا ہوا غلام جو واپس نہ جائے۔ دوسری وہ عورت جس نے ایسی رات گزار دی ہو۔ کہ اسکا خاوند اس سے ناراض ہو۔ تیسرا وہ امام جس کے پیرو اُسے ناپسند کرتے ہوں:۔

(ف) نماز پڑھنے کے وقت سب سے پہلے جو عمل کیا جاتا ہے وہ یہ ہے۔ کہ کانوں پر ہاتھ رکھ کر زبان سے نماز کی نیت ادا کی جاتی ہے۔ پس غیر مسلموں کو اب سمجھ میں آ جائے گا۔ کہ نماز کے کانوں سے آگے نہ بڑھنے کے کیا معنے ہیں۔ یعنی نماز کی نیت تو ہوئی، مگر وہ ادا نہیں ہوئی۔ پڑھنے والے کا فعل عبث ہے:۔

جو عورتیں نماز نہیں پڑھتیں اُن کا تو کہنا کیا ہے۔ کیونکہ جو خدا کی پروا نہیں کرتیں خاوند کی خدمت کو وہ کیا جانیں گی۔ مگر جو نماز پڑھتی ہیں انہیں آگاہ رہنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالے نے اپنی رضامندی پر خاوند کی رضامندی کو مقدم رکھا ہے۔ پس جو عورتیں اس امر میں بے پروائی کرتی ہیں انہیں اس حدیث سے ہدایت پانی چاہیئے:۔

(۳۱۴) جب تم میں سے کوئی نماز کی جماعت کا امام ہو تو اُسے تھوڑا پڑھنا چاہیئے۔ کیونکہ جماعت میں ضعیف بیمار اور کام کاج والے ہوں گے۔ اور جب اکیلے پڑھو تو بیشک جتنا جی چاہے پڑھو

(ف) ہر امام کو یہ حدیث ہر وقت پیش نظر رکھنی چاہیئے۔ بعض دفعہ ایسا اتفاق بھی ہوتا ہے کہ موسم گرمی کا ہے جمعہ کی نماز ہے۔ لوگ بہت ہیں مسجد کا اندر اور باہر (صحن) سب بھرے ہیں۔ لوگوں کے پسینے بہ رہے ہیں اور باہر والوں پر تیا اوپر سے سورج کی گرمی اور نیچے سے فرش کی تپش مزید غضب ڈھا رہی ہیں۔ اور امام صاحب ہیں۔ کہ قرأت ختم کر نہیں چکتے۔ بڑے جلسوں میں تقریر کرنیوالوں کو بھی اس حدیث سے مستفیض ہونا چاہیئے:۔

پیدا ہوتی ہے۔ وہ علاوہ ہ پس جو لوگ ہر جمعہ کے دن کپڑے بدلنے کی توفیق نہیں رکھتے انہیں بموجب ارشاد رسول اللہ صلعم جمعہ کی نماز کے واسطے پوشاک علیٰحدہ رکھنی چاہیئے۔ کہ صرف جمعہ کے دن اسے پہن لیا۔ اور چند دفعہ کے استعمال سے جب میلی ہو گئی اسے صاف کروا لیا اور نہیں تو پیسے دو پیسے کا صابن ہی لیکر روزانہ پہننے کے کپڑے پانی میں سے نکال لئے۔ میلے کچیلے آدمی کی ایک حدیث میں جو مذمت ہوئی ہے۔ وہ بڑی ہیبت ناک ہے۔ حدیث میں جو الفاظ دو کپڑے درج ہیں۔ اس کی یہ وجہ ہے۔ کہ اس ابتدائی زمانہ میں عام لباس مرد کا دو چادریں ہی تھیں۔ ایک نچلے بدن پر باندھنے کی اور دوسری اوڑھنے کی:۔

مجمع میں جا کر پگڑی اُتار نہیں دینی چاہیئے۔ ایسا کرنے سے ہماری مشرقی اخلاق کے قواعد کے رو سے بے ادبی ہے۔ نیز بعض لوگوں کے بالوں سے ناگوار بو آتی ہے۔ اس واسطے یہ بھی ضروری ہے کہ ایسی چیزیں سر میں نہ لگائیں۔ جن سے بالوں میں بو پیدا ہو جاتی ہے۔ مثلاً دہی۔ مکھن۔ اور بعض لوگ پگڑی کو بکھیرتے اور جھاڑتے ہیں۔ یہ ایک بہت زبون حرکت ہے۔ اس سے تعفن پھیلتا ہے جس سے پاس والے لوگ بیزار ہوتے ہیں۔ اور مسجد میں گرد اور بال گرنے میں جس سے اس کی بے ادبی ہوتی ہے۔ اور رسول اللہ صلعم نے مسجد میں میل کچیل ڈالنے کو بہت بُرا سمجھا ہے جو لوگ احکام شرعی کی مصلحتوں پر غور کرنا پسند نہیں کرتے۔ کاش وہ اپنے ہادی کے صریح احکام اور مشورہ پر ہی عمل کریں:

(۳۲۱) جو شخص متواتر تین جمعہ (کی نماز) سُستی سے چھوڑ دے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر (سیاہی کی) مُہر کر دیتا ہے۔

(ف) ایک ممنوع فعل کے متواتر کرنے سے اسکے گناہ کا دل میں کوئی خوف ہراس نہیں رہتا۔ اور پھر آدمی اسے بے دھڑک کرنے لگتا ہے۔ یہی سیاہی کی مُہر ہے۔ کہ دل کو اپنی بدی پر احساس نہیں ہوتا:

(۳۲۲) جو شخص جمعہ کی نماز عذر کے بغیر چھوڑ دے اسے ایک دینار خیرات کرنا چاہیئے۔ اور اگر سارے دینار کا مقدور نہ ہو تو آدھا دینار (ضرور) خیرات کر دے:۔

(ف) خیرات سے کسی مسکین کو یا کسی اور کار خیر میں مدد ملے گی۔ اور خیرات کرنے والا اپنے زر کا خرچ دیکھ کر اپنی عادت کو درست کرنے کی کوشش کرے گا:۔

(۳۲۳) (ایک عید جمعہ کے دن واقع ہوئی۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ آج کے دن دو عیدیں جمع ہو گئی ہیں یعنی (عید اور جمعہ) پس جو چاہے اسکے لیے (عید کی نماز ہی) جمعہ کی نماز کے واسطے بھی

اور نماز کا اجر ہے :-

(۳۱۸) جمعہ (کی نماز) ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ پڑھنا لازمی ہے سوائے (مفصلہ ذیل) چار شخصوں کے (۱) غلام جو کسی کی ملکیت میں ہو (۲) عورت (۳) لڑکا (۴) اور بیمار :-

(ف) غلام بے گانی تابعداری میں ہے۔ شائید مالک اجازت دے یا نہ دے۔ عورت کے لئے کئی رکاوٹیں ہیں۔ مثلاً خانہ داری کے امور بچوں کی پرورش اور اسکے ابتدائی مسائل لڑکے بعض دفعہ مجلس میں غل کرتے ہیں۔ اور بے مزگی ہوتی ہے۔ پھر ان کی کثرت ہو جائے تو جگہ تنگ ہو جاتی ہے۔ اسی واسطے انہیں جمعہ کی نماز سے معذور رکھا :-

(۳۱۹) ہر بالغ مرد کو جمعہ (کی نماز) کے واسطے جانا لازمی ہے۔ اور جو جائے اس کے لئے نہانا بھی لازمی ہے۔ اور دوسرے محدثوں نے مسواک کرنا اور میسر آسکے تو خوشبو کا لگانا بھی لکھا ہے :-

(۳۲۰) تم میں سے کسی کے واسطے کچھ (ہرج) نہیں۔ اگر روز مرہ کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ جمعہ کے واسطے دو کپڑے الگ بنوا رکھے :-

(ف) مسلمانوں کو حکم ہے۔ کہ ہفتے میں ایک دفعہ جمعہ کے دن ایک آبادی کے لوگ حتے الامکان سب ایک ہی جگہ جمع ہو کر بعد دوپہر کی نماز پڑھیں۔ چنانچہ بعض شہروں میں کوئی نہ کوئی مسجد۔ جامع مسجد کے نام سے مشہور رہتی ہے۔ کہ سب مسلمان یا زیادہ تر نمازی اس مسجد میں جاتے ہیں۔ عبادت کے علاوہ جس میں روحانی فیوض حاصل ہوتے ہیں۔ اس حکم کی اور مصلحتیں عیاں ہیں یہ کہ کم سے کم ہفتے میں ایک بار ایک ساری آبادی کے بالغ اور تندرست مسلمان ایک جگہ جمع ہوں۔ آپس میں ملاقات کر کے برادری اور دوستی کا رشتہ مستحکم کریں۔ اور اگر ضرورت ہو تو کسی مشترکہ دینی یا دنیوی معاملہ پر بحث کر کے اس کا تصفیہ کریں۔ اور بعض مختلف امور پر جو ایک دوسرے سے فرداً فرداً تعلق رکھتے ہوں بات چیت کریں :-

عوام الناس کے روزانہ کام کاج کے کپڑے اکثر پھٹے پرانے اور میلے ہوتے ہیں۔ اس لئے انہیں اتار کر نہا دھو کر اچھے اور صاف کپڑے پہن کر اور اگر میسر ہو تو خوشبو لگا کر جامع میں جانا چاہئے اس سے منظر اچھا ہو جاتا ہے۔ اور قوم کی شان ظاہر ہوتی ہے۔ ایک دوسرے سے حقارت کرنے کا موقعہ نہیں رہتا جو لوگ صاف ستھرے رہتے ہیں انہیں میلے اور بدبودار کپڑے والے پڑوسی سے بیزاری نہیں ہوتی۔ اور اچھے اور صاف لباس سے طبیعت میں جو بشاشت

ہے۔ کہ وہ جمعہ کے دن اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔ اور جب امام خطبہ کے واسطے کھڑا ہو۔ تو لوگوں کی گردنیں لتاڑتا اندر آئے:۔

(ف) ثواب حاصل کرنے کی غرض سے ایک آدمی نماز پڑھنے کے واسطے گھر سے مسجد میں آتا ہے مگر چونکہ بے وقت آتا ہے۔ جگہ پُر کی ہوئی ہے۔ امام کے نزدیک جانے کی خواہش سے وہ لوگوں کو جو گنجان بیٹھے ہوئے ہیں تنگ کرتا ہوا کسی کی گردن کو ہاتھ سے کسی کی گردن کو ٹانگ سے ہٹاتا ہوا۔ آگے جاتا ہے۔ پس بجائے ثواب حاصل کرنے کے وہ تکلیف کا مستوجب ہے۔ جو جلی مخفی زمین پر کھڑا ہو کر نماز پڑھنے سے ہوگی۔ غرض یہ ہے۔ کہ سب مجمعوں میں ان کے مقررہ وقت پر جانا چاہیئے تاکہ نہ خود کو نہ اوروں کو تکلیف ہو۔ اور مجمع میں رونق اور کامیابی ہو:۔

(۳۲۸) جمعہ کے دن (خطبہ میں) اگر تم میں سے کسی کو اونگھ آجائے تو وہ اپنی جگہ بدل ڈالے

(ف) جب آدمی ایک جگہ سے اٹھ کر حرکت کرکے دوسری جگہ جائے گا۔ تو اتنے میں اس کی نیند جاتی رہے گی۔ مگر دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ اس حکم کی تعمیل نہیں کرتے۔ اونگھتے اونگھتے یا تو زمین پر گر پڑتے ہیں یا پڑوسی پر اور اسے بیزار کرتے ہیں۔ پھر جب ایسے لوگوں کا نیند کی وجہ سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ تو وضو کرنے کے واسطے باہر نکلتے ہیں۔ اور آتے اور جاتے وقت دیر سے آنے والے کی طرح لوگوں کی گردنیں لتاڑتے ہیں۔ چاہیئے کہ آدمی چوکس ہو کر بیٹھے۔ کھانا کم کھائے توجہ خطبہ میں رکھے کہ نیند نہ آئے:۔

قصر یعنی نماز تھوڑی پڑھنا

(۳۲۹) ایک صحابی روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ مدینہ میں ظہر کی نماز ہم نے چار رکعت پڑھی۔ اور جب آپ مکہ جانے کے واسطے روانہ ہوئے۔ تو (مقام) ذی الحلیفہ میں آپ نے عصر کی نماز (بجائے چار کے) دو رکعت پڑھی۔ اور آپ جب سفر میں ہوتے تو ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کی نمازیں ملا کر پڑھتے (یعنے ظہر اور عصر دونو ایک دفعہ اور اسی طرح دوسری دونو)

(ف) سفر میں نماز کو مختصر کرنے کا حکم ہے۔ اور یہہ عین مصلحت ہے۔ مقیم اور مسافر کے روزانہ کام کی تقسیم اوقات میں ہمیشہ نمایاں فرق ہوتا ہے:۔

رات کی نماز

(۳۳۰) رات کو اٹھنا نیک بخت لوگوں کا طریقہ تھا۔ جو تم سے پہلے گزرے ہیں:۔

کافی ہے۔ اور ہم تو جمعہ کی نماز (بھی) پڑھینگے:۔

(ف) اس حدیث سے یہہ پایا جاتا ہے۔ کہ جمعہ کی نماز میں جو باہمی میل ملاپ کی غرض ہے۔ وہ بہت اہم ہے۔ چونکہ عید کی نماز میں وہ پوری ہو جاتی ہے۔ اس واسطے اُسی دن اُس کی ضرورت نہیں رہتی۔ اور یہہ جو فرمایا کہ ہم تو جمعہ کی نماز (بھی) پڑھینگے۔ نہایت مناسب اور ضروری تھا:۔

(۳۲۴) رسول اللہ صلعم کی نماز اوسط درجہ کی ہوتی۔ اور خطبہ بھی اوسط درجہ کا یعنی نہ دلمبی نہ ہوتے:

(۳۲۵) آدمی کا لمبی نماز پڑھنا اور مختصر خطبہ پڑھنا اس کے سمجھدار ہونے کی علامت ہے:

(ف) اس نماز سے بظاہر - ایک شخص کی اپنی اکیلے کی نماز مراد ہے۔ کہ دل کھول کر جتنا وقت چاہے صرف کرے۔ مگر خطبہ میں چونکہ اور لوگوں کے ساتھ تعلق ہے۔ کہ اُن کا وقت زیادہ صرف نہ ہو۔ اس واسطے اس کے مختصر ہونے کو پسند فرمایا:۔

(۳۲۶) جمعہ کے دن جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو تمہارا اپنے پڑوسی کو کہنا۔ کہ چپ رہو ایک لغو قول ہے:

(ف) مجلس میں خطبہ پڑھنے کے وقت جب کوئی جاہل آدمی باتیں کرتا ہے تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اُس کا پڑوسی بجائے ہاتھ یا آنکھ سے اشارہ کرنے کے منہ سے کہتا ہے۔ کہ چپ ہو۔ اس پر کوئی اور بول اُٹھتا ہے۔ کہ باتیں مت کرو۔ اور بعض اوقات تو بڑی مجلسوں میں وقتاً فوقتاً اس قدر پنچ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جو پکارتے ہیں۔ "چپ رہو" "شور نہ کرو" "تمہیں کیا ہو گیا" وغیرہ وغیرہ کہ ان پنچوں کو چپ کرانا بھی ایک کام ہو جاتا ہے۔ مثنوی میں ایک حکایت لکھی ہے۔ جسکا یہاں بیان کرنا لطف سے خالی نہیں ہوگا:۔

کہانی ۔ چار جاہل عصر کے وقت ایک مسجد میں گئے۔ ایک نے اذان دی پھر ایک امام بنا۔ باقی تینوں اس کے پیچھے نماز کی جماعت میں کھڑے ہو گئے۔ اتنے میں مسجد کا ملا آ گیا۔ چونکہ وقت تنگ ہو گیا تھا۔ اس نے گھبراہٹ میں پس و پیش نظر نہیں کی۔ اور جھٹ اذان دینی شروع کر دی۔ نماز پڑھنے والوں میں سے ایک مقتدی بول اُٹھا۔ کہ اذان تو ہو چکی ہے۔ آپ بھی نماز میں شامل ہو جائیے۔ دوسرے نے کہا نماز میں بولنے سے نماز جاتی رہتی ہے۔ تیسرے نے کہا۔ واہ دوسرے کو نصیحت اور اپنے آپ کو فضیحت۔ اسپر امام صاحب فرمانے لگے شکر ہے میں نہیں بولا:۔

اور کو کرنی نصیحت لا کلام ۔۔۔ اس سے آساں تر نہیں دنیا میں کام
عیب اپنا دیکھنا آساں نہیں ۔۔۔ دیکھتے ہیں اپنے عیب اہل یقیں۔ (عارف)

(۳۲۷) اگر تم میں سے کوئی بنی ہوئی پتھریلی زمین پر نماز پڑھے۔ تو اس سے بہتر

(ف) اس حدیث کی تعمیل میں جو رسم مسلمانوں میں عام طور پر مروج ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ رمضان کے مہینے میں صاحب توفیق لوگ اس حدیث پر عمل کرنے کی نیت سے یا کبھی ہر دلعزیزی اور نیک شہرت حاصل کرنے کی غرض سے یا ایک دوسرے کی ریس سے مغرب کی نماز یعنی روزہ کھولنے کے وقت کچھ مقدار اچھے کھانے کی یا کچھ پھل اور اگر گرمی کا موسم ہو۔ تو شربت محلے کی مسجد میں روزہ کھولنے کے واسطے بھیج دیتے ہیں۔ وہاں وہ کھانا یا شربت سب حاضرین میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اور ایسا اتفاق بھی ہو جاتا ہے۔ کہ بانٹنے والے کی طرفداری سے ہاتھا پائی تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور طرفہ یہ ہے۔ کہ عموماً ہر ایک شخص خواہ تونگر ہو۔ خواہ غریب۔ اُسے اپنی میراث بلکہ غنیمت کا مال سمجھ کر جس قدر زیادہ حصہ میسر ہو سکے لینے کی خواہش و کوشش کرتا ہے۔ گرمی میں شربت کا ایک گلاس تو روزہ دار کو شاید کچھ نہ کچھ آسائش افطار کے وقت دے دے۔ مگر ایک آدھ کھجور یا ایک دو لقمے چاول سے سوائے اس کے کہ شرعی شرط پوری ہو گئی اور روزہ کھل گیا۔ اور کچھ آسائش نہیں ہوتی۔ روزہ داروں میں جن کا روزہ کھلوایا جاتا ہے زیادہ تر تعداد اُن لوگوں کی ہوتی ہے۔ جو اپنے گھر سے شربت یا چاول یا کھجور بہت آسانی سے اپنے لئے بلکہ بعض اوروں کے لئے بھی بہم پہنچا سکتے ہیں۔ مگر وہ سب کے سب خیرات کا مال کھا جاتے ہیں۔ اور اس طرح وہ حقیقی مستحقوں کو نہیں پہنچتا۔ روزہ کھلوانے کے معنے ایک محتاج فاقہ کش کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانا ہے۔ نہ اُسے۔ یا پندرہ بیس تونگر لوگوں کو ایک ایک دانہ کھجور کا یا ایک ایک لقمہ چاولوں کا کھلانا۔ یا ایک ایک گلاس شربت کا پلانا۔ افسوس ہے۔ کہ یہ عمل روز روشن میں مسجدوں کے اندر علما کی عین آنکھوں کے سامنے ہوتا ہے۔ مگر کوئی توجہ اس پر نہیں ہوتی۔ کہ یہ خیرات اپنے اصلی مصرف پر خرچ ہو۔ ؎

مسلم کسے را بود روزہ داشت کہ درماندۂ را دہد نان چاشت

وگرنہ چہ حاجت کہ زحمت بری زخود باز گیری وہم خود خوری (سعدی)

(اُس شخص کا روزہ رکھنا مسلّم ہے۔ جو محتاج کو کھانا دے۔ ورنہ کیا ضرور ہے۔ کہ تکلیف اٹھاؤ۔ اپنے سے کھانا بچا رکھو۔ اور پھر آپ ہی کھا لو۔)

(۳۴) جس (روزہ دار) نے جھوٹ کہنا اور اُس پر عمل کرنا نہ چھوڑا اُس کا روزہ ایک فعل عبث ہے) کیونکہ خدا کو (اس بات کی) کوئی ضرورت نہیں۔ کہ وہ بھوکا پیاسا رہے:۔

(۳۵) کعب کی بیٹی ام عمارہؓ روایت کرتی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم میرے ہاں آئے

اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اور آدمی گناہوں سے رکتا ہے۔ یہہ بداعمالیوں کا کفارہ ہے۔ اور جسم کے دکھ درد دور کرتا ہے:۔

(ف) پچھلی رات کو سناٹا ہوتا ہے۔ کوئی آہٹ اور آواز نہیں ہوتی جس سے توجہ منتشر ہو۔ ع اس وقت یا تو رات ہے یا حق کی ذات ہے۔ آدمی کا دل سونے سے گذشتہ دن کی تھکاوٹ اور تفکرات دور کر کے جمع اور آسودہ ہوتا ہے۔ اسواسطے اس وقت عبادت کرنے سے تزکیہ نفس بہت ہوتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اور طبیعت بشاش ہو کر صحت پر اچھا اثر ڈالتی ہے۔ ؎

دلا بسوز کہ سوزِ تو کارہا بکند   دعائے نیم شبے دور صد بلا بکند۔ (حافظ)

(اے دل جل کہ تیرا جلنا بہت کام کرے گا۔ آدھی رات کی دعا بلا کو دور کردیتی ہے)

(۲۳۱) مسروق روایت کرتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضؓ سے پوچھا۔ کہ رسول اللہ صلعم کو کونسا کام زیادہ پسند تھا۔ کہا جو ہمیشہ کیا جائے۔ پھر میں نے کہا آپ کس وقت رات کو اُٹھتے تھے۔ کہا جب مرغ کی اذان سُنتے تھے؛

صوم یعنی روزہ

(۲۳۲) انسان کے ہر عمل کی نیکی (حسب اُس کی خوبی کے) اُس جیسے دس سے سات سو تک عملوں کی نیکی کے برابر ہوتی ہے۔ خدا فرماتا ہے۔ کہ روزہ میرے واسطے (رکھا جاتا ہے) اور میں اُس کا اجر دونگا۔ انسان میرے ہی (خوش کرنے کے) واسطے نفسانی خواہش اور کھانے سے باز رہتا ہے۔ روزے دار کے واسطے دو خوشیاں ہیں۔ ایک روزہ کھولنے کے وقت کی اور ایک اپنے خدا کو ملنے کے وقت کی۔ روزے دار کے مُنہ کی بو (جو روزہ رکھنے سے اکثر پیدا ہو جاتی ہے) کہ مسواک عموماً دن میں نہیں کی جاتی؛ خدا کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے اور ایک روایت میں ہے۔ کہ فرمایا روزہ ڈھال ہے۔ پس جب کسی کا روزہ ہو۔ تو نہ وہ عورتوں کے ساتھ صحبت کرنے کا تذکرہ کرے۔ اور نہ غل کرے۔ اور اگر کوئی اُسے گالی دے یا اُس کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرے۔ تو کہہ دے۔ کہ میں روزے سے ہوں (میں نہیں بولوں گا۔ مجھے تنگ مت کرو)

(۲۳۳) جو شخص روزہ دار کا روزہ کھلوائے گا اُسے ویسا ہی اجر ملے گا جیسے روزہ دار کو۔ مگر یہہ اجر علیحدہ ہے۔ اور اسکے عطیے سے روزے دار کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوتی ؛

سے بچنے کے لئے سروں پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔ روزے دار گر بیٹھ گئے۔ اور بے روزہ کھڑے ہو گئے۔ اُنہوں نے خیمے لگا لئے۔ اور سواری کے جانوروں کو پانی پلایا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ بے روزہ آج کے دن ثواب میں بازی لے گئے :-

(ف) اس حدیث سے ظاہر ہے۔ کہ ایسا کار خیر کرنا جس سے بنی نوع انسان کو آسائش پہنچے عبادت سے بہتر ہے :-

(۳۳۹) رسول اللہ صلعم ایک سفر میں تھے۔ ایک آدمی کو دیکھا۔ کہ لوگ اُس کے گرد جمع تھے۔ اور اُس پر سایہ کر رکھا تھا۔ آپ نے پوچھا اسے کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا اس نے روزہ رکھا ہے (اور اس سے بیقرار ہو گیا ہے) آپ نے فرمایا یہ کوئی نیکی نہیں کہ تم سفر میں روزہ رکھو

(۳۴۰) خدا تعالےٰ نے مسافر کے واسطے نماز آدھی کر دی ہے۔ اور اُسے روزہ رکھنا معاف کر دیا ہے۔ اور ایسے ہی دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت کو جب انہیں اپنے بچے (کی تکلیف) کا اندیشہ ہو۔ روزہ معاف کر دیا ہے :-

(۳۴۱) ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک آدمی رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آیا۔ اور کہا یا رسول اللہ میں ہلاک ہو گیا۔ آپ نے فرمایا تمہیں کس چیز نے ہلاک کیا؟ اُس نے کہا میں اپنی بیوی سے ہم بستر ہو گیا۔ حالانکہ مجھے روزہ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تجھ کو اتنا مقدور ہے کہ ایک غلام آزاد کردے؟ کہا نہیں فرمایا کیا تو اتنی طاقت رکھتا ہے۔ کہ دو مہینے متواتر روزہ رکھے؟ کہا نہیں فرمایا کیا تجھے اس قدر توفیق ہے۔ کہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے؟ کہا نہیں فرمایا بیٹھ جا۔ پس ہم یہی ذکر کر رہے تھے۔ کہ کھجوروں کا ایک ٹوکرا رسول اللہ صلعم کی خدمت میں کسی نے پیش کیا۔ فرمایا۔ وہ پوچھنے والا کہاں ہے؟ اس نے کہا (حاضر ہوں) فرمایا۔ یہ کھجوریں لے۔ اور انہیں خیرات کے طور پر بانٹ دے۔ اس نے کہا کیا اُسے دوں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو؟ قسم ہے اللہ کی مدینہ کی دونو طرف میرے گھر سے زیادہ کوئی محتاج نہیں ہے۔ آپ ہنس پڑے۔ اور فرمایا جا اپنے عیال کو کھلا دے :-

(ف) ان حدیثوں سے جو روزے کے متعلق بیان ہوئی ہیں۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم کو شرعی احکام کی تعمیل میں خلقت کی سہولت اور آسائش کا بہت بڑا خیال تھا۔ چنانچہ تکلیف کے موقعہ پر پہلے خود روزہ کھول دیا پھر اور لوگوں کا حکماً کھلوایا اور اس بات کو بھی گوارا فرمایا۔ کہ بعض لوگ روزہ رکھیں اور بعض جو اس قابل نہیں نہ رکھیں۔ اور روزے دار کا بے روزہ کے ہاں کھانا کھانا اُس کے لئے رحمت کا موجب

اور میں نے کھانا پیش کیا۔ فرمایا۔ تو (بھی) کھا۔ میں نے کہا میں روزے سے ہوں۔ آپ نے
فرمایا۔ روزے دار کا جب کوئی کھانا کھائے۔ جب تک وہ کھاتا رہے۔ فرشتے اُس
(روزہ دار) کے واسطے رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں:۔

(ف) ام عمارہ کا روزہ ماہ رمضان کا روزہ نہ تھا سبحان اللہ کیا نیک سلوک اور محبت کی
تعلیم ہے۔ آج یہ حال ہے۔ کہ اکثر ان حدیثوں کے پڑھنے والے روزہ دار جب کسی شخص کو
ماہ رمضان میں بے روزہ دیکھ پاتے ہیں۔ تو نہ سبب پوچھتے ہیں۔ نہ وجہ بتلانے کا موقعہ
دیتے ہیں۔ جو کچھ بھی منہ پر آئے کہ گزرتے ہیں۔ اور اگر قابو پائیں تو صفحہ ہستی سے مٹا دینے
میں دریغ نہ کریں۔ ملاحظہ ہو اگلی حدیث بھی:۔

(۳۳۶) کوئی عورت اپنے خاوند کی موجودگی میں اُس کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے:۔
اس حدیث کو امام بخاری۔ امام مسلم اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور ابو داود نے اس قدر
زیادہ کیا ہے۔ کہ روزہ سے مراد رمضان کے روزے کے سوا ہے۔ واللہ اعلم:۔

(ف) یہ حدیث منجملہ اُن حدیثوں کے ہے۔ جو خاوند کی تعظیم کے بارے میں آئی ہیں۔ اس سے
پہلے خاوند کی نارضامندی کی حالت میں نماز کا پڑھنا لاحاصل فرمایا ہے یہاں روزہ
رکھنا بھی اُس کی مرضی پر چھوڑ گیا ہے۔ نماز روزہ یہی دو تو بدنی عبادتیں ہیں۔ پس معلوم
ہوا۔ کہ عورت کے واسطے خاوند کی تعظیم سے بڑھ کر اور کوئی عبادت نہیں ہے:۔

(۳۳۷) مکہ کی فتح کے سال رسول اللہ صلعم مکے کی طرف روانہ ہوئے۔ رمضان کا مہینہ
تھا۔ آپ کا روزہ تھا۔ کہ کراع الغمیم کے مقام پر پہنچے اور لوگوں کا بھی روزہ تھا۔ آپ نے
ایک پیالہ پانی کا منگوایا۔ اُسے اُٹھایا۔ جب لوگوں نے پیالے کی طرف دیکھا۔ آپ نے پانی پی
لیا۔ بعد اس کے آپ کے گوش گزار کیا گیا۔ کہ بعض لوگوں کو (ابھی) روزہ ہے فرمایا وہ گنہگار
ہیں۔ گناہ گار ہیں:۔

(ف) جب کسی ایسے حکم میں جس کی تعمیل میں تکلف کرنا پڑے۔ رعایت دی جائے۔ اور کوئی
شخص اس سے مستفید نہ ہو تو وہ ناشکرا ہے اور اس لئے گناہ گار:۔

(۳۳۸) انس روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم رسول اللہ صلعم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے ہم میں
سے روزے دار بھی تھے۔ اور بے روزہ بھی۔ ایک دن کہ سخت گرمی تھی ہم منزل پر پہنچے
اکثر لوگوں نے جن کے پاس چادر تھی اپنے اوپر سایہ کر رکھا تھا بعض نے دھوپ

انسان سچ بولتا ہے اور سچ کہنے کا قصد رکھتا ہے۔ تو وہ اللہ کے نزدیک صدیقوں یعنی سچوں میں لکھا جاتا ہے۔ اور جھوٹ گناہوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور گناہ دوزخ میں لے جاتے ہیں۔ اور انسان جھوٹ بولتا ہے۔ اور جھوٹ کہنے کا قصد رکھتا ہے تو خدا کے نزدیک جھوٹوں میں لکھا جاتا ہے

صدقہ اور نفقہ یعنی اہل وعیال کا خرچ۔ صدقہ کی فضیلت

(۳۴۶) جب کوئی شخص ایک اچھی چیز صدقہ کرتا ہے۔ اور خدا تعالےٰ اچھی چیز ہی کا صدقہ قبول کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اُسے اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ خواہ وہ ایک دانہ کھجور ہی ہو۔ جیسے کوئی بچھڑے اور اونٹ کے بچے کو پالتا ہے۔ وہ کھجور خدا کے ہاتھ میں بڑی ہوتی رہتی ہے۔ یہاں تک کہ پہاڑ سے بڑی ہو جاتی ہے:-

(۳۴۷) ایک درم ایک لاکھ درم سے سبقت لے گیا لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ یہ کس طرح؟ فرمایا۔ ایک شخص کے پاس (صرف) دو درم تھے۔ اُس نے جو اُن میں سے اچھا تھا (یعنی گھسا ہوا نہ تھا) وہ صدقہ کر دیا۔ ایک اور آدمی اپنے مال کے ایک کونے کی طرف گیا۔ اور اُس میں سے ایک لاکھ درم نکال کر اُس نے صدقہ دے دیا۔ (پس اس صورت میں پہلا ایک درم پچھلے ایک لاکھ سے سبقت لے گیا) ؎

اگر بریاں کند بہرام گورے   نہ چوں پائے ملخ باشد ز مورے (سعدی)

(اگر بہرام گور۔ ایک گورخر بھون کر (بانٹ دے) تو اس کی اتنی قدر نہیں جتنی کہ ایک کیڑے کے ٹڈی کے پاؤں کا صدقہ دینے کی ہو۔)

(۳۴۸) ایک اعرابی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھے ہجرت کے مسئلہ سے آگاہ فرمایئے آپ نے فرمایا۔ تیرا بھلا ہو۔ وہ تو بہت دشوار کام ہے۔ کیا تیرے پاس کوئی اونٹ نہیں؟ عرض کیا۔ ہاں۔ (ہیں) فرمایا کیا تو اُن میں سے صدقہ یعنی زکوٰۃ دیتا ہے؟ کہا۔ ہاں۔ (دیتا ہوں) فرمایا کیا اُن میں سے دودھ پینے کے لئے کسی کو عاریتاً اونٹنی بھی دیتا ہے؟ وہ بولا ہاں (دیتا ہوں) فرمایا کیا گھاٹ پر جانے کے دن مسکینوں کو دودھ بانٹتا ہے؟ عرض کیا ہاں (بانٹتا ہوں) فرمایا سمندر کے اس پار میں (اپنے نیک عمل کئے جا۔ خدا تعالےٰ تیرے عمل میں سے کوئی چیز ضائع نہیں ہونے دے گا۔

(ف) معلوم ہوتا ہے یہ اس پہلی ہجرت کے متعلق سوال ہے۔ جو ملک حبش کی طرف کی گئی تھی۔ جو اپنے گھر میں رہ کر ابنائے جنس کو فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اُسے ہجرت کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ

قرار دیا۔ جو لوگ احکام کی تعمیل میں سختی روا رکھتے ہیں۔ انہیں رسول اللہ صلعم کے فعل سے سبق سیکھنا چاہیئے:۔

صبر

(۳۴۲) جب کسی بندے کا بچہ فوت ہو جاتا ہے۔ تو خدا تعالیٰ فرشتوں کو جو اُس پر مسلط ہوں۔ فرماتا ہے۔ کہ تم نے میرے بندے کے بچے کی جان قبض کی۔ وہ کہتے ہیں۔ ہاں۔ تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تم نے اُس کے دل کی مراد کو قبض کر لیا۔ وہ کہتے ہیں ہاں۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں۔ اُس نے تیری تعریف کی۔ اور تیری طرف رجوع کیا (یعنی کہا کہ ہم خدا کے ہیں۔ اور اس کی طرف واپس جاتا ہے) تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ میرے بندے کے لئے جنت میں ایک مکان بناؤ اور اُس کا نام بیت الحمد یعنی خدا کی تعریف کا گھر رکھو:۔

(۳۴۳) دنیا میں جب کسی ایماندار بندے کی کوئی پیاری چیز گم یا ضایع ہو جاتی ہے۔ اور وہ صبر کرتا ہے۔ اور اس تکلیف اور اسپر صبر کرنے کو اپنے لئے باعث ثواب سمجھتا ہے۔ تو خدا تعالےٰ اُسے جنت عطا کیئے بغیر راضی نہیں ہوتا:۔

(۳۴۴) وہ مسلمان جو لوگوں سے ملتا جلتا ہے۔ اور اُن سے اذیت پہنچے پر صبر کرتا ہے۔ اُس سے اچھا ہے جو نہ لوگوں سے ملتا ہے اور نہ اُن سے اذیت پہنچنے پر صبر کرتا ہے:۔

(ف) یہ حدیث باہم میل جول رکھنے اور ایک دوسرے کی زیادتی برداشت کرنے کی تعلیم دیتی ہے۔ جو لوگ اذیت پہنچنے کا خیال کر کے۔ ہیچ آفت نرسد گوشۂ تنہائی را (تنہائی کے گوشہ میں کوئی آفت نہیں پہنچتی) کے مقولہ پر کاربند رہتے ہیں۔ انہیں اس حدیث سے متنبہ ہونا چاہیئے۔ انسان کی سرشت اور ساخت اور اس کے معاملات کی حالت اس طور پر واقع ہوئی ہے۔ کہ جب تک وہ باہم میل جول نہ رکھے۔ اس کا کوئی کام نہیں سدھر سکتا۔ یہاں تک کہ اسکا زندہ رہنا بھی دشوار ہے۔ پس تنہائی اختیار کرنا گویا خلاف فطرت ہے۔ اور اس سے کنارہ کش رہنا چاہیئے:۔

صدق

(۳۴۵) سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے:۔

تو سب سے بڑا اجر اُس کا ہے جو اپنے عیال پر صرف کیا :-

(ف) جیسے پہلی تین ضرور تیں مسلم ہیں۔ کہ جہاد میں صرف کی ضرورت ہے۔ غلام ہر وقت آزادی کا خواہاں ہے مسکین ہر وقت مدد کا مستحق ہے۔ اس طرح عیال کا روزانہ خرچ بھی ایک بڑی ضروری چیز ہے۔ پس گھر میں اگر کافی ساماں نہیں ہے۔ تو اس صورت میں ایک دینار جو ایک عیال دار کے پاس خرچ کے واسطے ہے۔ اُس کا بہترین مصرف اُس کا عیال ہے۔ اول خویش بعدہ درویش۔ یعنی پہلے اپنے پھر فقیر) کی فارسی مثل کا یہی حدیث ماخذ ہے :-

(۳۵۴) جب خدا نے زمین کو بنایا۔ تو وہ ہلتی اور کانپتی تھی۔ پس خدا نے اُس پر پہاڑ گاڑ دیئے۔ اور وہ قرار پکڑ گئی :-

زمین از تپ لرزہ آمد ستوہ فرو کوفت بر دامنش میخ کوہ ۔ (سعدی)

(زمین تپ لرزہ سے عاجز آ گئی۔ اُس کے دامن پر پہاڑ کی میخ لگا دی۔)

فرشتے نے اُن پر سلام ہو۔ پہاڑوں کی طاقت سے متعجب ہوئے۔ اور کہا اے خدا کیا کوئی چیز تو نے پہاڑ سے زیادہ طاقتور بھی بنائی ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ لوہا۔ اُنہوں نے عرض کیا۔ کیا کوئی چیز لوہے سے بھی زیادہ سخت ہے؟ فرمایا ہاں۔ آگ۔ اُنہوں نے کہا۔ کیا کوئی آگ سے بھی زیادہ سخت ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ پانی۔ عرض کیا۔ کیا کوئی پانی سے بھی زیادہ سخت ہے؟ فرمایا ہاں ہوا۔ کہا کوئی ہوا سے بھی زیادہ سخت ہے؟ فرمایا۔ ہاں انسان جب وہ اپنے دائیں ہاتھ سے صدقہ دے اور بائیں کو خبر نہ ہونے دے :-

(ف) کمانے والوں کی کمائی کا ایک معتدبہ حصہ صدقات و خیرات میں دیا جاتا ہے اور ایسے لوگ بہتیرے ہیں جن کا گزارہ ہی خیرات پر ہے اور وہ لسے شیر مادر سمجھ کر اس سے کچھ پرہیز نہیں کرتے۔ مگر پھر بھی صدقہ کا دینا اگرچہ اچھا ہے۔ اس کا لینا عام طور پر اچھا نہیں سمجھا جاتا۔ اور کیوں کر اچھا سمجھا جائے۔ ہاتھ پاؤں باندھ کر بیٹھے رہنا۔ اور خدا کے دیئے ہوئے قویٰ کا استعمال نہ کرنا۔ اور دوسروں کے دست نگر ہونا کون سی اچھی بات ہے۔ جنہوں نے صدقات کا حاصل کرنا اپنا ذریعہ معاش قرار دے رکھا ہے۔ انکا تو کیا ذکر ہے۔ انہیں تو نہ کسی کے سامنے لینے میں حجاب نہ پڑ دے ہیں ملنے کی خواہش مگر وہ لوگ جو بیماری، بڑھاپے یا کسی اور لاچاری سے صدقات خیرات لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ وہ خودداری کی وجہ سے نہ سوال کرتے ہیں۔ نہ ذلت اور ندامت سے بچنے کے لئے

بہت سے لوگ اس کے فیض سے محروم ہو جائینگے۔

(۳۴۹) صدقہ تو خدا کے غضب کو بجھا دیتا ہے۔ اور بُری (طرح کی) موت کو ٹال دیتا ہے

صدقہ میدہ در نہان و آشکار ۔ تا اماں یابی ز قہر کردگار

صدقہ دہ ہر بامداد و ہر پگاہ ۔ تا بلا ہا از تو گردانَد اِلٰہ

ہر کہ او را خیر عادت مے شود ۔ بے گماں عمرش زیادہ مے شود (عطار)

(اگر کھُلے اور چھپے خیرات کرے گا۔ تو تو خدا کے قہر سے امن میں رہے گا۔)

(ہر صبح و شام صدقہ دے تاکہ خدا تجھ سے بلاؤں کو ٹال دے۔)

(جس شخص کو نیکی کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ اُس کی عمر بیشک زیادہ ہو جاتی ہے)

سعدی نے اس حدیث کو اس طرح بیان کیا ہے:۔

حدیث درست آخر از مصطفٰے ہست ۔ کہ بخشائیش و خیر دفع بلا ست

(آخر مصطفٰے کی حدیث درست ہے۔ کہ بخشش اور نیکی بلا کو دور کرتے ہیں)۔

(۳۵۰) ہر روز صبح کو دو فرشتے آسمان سے اُترتے ہیں۔ ایک اُن میں سے کہتا ہے۔ اے خدا نیک کاموں پر خرچ کرنے والے کو بدلہ عطا کر۔ اور دوسرا کہتا ہے۔ اے خدا کنجوس کا مال برباد کر۔ ایک اور روایت میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم تو خرچ کر۔ میں تجھے بہم پہنچائے جاؤنگا:۔

گفت پیغمبر کہ دائم بہر پند ۔ دو فرشتہ خوش منادی میکنند

کاے خدایا منفقاں را سیر دار ۔ ہر درمشاں را عوض دہ صد ہزار

اے خدایا ممسکاں را در جہاں ۔ تو بدہ اندر زیاں اندر زیاں

اے خدا تو منفقاں را دِہ خلف ۔ اے خدا تو ممسکاں را دِہ تلف (مثنوی)

(پیغمبرؐ نے فرمایا۔ کہ دو فرشتے نصیحت کے واسطے ہمیشہ منادی کرتے رہتے ہیں (کہ اے خدا خرچ کرنے والوں کو سیر رکھ۔ ان کے ایک ایک درم کے بدلے انہیں لاکھ لاکھ درم دے) (اے خدا کنجوسوں کو دنیا میں نقصان پر نقصان پہنچاتا رہ) (اے خدا خرچ کرنے والوں کو بیٹا دے (اور قایم رکھ) (اور اے خدا تو کنجوسوں کو برباد کر)

(۳۵۱) ایک دینار کسی نے خدا کی راہ (یعنی جہاد) میں خرچ کیا۔ ایک دینار کسی غلام کو آزاد کرانے میں صرف کیا۔ ایک دینار کسی مسکین کو دیا۔ اور ایک دینار اپنے عیال کے گزارے پر خرچ کیا

میرے پاس ایک دینار ہے آپ نے فرمایا۔ اس کو اپنی جان پر صدقہ کر (یعنی اپنی ذات پر خرچ کر) اس نے کہا میرے پاس ایک دینار اور بھی ہے فرمایا اسکو اپنی اولاد پر صدقہ کر۔ اس نے عرض کیا میرے پاس ایک اور بھی ہے فرمایا اُسے اپنی بیوی پر صدقہ کر۔ کہا یا رسول اللہ میرے پاس ایک دینار اور بھی ہے فرمایا اُسے اپنے خادم پر صدقہ کر۔ پھر کہا میرے پاس ایک اور بھی ہے۔ فرمایا اُسے جہاں تو خود مناسب سمجھ صرف کر۔

(۳۵۷) ایک شخص فقیر صورت مسجد میں آیا۔ رسول اللہ صلعم صدقہ دینے کا حکم فرما رہے تھے۔ چنانچہ لوگوں نے صدقہ دیا۔ اور آنحضرت صلعم نے اس شخص کو دو کپڑے عطا فرمائے۔ پھر سلسلہ کلام جاری کر کے صدقہ دینے کے واسطے فرمایا۔ اُس شخص نے اُن دو کپڑوں میں سے ایک ڈال دیا۔ کہ یہ میری طرف سے صدقہ ہے۔ آپنے فرمایا۔ (لوگو!) تم اس شخص کی طرف دیکھتے ہو۔ میں نے اسے فقیرانہ صورت میں دیکھا۔ اور دو کپڑے دیئے۔ اور جب میں نے پھر صدقہ دینے کے واسطے کہا تو ایک کپڑا اس نے ڈال دیا۔ اُسے چشم نمائی کی۔ اور فرمایا۔ اپنا کپڑا اٹھا لے:۔

(۳۵۸) ایک شخص ایک انڈا نما سونے کا ڈلا لایا۔ اور کہا۔ یا رسول اللہ یہ مجھے ایک کان سے ملا ہے اسے لے لیجیے۔ یہ صدقہ ہے۔ اور میرے پاس یہی کچھ ہے۔ آپنے اُس کی طرف سے رُخ ہٹا لیا۔ وہ (اسی طرف یعنی) آپکے دائیں کو آیا۔ اور اپنی بات دُہرائی۔ آپنے پھر رخ بدل دیا۔ تب وہ بائیں کو آیا۔ اور وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ آپ نے پھر بھی رُخ اُدھر سے ہٹا لیا۔ پھر وہ پیچھے کی طرف سے آیا۔ اور اپنی بات دُھرائی۔ رسول اللہ صلعم نے وہ ڈلا لے لیا۔ اور اُسے ایسا مارا۔ کہ اگر لگ جاتا تو اُسے درد ہوتا۔ اور فرمایا تم میں سے کوئی اپنا سارا مال لیکر آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ صدقہ ہے (کیا وہ یہ چاہتا ہے) کہ پھر آپ بیٹھ جائے اور لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلائے۔ بہتر صدقہ وہ ہے۔ جو مقدور موافق ہو:۔

(۳۵۹) عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایک گھوڑا کسی کو خدا کے نام پر دیا۔ اس نے اُسے کم خدمتی کی وجہ سے خراب کر دیا۔ میں نے چاہا۔ کہ اُس سے خرید لوں اور یہ بھی گمان ہوا۔ کہ وہ سستا بیچ دے گا۔ میں نے رسول اللہ صلعم سے اس بارے میں ذکر کیا۔ آپنے فرمایا نہ خریدنا اور اپنا صدقہ واپس نہ لینا خواہ وہ تمہارے پاس ایک درم ہی کو بیچے۔ کیونکہ صدقے کا واپس لینے والا ایسا ہی ہے جیسے اپنی قے کا چاٹنے والا:۔ ؎

ہر چہ بخشیدی مکن با او رجوع　　گر ز پا افتادہ از دست جوع

یہ پسند کرتے ہیں کہ انہیں لوگوں کے سامنے خیرات دی جائے۔ اسی واسطے کپت دان یعنے اُس خیرات کی جس کی کسی کو خبر نہ ہو فضیلت بیان کی گئی۔ کہ وہ حقیقی مستحق کو پہنچتی ہے۔ نیز ظاہرا خیرات دینے والے کے دل میں فخر اور تکبر بھی پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کا اخلاق پر نہایت بُرا اثر پڑتا ہے۔

(۳۵۳) سائل کو کچھہ دو۔ خواہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے:۔

(ف) سائل سے مراد اصلی سوالی ہے۔ کہ اسے ضرورت نے مجبور کر دیا ہے۔ کہ وہ سوال کرے۔ مثلاً ایک گھوڑے کا سوار مسافر کسی گاؤں میں بے وقت پہنچتا ہے کھانا میسر نہیں آسکتا۔ وہ روٹی کا سوال کرتا ہے۔ جس کا وہ ہر طرح سے مستحق ہے۔ پس اگر میسر ہو تو اُسے روٹی ضرور دینی چاہیئے یا اُس کا زاد راہ ختم یا کم ہو گیا ہے یا کوئی اور ناگہانی مصیبت آپڑی ہے۔ تو تب بھی وہ امداد کا حق دار ہے:۔

(۳۵۴) خیرات دینے سے مال کم نہیں ہوتا۔ اور جو آدمی درگزر کرتا ہے۔ خدا اُس کی عزت میں افزونی کرتا ہے۔ اور جو آدمی محض خدا کی خوشنودی کے لیئے تواضع کرتا ہے۔ خدا اُس کا رتبہ بڑھاتا ہے:۔

(ف) عا پر کسی اور مقام پر لکھا گیا ہے۔ عا جو شخص کسی نا اہل کی زبان درازی اور زیادتی پر صبر کرتا ہے۔ اور انتقام لینے کی کوشش نہیں کرتا لوگ اس کے حوصلہ کی تعریف کرتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں۔ اور یہی اس کی عزت میں افزونی ہوتا ہے :۔ عا جو خلوص نیت سے لوگوں کی تواضع کرتا ہے۔ لوگ بھی اُس کی تواضع کرتے ہیں۔ اور یہی اُسکا رتبہ بڑھنا ہے

تواضع زیادت کند جاہ را   کہ از مہر پرتو بود ماہ را (سعدیؔ)

(تواضع مرتبہ کو زیادہ کر دیتی ہے۔ کہ سورج سے چاند کو روشنی ملتی ہے)

(۳۵۵) بہتر صدقہ وہ ہے۔ جو صاحب توفیق دے۔ اور اپنے عیال سے شروع کرے

(ف) وہ لوگ جو خیرات کرنے کا مقدور نہیں رکھتے۔ اگر خیرات کرکے پھر خود خیرات کے مستحق ہیں۔ تو یہ مناسب نہیں ہے۔ اس طرح جن لوگوں کے اپنے بال بچہ فاقہ کش ہوں۔ انہیں چاہیئے کہ پہلے اُن کی خبر لیں۔ اور پھر اوروں کو پوچھیں۔ البتہ اپنی ضروریات سے کچھہ بچ جائے تو اُسے کسی کار خیر پر صرف کیا جائے۔ دیکھو اگلی حدیث:۔

(۳۵۶) ایک دن رسول اللہ صلعم نے صدقے کا حکم فرمایا۔ ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ

(ف) صلہ رحم کے حق میں اس قدر لکھا گیا ہے۔ مگر دنیا کا عام رویہ اس کے برخلاف ہے جس قدر قرابت زیادہ ہوتی ہے اُسی قدر محبت کم ہوتی ہے۔ اور بغض زیادہ ہوتا ہے۔ البتہ جوں جوں رشتہ دور ہوتا جاتا ہے بغض کم اور میل ملاپ زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ اور یہ کوئی تازہ بدعت نہیں۔ بلکہ پرانا طریق عمل ہے۔ دنیا میں جو سب سے پہلے دو بھائی تھے۔ اُن میں سے ایک دوسرے (بیگناہ) کا قاتل تھا۔ اور قرآن میں اس قصہ کے بیان ہونے کی ایک وجہ یہ بھی معلوم ہوتی ہے۔ کہ انسان کو آگاہ کردیا جائے۔ کہ اُس کی سرشت میں اس بدی (قطع صلہ رحمی) کا بھی مادہ ہے جس کی بظاہر توقع نہیں ہونی چاہیئے چنانچہ ایزد تعالیٰ اس کی ممانعت اور صلہ رحمی کے واسطے ہدایت فرمائی۔ ابتدائے آفرینش میں جب یہ حال تھا تو بعد کا پھر کیا کہنا ہے بڑے میاں بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ۔ عوام تو کس گنتی میں ہیں۔ علما اور امرا کے خون سے جو اُن کے بھائیوں نے بہایا۔ تاریخ کے ورق بھرے پڑے ہیں۔ بھائی۔ یوسف کے بھائی نکلے"۔ بہت دفعہ لکھنے بولنے میں آتا ہے۔ اور الاقارب کالعقارب (اقارب قرابتی) مانند عقارب (بچھوؤں کے ہیں) عربی مثل مشہور ہے:۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ۔ رسول اللہ صلعم کے وقت سے اسوقت تک کے عین درمیانی زمانے میں ایک ممتاز عالم دین تھے۔ اُن کی تصانیف گلستاں بوستاں وکریما سر بسر پند وموعظت ہیں۔ اور بعض حصے اُن کے قرآن وحدیث کی تفسیر ہیں۔ چنانچہ بہت سے اقتباس جو اُنہوں نے حدیثوں سے کئے ہیں ناظرین کی لطف طبع کے واسطے اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں۔ ممکن ہے شیخ صاحب نے صلہ رحمی کے حق میں کچھ لکھا ہو۔ مگر کوئی قول آپ کا اس بارے میں یاد نہیں۔ برخلاف اس کے ایسے اقوال دیکھنے میں آئے ہیں۔ جن میں رشتے داروں سے مایوسی ظاہر کی ہے۔ مثلاً ؎

تو با خود ببر توشۂ خویشتن۔	کہ شفقت نیاید ز فرزند و زن
غم خویش در زندگی خور کہ خویش۔	بمردہ نپرداز د از حرص خویش
خور و پوش و بخشای و راحت رسان	نگہ مے چہ داری ز بہر کسان

(تو اپنے ساتھ اپنا سفر خرچ لے جا کہ بیٹے اور بیوی سے (کوئی) شفقت نہیں آتی) (اپنا غم زندگی میں کھا۔ کہ خویش (اپنی) حرص (کیوجہ) سے مُردے کیطرف توجہ نہیں کرتا) (کھا پی بخشش کر اور (خلقت کو) آسایش پہنچا۔ لوگوں کے واسطے کیوں سنبھال رہا ہے

این بداں ماند کہ شخصے قے کند باز میلِ خوردنِ آں میکند (عطار)

(جو کچھ تو نے بخش دیا۔ اُسکی واپسی کا خیال مت کر۔ خواہ تو بھوک سے لاچار ہو گیا ہے)

(اس کی مثال یہ ہے۔ کہ کوئی شخص قے کرے۔ اور پھر اُسے چاٹنے کی خواہش کرے)

صلہ رحم

(۳۶۰) رشتہ عرش سے لٹکا ہوا ہے۔ اور کہتا ہے۔ جس نے مجھے جوڑا اُسے اللہ جوڑیگا۔ اور جس نے مجھے قطع کیا اُسے اللہ قطع کرے گا۔

(ف) ہر کہ او ترکِ اقارب میکند جسمِ خود قوتِ عقارب مے کند۔ (عطار)

(جو شخص قرابتیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ اپنے جسم کو بچھوؤں کی خوراک بنا دیتا ہے۔)

جن رشتہ داروں کو کوئی شخص چھوڑ دیتا ہے۔ وہ ہر وقت ڈنگ چلاتے رہتے ہیں۔ اور لوگ بھی طعن تشنیع کرتے رہتے ہیں۔ قطع نظر ان کے خود بخود بھی دل کو تکلیف ہوتی ہے۔ اسواسطے بچھوؤں کی خوراک کا قول بالکل برمحل ہے:۔

(۳۶۱) جو شخص چاہے۔ کہ خدا اسکا رزق وافر کرے اور اس کی عمر لمبی کرے۔ تو اُسے چاہیے کہ رشتے داروں سے محبت رکھے۔ ؎

رو بہ پرسیدن بر خویشانِ خویش تا کہ گردد مدتِ عمرِ تو بیش۔ (عطار)

(اپنے خویشوں کی خبر رسی کے لئے جا ـــــ تاکہ تیری عمر کی مدت زیادہ ہو)

(ف) اگر کوئی شخص اپنے رشتہ داروں کو ملنے۔ اور اُن کی خبر رسی کو جائے۔ اور ان میں سے ضرورت مند کی مدد بھی کرے۔ تو وہ سب خاص کر ضرورت مند اسکے التفات سے متأثر ہو کر اسکے لئے نیک دعا خصوصاً عمر لمبی ہونے کی کرتے ہیں۔ تاکہ اُسے ایسی نیکیاں کرنے کا زیادہ موقعہ ملے۔ آج کل سائنس کی تعلیم کا بڑا زور ہے۔ اور بعض لوگ دعا کی تاثیر کے قائل نہیں۔ مگر ایک گروہ ہی تعلیم یافتہ میں سے ہے۔ جو اجابت دعا کر تو نہیں مانتا مگر قوت ارادہ کا قائل ہے۔ خیر یہ تو بائی نہیں چار کا سا معاملہ ہے۔ انسان کی سرشت میں داخل ہے۔ کہ وہ جب کوئی نیک کام کرتا ہے۔ تو اُس کی طبیعت میں فرحت اور راحت پیدا ہوتی ہے۔ اور فیلسوف کہتے ہیں کہ طبیعت میں بشاشت کے پیدا ہونے سے عمر لمبی ہوتی ہے:۔

(۳۶۲) مسکین کو صدقہ دینا ایک صدقہ ہے۔ اور قرابتی کو صدقہ دینا دو صدقے ہیں ایک تو اصل صدقے (کا) اور دوسرا رشتہ داری کی نگہداشت (کا ثواب)

اللہ صلعم نے فرمایا اگر انسان کے آگے سجدہ کرنا میرے مذہب میں روا ہوتا۔ تو میں بیوی کو حکم دیتا۔ کہ وہ خاوند کو سجدہ کرے۔ یعنی بیوی کو اپنے شوہر کی اسقدر تعظیم اور فرمانبرداری کرنی چاہیئے۔ کہ خدا سے پیچھے اُسی کو سمجھے۔ ؎

آگاہ ہے۔ جو کوئی آداب محبت سے   وہ پابوسی کو اُسکی سر کے بل جائے عجب کیا ہے۔ (ظفر)

(۳۶۴) اگر کوئی عورت مرجائے۔ اُس حال میں۔ کہ اُس کا خاوند اُس سے راضی ہو وہ جنت میں داخل ہوگی:۔

(۳۶۵) کسی نے پوچھا یارسول اللہ کونسی عورت اچھی ہے۔ فرمایا وہ عورت (جس کا خاوند) جب اُس کی طرف دیکھے تو اُسے خوش کردے۔ اور جب وہ کوئی کام یا بات کہے۔ تو اُس کی فرمانبرداری کرے۔ اور اپنی جان اور مال کے متعلق اُس سے کوئی ایسی مخالفت نہ کرے جس سے وہ ناراض ہوجائے:۔

(۳۶۶) قسم ہے۔ اُسکی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے (یہ قسمیہ جملہ عرب کے محاورہ میں تاکید کے موقعہ پر بولا جاتا ہے) کہ جب کوئی آدمی اپنی عورت کو اپنے بستر پر بلاتا ہے۔ اور وہ نہیں آتی تو وہ جو آسمانوں پر ہے یعنی خدا اُس سے ناراض رہتا ہے۔ جبتک کہ اُسکا خاوند اُس سے راضی نہ ہو:۔

(۳۶۷) رسول اللہ صلعم کی پیاری بیٹی فاطمہؓ اپنے گھر میں اپنے ہاتھ سے چکی پیستی۔ پانی بھرتی۔ اور جھاڑو دیتی تھیں۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں کہیں سے کئی خادم آئے۔ فاطمہؓ کے شوہر حضرت علیؓ نے اپنی بیوی سے کہا۔ کہ تمہیں اسقدر مشقت کرنی پڑتی ہے۔ جاؤ۔ جاکر اپنے ابا سے ایک خادم مانگ لاؤ۔ وہ آئیں۔ پر چونکہ بہت سے آدمی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے واپس چلی گئیں۔ دوسرے روز رسول اللہ صلعم اُن کے پاس گئے اور پوچھا فاطمہ کیا بات تھی جو تم میرے پاس گئی تھیں۔ وہ چپ رہیں مگر حضرت علیؓ نے کہا۔ کہ جناب یہ چکی آپ پیستی ہیں۔ چنانچہ ہاتھوں پر نشان پڑگئے ہیں۔ پانی بھی آپ ہی بھرتی ہیں۔ اور مشکیزہ کا نشان سینہ پر ہوگیا ہے۔ جھاڑو بھی آپ ہی دیتی ہیں۔ جس سے اِن کے کپڑوں پہ گرد پڑتی رہتی ہے۔ چونکہ آپ کے پاس خادم آئے تھے۔ میں نے انہیں بھیجا تھا۔ کہ ایک خادم مانگ لائیں۔ تاکہ اِس روز کی مشقت سے رہائی پائیں۔ اسپر رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؓ کو تو کچھ نہ کہا۔ مگر اپنے لخت جگر کی طرف خطاب کرکے فرمایا۔ اے فاطمہ خدا سے ڈرو اور اُسکا حق ادا کرو اور اپنے گھر کا کام آپ کرو اور جب (رات کو) اپنے بستر پر آؤ تو تینتیس ۳۳ دفعہ سبحان اللہ اور

اگرچہ اشعار اور غرض کے لئے لکھے گئیں - اور ایک اور حدیث سے ان کا مضمون اقتباس کیا گیا ہے - جوکسی اور موقعہ پر درج ہے مگر پھر بھی مضمون زیر بحث پر اگر بہت نہیں تو مدہم روشنی ان سے پڑتی ہے -

معلوم ہوتا ہے کہ شیخ صاحب کو اپنی ذات سے یا اور لوگوں کو دیکھ کر اس بات کا تجربہ ہو چکا تھا - کہ صلہ رحم ہر ایک حالت میں قائم نہیں رہ سکتا - چنانچہ انہوں نے ایک مختصر سی بحث اس مضمون پر لکھی ہے - جو بجنسہ ناظرین کے ملاحظہ کے لئے درج کیجاتی ہے - اُس کا خلاصہ یہ ہے - کہ اگر رشتہ دار خدا اور رسول کا حکم نہ مانے اور اُن احکام کے برخلاف چل کر تم سے مخالفت کرے تو اُس سے قطع تعلق کرنا بہتر ہے -

بحث مذکورہ بالا یہ ہے -

چوں نبود خویش را دیانت و تقوی ۔۔۔ قطع رحم بہ از مودت قربے یاد دارم کہ یکے مدعی دریں بیت بر قول من اعتراض کردہ بود و گفتہ کہ حق تعالےٰ در کتاب مجید از قطع رحم نہی کردہ است - و بمودت ذو القربے فرمود - و آنچہ تو گفتی مناقض آنست گفتم آیت وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا - شعر

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد ۔۔۔ فدائے یک تن بیگانہ کآشنا باشد

(جب رشتے دار دین دار اور پرہیزگار نہ ہو تو رشتے کا قطع کرنا قرابتوں کی محبت سے بہتر ہے، مجھے یاد ہے - کہ ایک معترض نے میرے اس بیت کے قول پر اعتراض کیا تھا اور کہا کہ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں رشتہ کے قطع کرنے سے منع فرمایا ہے - اور قرابتیوں سے ساتھ محبت رکھنے کو فرمایا ہے - اور جو کچھ تو نے کہا ہے اس کے برخلاف ہے - میں نے کہا آیت اگر (ماں باپ) تیرے درپے ہوں - کہ تو کسی کو ہمارا شریک ٹھہرائے جس کی تیرے پاس کوئی معقول دلیل نہیں ہے تو اُن کا کہنا نہ ماننا - ہزار رشتے دار جو خداشناس نہ ہوں - اُس ایک شخص بیگانہ پر جو (خدا کا) آشنا ہو قربان کئے جائیں -)

صحبت مرد اور عورت کی باہمی حقوق مجلس ہم نشین دوست وغیرہ

(۳۶۲) اگر میں حکم دیتا - کہ کوئی کسی کو سجدہ کرے - تو بیوی کو حکم دیتا - کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے (ف) مسلمانوں میں سوائے خدا کے کسی اور کے آگے سر جھکانا یعنی سجدہ کرنا جائز نہیں - رسول

(۳۷۲) بُرا ظن کرنے سے پرہیز کرو۔ کیونکہ ظن سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔ عیب جوئی مت کرو۔ چھپ کر باتیں نہ سنو۔ فخر نہ کرو۔ حسد اور کینہ نہ رکھو۔ منہ نہ موڑو اور اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بنے رہو:۔

(۳۷۳) ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں (۱) سلام کا جواب دینا (۲) بیمار پرسی کرنا (۳) جنازے کے ساتھ جانا (۴) کھانے کی دعوت قبول کرنا (۵) چھینک کا جواب دینا۔

(ف) چھینک آنے سے پہلے ایک بے چینی اور اضطراب پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے بعد فرحت چنانچہ مشہور ہے۔ کہ چھینک کا آنا صحت کی علامت ہے۔ اسواسطے رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ جسے چھینک آئے بشرطیکہ وہ زکام کے عارضہ کی نہ ہو تو وہ الحمد للہ کہکر خدا کی تعریف کرے۔ اور پاس کا سُننے والا یَرْحَمُكَ اللهُ یعنی تم پر خدا رحم کرے۔ کہکر اُسکی خداشناسی کی قدر کرے:۔

(۳۷۴) بھوکے کو کھانا کھلایا کرو۔ بیمار کی خبر لیا کرو۔ اور قیدی کو چھوڑایا کرو۔

(ف) ناں بدہ برجائعان بہرِ خدائے   تا دہندت در بہشتِ عدن جائے
برسرِ بالینِ بیماراں گذر   زانکہ ہست ایں سنتِ خیر البشر۔ (عطار)

(بھوکوں کو خدا کے واسطے روٹی دے۔ تاکہ تجھے بہشت میں جگہ ملے)
(بیماروں کے پاس جا۔ کیونکہ یہ خیر البشر یعنی رسول اللہ صلعم کا طریق ہے)

(۳۷۵) اے ابوذر حسن خُلق کو حقیر مت سمجھو۔ خواہ (وہ اسی قدر ہو) کہ تم اپنے بھائی سے کشادہ پیشانی ملو۔ اور جب سالن پکاؤ تو اس میں پانی (شوربہ) زیادہ ڈال دو۔ اور اپنے ہمسائے کو بھی اُس میں سے ایک دو چمچے دے ڈالو:۔

مجلس کے آداب

(۳۷۶) رستوں میں بیٹھنے سے پرہیز کیا کرو۔ (حاضرین نے) کہا یا رسول اللہ (وہاں) بیٹھے بغیر تو گذارا نہیں۔ کہ ہم بات چیت وہاں ہی کرتے ہیں۔ فرمایا۔ اگر نہیں وہاں بیٹھنا ہی ہے تو رستے کے حق ادا کیا کرو۔ انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ (رستے کے) حق کونسے ہیں؟۔ فرمایا نظر نیچے رکھنا۔ کسی کو ایذا پہنچانے سے باز رہنا۔ سلام کا جواب دینا۔ نیک کام کا حکم دینا۔ برے کام سے منع کرنا۔ اور دوسری روایت میں اس قدر زیادہ ہے۔ کہ مصیبت زدہ کی فریادرسی کرنا اور بھولے ہوئے کو رستہ بتانا:۔

تنتیس ۳۳ دفعہ الحمد للہ اور چونتیس ۳۴ دفعہ اللہ اکبر پڑہا کر - یہ کل ایک سو ہوا اور یہ تیرے لئے خادم سے بہتر ہے۔ فاطمہ بیچاری پہلے بھی حکم کی تعمیل میں گئی تہیں۔ اسوقت بھی نہ کچھ کہہ سکیں اور بولیں تو یہ بولیں میں اللہ اور اس کے رسول (کے فرمان) پر راضی ہوں :-

(ف) ورد وظائف کی تعلیم اسواسطے فرمائی۔ کہ خدا کی طرف دھیان رہے - اور دل قانع رہے - اور حریص نہ ہو:-

بے غرضی اور صبر و تسلیم کی مثالیں جو باپ اور بیٹی نے قایم کیں وہ اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ جب تک ان کی پیروی ہوتی رہی اسلام کا بول بالا رہا۔ جب خودغرضی اور آرزو حرص کا دور آگیا۔ ساری رونق جاتی رہی :-

(۲۶۸) عورتوں سے اچھی طرح پیش آؤ وہ تمہارے عقد نکاح میں ہیں اسکے سوائیں ان پر (سختی کا) کوئی اختیار نہیں۔ اِلّا اُس صورت میں کہ کوئی بھاری قصور کر بیٹھیں اور اگر ایسا کریں تو انہیں اپنے بستروں پر مت آنے دو اور انہیں مارو مگر ضرب شدید نہ لگے - پھر اگر وہ تمہاری تابعداری کریں۔ تو تم بھی اُنہیں (تنگ کرنے کے) واسطے حیلے نہ نکالو۔ یاد رکھو۔ کہ تمہاری عورتوں پر تمہارے حقوق ہیں۔ اور تم پر تمہاری عورتوں کے۔ تمہارا حق اُن پر یہ ہے۔ کہ جن لوگوں سے تم ناراض ہو اُنہیں وہ نہ تمہارے بستروں پر لیٹنے دیں۔ نہ تمہارے گھروں میں آنے دیں (ورنہ اُن کی محفل سے آسائش حاصل کرو تمہارا حق ہے) اور اُن کا حق تم پر یہ ہے۔ کہ تم اُن کے ساتھ اُن کے لباس میں خوراک میں نیک سلوک کرو :-

(۲۶۹) حکیم بن معاویہ سے روایت ہے۔ کہ اُن کے والد نے کہا۔ کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کی۔ کہ ہر ایک شخص پر اُس کی بیوی کا کیا حق ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جب تم خود کھانا کھاؤ۔ تو اُسے بھی کھلاؤ۔ اور خود کپڑے پہنو تو اُسے بھی پہناؤ - اور اسکے چہرے پر مت مارو۔ نہ اُسکے ساتھ بدزبانی سے پیش آؤ اور نہ اُسے اپنے گھر کے سوا کہیں اکیلا چھوڑو :-

(۲۷۰) ایماندار آدمی اپنی بیوی سے ناراض نہ رہا کرے۔ کیونکہ اگر اُسکی کوئی عادت اُسے ناپسند ہو۔ تو کوئی قابل پسند بھی ہو گی :-

(۲۷۱) قیامت کے دن خدا تعالےٰ کے نزدیک بڑی بھاری خیانت یہ ہو گی۔ کہ میاں بیوی خلوت میں ہوں۔ اور بعد ازاں اُن میں سے کوئی ایک دوسرے کا راز افشا کر دے :-

ورنہ یہ بہت اچھا سنہری قاعدہ ہے۔ کہ جہاں موقعہ ملا۔ بیٹھ گئے۔ لوگوں کو تنگ کر کے آگے آگے گھسنا بہت بری حرکت ہے۔ اور ناظمان کی طرف سے پیچھے آنے والوں کے واسطے آگے جگہ بنانے کی کوشش کرنا تو بہت قابل اعتراض ہے کیونکہ جن اشخاص کے بیچ میں سے رستہ نکالا جاتا ہے۔ اُن کو اِدھر اُدھر ہٹانے سے تنگ کرنے کے علاوہ اُن کے دلوں کو بھی آزردہ اور رنجیدہ کیا جاتا ہے۔ کہ اُن بہم جو پہلے آئے تھے پیچھے آنے والے کو کیوں فوق دیا جاتا ہے۔

(۳۸۲) کسی آدمی کے واسطے روا نہیں۔ کہ دو آدمیوں کے درمیان اُن کی اجازت کے بغیر بیٹھ جائے:۔

(۳۸۳) ایک آدمی حلقے کے بیچ میں بیٹھ گیا۔ حذیفہؓ نے کہا۔ کہ حسب قول محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ جو شخص حلقے کے بیچ میں بیٹھ گیا۔ وہ ملعون ہے۔

(ف) حلقے کے عین وسط میں ایک شخص کا بیٹھ جانا جسکے مرکز میں بہت خالی جگہ چھوڑ کر گرد اگرد لوگ بیٹھے ہوں۔ ایک سخت بیہودہ حرکت ہے۔ اور اسواسطے اُسکا مرتکب طعن وتشنیع کا مستوجب ہے:۔

(۳۸۴) بہتر مجلسیں وہ ہیں۔ جو کشادہ اور فراخ ہوں:۔

ہمنشین کے اوصاف

(۳۸۵) نیک ہمنشین اور بد ہمنشین کی مثال گندھی اور لوہار کی ہے۔ گندھی تو یا تمہیں ایک پھوا عطر کا نذر کرے گا۔ یا خود تم اُس سے عطر خرید وگے۔ اور لوہار یا تو تمہارے کپڑے جلائے گا۔ یا تمہیں اُس سے خراب ہوا (لوہے کی بدبو) آئے گی:۔

(ف) عطار نے اس حدیث کا عطر اس طرح چھڑکا ہے:۔

وانکہ با عطار میگردد قریب ۔۔۔ او ہمیں یابد زبوئے خوش نصیب۔

ہم نشیں صالحاں باش اے پسر ۔۔۔ دور باش از رند و قلاش اے پسر۔

صحبت ظالم بسان آتش است ۔۔۔ زانکہ خلق آزار تند و سرکش است۔

(جو شخص گندھی کے قریب ہوتا ہے ۔ اُسے خوشبو سے حصہ ملتا ہے)

(اے لڑکے نیک بختوں کے ساتھ بیٹھ ۔ رند اور بدمعاشوں سے دور رہو)

(ظالم کی صحبت آگ کی مانند ہے اسلئے کہ وہ خلقت کو دکھ دینے والا اور تند اور سرکش ہے)

(ف) رستے میں بیٹھنا بہت معیوب بات ہے اس طرح سے اُس کے رُک جانے سے آنے جانے والوں کو دقت ہوتی ہے۔ خاصکر عورتوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ کہ وہ حیا اور شرم کی وجہ سے ایسے رستوں میں جن میں مرد بیٹھتے ہوں چلنا پسند نہیں کرتیں۔ اور اگر مجبورًا چلنا بھی پڑے تو اُن کے دلوں میں اس تکلیف کا احساس بہت ہوتا ہے۔ جن شرطوں پر رستے میں بیٹھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ وہ بہت دشوار ہیں۔ پس بہتر یہی ہے۔ کہ لوگ رستے میں نہ بیٹھا کریں :-

(۳۷۷) جب تین شخص (بیٹھے ہوئے) ہوں تو تیسرے کو چھوڑ کر دو سرگوشی نہ کریں۔ کہ اس سے وہ آزردہ ہو جائیگا :-

(۳۷۸) جو شخص اس بات سے خوش ہو۔ کہ لوگ اُسکے لئے (تعظیمًا) کھڑے کئے جائیں۔ تو وہ اپنا ٹھکانا آگ میں سمجھ رکھے :-

(ف) لوگوں کا خود بخود کسی شخص کی تعظیم کے واسطے کھڑا ہونا اور بات ہے۔ مگر کسی شخص کا اس بات سے خوش ہونا کہ لوگ اُس کی تعظیم کے واسطے حکمًا کھڑے کئے جائیں اَور بات ہے اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اس کا تکبر اور نخوت دن بدن بڑھتے جاتے ہیں اور خدا کی عاجز اور بے پناہ خلقت پر اُسے ظلم اور سختی کرنے کی عادت ہوتی جاتی ہے۔ اور انجام کار خود بھی عذاب میں گرفتار ہو جاتا ہے :-

(۳۷۹) تم میں سے کوئی کسی کو اُسکی جگہ سے اسلئے نہ اُٹھائے۔ کہ پھر (آپ) اُسکی جگہ بیٹھ جائے۔ مگر کھل کر بیٹھو۔ اور جگہ کشادہ کرو۔ کہ خدا تعالیٰ تمہارے لئے کشادگی کرے گا۔ حضرت عمر رضہ کی عادت تھی۔ کہ جب کوئی شخص اُن کی خاطر اپنی جگہ سے اُٹھتا تو وہ اُسجگہ نہ بیٹھتے

(۳۸۰) جب کوئی آدمی کسی حاجت کے واسطے (مجلس سے) اُٹھے تو جب پھر آئے اپنی جگہ پر اُسی کا حق زیادہ ہے :-

(۳۸۱) جابر بن سمرہ روایت کرتے ہیں۔ کہ جب ہم رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آتے تو جہاں کسی کو جگہ ملتی وہ وہاں بیٹھ جاتا :-

(ف) اس حدیث میں رسول اللہ صلعم کا کوئی ارشاد نہیں ہے۔ مگر ایک دستور بیان کیا گیا ہے جس میں آپ کی طرف سے کسی مداخلت کا ذکر نہیں۔ کسی جلسہ میں کوئی خاص جگہ کسی شخص کی مقرر ہو۔ اور اُسے اور ناظمان جلسہ کو اسکا علم ہو۔ تو یہ علیحدہ بات ہے۔

مغرور کیوں ہو گیا ہے۔ بیٹا کس کا ہے۔ کل فلاں صاحب رستے میں مل گئے۔ بہت ادب سے سلام کیا۔ اور مزاج پرسی کی۔ کیوں نہ ہو صالح ہوا ہیں ان کے والد بھی بڑے نیک بخت آدمی تھے "

(۳۸۸) باہمی محبت مہربانی اور شفقت میں ایمان والوں کی مثال ایک جسم کی سی ہے۔ کہ جب اُسکے کسی عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو سارے کا سارا اسکے ساتھ بیخوابی اور حرارت کی تکلیف اٹھانے میں شریک ہو جاتا ہے

(ف) سعدی نے اس حدیث کے مضمون کو ذرہ وسعت دیکر اس طرح منظوم کیا ہے:۔

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند — کہ در آفرینش ز یک جوہر اند۔
چو عضوے بدرد آورد روزگار — دگر عضوہا را نماند قرار
تو کز محنت دیگراں بے غمی — نشاید کہ نامت نہند آدمی

(آدم کی اولاد ایک دوسرے کے اعضا ہیں۔ کہ پیدائش میں ایک ہی اصل سے ہیں)
(جب ایک عضو کو درد ہوتا ہے۔ تو دوسرے عضووں کو بھی آرام نہیں رہتا)
(تو کہ دوسروں کی تکلیف کا غم نہیں کرتا۔ لائق نہیں کہ تیرا نام آدمی رکھیں)

(۳۸۹) جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے محبت رکھے۔ تو چاہیئے کہ اُسے تبلا دے۔ کہ میں تم سے محبت رکھتا ہوں:۔

(۳۹۰) جب کوئی آدمی کسی کو بھائی بنائے۔ تو چاہیئے کہ اُسکا نام پوچھ لے (بلکہ) اُسکے باپ اور گھرانے کا بھی۔ کیونکہ اس سے دوستی کو استحکام ہو گا۔

(ف) پتہ نشان پوچھنے سے آدمی خط و کتابت بھی کر سکتا ہے۔ اور پھر مل بھی سکتا ہے۔ ریل گاڑی میں بعض دفعہ بعض آدمیوں سے محبت کی بات چیت ہوتی رہتی ہے۔ اور ایسا بھی اتفاق ہو جاتا ہے۔ کہ کسی نہ کسی وقت انہیں لکھنے یا ملنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ مگر پتہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے وہ پوری نہیں ہوتی:۔

(۳۹۱) دوست سے محبت اعتدال کے ساتھ رکھو کیونکہ ممکن ہے۔ کہ کبھی تمہارا بگاڑ ہو جائے (اسیطرح) دشمن کے ساتھ دشمنی حد سے زیادہ نہ کرو۔ کیونکہ ممکن ہے کہ کبھی تمہاری محبت ہو جائے:۔

(ف) اگر محبت کی زیادتی ہو گی تو حد سے زیادہ بے تکلفی ہو جائیگی۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں ہر ایک کو دوسرے کے کل معاملات سے واقفیت ہو جائے گی۔ اور بہتیری باتیں

سعدی نے نیک ہم نشین کی خوشبو اسطرح پھیلائی ہے۔ ؎

گل خوشبوئے در حمام روزے ۔۔۔ رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری ۔۔۔ کہ از بوئے دلاویز تو مستم
بگفتا من گِلِ ناچیز بودم ۔۔۔ ولیکن مدتے با گُل نشستم
جمالِ ہم نشین در من اثر کرد ۔۔۔ وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

(ایک دن حمام میں (سر پر ملنے کے لئے) خوشبودار مٹی مجھے ایک دوست نے دی۔)
(میں نے اس سے کہا تو کستوری ہے یا عنبر۔ کہ تیری دل ربا بو سے میں مست ہو گیا ہوں)
(اس نے کہا میں ناچیز مٹی تھی۔ لیکن ایک عرصہ گلاب کے پھول کے پاس بیٹھی رہی)
(ہم نشین کے جمال نے مجھ پر اپنا اثر ڈال دیا ہے۔ ورنہ میں مٹی کی مٹی ہوں۔) یہ وہ مٹی ہے جو گلاب کا عرق یا عطر نکالنے کے وقت نال کے منہ پر لیپتے ہیں:۔

بد ہم نشین کی مثال کے واسطے ایک ہی شعر کافی ہے جو بہت ہیبتناک ہے۔ ؎

پسرِ نوح بابداں بنشست ۔۔۔ خاندانِ نبوتش گم شد

(نوح علیہ السلام کا بیٹا بروں کے ساتھ بیٹھا۔ پیغمبری اُسکے خاندان سے گم ہو گئی)

(۳۸۶) مجلسیں (جو پوشیدہ طور پر کی جائیں۔ اُن کے مشورے) امانت ہیں۔ سوائے تین صورتوں کے (۱) ناحق خون کرنے (۲) زنا کرنے (۳) اور ناحق کسی کا مال خورد برد کرنے کے مشورے:۔

(ف) بدی کرنے کے واسطے جو مشورے کئے جائیں۔ وہ امانت نہیں ہیں۔ انہیں فوراً ظاہر کر دینا چاہیئے۔ تاکہ اُن پر عمل نہ ہو سکے۔ اور لوگ اُن کے شر سے بچ جائیں۔

دوستی اور محبت

(۳۸۷) قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ تم جنت میں داخل نہیں ہو گے جب تک ایمان نہ لاؤ۔ اور ایمان نہیں لاؤ گے جب تک آپس میں محبت نہ کرو۔ میں تمہیں ایک ایسی بات بتلاتا ہوں۔ کہ جب تم اُسے کرو گے تو آپس میں محبت کرو گے (اور وہ یہ ہے) کہ آپس میں (ایک دوسرے کو) سلام کیا کرو:۔

(ف) سلام کرنے سے میل ملاپ پیدا ہوتا ہے۔ اور اُس کے نہ کرنے سے رنج اور کینہ۔ روزمرہ یہ باتیں سننے میں آتی ہیں "فلاں شخص آج ہمارے پاس سے گزرا نہ سلام نہ دعا۔ خبر نہیں اس قدر

نسب کے متعلق سعدی نے کہا ہے ۔ ؎

چو کنعاں را طبیعت بے ہنر بود — پیمبر زادگی قدرش نیفزود

ہنر بنمائے گرداری نہ گوہر — گل از خار است ابراہیم آذر

(جب کنعان (نوح کے بیٹے) کی طبیعت میں کوئی ذاتی قابلیت نہ تھی پیمبر کا بیٹا ہونے نے اسکی کچھ قدر نہ بڑھائی (اگر تیری پاس ہے تو ہنر دکھا۔ نہ کہ نسب۔ کانٹے سے پھول نکلتا ہے! اور آذر (بت پرست) سے ابراہیم ہوئے۔)

(۳۹۵) تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کا آئینہ ہے۔ اگر کوئی کسی میں برائی دیکھے۔ تو چاہیئے کہ اُسے ہٹادے :۔

(ف) انسان طبعًا خود پسند ہے۔ اور دوسروں کو ناپسند کرنا بھی اُسکی سرشت میں داخل ہے اُسے اپنے عیب تو بڑے بھی نظر نہیں آتے۔ مگر دوسروں کی خفیف فروگذاشتیں بھی پہاڑ بن بن کے دکھائی دیتی ہیں۔ پس اگر کوئی شخص کسی دوست میں سقم دیکھے تو اُسے حکمت اور تدبیر سے اُس سے آگاہ کرکے رفع کروادے۔ اور جس کے پاس اُس کا عیب اصلاح کی غرض سے بیان کیا جائے اُسے چاہیئے کہ بیان کرنے والے کو برا نہ سمجھے۔ بلکہ حقیقی خیر خواہ سمجھ کر اُس کا شکریہ ادا کرے۔ اور اُسے اس امر پر مزید گفتگو کا موقع دے ۔ ؎

جز آن کس ندانم نکوگوئے من — کہ روشن کند بر من آہوئے من

(اُس شخص کے سوا میں اپنا خیر خواہ کسی کو نہیں سمجھتا۔ جو میرا عیب مجھپر ظاہر کردیتا ہے)

آتش نے یہہ خیال اور طرز میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے ۔ ؎

(سُن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا۔ کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا۔)

(۳۹۶) اپنے بھائی کی ظالم ہو۔ یا مظلوم مدد کرو (سامعین میں سے ایک نے) عرض کیا۔ اگر مظلوم ہو۔ اُس کی تو میں مدد کروں گا۔ مگر ظالم کی مدد کس طرح کروں؟ فرمایا۔ اُسے ظلم سے باز رکھو یہی اُس کی مدد ہے :۔

(۳۹۷) جو شخص اپنے بھائی کی عزت بچائیگا۔ قیامت کے دن اللہ اُسکے چہرہ کو (دوزخ کی) آگ سے بچائیگا۔

(۳۹۸) عادل حاکم کی تعظیم کرنا۔ خدا کی تعظیم میں داخل ہے :۔

(ف) مسلمانوں میں بادشاہ کو خلیفۃ اللہ (خدا کا نائب) اور ظل اللہ (خدا کا سایہ) کے لقب سے پکارتے ہیں پس اُسکی تعظیم خود خدا کی تعظیم میں داخل ہے :۔

(۳۹۹) جو جوان شخص کسی بوڑھے کی تعظیم اس کی عمر کیوجہ سے کرے اللہ تعالیٰ کسی شخص کو

ان میں ایسی ہوں گی۔ کہ وہ ظاہر ہو کر تکلیف اور نقصان کا موجب ہوں گی۔ اسی طرح اگر حد سے زیادہ دشمنی کی جائے گی تو دوستی کے وقت پرانی باتوں کا خیال آ کر ندامت ہو گی

(۳۹۲) خدا کے بندوں میں سے بہت ایسے ہیں۔ کہ نہ وہ نبی ہیں نہ شہید۔ مگر قیامت کے دن خدا کے نزدیک اُن کا رتبہ دیکھکر نبی اور شہید رشک کھائیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں بتلایئے وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا وہ وہ لوگ ہیں جو خدا کی رضامندی کے واسطے ایسے لوگوں سے محبت رکھتے ہیں جن سے نہ اُن کا کوئی رشتہ ناطہ ہے۔ اور نہ کوئی مال ملنے کی توقع ہے۔ واللہ اُن کے چہروں پر نور ہوگا۔ اور وہ روشن یعنی راہ راست پر رہیں گے۔ جب اور لوگ ڈریں گے اُنہیں ڈر نہیں ہوگا۔ اور جب اور لوگ مغموم ہوں گے اُنہیں غم نہیں ہوگا۔ اور یہ آیت پڑھی۔ بیشک جو خدا کے دوست ہیں اُن کے واسطے نہ کوئی خوف ہے۔ اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔

(۳۹۳) مسلم شخص مسلم کا بھائی ہے۔ نہ اُسپر ظلم کرے نہ اُسے تکلیف میں گھرا ہوا چھوڑے اور جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے گا۔ اللہ اُسکی ضرورت پوری کرے گا۔ اور جو کوئی مسلم کسی مسلم کی تنگی دور کرے گا۔ اللہ قیامت کی تنگیوں میں سے اسکی کوئی تنگی دور کر دے گا۔ اور جو شخص کسی مسلم کی پردہ پوشی کرے گا۔ قیامت کے دن اللہ اُس کی پردہ پوشی کرے گا

(۳۹۴) جو شخص کسی ایمان دار کی کوئی دنیاوی تکلیف دور کرے۔ خدا اسکی قیامت کے دن کی کوئی تکلیف اُس سے دور کرے گا۔ جو کسی تنگدست کی تنگی رفع کرے۔ خدا اُس کی دنیا اور آخرت میں تنگی رفع کرے گا۔ اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا خدا اُسکی دنیا اور آخرت میں پردہ پوشی کرے گا۔ اور خدا انسان کا معاون رہتا ہے۔ جب تک وہ اپنے بھائی کا معاون رہے۔ اور جب لوگ خانہ خدا میں جمع ہو کر خدا کی کتاب پڑھتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو پڑھاتے ہیں۔ تو خدا اُن کو تسکین دیتا ہے۔ اور ان پر اپنی رحمت کا سایہ کرتا ہے۔ فرشتے انکے آگے پیچھے پھرتے ہیں۔ اور جو اُن میں سے خدا کے نزدیک ہوں۔ اُن سے خدا اُن کا ذکر کرتا ہے اور جس شخص کو اُسکا عمل پیچھے ڈالے۔ اُسکا نسب اسے آگے نہیں لے جا سکتا۔

(ف) حالی اور سعدی نے اس حدیث سے جس قدر اقتباس کیا ہے۔ وہ ذیل میں دیا جاتا ہے:۔

اگر بھولتے ہم نہ قولِ پیمبر — کہ ہیں سب مسلمان باہم برادر
برادر ہے جب تک برادر کا یاور — معین اُس کا ہے خود خداوند داور (حالی)

اجازت لیا کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اُسے برہنہ دیکھو؟ کہا نہیں۔ فرمایا پس (اسی واسطے) اجازت لیا کرو (ممکن ہے کہ تم کبھی بے اطلاع چلے جاؤ اور وہ برہنہ ہو)

(۴۰۴) جابرؓ سے روایت ہے۔ کہ میں رسول اللہ صلعم کے گھر آیا۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ فرمایا کون ہے؟ میں نے کہا میں ہوں۔ آپ باہر آئے۔ اور میں میں کہتے تھے۔ گو یا آپکو یہ جواب ناپسند آیا:۔

(ف) ایک شخص ایک دوست سے ملنے گیا۔ در پہ کھٹ کھٹ دیر تک کرتا رہا
پوچھا یہ اندر سے اُس نے کون ہو؟ نام ہے کیا آپ کا مُنہ سے کہو؟۔
یوں کہا اُس نے کہ میں اور چپ رہا۔ پس سوا اِس کے نہ کچھ منہ سے کہا
بولا وہ اندر سے لے بارِ عشرہ بز۔ کھٹ کھٹ اور ”میں میں“ ہے آخر کیا تمیز؟
وہ نہ بولے بات جو کہنے کی تھی۔ کیوں زباں کو مفت میں تکلیف دی؟
میں تو فرق ان میں نہیں کچھ جانتا۔ بے پتہ ”میں“ کو نہیں پہچانتا (عارف)

”میں“ کا جواب کافی نہیں ہے۔ اگر آواز کی شناخت نہ ہوسکے۔ تو کچھ پتہ نہیں لگتا۔ کہ ”میں“ کون ہے۔ پھر بعض دفعہ آواز کی پہچان میں دھوکا بھی ہو جاتا ہے۔ پس دروازہ کھٹکھٹانے والے کو ”میں“ کی جگہ اپنا نام بولنا ضروری ہے:۔

(۴۰۵) جب تم میں سے کوئی کسی مجلس میں پہنچے۔ تو چاہیئے۔ کہ سلام کہے۔ پھر جب واں سے اُٹھ جانے کا ارادہ کرے تو اسوقت بھی سلام کرے۔ کیونکہ پہلا سلام پچھلے سے بہتر نہیں ہے (کہ وہ کہا جائے اور یہ نہ):۔

(۴۰۶) جب تو اپنے گھر میں جائے۔ تو سلام کر۔ کیونکہ تیرا سلام تیرے اور تیرے گھر والوں کے لئے برکت (کا موجب) ہے:۔

(۴۰۷) رسول اللہ صلعم سے لوگوں نے پوچھا۔ کہ کون سا اسلام (کا کام) بہت اچھا ہے؟ آپنے فرمایا کھانا کھلانا۔ اور واقف نا واقف ہر دو کو سلام کہنا:۔

(۴۰۸) انسؓ سے روایت ہے۔ کہ وہ (چند) لڑکوں کے پاس سے گذرے۔ اور اُنہیں سلام کہا۔ اور کہا۔ کہ یہ رسول اللہ صلعم کی عادت تھی:۔

(۴۰۹) اسمأ بنت یزیدؓ کہتی ہیں۔ کہ ہم چند عورتوں کے پاس سے رسول اللہ صلعم کا گذر ہوا۔ اور آپنے ہمیں سلام کہا۔ اور ترمذی کی روایت میں ہے۔ کہ ہاتھ سے بھی سلام کا اشارہ کیا:۔

(ف) بہت کم ایسے آدمی ہیں۔ کہ چلتے چلتے جسے ملیں خواہ آشنا ہو۔ خواہ نا آشنا اُسے وہ سلام

مقرر فرما دیتا ہے۔ کہ اُسکے بڑھاپے میں اُسکی تعظیم کرے۔ نیز فرمایا جو شخص چھوٹوں پر مہربانی نہیں کرتا۔ اور بڑوں کی توقیر نہیں کرتا۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ لکھا ہے۔ کہ وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے جو نیک کام کرنے کے لئے ہدایت نہ کرے اور بُرے کاموں سے منع نہ کرے :۔

؎ در جوانی دار پیراں را عزیز تا عزیز دیگراں باشی تو نیز (عطار)

(جوانی میں بوڑھوں کی تعظیم کر۔ کہ تیری بھی اور لوگ تعظیم کریں۔)

(۴۰۰) عائشہ رضہ سے روایت ہے۔ کہ ایک سوالی اُن کے پاس آیا۔ اُنھوں نے اُسے روٹی کا ایک ٹکڑا دیا (اور بس) پھر ایک اور سوالی آیا۔ جو کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ اور وضعدار تھا۔ اُسے بٹھالیا (اور کھانا) کھلایا۔ لوگوں نے اسکا سبب پوچھا۔ کہا رسول اللہ صلعم کا فرمان ہے کہ لوگوں کو اپنی منزل پر اُتارو۔ (یعنی حفظ مراتب کا خیال رکھو) :۔

(ف) اکثر لوگ اعتراضاً کہا کرتے ہیں۔ کہ جب ہم بعض علما اور مشائخ کی خدمت میں جاتے ہیں۔ تو وہاں زائرین کی جو خاطر مدارات کی جاتی ہے۔ اس میں بڑا نمایاں فرق ہوتا ہے۔ یعنی غریب کی نسبت امیر کی زیادہ تواضع کی جاتی ہے۔ اُن کا اعتراض اس حدیث سے رفع ہو جائیگا جن لوگوں کا مرتبہ اللہ تعالیٰ نے اونچا کیا ہے اُسے پیر یا اور لوگ کیوں نیچا کریں جو شخص اپنے گھر میں اچھا کھانا کھانے کا عادی ہے میزبان اُسے کیوں ایسا کھانا دے جو اسکے لئے موجب کراہت اور تکلیف ہو۔ اور اگر وہ ایسا کرے تو حق مہمانی ادا نہیں کرتا اور سلئے گنہگار ہے

(۴۰۱) ایک شخص رسول اللہ صلعم کے مکان پر آیا۔ اور پکارا۔ کہ کیا میں اندر آجاؤں ؟ آپ نے ایک خادم کو فرمایا۔ کہ اس شخص کے پاس جاؤ۔ اور اُسے اجازت حاصل کرنے کا طریقہ سکھاؤ۔ اُسے کہو کہ پہلے سلام علیکم کہے۔ پھر آنے کی اجازت طلب کرے۔ اُس شخص نے یہ سن لیا۔ اور کہا السلام علیکم۔ کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے ؟ پس رسول اللہ صلعم نے اُسے اجازت دی اور وہ اندر آگیا :۔

(۴۰۲) رسول اللہ صلعم جب کسی کے گھر آتے تو دروازے کے سامنے سے نہ آتے۔ بلکہ دائیں یا بائیں طرف سے اور پھر کہتے السلام علیکم اور اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ اُن دنوں دروازوں کے آگے پردے نہیں تھے

(۴۰۳) ایک شخص نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا کہ میں جب ماں کے پاس جاؤں۔ کیا تب بھی اجازت لے کر جاؤں ؟ فرمایا۔ ہاں۔ اُس نے کہا میں اور وہ ایک ہی مکان میں رہتے ہیں۔ فرمایا (پھر بھی) اجازت لیا کرو۔ اُسنے کہا میں تو اُسکی خدمت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا (تب بھی)

بیمار پرسی

(۴۱۶) جس شخص نے کسی بیمار کی خبر پرسی کی۔ وہ گویا بہشت کے میوے چنتا رہا جبتک کہ واپس نہ ہوا
(۴۱۷) جس نے بیمار کی خبر پرسی کی یا اپنے بھائی سے خدا (کی رضا مندی) کے لئے ملاقات کی تو منادی کرنے والا پکارتا ہے۔ کہ (اے شخص) تو پاک ہو گیا۔ اور تیرا چلنا پاک ہوا۔ اور تو نے جنت میں (اپنا) گھر بنا لیا:۔
(۴۱۸) حضرت عایشہ رضؓ سے روایت ہے کہ جب سعدؓ کو خندق (کی لڑائی) کے دن ہفت اندام کی رگ میں زخم آیا۔ تو رسول اللہ صلعم نے اُن کے لئے مسجد میں خیمہ لگوا دیا۔ تاکہ نزدیک سے ان کی خبر (جلد جلد) لے سکیں:۔
(ف) بعض لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ مسجد میں سوائے نماز پڑھنے کے اور کوئی کام جائز نہیں۔ اُنہیں اس حدیث سے آگاہ ہونا چاہیئے:۔
(۴۱۹) جب تم بیمار کے پاس جاؤ تو اُسکی درازی عمر کے واسطے دعا کرو۔ کیونکہ اس سے اُسکا دل خوش ہوتا ہے:۔

ہمسایہ کے حقوق

(۴۲۰) وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کا ہمسایہ اسکے شر سے محفوظ نہ رہے۔
(۴۲۱) جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے۔ اُسے چاہیئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ اپنے ہمسایہ کے ساتھ نیک سلوک کرے اور نیک بات کہے۔ یا چپ رہے:۔
(۴۲۲) عایشہ رضؓ روایت کرتی ہیں۔ کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے دو ہمسائے ہیں میں کسے تحفہ بھیجوں؟ فرمایا جس کا دروازہ تم سے قریب تر ہے۔ اور ایک اور روایت میں ہے۔ کوئی شخص اپنے ہمسایہ کو حقیر نہ جانے خواہ وہ اُسے (ایک نہایت خفیف ہدیہ مثلاً) بکری کا کھر ہی بھیجے:۔
(۴۲۳) کوئی شخص اپنی دیوار میں اپنے ہمسایہ کو لکڑی گاڑنے سے منع نہ کرے:۔
(۴۲۴) جو شخص ہمسایہ کو ضرر پہنچائے گا۔ اُسے اللہ ضرر پہنچائے گا۔ اور جو اُسے مشکل میں ڈالے گا۔ اللہ اُسے مشکل میں ڈالے گا:۔

سلام کلام چھوڑ دینا

(۴۲۵) مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ تین رات سے زیادہ اپنے بھائی سے میل جول نہ رکھے

کہتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں۔ کہ صرف آشنا کو سلام کہتے ہیں۔ کچھ ایسے ہیں۔ کہ آشنا ناآشنا کسی کو بھی نہیں کہتے۔ مگر ایسے لوگ جو لڑکوں اور عورتوں کو سلام کہیں شاذ و نادر ہیں۔ یہ دو نو حدیثیں ظاہر کرتی ہیں۔ کہ لڑکوں اور عورتوں کو بھی سلام کہنا چاہیئے۔ سلام کرنا خوش خلقی ہیں داخل ہے پہل کرنا حُسن اخلاق کی علامت ہے۔ یہ ایک نیک فعل ہے۔ اس سے میل محبت پیدا ہوتی ہے۔ اور مخاطب کے لئے رحمت کی دعا ہے پس لڑکوں اور عورتوں کو اس سے محروم نہ رکھنا چاہیئے۔ لڑکوں پر خاصکر اسکا نیک اثر یہ ہو گا۔ کہ وہ بڑے آدمی کو سامنے سے آتے دیکھکر خود پہلے سلام کرنے کو راغب ہوں گے :۔

(۱۴۰) ایک گروہ جب چل رہا ہو۔ تو کافی ہے۔ کہ ان میں سے صرف ایک ہی سلام کہے اور اسیطرح ایک جگہ بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے بھی ایک ہی کا جواب سلام کافی ہے :۔

(۱۴۱) خدا کے نزدیک بہت اچھا وہ شخص ہے۔ جو سلام میں پہل کرے :۔

(۱۴۲) چلتے چلتے اگر مفصلہ ذیل لوگ مل جائیں۔ تو چاہیئے کہ) سوار پیدل کو سلام کرے۔ چلنے والا بیٹھنے والے کو۔ اور تھوڑے لوگ بہتوں کو :۔

(۱۴۳) مصافحہ کیا کرو یعنی ہاتھ ملایا کرو۔ کہ اس سے کینہ جاتا رہے گا۔ اور تحفہ دیا کرو۔ کہ اس سے محبت پیدا ہو گی۔ اور بخل جاتا رہے گا۔

چھینک اور جمائی۔

(۱۴۴) خدا چھینک کو پسند اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے۔ جب کسی کو چھینک آئے تو وہ خدا کی تعریف کرے۔ اور ہر ایک مسلمان پر جو خدا کی تعریف سُنے۔ حق ہے۔ کہ (جواباً) کہے۔ خدا تجھ پر رحمت کرے۔ لیکن جمائی شیطانی حرکت ہے۔ جب کسی کو نماز میں جمائی آئے۔ تو حتی الامکان منہ نہ کھولے اور ہا ہا نہ کرے۔ کیونکہ یہ شیطانی حرکت ہے۔ اور وہ اس سے ہنستا ہے :۔

(۱۴۵) رسول اللہ صلعم کو جب چھینک آتی۔ تو اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں سے۔ یا کپڑے سے ڈھانپ لیتے۔ اور اپنی آواز کو نیچا کرتے :۔

(ف) اس حدیث پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے۔ اگر مُنہ کو ڈھانپا نہ جائے۔ تو ناک اور منہ سے ناقص پانی نکل کر پاس بیٹھنے والوں پر چھینٹیں پڑتی ہیں جس سے وہ سخت بیزار ہوتے ہیں۔ اور بعض لوگ تو اسقدر کریہ آواز کرتے ہیں۔ کہ پڑوسی اگر وہ اپنے دھیان میں ہوں۔ تو کانپ جاتے ہیں :۔

(ف) اس زمانے میں کپڑا بہت کمیاب تھا۔ بہت لوگوں کے پاس صرف ایک ہی چادر ہوتی جسے وہ تہ بند کے طور پر باندھے رکھتے اور باقی حصہ بدن کا ننگا تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ام کلثوم کے بیٹے کے بدن پر کافی کپڑا نہ تھا۔ اور اُنکا کوئی مقام ستر ننگا تھا۔

عورت کے پردہ سے یہ مراد نہیں ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو ایسی بے حجاب حالت میں نہ رکھے کہ اُس پر بری نظر پڑے۔ بلکہ اُسکے پردے میں یہ بات بھی داخل ہے۔ کہ وہ اپنی نظر میں بھی بدی پیدا ہونے کے موقعہ احتمال سے پرہیز کرے :۔

(۴۳۴) رسول اللہ صلعم نے مرد کو دو عورتوں کے درمیان چلنے سے منع فرمایا :۔

(۴۳۵) عورت پردے کے لائق ہے۔ کیونکہ جب وہ باہر نکلتی ہے۔ تو شیطان اُسے تاکتا ہے :۔

(ف) بد باطن لوگ جو بُری نظر سے عورت کو تاکتے ہیں وہ سب شیطان ہیں۔ اور کبھی کبھی اُن کا تاکنا بُرے نتیجے پیدا کرتا ہے۔ چونکہ گلی کوچوں اور بازاروں میں ان شیطانوں کی کمی نہیں ہوتی۔ اسواسطے عورت کو چاہیئے۔ کہ جب وہ باہر نکلے تو ایسی وضع میں نہ نکلے جو شیطانوں کو تاکنے کی ترغیب دلائے:۔

متفرق

(۴۳۶) کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتلاؤں جو درجے میں نماز۔ روزہ۔ اور صدقہ سے بڑی ہے؟ سامعین نے کہا۔ فرمایئے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ باہمی یعنے ایک دوسرے کے ساتھ نیکی کرنا کیونکہ باہمی فساد مونڈ دیتا ہے۔ نہ بالوں کو بلکہ دین کو یعنے اُس کا ناس کر دیتا ہے :۔

دہ روزہ مہر گردوں افسانہ ایست و افسوں ॥ نیکی بجائے یاراں فرصت شمار یارا۔ (حافظ)

(دس روز کا آفتاب آسمان ایک کہانی اور جادو ہے۔ اے دوست دوستوں کے حق میں نیکی کرنا غنیمت جان)

(۴۳۷) رسول اللہ صلعم نے ننگی تلوار کے لین دین سے منع فرمایا :۔

(ف) لین دین کرتے ہوئے ممکن ہے کہ کسی بات سے فریقین میں سے کسی کو اشتعال آجائے اور اُس خود رفتگی میں وہ تلوار چلا دے۔ اگر نیام میں ہو۔ تو کھولنے کے عرصہ میں اشتعال کا مدہم پڑ جانا ممکن ہے۔ نیز جس پر چلائی ہو۔ وہ اپنا بچاؤ کر لیتا ہے۔ یا پاس بیٹھنے والا اگر کوئی ہو تو حائل ہو جاتا ہے :۔

ضیافت

(۴۳۸) ہر مسلمان پر مہمان کی رات (بسری کرانا) لازم ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کی حویلی میں (بطور مہمان) آجائے تو اسکی خواب و خورش کا انتظام اُسکے ذمے ہے۔ یہ مہمان کی مرضی ہے

نیز یہ کہ جب دو مخالف اکٹھے ہو جائیں۔ تو ایک دوسرے سے منہ موڑ لے۔ ان میں سے بہتر وہ ہے۔ جو سلام میں پہل کرے :-

(۴۲۶) جس نے اپنے بھائی سے ملنا ایک سال تک چھوڑ رکھا۔ گویا اُسنے اُسکا خون کر دیا :-

(۴۲۷) ہر جمعرات اور پیر کے دن (بندوں کے) اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ اُس دن ہر شخص کو جس نے خدا کے ساتھ ذرہ بھی شرک نہ کیا ہو بخش دیتا ہے۔ مگر جن دو شخصوں میں عداوت ہوتی ہے خدا تعالےٰ فرماتا ہے ان کو ابھی رہنے دو جب تک آپس میں صلح نہ کرلیں :-

عیب جوئی اور پردہ پوشی

(۴۲۸) رسول اللہ صلعم منبر پر چڑھے۔ اور اونچی آواز سے اعلان کیا۔ کہ اے وہ لوگو! جو (صرف) زبان سے مسلمان ہوئے ہو۔ اور جن کے دلوں میں ایمان نے جگہ نہیں پکڑی مسلمانوں کو اذیت مت پہنچاؤ۔ اور انہیں عار مت دلاؤ۔ اور اُن کی عیب جوئی مت کرو۔ کیونکہ جو مسلمان بھائی کی عیب جوئی کرے گا۔ اللہ اُسکی عیب جوئی کرے گا۔ اور جس کی اللہ عیب جوئی کریگا اللہ اُسکی فضیحت کرے گا۔ خواہ وہ اپنے گھر کی کسی کھوہ میں چھپ جائے :-

(۴۲۹) جس نے عیب دیکھا۔ اور اُسے چھپایا۔ گویا اُس نے زندہ گاڑی ہوئی لڑکی کو (قبر سے) نکالا:-

(۴۳۰) ایسا نہیں ہوگا۔ کہ ایک انسان دوسرے انسان کی پردہ پوشی کرے اور اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اُس کی پردہ پوشی نہ کرے :-

ف ۔ اے برادر پردۂ مردم مدر ۔ تا ندرد پردہ ات شخصے دگر۔ (عطا)

(اے بھائی آدمی کا پردہ مت پھاڑ تاکوئی دوسرا شخص تیرا پردہ نہ پھاڑے)

عورت اور پردہ

(۴۳۱) اے علی! (اگر ناگہاں کسی عورت پر تمہاری نظر جا پڑے تو) دوسری دفعہ مت دیکھو کیونکہ پہلی نظر تو خیر۔ مگر دوسری روا نہیں :-

(۴۳۲) رسول اللہ صلعم نے مخنثوں اور اُن عورتوں پر جو مردانہ وضع بناتی ہیں لعنت کی اور فرمایا۔ کہ لوگ اُنہیں اپنے گھروں میں نہ آنے دیں :-

(۴۳۳) اُمّ سلمہ رضؓ بیان کرتی ہیں۔ کہ میں اور حارث کی بیٹی میمونہ رسول اللہ صلعم کے پاس بیٹھی تھیں۔ کہ اُمّ کلثوم کا بیٹا آگیا۔ آپنے فرمایا۔ پردہ کرلو۔ ہم نے کہا وہ تو اندھے ہیں ہمیں دیکھ نہیں سکتے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کیا تم بھی اندھی ہو اور اُسے دیکھ نہیں سکتیں :-

واقف ہی تب بھی بہت گھاٹ بہت رسنے بہت سائے۔ اپنے مہمانوں کے ستائے ہوئے زبان
حال سے اُن پر لعنت کرتے ہر روز دیکھنے میں آتے ہیں۔

(۳۴۳) انسؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم رسول اللہ صلعم کے پاس ایک مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے
کہ ایک گنوار آیا۔ اور کھڑا ہو کر مسجد میں پیشاب کرنے لگا۔ آپکے رفیقوں نے اُسے للکارا۔ آنحضرت صلعم
نے کہا چھوڑ دو اُسے پیشاب کرنے سے مت روکو۔ وہ ٹھہر گئے۔ جب اُس نے پیشاب کر لیا تو آپ نے
اُسے اپنے پاس بلایا۔ اور فرمایا۔ یہ مسجدیں پیشاب پاخانہ کے واسطے نہیں ہیں۔ یہ اسواسطے بنائی
گئی ہیں کہ ان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے، نماز پڑھی جائے۔ اور قرآن پڑھا جائے۔ بعد میں ایک شخص کو
حکم دیا۔ وہ پانی کا ڈول لایا۔ اور اس پیشاب والی جگہ پر بہا دیا۔ ایک اور روایت میں ہے۔ کہ پہلے گیلی مٹی
کھودی گئی۔ اور پھر پانی بہایا گیا۔

(ف) ہم مسلمانوں میں آج کل کا رواج اس حدیث کے برخلاف ہے۔ ممکن ہے۔ کہ کوئی بہت چھوٹا
گاؤں مستثنیٰ ہو۔ ورنہ کسی بڑے گاؤں یا شہر میں کوئی ایسی مسجد نہیں جس کے متعلق پیشاب خانہ اور
ایک یا زیادہ غسل خانے نہ ہوں۔ اگر کسی مسجد کے احاطہ میں پیشاب خانہ نہ ہو۔ تو اُسکا کام غسل خانہ سے
لے لیا جاتا ہے۔ بعض لوگوں کو جب پیشاب کرنا ہو۔ اور اُنہیں اگر آسان تر موقعہ نہ ملے تو مسجد کے
پیشاب خانہ میں جا کر پیشاب کرتے ہیں، خواہ نماز کا وقت ہو یا نہ ہو۔ اور بہت آدمی ایسے ہیں۔ جو کبھی
مسجد میں نماز یا قرآن پڑھنے نہیں جاتے۔ مگر جب نہانا ہو۔ تو مسجد کے غسل خانے میں ہی جا کر جائز اور
ناجائز طور پر ناپاک کئے ہوئے بدن کو صاف کرتے ہیں۔

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم کے زمانے میں مسجدوں کے احاطہ میں پیشاب خانے
بنانے کا مکروہ رواج نہ تھا۔ اگر اُس مسجد میں کوئی ایسی جگہ ہوتی۔ تو اُس گنوار سے کہا جاتا۔ کہ مقررہ جگہ
پر تمہیں جانا چاہئیے تھا۔ نیز آنحضرت صلعم نے اس حرکت یعنی مسجدوں کے احاطے میں پیشاب کرنے کو بہت
بُرا فرمایا۔ پس اس زمانے کے مسلمانوں کو اس حدیث سے بہت عبرت حاصل کرنی چاہیئے۔ اور اگر
بڑے شہروں کی مسجدوں کے احاطوں میں بعض علما کے مستقل رہنے کی وجہ سے وہاں پیشاب
خانے بنانے کی رسم کو ترک نہیں کر سکتے۔ تو کم سے کم اتنا تو کریں۔ کہ اور لوگ مسجد سے باہر پیشاب
کیا کریں۔ عوام کے لئے کوچے بازار جہاں وہ اکثر پیشاب کرتے ہیں۔ بہت ہیں۔ اور خواص کے لئے
اُن کے مکان موجود ہیں۔

(۳۴۴) ابو موسیٰؓ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں ایک دن رسول اللہ صلعم کے ساتھ تھا۔ آپ نے پیشاب کرنا چاہا۔

کہ اُس کا تقاضا کرے یا نہ کرے :-

(۴۳۹) عوف بن مالک بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسُول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک آدمی کے ہاں میرا جانا ہوا۔ اُس نے میری ضیافت نہیں کی۔ اگر وہ میرے ہاں آجائے تو کیا میں اُس کی مہمان داری کروں؟ آپ نے فرمایا ضرور کرو۔ آپ نے دیکھا کہ میرے کپڑے ناقص ہیں۔ فرمایا کیا تیرے پاس کوئی مال نہیں ہے؟ میں نے عرض کیا، ہر قسم کا مال اونٹ بکری خدا نے مجھے عطا کر رکھا ہے۔ فرمایا تمہاری طرح وضع پر اُسکا ظہور ہونا چاہئیے۔

(۴۴۰) جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے اُسے چاہیئے۔ کہ پہلے دن اور رات مہمان کی خوب خدمت کرے۔ اور ضیافت تین دن تک ہے۔ بعد اُسکے خیرات ہے۔ اور مہمان کو جائز نہیں ہے۔ کہ یہاں تک ٹھہرے۔ کہ میزبان کو گنہگار کر دے۔ لوگوں نے پوچھا گنہگار کسطرح کر دے؟ فرمایا وہ ٹھہرا رہے اور اُسکے گھر اُسے کھلانے کو کچھ نہ رہے :-

(ف) مہمان اس قدر تو نہ ٹھہرا رہے۔ کہ اس مثل کے صادق آنے کی نوبت آجائے۔ کہ ایک تنگدست مرید نے کہا۔ پیر جی آپ کا کوچ ہے یا مقام؟ کہا مقام۔ تو ہمارا کوچ ہے۔ بولا مرید۔ ؎

اے برادر دار مہماں را عزیز تا بیابی عزت از رحمان تو نیز

ہر کہ مہماں را بروئے تازہ دید از خدا الطاف بے اندازہ دید (عطار)

(اے بھائی مہمان کی عزت کر۔ کہ تجھے بھی خدا سے عزت ملے۔)

(جو مہمان کو کشادہ پیشانی سے پیش آیا۔ اُسے خدا کی بے انداز عنایتیں عطا ہونگی)

ط طہارت یعنی نجاست رفع کرنا اور پاک ہونا

(۴۴۱) کوئی شخص کھڑے پانی میں۔ جو رواں نہ ہو۔ اور جس میں اُسے نہانا ہے پیشاب نہ کرے :-

(۴۴۲) لعنت ڈالنے والی تین چیزوں سے پرہیز کرو۔ پانی کی گھاٹ پر، عام رستے پر اور کار آمد سایہ میں پاخانہ پھرنے سے :-

(ف) ایسی جگہ پر جب کبھی کوئی ایسی ناپاک اور غیر مہذب حرکت کرتا ہے ۔ تو ہر دیکھنے والا شخص اُسے بُرا کہتا ہے۔ اور بعض تو خاص لفظ لعنت نہ صرف اُس کے واسطے بلکہ اُس کے ماں باپ کے واسطے بھی بولتے ہیں۔ انسان کی طبیعت اسقدر بے پروا اور بدی کیطرف راغب ہے۔ کہ باوجودیکہ یہ فعل صریحاً مذموم ہے اور جاہل سے جاہل بھی اُس کی برائی سے

کر دیتا ہے جس کی پاکیزہ زندگی بسر کرنے والوں کو اکثر ضرورت رہتی ہے۔ نماز سے پہلے بھی وضو کرتے ہیں۔ کیونکہ مشرقی لباس میں منہ ہاتھ پاؤں۔ بدن کے ایسے حصے ہیں۔ کہ اُن پر گرد و غبار اور چھینٹے پڑ جاتی ہیں۔ پس اُن کو پاک اور صاف کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر پاؤں پر موزے ہوں۔ تو ان کا دھونا ضروری نہیں۔

(۴۴۶) دو آدمی جب پاخانے بیٹھے ہوں۔ اور اُن کی شرمگاہ ننگی ہو۔ تو انہیں آپس میں باتیں نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ اُسے ناپسند کرتا ہے:۔

(۴۴۷) انس رضہ روایت کرتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلعم پاخانے بیٹھنا چاہتے۔ تو اپنے بدن کے نیچے کے حصے کا کپڑا نہ اُٹھاتے جب تک زمین کے نزدیک نہ ہو جاتے:۔

(ف) بعض لوگوں کو عادت ہے۔ کہ چلتے چلتے بیٹھنے سے پہلے ہی کپڑا اٹھا لیتے ہیں۔ شرم و حیا کے قواعد کے یہ بالکل برخلاف ہے:۔

(۴۴۸) جابر رضہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم جب قضائے حاجت کو جاتے تو اسقدر دور نکل جاتے۔ کہ کسی کو دکھائی نہ دیتے۔ اور مسلم کی ایک اور روایت میں درج ہے کہ آپ اوٹ کی جگہ پسند کرتے

(ف) یہ آج سے تیرہ سو برس پہلے کی بات ہے۔ جب عموماً سب لوگ قضائے حاجت کے واسطے باہر ہی جایا کرتے تھے۔ آج کل بڑے شہروں میں ان کی وسعت اور بعض بیماریوں کی وجہ سے جو ابتدائے آفرینش میں نہیں تھیں اور بعض اور وجوہ سے باہر جانا دشوار یا قریباً ناممکن ہو گیا ہے۔ مگر چھوٹے قصبوں اور دیہات میں اب بھی کیا مرد کیا عورت باہر ہی جاتے ہیں۔ دور جانا ضروری ہے۔ اسواسطے کہ آبادی کے قریب تعفن نہ پھیلے۔ دوسرا یہ کہ آبادی کے نزدیک لوگوں کی آمد و رفت ہوتی ہے۔ اور بعض دفعہ بعض اشخاص کو آتے دیکھکر بغیر فراغت پائے پردے کے لحاظ سے اُٹھ بیٹھنا پڑتا ہے۔ دور جا کر لوگوں کی آنکھ سے اوجھل انسان اطمینان سے فارغ ہو سکتا ہے:۔

(۴۴۹) سلمان رضہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے ہمیں دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے پیشاب یا پاخانہ کرنے کے وقت قبلہ کیطرف منہ کرنے۔ لید یا ہڈی سے استنجا کرنے اور تین ڈھیلوں سے کم ڈھیلوں سے استنجا کرنے سے منع فرمایا:۔

(ف) جو لوگ قضائے حاجت کے لئے باہر جاتے ہیں۔ وہ عموماً پانی ساتھ نہیں لے جاتے مٹی کے ڈھیلے سے اُس وقت استنجا کر لیتے ہیں۔ اور پھر وہاں سے سیدھے کسی پانی پر

پس ایک دیوار کے نیچے نرم زمین پر آئے۔ اور پیشاب کیا۔ بعد میں فرمایا جب تم میں سے کوئی پیشاب کرنا چاہے۔ تو (ایسی نرم زمین) اختیار کرے ؛-

(ف) گھوڑے کو اُسکے بے بہا اوصاف کی وجہ سے اشرف المخلوقات کہتے ہیں۔ وہ قوت میں لاثانی ہے۔ جہاں ریل نہیں جاتی۔ اُس کی خوبی اور قوت کا اندازہ وہاں ہی ہو سکتا ہے۔ اسیر عادت میں جابر اور سرکش نہیں ہے۔ بلکہ بڑا حلیم اور فرماں بردار ہے۔ جن لوگوں کو یہ معلوم نہیں وہ پڑھکر متعجب ہوں گے۔ کہ جب گھوڑا اپنے تھان پر بندھا نہ ہو۔ اور چل رہا ہو۔ تو جب اُسے پیشاب کرنا ہوتا ہے۔ نرم یا ریتلی زمین پر کرتا ہے۔ جانتا ہے۔ کہ سخت زمین پر کرنے سے زمین بھی خراب ہو گی۔ کہ بہت سی جگہ پر پیشاب پھیل کر اس پر نشان پڑ جائیگا۔ تعفن بھی بہت پھیلے گا۔ اور پاس سے گزرنے والوں پر اور شاید سوار کے پاؤں پر بھی ناپاک چھینٹیں پڑینگی۔ مگر ریتلی زمین پر چھینٹیں اُڑتی ہیں۔ نہ داغ پڑتا ہے۔ نہ تعفن پھیلتا ہے۔ کیونکہ سارا پیشاب تھوڑی سی جگہ میں فوراً جذب ہو جاتا ہے۔ کاش حیوانوں کی عادتوں سے انسان سبق سیکھیں ؛-

(۴۵۴) سفیان بن حکم۔ یا حکم بن سفیان ثقفی بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم جب پیشاب کرتے تو وضو کرتے۔ اور پانی چھڑکتے ؛-

(ف) ابو داود نے یہ حدیث روایت کی ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ راوی اُن کا آشنا نہیں تھا۔ اُسکے باپ اور اُسکے نام میں اُنہیں شک ہو گیا۔ اسواسطے اُنہوں نے اُسے ظاہر کر دیا۔

ہم لوگوں میں سے جو لوگ اپنے مشرقی طور پر پاکیزگی کا خیال رکھتے ہیں۔ پیشاب کرنے کے بعد عموماً ہاتھ دھوتے ہیں۔ اور ایسا کرنے کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔ پیشاب کرنے کے وقت اُس گندے پانی سے جو آدمی کے اندر بند رہکر نکلتا ہے۔ بدبودار ابخرے نکل کر اوپر صعود کرتے ہیں اور ناک اور چہرے کو اُن کا احساس ہوتا ہے۔ جب کسی جگہ سے بدبو آتی ہے۔ تو لوگ تھوکتے ہیں اور ناک اور منہ کے آگے کپڑا رکھتے ہیں پس پیشاب کرنے کے بعد ہاتھ دھونے۔ کلی کرنا ناک میں پانی ڈالنا۔ اور چہرہ دھونا۔ زیادہ پاکیزگی کے خیال سے ایک ضرورت کی بات ہے۔ ہم مسلمان دونو ہاتھ سے منہ دھوتے ہیں۔ اور اس طرح منہ دھوتے وقت کہنیوں تک میلا پانی چلا جاتا ہے اس لئے اُن کے دھونے کی بھی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ پھر پاؤں پر اگر پیشاب کی کوئی چھینٹ نہ پڑے تو منہ اور کلایاں دھوتے وقت ضرور چھینٹے پڑتے ہیں پس اُن کا دھونا بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ اس سے پہلے سر پر گیلا ہاتھ پھیرنا۔ وضو کی تکمیل

کو پسند کرتا ہے۔ پس جب تم میں سے کوئی نہائے تو پردہ کرے :۔

(۴۵۷) جو شخص مردے کو نہلائے اُسے چاہیئے کہ بعد میں آپ بھی نہا لے۔ اور جو میّت کو اُٹھائے وہ بعد میں وضو ضرور کرے (اور نہلائے تو اور اچھا ہے۔)

(۴۵۸) جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے۔ وہ حمام میں تہ بند باندھے بغیر داخل نہ ہوئے۔ بغیر کسی عذر کے اپنی عورت کو حمام میں داخل نہ کرے۔ اور اُس دستر خوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو:۔

طعام یعنے کھانا

(۴۵۹) جب تم کھانا کھانے لگو۔ تو بسم اللہ کہکر یعنے اللہ کا نام لیکر کھاؤ۔ اور اگر شروع میں بسم اللہ کہنا بھول جاؤ۔ تو اخیر میں کہو۔ اللہ کا نام ہی شروع میں اور اللہ کا نام ہی اخیر میں (چاہیئے)

(ف) نہ شرط است وقتے کہ روزی خوری کہ نام خداوند روزی بری۔ (سعدی)

(یہ ٹھیک نہیں کہ جس وقت تو اپنی روزی کھائے۔ اُسوقت روزی دینے والے کا نام نہ لے)

(۴۶۰) جب کوئی مرد اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ اور داخل ہوتے وقت اللہ کا نام لے اور کھانا کھاتے وقت بھی اللہ کا نام لے۔ تو شیطان اپنے چیلوں سے کہتا ہے۔ کہ تمہیں یہاں نہ رات رہنا ملے گا نہ کھانا ملے گا۔ اور اگر گھر داخل ہوتے ہوئے اللہ کا نام لے۔ مگر کھانا کھاتے ہوئے نہ لے۔ تو شیطان کہتا ہے کہ تمہیں کھانا تو ملے گا مگر رات رہنا نہیں پاؤ گے۔ اور اگر نہ گھر داخل ہوتے ہوئے۔ نہ کھانا کھاتے ہوئے اللہ کا نام لے۔ تو شیطان کہتا ہے۔ کہ رات کا بسیرا اور کھانا دونوں ملیں گے :۔

(ف) جو شخص اپنے کسی فعل کے کرتے وقت خدا کا دھیان رکھتا ہے اس کے سرانجام کرنے میں اس سے کوئی بدی نہیں ہو سکتی اور اگر خدا کا دھیان نہ رکھے تو بدی اور شیطنت کا عمل میں آنا تعجب کی بات نہیں:۔

(۴۶۱) کھانے کے درمیان میں برکت اُترتی ہے۔ پس اُسے کناروں سے کھایا کرو۔ اور درمیان میں سے نہ کھایا کرو :۔

(ف) ہم مسلمانوں میں پس ماندہ کھانا ناپاک اور ردی نہیں سمجھا جاتا۔ اور جسے گوارا ہوتا ہے وہ کھا لیتا ہے۔ اگر روٹی یا چاولوں کی تھالی کو درمیان سے کھایا جائے۔ تو اردگرد کے حصے ایسے ہو جاتے ہیں کہ دوسرے شخص کا کھانے کو دل نہیں چاہتا۔ اور اگر ایک طرف سے بچا ہوا صاف کھانا رہ جائے۔ تو دوسرے کو اُسکے کھانے میں کراہت نہیں ہوتی۔ اور مکروہ طرح کے استعمال سے

آتے ہیں۔ لید خود غلاظت ہے، وہ کیا صاف کرے گی۔ ہڈی سے زخم ہو جانے کا اندیشہ ہے اور تین ڈھیلوں کی کم سے کم تعداد صفائی کی غرض سے رکھی گئی:۔

(۴۵۰) انس رض بیان کرتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلعم قضائے حاجت کو جاتے تو آپ کے پیچھے پیچھے میں اور ایک لڑکا ایک برتن میں پانی لے کر جاتے جس سے آپ استنجا کرتے:۔

(۴۵۱) جریر رض سے روایت ہے۔ کہ میں رسول اللہ صلعم کے ہمراہ تھا۔ کہ آپ پاخانے گئے اور قضائے حاجت کے بعد فرمایا۔ اے جریر پاک کرنے والا (پانی) لا۔ میں پانی لایا۔ جس سے آپ نے استنجا کیا۔ اور پھر اپنے ہاتھ کو زمین پر (مٹی سے) ملا اور دھویا:۔

(۴۵۲) اگر اپنی امت پر میں دشوار نہ سمجھتا۔ تو ہر ایک نماز کے وقت انہیں مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

(ف) ہندوستان کے لوگ مسواک کے فائدے سے خوب واقف ہیں۔ ہندو قوم کے بعض دیہاتی معزز اشخاص تو ایک گھنٹہ سے بھی زیادہ وقت ہر روز مسواک پر لگاتے ہیں۔ مسواک سے دانت صاف رہتے ہیں۔ اُن پر میل نہیں جمتا جو انہیں کریہ منظر کر دیتا ہے۔ کھانے کی چیزوں کے اجزا جو دانتوں میں پھنس جاتے ہیں وہ نکل جاتے ہیں۔ اگر نہ نکلیں تو بہت جلد سڑ کر منہ میں بدبو پیدا کر دیتے ہیں۔ جس سے پاس بیٹھنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے اور ناقص لعاب معدے میں جانے کی وجہ سے بعض بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں نیز دانتوں کی جڑیں کمزور ہو جاتی ہیں۔

(۴۵۳) جب تم میں سے کوئی سو کر اُٹھے تو (پانی کے) برتن میں ہاتھ نہ ڈالے۔ جب تک اُسے تین دفعہ دھو نہ لے۔ کیونکہ اُسے معلوم نہیں کہ اُسکا ہاتھ رات کے وقت کہاں (کہاں) پھرتا رہا۔

(۴۵۴) عورتوں کے پاس پیچھے کی طرف سے مت آؤ۔ اللہ تعالیٰ حق بات کے کہنے سے نہیں شرماتا۔

(۴۵۵) ہر ایک بال کے نیچے جنابت (یعنی ہم بستر ہونے) کا اثر ہے۔ پس (اس کے بعد) اپنے بالوں کو دھو ڈالو۔ اور بدن کو پاک کرو۔

ایک اور حدیث میں ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے۔ کہ احتلام کیوجہ سے بھی غسل لازم ہے:۔

ابو داؤد کی ایک اور حدیث میں لکھا ہے۔ کہ عورت کے لئے بالوں کا کھولنا ضروری نہیں وہ سر پر کم سے کم تین دفعہ پانی بہا وے۔ حیض کے بعد نہانے کے واسطے حسب روایت مسلم سر کے بالوں کا اچھی طرح سے دھونا ہے۔

(۴۵۶) رسول اللہ صلعم نے ایک شخص کو ننگے نہاتے ہوئے دیکھا۔ آپ منبر پر چڑھے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ خدا حیا دار ہے۔ اور پردے دار ہے۔ اور وہ حیا اور پردے

(۴۶۵) رات کا کھانا کھاؤ۔ خواہ کچھ ناقص کھجوریں ہی ہوں کیونکہ رات کا کھانا نہ کھانا کمزوری لاتا ہے

(۴۶۶) رسول اللہ صلعم نے کبھی کھانے کا نام نہیں دھرا۔ جب بھوک ہوتی تو کھا لیتے۔ جب طبیعت نہ چاہتی نہ کھاتے:۔

(۴۶۷) رسول اللہ صلعم کے پاس جب کوئی پہلا پھل لاتا۔ تو فرماتے اے خدا برکت اُتار ہم ہمارے شہر پر۔ ہمارے پھلوں پر۔ ہمارے پیمانوں پر اور برکت پر برکت اتار۔ اور پھر جو چھوٹا اُنکا موجود ہوتا اُسے وہ (پھل) عطا فرما دیتے۔

(۴۶۸) حضرت عائشہ رض کا بیان ہے۔ کہ انہوں نے ایک بکری ذبح کی۔ ایک سوالی آگیا۔ اور اُسے کچھ گوشت دیا۔ پھر ایک اور آگیا۔ اُسے بھی کچھ دیا۔ رسول اللہ صلعم نے پوچھا کتنا باقی ہے۔ گھر کے لوگوں نے کہا۔ صرف ایک ران باقی رہگئی ہے۔ آپنے فرمایا (نہیں بلکہ) سوائے ایک ران کے سب باقی ہے (جو خدا کے نام کا دیا گیا)

(۴۶۹) جو (کچا) لسن یا پیاز کھائے۔ وہ ہم سے الگ رہے۔ یا (یہ فرمایا) ہماری مسجد میں نہ آئے۔ اور اپنے گھر میں بیٹھے:۔

(۴۷۰) تم میں سے کوئی شخص کسی کے جانور کو اُسکی اجازت کے بغیر نہ دوھے۔ کیا کوئی چاہتا ہے کہ ایک شخص اُس کے بالا خانے پر چڑھکر خزانہ توڑے۔ اور اُسکا کھانا لے جائے۔؟ حقیقت یہ ہے۔ کہ اسکے مویشی کے تھن اُسکے کھانے کا خزانہ ہے:۔

(۴۷۱) تبوک کی جنگ میں نصاریٰ یعنی عیسائیوں کا بنایا ہوا پنیر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپنے چھری منگائی۔ بسم اللہ کہہ کر اُسے کاٹا۔ اور کھایا:۔

(۴۷۲) جب تمہاری دعوت کی جائے۔ تو اُسے قبول کر لو۔ اور ایک اور حدیث میں ابو داؤد سے روایت ہے۔ کہ اگر کسی شخص کی دعوت کی جائے اور وہ قبول نہ کرے۔ تو اُس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی۔ اور جو شخص بن بلائے چلا جائے۔ وہ گویا چور اندر چلا گیا۔ اور چوری کر کے باہر آگیا:۔

ہر کہ او مہمان کس ناخواندہ شد نزد مردم خوار و زار و راندہ شد
تا نخوانندت بخوردن کس مرو در پئے مردار چوں کرگس مرو

(جو شخص بن بلائے کسی کا مہمان ہوا۔ وہ لوگوں کے نزدیک خوار اور ذلیل ہوا)
(جب تک تجھے بلائیں نہ کسی کے ہاں کھانے کے واسطے مت جا۔ گدھ کیطرح مردار پر مت جا)

جو کھانا ناکارہ ہو جاتا۔ وہ کار آمد رہتا ہے۔ اور یہ ایک برکت ہے :۔

(۴۶۲) رسول اللہ صلعم نے (اس بات سے) منع فرمایا۔ کہ (کوئی) آدمی دو دو کھجوریں جوڑ جوڑ کر کھائے۔ اِلّا اس صورت میں کہ اپنے ساتھیوں سے پوچھ لے :۔

(ف) پھل کی قسم کی چیزیں کسی کھلے برتن میں ڈال کر یار دوست لوگ اکثر ملکر کھاتے ہیں۔ بعض جو حریص مزاج ہوتے ہیں جلدی جلدی یا دو دو دانے کھانے لگ جاتے ہیں۔ اگر بے تکلفی ہو تو حاضرین میں سے کوئی زندہ دل دوست فوراً حاشیے چڑھا کر احباب کی تفریح طبع کا موجب ہوتے ہیں۔ اور اگر یہ صورت نہ ہو تو دل ہی دل میں ایک دوسرے کی طرف دیکھکر مزے لے لیتے ہیں اور زیادتی کرنے والے کی فضیحت ہوتی ہے :۔

(۴۶۳) رسول اللہ صلعم کے پاس ایک شخص نے ڈکار لیا۔ فرمایا۔ اپنے ڈکار کو ہم سے ہٹائے رکھ بہت لوگ جو دنیا میں پیٹ بھر کر کھاتے ہیں۔ قیامت کے دن بہت بھوکے ہوں گے۔

(ف) ڈکار لینا۔ ایک مذموم حرکت ہے۔ پاس بیٹھنے والوں کو بہت گھن آتی ہے۔ اس سے پرہیز کرنا چاہیئے :۔

پیٹ بھر کر کھانے والوں یعنی ٹھونسنے والوں میں اکثر لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بھوکوں کا خیال کبھی دل میں نہیں لاتے۔ پس روز جزا ایسے لوگوں کا بھوکا رہنا ان کے اعمال کا لازمی نتیجہ ہے اس کے علاوہ جو سیر ہو کر کھاتا ہے۔ وہ کودنا بھی ہے یعنی ان کی حیوانی قوت زیادہ جوش میں آتی ہے۔ اور اس وجہ سے اُس سے بہت سے برے افعال وقوع میں آتے ہیں۔ اور حکم اور حکمت کی طرف توجہ ہی نہیں ہوتی۔ ؎

شکم بند دست است و زنجیر پائے شکم بندہ نادر پرستند خدا (سعدی)

(پیٹ۔ ہاتھ کا بندھن ہے۔ اور پاؤں کا زنجیر۔ پیٹ کا بندہ خدا کی بندگی بہت ہی کم کرتا ہے)

(۴۶۴) پیٹ سے بدتر کوئی برتن نہیں۔ جو آدمی بھرتا ہے۔ آدمی کو چند لقمے کفایت کرتے ہیں۔ جو اُس کی پیٹھ یعنی قوت کو قائم رکھیں اور اگر وہ ناچار (زیادہ) کھانا چاہے۔ تو ایک تہائی پیٹ کھانے کے واسطے۔ ایک تہائی پانی کے واسطے اور ایک تہائی سانس کے واسطے ہونا چاہیئے

؎ تہی از حکمتی بعلت آں کہ پُری از طعام تا بینی (سعدی)

(حکمت سے تو اس واسطے خالی ہے۔ کہ کھانے سے ناکوں ناک بھرا ہوا ہے)

ع پر مخور آخر بہائم نیستی۔ (پیٹ بھر کر مت کھا۔ کہ تو چوپایہ تو نہیں ہے۔)

(۴۷۹) کھنبی من کی قسم سے (خودرو چیز) ہے۔ اُس کا پانی آنکھ کے لئے شفا ہے۔

(۴۸۰) تپ دوزخ کی لُو ہے پس پانی کے ساتھ اپنے بدن سے اُسے ٹھنڈا کرو۔ اور ترمذی سے روایت ہے۔ کہ جب کسی کو تپ ہو تو جاہیے۔ کہ تپ آگ کا ٹکڑا ہے پس وہ پانی کے ساتھ اُسے بجھائے۔ اور رواں پانی میں بیٹھ جائے۔ اور چڑھاؤ کی طرف منہ کرے۔ اور پھر دعا پڑھے۔

(ف) بہت دراز عرصہ گذرا ہے۔ کہ راقم کو ایک دفعہ بخار ہوا۔ جب کہ وہ مقام جہلم میں تھا۔ اور اسے اس حدیث کا علم نہیں تھا۔ ایک دوست ایک فقیر کو لے آئے۔ کہ اس کی صحت کے واسطے دعا کرے۔ فقیر صاحب نے فرمایا کہ جاکر دریا میں نہا آؤ۔ ستمبر کا مہینہ تھا۔ ابھی پانی میں برف کا اثر تھا۔ کہ وہ جاکر دریائے جہلم کے ٹھنڈے پانی میں نہا آیا۔ اور شافی مطلق کے فضل سے اُس کا بخار اُتر گیا:۔

(۴۸۱) جب تم سُنو۔ کہ کسی قطعہ زمین میں طاعون (کی بیماری) ہے۔ تو وہاں مت جاؤ اور جب کسی قطعۂ زمین میں جہاں تم رہتے ہو (یہ بیماری) ہو جائے۔ تو وہاں سے مت نکلو:۔

(ف) آج تیرہ سو سال کے بعد بھی جبکہ سائنس اپنے عروج پر آگیا ہے۔ صرف یہی ایک علاج اس بیماری کی بیخ کنی کے واسطے موثر سمجھا گیا ہے اسی حکم کی نافرمانی سے یہ وبا پھیلتی ہے:۔

طلاق

(۴۸۲) حلال چیزوں میں سے کوئی چیز خدا کے نزدیک ایسی بری نہیں جیسی طلاق:۔

(ف) طلاق کا دینا بعض حالتوں میں جائز رکھا گیا ہے۔ مگر مرد کو اپنے اس اختیار کے برتنے میں بہت محتاط ہونے کی فہمایش کیگئی ہے۔ اور اسحالت میں جبکہ سارے حیلے جن کی تفصیل طوالت کا موجب ہوگی۔ باہمی صفائی رکھنے کے لئے ناکامیاب ہو جائیں۔ طلاق دینے کی اجازت دی گئی ہے۔ اور یہ جو فرمایا۔ کہ خدا کے نزدیک طلاق بہت بُری ہے۔ سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ جب حلال یعنی جائز ہے تو پھر بُری کیوں۔ انسان کا ہاتھ یا پاؤں اگر کسی بیماری یا ضرب سے ایسا ناقص اور ردی ہو جائے۔ کہ اُس کا جسم کے ساتھ رہنا خطرناک ہو۔ مگر کاٹ دینا صحت بخش۔ تو اُسے کاٹ دیا جاتا ہے۔ گو ایک عضو کا کٹ جانا بہت بُری بات ہے۔ اسیطرح طلاق اگرچہ بہت بُری چیز ہے۔ مگر جہاں اُس کی ضرورت ہو دی جاتی ہے:۔

(۴۸۳) جو عورت بے وجہ اپنے خاوند سے طلاق مانگے۔ اُسے جنت کی ہوا (تک) نہیں لگے گی:۔

(۴۷۳) جب دو شخص ایک ہی وقت میں دعوت (کا پیغام) دیں تو اُن میں سے نزدیک تر دروازے والے کی قبول کرو۔ کیونکہ وہ نزدیک تر ہمسایہ ہے۔ اور اگر ان میں سے کوئی پہل کرے۔ تو پہل والے کی قبول کرو:۔

(۴۷۴) ولیمے بیاہ (کی ضیافت) کے کھانوں میں وہ کھانا بہت بُرا ہے جس میں دولت مند لوگ بلائے جائیں۔ اور مسکینوں کو پوچھا نہ جائے۔ اور جو شخص دعوت پر نہیں آتا۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے۔ اور ایک اور روایت ہے۔ کہ بہت بُرا کھانا وہ ہے جس میں جو لوگ آئیں اُنہیں روکا جائے۔ اور جنہیں بلایا جائے وہ آنے سے انکار کریں:۔

طب۔ جھاڑ۔ پھونک۔ طاعون۔

(۴۷۵) اللہ تعالےٰ نے بیماری اور دوا نازل کی۔ اور ہر ایک درد کی دوا پیدا کی پس دوا کیا کرو۔ مگر جو چیز حرام ہے۔ اس سے دوا مت کرو۔ اور بخاری سے روایت ہے کہ کوئی بیماری اللہ نے نہیں اُتاری جس کی دوا پیدا نہیں کی۔ ابو داود اور ترمذی نے بھی یہی بیان کیا ہے۔ مگر اتنا زیادہ لکھا ہے۔ کہ ایک بیماری کی دوا نہیں ہے اور وہ بڑھاپا ہے۔

(۴۷۶) ہر درد کی ایک دوا ہے پس جب وہ کی جاتی ہے۔ درد اللہ کے حکم سے دور ہو جاتا ہے

(۴۷۷) اپنے بیماروں کو کھانے اور پینے پر مجبور نہ کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اُنہیں کھلاتا پلاتا ہے

(ف) بعض بیماریوں میں بیمار کو کھانے پینے سے نفرت ہو جاتی ہے۔ تیمار دار اس خیال سے کہ اُس کی طاقت قایم رہے اُسے کھانے پر مجبور کرتے ہیں۔ اور وہ تنگ ہوتا ہے۔ اور ایسی صورت میں اُسکا کھانا بھی بجائے فائدے کے بعض دفعہ اسے تکلیف دیتا ہے۔ اکثر بیمار بہت بہت دن کھانا نہیں کھاتے اور پھر بھی بچ رہتے ہیں۔ اور یہی اللہ کا کھلانا پلانا ہے:۔

(۴۷۸) جس شخص نے اپنے آپ کو داغا۔ یا جھاڑ پھونک کروائی۔ اُس نے توکل چھوڑ دیا۔ مسلم اور ابوداود سے روایت ہے۔ کہ جس جھاڑ پھونک میں شرک نہیں۔ اس کا کچھ ڈر نہیں۔

(ف) لوہا گرم کرکے بدن پر لگانے کو داغنا کہتے ہیں۔ بعض لوگ جہالت کی وجہ سے بیماری کے موقعہ پر اصل علاج کیطرف رجوع نہیں کرتے۔ اور کان چیرنا۔ اور بدن کا کوئی حصہ داغنا یا جھاڑ پھونک اس قسم کے بیہودہ عمل کرتے ہیں۔ صحیح تدبیر کرنا۔ اور اُس میں کامیابی کی امید خدا سے رکھنا۔ اس کا نام توکل ہے۔ جو صحیح تدبیر نہیں کرتا۔ اور جادو ٹونے کا سہارا لیتا ہے۔ وہ خدا پر بھروسہ نہیں کرتا۔

گفت او گلیم خویش بدر مے برد زموج　　وین جہد مے کند کہ بگیرد غریق را

(ایک صوفی خانقاہ چھوڑ کر مدرسہ میں آگیا۔ اور صوفیوں کی صحبت کے عہد و پیمان کو توڑ آیا)
(میں نے پوچھا عالم اور عابد میں کیا فرق تھا۔ کہ تم نے اُسکے فریق کو چھوڑ کر اسکے فریق کو پسند کیا)
(اُس نے کہا۔ وہ اپنی ہی گدڑی دریا کی ٹھاٹھ سے باہر نکالتا ہی۔ اور یہ (عالم) کوشش کرتا ہی کہ ڈوبتے ہوئے کو پکڑے)

(۴۸۸) جس شخص کے واسطے اللہ بہتری چاہتا ہے اُسے دین میں سمجھ عطا کرتا ہے:۔

(۴۸۹) جو شخص علم کی تلاش میں نکلا۔ وہ اپنی واپسی تک گویا اللہ کی راہ پر چلتا رہا:۔

(۴۹۰) ایمان دار آدمی نیک باتیں سیکھنے سے سیر نہیں ہوتا حتیٰ کہ اُسکا انجام (فوت ہونے کے بعد) جنت (میں جانا) ہوتا ہے:۔

(۴۹۱) حکمت کی بات ایمان دار کی گم شدہ چیز ہے۔ جہاں ملے اُسکا حق ہے:۔

ے حکمت کو اک گم شدہ لال سمجھو۔ جہاں دیکھو اپنا اُسے مال سمجھو۔ (حالی)

سیکھنے اور سکھانے کے آداب

(۴۹۲) خدا کی قسم اگر تم ایک آدمی کو ہدایت کرسکو۔ تو تمہیں وہ ایک سرخ اونٹ سے بہتر ہے:۔

(ف) انسان کی قابلیتوں میں سے علم اور مال دو بھاری قابلیتیں ہیں۔ اُسکا مقابلہ کیا ہے۔ اور تھوڑی سی علمی قابلیت کو مالی قابلیت پر فوق دیا ہے۔ دانا مفلس اور جاہل مالدار کی مثال عارف نے اس طرح بیان کی ہے۔ ے

گردن خر میں ہو۔ جیسے طوقِ زر　　اور ہو جُل طلائی پشت پر
چال میں بھی وہ تبختر گر کرے　　اسپ تازی اُسکو کہنے سے رہے۔
اسپ تازی ہو اگر دُبلا کمال　　ضعف سے چلنا بھی ہو اُسکو محال
ٹھوکریں گو ہر قدم پر کھائے گا۔　　پر گدھا ہرگز نہ وہ کہلائے گا

(۴۹۳) **حدیث کا روایت کرنا**۔ خدا اُس آدمی کو آباد رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سُنی۔ اور پھر ہو بہو وہی آگے سُنادی۔ کیونکہ جن لوگوں کو پیغام پہنچتا ہے۔ اُن میں سے اکثر اسے پیغام کے پہلے سننے والے کی نسبت زیادہ یاد رکھتے ہیں۔

(۴۹۴) **معافی اور مغفرت**۔ امید ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ سب گناہ معاف کردیگا سوائے اُس شخص کے (گناہ کے) کہ وہ مرتے دم تک مشرک رہا۔ یا اُس نے ایمان دار ہو کر دوسرے ایماندار کو ارادتاً قتل کیا:۔

(۴۸۴) کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی بہن کی طلاق کی خواستگار ہو۔ تاکہ اس کے خاوند سے خود نکاح کرکے۔ جو اُسکے کاسے میں ہے۔ انڈیل لے۔ کیوں اُسے تو وہی ملے گا جو اسکی تقدیر سے نوشتے میں ہوا ایک حرف بھی ہرگز نہ بیش و کم۔ جو پیشانی میں تھا لکھا ہوا وہ پیش سب آیا۔

طیرہ یعنی شگون بد

(۴۸۵) اگر کسی چیز میں نحوست ہی۔ تو وہ گھوڑے۔ عورت۔ اور مکان میں ہے:۔

(ف) جب پے درپے کچھ مصیبتیں انسان پر پڑتی ہیں تو وہ کہتا ہے۔ آج کل ہمارے نحوست کے دن ہیں۔ یا ہماری فلاں چیز منحوس ہے۔ حال یہ ہے کہ نحس نحوست کوئی چیز نہیں۔ دنیا میں امور کا انجام اُنکے اسباب پر منحصر ہوتا ہے۔ جب اسباب موافق ہو جاتے ہیں۔ تو انجام باکام ورنہ ناکام ہوتا ہے:۔

رسول اللہ صلعم نے فرمایا نحس کون اور نحوست کیسی۔ کل کائنات تمہاری تین چیزیں ہیں۔ گھوڑا۔ عورت۔ اور مکان نحوست اگر کوئی ہے۔ تو انہی تینوں میں ہے۔ پھر انہیں چھوڑ کر دیکھ لو۔ کہ ان میں نحوست ہے۔ یا برکت:۔

علم۔ اس کی فضیلت

(۴۸۶) رسول اللہ صلعم کے پاس دو شخص۔ ایک عابد اور ایک عالم کا ذکر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا عالم کو عابد پر فضیلت ہی جیسے مجھے تم میں سے ادنے شخص پر۔ اور ایک اور روایت ہی۔ اللہ تعالے اور اُسکے فرشتے اُن پر سلام ہو۔ اور آسمانوں اور زمین کے رہنے والے۔ یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنی بلوں میں۔ اور مچھلیاں سمندر میں اس شخص کے واسطے جو لوگوں کو نیکی کی تعلیم دیتا ہے۔ رحمت کی دعا کرتے ہیں:۔

(۴۸۷) ایک عالم شیطان پر ہزار عابد سے سخت تر ہے۔ اور عالم کو عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کو تمام تاروں پر۔ اور عالم نبیوں کے وارث ہیں۔ اور انبیاء کی میراث نہ دینار تھا نہ درہم۔ اُن کی میراث علم تھی پس جس نے وہ حاصل کیا اُسنے بہت حصہ حاصل کیا

(ف) عارف ہے درخت زندگی علم و ہنر معرفت حق کی ہے۔ اُس کا برگ تر

سعدی نے ان حدیثوں کے مضمون پر یہ نظم لکھی ہے:۔

صاحب دلے بمدرسہ آمد زخانقاہ   بشکست عہد صحبت اہل طریق را

گفتم میان عالم و عابد چہ فرق بود   تا کردی اختیار ازاں این فریق را

(۵۰۱) معاویہ بن سویہ بن مقرن روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم بنی مقرن کے پاس رسول اللہ صلعم کے عہد میں سوائے ایک لونڈی کے اور کوئی خادم نہ تھا۔ ہم میں سے کسی نے اُسے تھپڑ مارا اور اُس کی خبر رسول اللہ صلعم تک پہنچ گئی۔ آپ نے فرمایا۔ اُسے آزاد کردو۔ عرض کی گئی کہ اُس کے پاس تو اس کے سوائے اور کوئی خادم نہیں۔ فرمایا (اچھا) بالفعل تو اُس سے خدمت لیں۔ مگر جب ضرورت نہ رہے۔ تو اُسکا رستہ کھولدیں۔ یعنی آزاد کریں؛۔

(۵۰۲) ابومسعود بدری بیان کرتے ہیں۔ کہ میں اپنے غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا۔ کہ پیچھے سے میں نے ایک آواز سنی۔ کہ سمجھ ابومسعود غصہ کے غلبے میں مینے آواز نہیں پہچانی۔ مگر جب وہ میرے نزدیک آگئی۔ تو یکایک دیکھتا ہوں۔ کہ رسول اللہ صلعم ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ سمجھ ابومسعود سمجھ ابومسعود۔ پس میں نے کوڑا ہاتھ سے پھینک دیا۔ پھر فرمایا سنو ابومسعود۔ خدا تجھ پر زیادہ قادر ہے۔ بہ نسبت اسکے کہ تو اس غلام پر ہے۔ میں نے کہا۔ کہ آج سے بعد پھر کبھی اپنے غلام کو نہیں ماروں گا۔

(ف) بر بندہ مگیر خشم بسیار — جورش مکن و دلش میازار
اورا تو بدہ درم خریدی۔ — آخر نہ بقدرت آفریدی۔
این حکم غرور و خشم تا چند — ہست از تو بزرگتر خداوند (سعدی)

(غلام پر بہت غصے مت ہو۔ نہ اس پر ظلم کر اور نہ اُس کا دل دکھا)
(اُسے تو نے دس درم سے خریدا ہے۔ مگر پیدا تو نہیں کیا)
(یہ حکم غرور اور غصّہ کب تک۔ خدا تعالےٰ تم سے بہت بڑا ہے)

(۵۰۳) جو شخص اپنے غلام کو زنا۔ یا کسی ایسے ہی ممنوع فعل کی تہمت لگائے حالانکہ وہ اس سے بری ہو۔ اُسے قیامت کے دن چابک لگائے جائینگے؛۔

(۵۰۴) تم میں سے کوئی یہ نہ کہے۔ کہ میرا غلام یا میری لونڈی اور نہ خادم (آقا کو) کہے کہ میرا رب یعنی پالنے والا۔ یا میری پالنے والی۔ بلکہ مالک کہے۔ کہ میرا جوان۔ اور میری جوان عورت۔ اور خادم کہے کہ میرا سردار اور میری سردارنی۔ کیونکہ تم سب مملوک ہو۔ اور (سب کا) رب وہی عزت اور جلال والا ہے؛۔

عورت کے رحم کا پاک ہونا بعض صورتوں میں ضروری ہے

(۵۰۵) اُس آدمی کو جو اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے۔ جایز نہیں ہے کہ اپنا پانی

۶: غلام کے ساتھ حسن سلوک کرنا

(۴۹۵) جو شخص مرنے کے وقت غلام کو آزاد کرے۔ اس کی مثال اس شخص کی سی ہے جو (پہلے اپنا) پیٹ ٹھونس کر کسی کے ہاں کھانا بطور) تحفہ بھیجے (جسمیں کوئی مروت نہیں ہے)

(۴۹۶) رسول اللہ صلعم سے پوچھا گیا۔ کہ کون سا غلام آزاد کرنا بہتر ہے۔ فرمایا جس کی قیمت زیادہ ہو۔ اور مالک کے نزدیک اچھا ہو:۔

(۴۹۷) ایک شخص رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آیا۔ اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ خادم کو کتنی دفعہ (قصور) معاف کروں؟ آپ خاموش رہے۔ اس نے اپنا سوال دُہرایا۔ آپ پھر بھی خاموش رہے۔ اس نے (تیسری بار) اپنا سوال دہرایا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہر ایک دن میں اُسے ستر بار معافی دو:۔

(۴۹۸) معرور بن سوید بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے ابوذر کو دیکھا۔ کہ ان پر یمن کی چادر تھی۔ اور ایسی ہی ان کے غلام پر۔ میں نے ان سے اسکا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا۔ میں نے رسول اللہ صلعم سے سنا تھا۔ فرماتے تھے۔ یہ (غلام) تمہارے بھائی ہیں۔ نیز خادم۔ خدا نے انہیں تمہارے ماتحت کیا ہے۔ پس جس شخص کے ماتحت اُسکا بھائی ہو۔ تو جو کچھ وہ خود کھاتا ہے اُسمیں سے اُسے بھی کھلائے۔ اور جو کچھ خود پہنتا ہے۔ اُسمیں سے اُسے بھی پہنائے اور کام کاج میں اُنہیں اتنی تکلیف نہ دے کہ وہ دب جائیں۔ اگر انہیں سخت کام دے۔ تو خود بھی ان کی مدد کرے:۔

(۴۹۹) اگر تم میں سے کسی کا خادم اُس کے لئے کھانا لائے۔ اور وہ اُس (خادم) کو اپنے ساتھ (کھانے کے لئے) نہ بٹھائے۔ تو (کم سے کم) ایک دو لقمے تو اُسے کھلا دے۔ کیونکہ وہ اُس کی گرمی اور تیاری (کی تکلیف) میں شریک رہا ہے:۔

(ف) خواجہ حالی نے ان حدیثوں سے اس طرح اقتباس کیا ہے ۔ ؎

سکھائی انہیں نوع انساں پہ شفقت ۔ کہا ہے یہ اسلامیوں کی علامت
وہ جو حق سے اپنے لئے چاہتے ہیں ۔ وہی ہر بشر کے لئے چاہتے ہیں
امیر اور لشکری تھی ایک صورت ۔ فقیر اور غنی سب کی تھی ایک حالت
لگایا تھا مالی نے اک باغ ایسا ۔ نہ تھا جس میں چھوٹا بڑا کوئی پودا

(۵۰۰) اگر تم میں سے کوئی اپنے خادم کو مارے۔ اور وہ خدا کا نام لے۔ تو اُسے (مارنا) چھوڑ دو:۔

کو جس نے مقام مدالظہران میں اسلام اختیار کیا تھا اپنے ساتھ لیکر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں) آیا۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابوسفیان ایک فخر پسند شخص ہے۔ اسکے واسطے کوئی سبیل فرمائیں۔ (کہ وہ خوش ہو جائے) رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اچھا جو شخص ابوسفیان کے گھر داخل ہوگیا۔ اُسے پناہ مل گئی۔ جس نے اپنا دروازہ بند کرلیا۔ وہ بھی پناہ میں ہے۔ جس نے اپنے ہتھیار ڈال دیئے اسے بھی امان مل گیا۔ اور جو (کعبہ کی) مسجد میں داخل ہوگیا۔ وہ بھی امان میں آگیا:۔

(ف) مکہ کی فتح کے موقعہ پر جو سلوک آنحضرت صلعم نے مشرکین سے کیا۔ اُسکا کچھ ذکر آپکی سوانح میں آچکا ہے۔ اس لئے یہاں اس کا دُھرانا مناسب نہیں سمجھا:۔

(۵۱۱) ام سلیم کے پاس حنین کی لڑائی کے دن ایک خنجر تھا۔ رسول اللہ صلعم نے پوچھا اے ام سلیم یہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا میں نے یہ (خنجر) اسواسطے رکھا ہے۔ کہ مشرکین (مخالفین) میں سے اگر کوئی میرے نزدیک آجائے تو اُسکا پیٹ پھاڑ دوں۔ رسول اللہ صلعم ہنس پڑے۔

(ف) اب بھی عورتوں کو مشکل پڑنے پر ام سلیم جیسا ہمت کا عزم رکھنا چاہیئے۔ اور یہ عادت چھوڑ دینی چاہیئے کہ ذرہ سی آہٹ گلی سے آئی تو اگر دس عورتیں بھی صحن میں ہیں تو دسوں کی دسوں اندر بھاگ گئیں:۔

(۵۱۲) ابن عمر روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے خالد کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجا۔ اور اس نے انہیں اسلام کی دعوت کی۔ انہیں یہ کہنا کہ ہم اسلام لائے ٹھیک طور پر نہ آیا۔ کہنے لگے ہم بے دین ہوگئے۔ خالد نے انہیں جان سے مارنا اور قید کرنا شروع کر دیا اور ہم میں سے ہر ایک کے حوالے ایک ایک (آدمی بطور) قیدی کر دیا۔ میں نے کہا واللہ میں تو اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا۔ اور میرے ساتھ والے بھی ایسا نہیں کرینگے۔ جب ہم رسول اللہ صلعم کے پاس واپس آئے اور یہ (واقعہ) بیان کیا۔ تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور کہا۔ یا خدا۔ جو کام خالد نے کیا اس سے میں تیری درگاہ میں بیزاری ظاہر کرتا ہوں۔ اور اسکا اعادہ کیا:۔

(ف) مشرک لوگ مسلمانوں کو بے دین کہا کرتے تھے جس سے مراد یہ تھی کہ وہ اپنا باپ دادا کا دین چھوڑ کر نیا مذہب ہو گئے۔ اور آج کل بھی طعن کے طور پر اس لفظ کا

بیگانی کھیتی کو پلائے۔ یعنی حاملہ عورت کے پاس جائے۔ یا گندی عورت کے پاس جائے۔
یہاں تک کہ اُسے پاک کرلے۔ یا کہ غنیمت کا مال تقسیم ہونے سے پہلے بیچے :۔

(ف) حاملہ اور حائضہ عورت سے نکاح نہیں کرنا چاہیئے :۔

سوگ

(۵۰۶) اُس عورت پر جو اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتی ہے۔ جائز نہیں ہے کہ کسی مُردے کا تین رات سے زیادہ سوگ کرے۔ سوائے خاوند کے۔ کہ اُس کا چار مہینے اور دس (دن) ہونا چاہیئے :۔

(ف) یہ زمانہ چار مہینے اور دس دن عدت کا ہے۔ کہ اسکے بعد اُسے نکاح ثانی کرنیکا اختیار ہے۔ مگر حاملہ عورت کی عدت وضع حمل تک ہے :۔

(۵۰۷) ام عطیہ سے روایت ہی۔ کہ ہمیں مُردے کا تین (دن) سے زیادہ سوگ کرنے سے منع کیا جاتا تھا۔ مگر خاوند کا سوگ چار مہینے اور دس (دن) تھا۔ نہ ہم سرمہ لگاتے۔ نہ خوشبو۔ نہ رنگین کپڑا پہنتے سوائے عصب کی چادر کے۔ کہ (اُس میں جو سیاہ رنگ تھا اُسکا مضائقہ نہیں سمجھا گیا) اور ہمیں اس قدر اجازت تھی۔ کہ اگر کوئی حیض سے فارغ ہو کر غسل کرے تو قدرے کست اظفار کی خوشبو کا استعمال کرے۔ اور ہمیں جنازے کے پیچھے جانے سے منع کیا جاتا تھا

(۵۰۸) عاریت یعنی مانگی ہوئی چیز۔ رسول اللہ صلعم نے ایک پیالہ کسی سے مانگ لیا۔ وہ ضائع ہو گیا۔ آپنے بھر دیا :۔

غ۔ غزوات یعنی جنگ

(۵۰۹) حذیفہ بن یمان نے بیان کیا۔ کہ میں بدر کی لڑائی میں شریک ہونے سے اسطرح رُک گیا۔ کہ میں اور ابو جبیل روانہ ہوئے۔ کفار قریش نے ہمیں پکڑ لیا۔ اور کہا۔ کہ کیا تم محمدؐ کے پاس جانے کا ارادہ رکھتے ہو؟ ہم نے کہا ہمیں تو صرف مدینہ جانا ہے۔ اُنھوں نے ہم سے اس بات کا خدا کو ضامن رکھ کر عہد لیا۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہو کر نہیں لڑیں گے۔ جب ہم مدینے آئے تو ہم نے آنحضرت صلعم سے اس بات کا ذکر کیا۔ آپنے فرمایا۔ واپس چلے جاؤ۔ اور اپنا عہد جو اُن کے ساتھ ہے پورا کرو۔ اور ہم اُن کے مقابلے میں اللہ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

(۵۱۰) ابن عباس روایت کرتے ہیں۔ کہ (مکہ کی فتح کے موقعہ پر) ابو سفیان بن حرب

جائے تو (بہتر) ورنہ لیٹ جاسئے :۔

(۵۱۷) ایک شخص نے عرض کیا۔ یارسول اللہ مجھے کچھ نصیحت فرمائیے۔ مگر اتنی زیادہ نہ ہو۔ کہ میں بھول جاؤں۔ آپنے فرمایا غصہ نہ کیا کر۔ (روایت ہے کہ سائل خشمگیں طبیعت کا آدمی تھا۔)

غصہ کو اپنے اگر جائیگا پی ۔۔ تجھ پہ رب ہوگا نہیں غصے کبھی (عارف)

لذت عمرت اگر باید بدھر باش دائم پرحذر از خشم و قہر (عطار)

(اگر زمانہ میں تجھے عمر کی لذت چاہیئے۔ تو غصے اور قہر سے ہمیشہ پرہیز رکھ)

(۵۱۸) اگر کوئی شخص ایک ایماندار مسلمان کو منافق سے بچائے گا۔ تو اللہ تعالے ایک فرشتے کو متعین کرے گا۔ جو قیامت کے دن اسکے جسم کو دوزخ کی آگ سے بچائیگا۔

جو کوئی کسی مسلمان کی توہین کے ارادے سے اسپر عیب لگائے تو وہ قیامت کے دن دوزخ کے کسی پُل پر روکا جائیگا۔ جب تک کہ وہ اپنے کیئے کی سزا نہ بھگت لے :۔

(۵۱۹) **غیبت**۔ کیا تم جانتے ہو۔ غیبت کسے کہتے ہیں؟ (اصحابؓ نے) کہا۔ اللہ اور اسکا رسول بہتر جانتے ہیں (رسول اللہ صلعم نے) فرمایا (اگر تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی بابت ایسی بات کہے۔ جو اسے ناپسند ہو (تو وہ غیبت ہے) ایک شخص نے عرض کیا جو بات (عیب کی) میں کہوں۔ اگر وہ میرے بھائی میں موجود ہو۔ تو؟ فرمایا جو کچھ تم نے کہا۔ اگر اسمیں موجود ہو۔ تو تم نے غیبت کی۔ اور اگر موجود نہ ہو تو تم نے اسپر بہتان باندھا۔

(۵۲۰) چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا :۔

(ف) ہر کہ از غیبت زبانش بستہ نیست :: آنچناں کس از عقوبت رستہ نیست (عطار)

(جس شخص کی زبان غیبت سے بند نہیں رہی۔ وہ عذاب سے چھوٹ نہیں سکتا۔)

(۵۲۱) کوئی شخص میرے کسی صحابی کی (نسبت بری) بات نہ کہے۔ کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جب میں تمہاری طرف آؤں تو میرا سینہ صاف ہو :۔

(۵۲۲) **غنا**۔ عائشہ رضہ روایت کرتی ہیں۔ کہ ایک دن رسول اللہ صلعم گھر میں آئے۔ تو میرے پاس دو لڑکیاں بعاث کی لڑائی کے گیت گا رہی تھیں۔ آپ بستر پر لیٹ گئے اور اپنا منہ پھیر لیا۔ بعد اسکے ابوبکرؓ آگئے مجھے جھڑکا۔ اور کہا۔ کہ رسول اللہ صلعم کے گھر میں شیطانی باجے کا کیا کام ؟ آنحضرت صلعم نے ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔

استعمال ہوتا ہے۔ بنی جذیمہ نے سمجھا کہ مسلمان بھی اپنے واسطے اس لفظ کو پسند کرتے ہوں گے۔ انہوں نے جب اسلام کی دعوت قبول کرلی تو کہنے لگے کہ ہم بے دین ہو گئے۔ خالد بات کی اصلیت کو نہ پہنچے اور یہ سمجھ کر کہ مشرکوں کی طرح یہ بھی مسلمانوں کو چھیڑتے ہیں۔ انہیں سزائیں دینے لگے۔ (باقی حال حدیث میں مذکور ہے)۔

(۵۱۳) **غیرت** - خدا سے بڑھکر کوئی غیرت مند نہیں اسی وجہ سے اُس نے سب بے حیائی کے کام ظاہری اور باطنی حرام کر دیئے۔ اور خدا سے زیادہ کسی کو اپنی ثنا پسند نہیں اسی وجہ سے اپنی ثنا آپ کہی ہے۔

غصب یعنی کسی کا حق زبردستی چھین لینا

(۵۱۴) جو شخص بالشت بھر زمین ناحق لے گا وہ قیامت کے دن ساتوں زمینوں تک دھسایا جائے گا۔

غضب و غصہ

(۵۱۵) تم اپنے میں سے کسے پہلوان شمار کرتے ہو؟ (اصحاب نے) عرض کیا (پہلوان) وہ ہے جسے آدمی پچھاڑ نہ سکیں (رسول اللہ صلعم نے) فرمایا نہیں۔ بلکہ (پہلوان) وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو قابو رکھے۔

(ف) ہر کہ خشم خود فرو خورد ای جواں   باشد او از رستگاران جہاں (عطار)

(اے جوان جو اپنا غصہ پی لے۔ وہ جہان کے اُن لوگوں میں داخل ہو جاتا ہے جنکا چھٹکارا ہو گیا)

یہ کہا ہے کہ ہے انسان وہی   نام کے انسان تو ہیں یوں سبھی

خشم و شہوت بنگئے جس کے غلام   ہاتھ میں رکھتا ہے جوان کی لگام

وہ جو رکھتا ہے انہیں جوتی کی مار   اسکو سمجھو تم بڑا ہے شہسوار (عارف)

سعدی کے اقتباس کے الفاظ حدیث کے لفظوں کے بہت قریب ہیں چنانچہ اُسنے کہا ہے

بلے مرد آنکس است از روئے تحقیق   کہ چوں خشم آیدش باطل نگوید (سعدی)

(ہاں تحقیق کی رو سے وہ شخص جوانمرد ہے۔ کہ جب اُسے غصہ آئے تو بیہودہ نہ بکے)

(۵۱۶) غصہ (فعل) شیطان ہے۔ اور شیطان کی سرشت آتشی ہے۔ اور آگ پانی سے بجھ جاتی ہے۔ پس جب کسی کو غصہ آئے وہ وضو کرے۔ نیز جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور اسوقت وہ کھڑا ہو تو چاہیئے کہ بیٹھ جائے۔ اور اگر غصہ اُتر

اللھو۔ رواہ البخاری۔ ترجمہ حضرت عائشہ رضؓ بیان کرتی ہیں۔ کہ ایک انصاری کے ہاں ایک عورت کو بیاہ کر لائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہارے ساتھ کوئی کھیل ورگانا بھی ہے۔ کیونکہ انصاری لوگ کھیل کو پسند کرتے ہیں۔

(۳) عَنْ ابن عباس رضؓ قَالَ اَنْکَحَتْ عَائِشَۃُ ذَاتَ قَرَابَۃٍ لَھَا مِنَ الْاَنْصَارِ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَھْدَیْتُمُ الْفَتَاۃَ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ اَرْسَلْتُمْ مَعَھَا مَنْ تُغَنِّیْ قَالَتْ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَنْصَارَ قَوْمٌ فِیْھِمْ غَزَلٌ فَلَوْ بَعَثْتُمْ مَعَھَا مَنْ یَّقُوْلُ اَتَیْنَاکُمْ اَتَیْنَاکُمْ فَحَیَّانَا وَحَیَّاکُمْ رواہ ابن ماجۃ

ترجمہ ابن عباس رضؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عائشہ نے ایک اپنی قرابتی انصاری لڑکی کا نکاح کر دیا۔ رسول اللہ صلعم (باہر سے) تشریف لائے۔ اور فرمایا کیا تم نے لڑکی کو روانہ کر دیا ہے؟ (گھر والوں نے) کہا ہاں۔ پوچھا کیا تم نے اس کے ہمراہ کسی کو بھیجا ہے۔ جو (گیت) گائے؟ کہا نہیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا انصار لوگوں میں غزل ہوتی ہے۔ بہتر ہوتا اگر تم اُس (دلھن) کے ہمراہ کسی کو بھیجتے جو کہتا ہم آئے تمہارے پاس ہم آئے تمہارے پاس (خدا) ہمیں سلامت رکھے اور تمہیں بھی سلامت رکھے" اور اسکے بعد یہ زیادہ کیا ہے۔ ولولا الحنطہ السمرآء لم تسمن عذاراکم یعنے اگر گیہوں سرخ رنگ کی نہ ہوتی تو تمہاری کنواری لڑکیاں موٹی نہ ہوتیں۔

مظاہر حق میں لکھا ہے کہ بعض نے کہا ہے۔ کہ اسکے بعد یہ فرمایا۔ ولولا العجوۃ السوداء ماکنا بوادیکم یعنے اگر سیاہ کھجوریں نہ ہوتیں تو ہم تمہارے گھروں میں نہ رہتیں یعنی بھوکوں کی ماری کہیں نکل جاتیں۔ اس سے پایا جاتا ہے۔ کہ دونو جملے رسول اللہ صلعم نے فرمائے۔ کسی نے پہلا سنا اور کسی نے دوسرا۔

مشکوٰۃ میں ایک اور حدیث بھی اسی مضمون پر ہے۔ مگر چونکہ اسکا ماخذ صحاح ستہ نہیں ہے وہ یہاں نقل نہیں کی گئی۔ ابن ماجہ کے متعلق دیباچہ میں ذکر ہو چکا ہے کہ صحاح ستہ میں بعض کے نزدیک وہ بھی شامل ہے۔ اگرچہ اس منتخب میں اور کوئی حدیث اس سے نہیں لی گئی۔ جن لوگوں کا عقیدہ ہے کہ ہر ایک حدیث لفظ بلفظ رسول اللہ صلعم کا قول ہے۔ انہیں تو یہ ماننا پڑیگا۔ کہ پچھلی دو حدیثیں دو مختلف واقعے بیان کرتی ہیں۔ مگر جن کی یہ رائے

انہیں چھوڑ دو یعنی کچھ نہ کہو۔ اور پھر جب ابوبکر کا دھیان کسی اور طرف ہوا تو میں نے ان لڑکیوں کو آنکھ سے اشارہ کیا۔ اور وہ چلی گئیں۔ وہ عید کا دن تھا۔ اور زنگی لوگ ڈھال اور برچھیوں سے مسجد میں کھیل رہے تھے۔ یا میں نے رسول اللہ صلعم سے درخواست کی یا خود آپ نے فرمایا۔ کہ کیا تیرا جی دیکھنے کو چاہتا ہے؟ میں نے کہا ہاں۔ پھر آپ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔ میرا رخسار آپ کے رخسارے پر تھا۔ اور کہا۔ اے ارفدہ کے بیٹو! اپنے اوزار ہاتھ میں لے لو۔ جب میں تھک گئی فرمایا بس؟ میں نے کہا بس۔ فرمایا اچھا جاؤ:۔

(ف) بیاہ شادی کے موقعہ پر گانے بجانے کے متعلق بعض اوقات تنازعہ ہو جاتا ہے اور بدمزگی پیدا ہو کر گھر والوں اور مہمانوں کا عیش منغص ہو جاتا ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس مسئلہ پر زیادہ وضاحت سے لکھا جائے۔

آگے چل کر نکاح کے بیان میں ایک حدیث آئے گی۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ نکاح کو مشہور کرو اور دفیں بجاؤ۔ ذیل کی حدیثیں جن سے اس مضمون پر کچھ روشنی پڑتی ہے۔ مشکوٰۃ المصابیح سے نقل کی جاتی ہیں:۔

(۱) عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَائِيْ يَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدٰهُنَّ وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ فَقَالَ دَعِيْ هٰذِهٖ وَقُوْلِيْ بِالَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ

رواہ البخاری ترجمہ معوذ بن عفراء کی بیٹی ربیع روایت کرتی ہیں کہ (میری شادی کے موقعہ پر) جب مجھے میرے شوہر کے گھر لائے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے پاس بیٹھ گئے۔ جیسے (کہ اے مخاطب) تو بیٹھا ہے ہماری لڑکیاں دف بجانے لگ گئیں۔ اور ہمارے باپوں کی بہادری کے جو بدر کی لڑائی میں شہید ہوئے تھے گیت گانے شروع کر دیئے۔ ان میں سے ایک لڑکی نے (گا کر) کہا۔ ہمارے بیچ میں نبی ہیں۔ جو کل کو ہونے والی بات کو جانتے ہیں۔ (آنحضرت نے) فرمایا۔ یہ بات چھوڑ دے۔ اور کہی جا جو کچھ تو پہلے کہہ رہی تھی:۔

(۲) عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ زُفَّتِ امْرَاَةٌ اِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ نَبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَاِنَّ الْاَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ

یعنے عورتوں کی بات اور ان سے عشق کرنا۔ اور وہ بات جو عورتوں کی تعریف اور عشق میں کہی جائے۔ وہ آدمی جو عورتوں کی بات کرے اور ان سے عشق کرے۔

اس حدیث میں جو غزل درج ہے وہ اس قسم کے گیت ہیں جنہیں پنجاب میں سٹھنیاں اور دہلی اور اسکے نواح میں گالیاں کہتے ہیں۔ جو لڑکی والے گھر میں گانے والی ڈومنیاں مراثنیں اور عورتیں سمدھیوں کو دیتی ہیں۔

اس حدیث میں گانے کے واسطے لفظ تغنی آیا ہے جو غنا سے ہے جسکے معنے منتہی الارب میں آواز خوش کہ طرب انگیز وسرود لکھے ہیں۔ یعنے خوش آواز کہ دل کو خوش اور تازہ کرے اور گیت۔

ان حدیثوں سے ظاہر ہے کہ جشن کے موقعہ پر گانا بجانا۔ اور اور کھیلوں سے جی بہلانا۔ نہ صرف منع نہیں ہے بلکہ سُنت ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلعم نے عید کے دن حضرت ابوبکر کے لڑکیوں کو گانے بجانے سے منع کرنے کو منع فرمایا۔ اور نکاح کے موقعہ پر ڈھول اور غزل نہ ہونے کو ناپسند فرمایا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ گیت سیدھے سادے محبت کے گیت ہوں جن میں فحش اور لغو نہ ہو جوان عورتیں مردوں کے سامنے نہ گائیں۔ اور کھیلوں میں کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے گناہ لازم آئے۔ حدیث زیر بحث سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ عورت پردے میں رہکر مردوں کا کھیل تماشا جو دل بہلانے والا ہو دیکھ سکتی ہے۔

باوجود ان حدیثوں کی موجودگی کے علمائے کرام جو گانے بجانے اور دوسرے دل لگی کے تماشوں سے سختی سے منع فرماتے رہتے ہیں۔ اس سے یہ غرض معلوم ہوتی ہے کہ اس قسم کے کاموں میں بے اعتدالی بہت جلد دخل پا جاتی ہے۔ اور فسق فجور تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ خیال کیا جائے رنڈی کے ناچ کا جو اخلاق کا مخرب اور گھرانوں کا ویران کرنیوالا ہے۔

مگر ممانعت بھی اعتدال کی حد سے نہیں بڑھنی چاہیئے۔ بقول شخصے ماتم والے اور شادی والے گھر میں کوئی فرق ہونا چاہیئے۔ اور سب چھوٹے بڑے کے دلوں کی خوشی کے جوش کو اس قدر زور سے نہیں دبانا چاہیئے۔ کہ وہ بھونچال کا نمونہ بن کر سب بندشوں کو توڑ پھوڑ دے۔

رہی یہ بات کہ جشن نکاح سے پہلے کیا جائے یا پیچھے۔ ہر ملک اور قوم کی ہر معاملہ میں اپنی اپنی رسم ہے جو مقامی حالات پر مبنی ہے۔

عرب میں چند گنتی کے شہر ہیں۔ اور وہ بھی ایک دوسرے سے کئی دنوں کی مسافت پر واقعہ ہیں۔ لوگ اسی بات پر مجبور تھے۔ کہ بیاہ شادی اپنے شہر میں ہی کریں۔ اور اسواسطے نکاح کے بعد

ہے کہ صرف مضمون آنحضرت صلعم کا ہے۔ ہر ایک لفظ آپ کا نہیں اتہیں یہ کہنے کی گنجائش ہے۔ کہ ممکن ہے یہ دونو حدیثیں ایک ہی واقعہ بیان کرتی ہوں۔

حدیث زیر بحث اور ف کی حدیث (۱) میں لڑکیوں کا گانا بجانا لکھا ہے۔ مگر اُن کی عمر کا کوئی ذکر نہیں۔ وہ زیادہ سے زیادہ اس قدر ہو سکتی ہے۔ کہ بلوغت کی حد کے اندر ہو اور بالغہ لڑکی کی تعریف اس سے پہلے ایک حدیث میں آچکی ہے۔

حدیث (۲) میں لفظ لھو دو دفعہ آیا ہے۔ مظاہر حق میں اُس کے معنے پہلے موقعہ پر کھیل اور گانا۔ اور دوسرے پر صرف گانا کر کے اس طرح ترجمہ کیا ہے۔ کیا تمہارے ساتھ کوئی کھیل اور گانا بھی ہے۔ کہ انصاری لوگ گانے کو پسند کرتے ہیں۔ منتہی الارب میں لھو کے معنے یہ لکھے ہیں۔ زن کہ بدان بازی کنند یا فرزند۔ یعنے عورت جس سے کھیل کریں یا لڑکا۔ منتخب اللغات میں بھی اسی قسم کے معنے ہیں۔ بلکہ اس سے بھی بُرے ہے۔

قرآن مجید میں یہ لفظ لھو (سورۃ لقمان ع ۱۔ عنکبوت ع ۷۔ انعام ع ۴۔ ۸۔ الحدید ع ۲ جمعہ ع ۲ اعراف ع ۶۔ انبیا ع ۲ میں) آٹھ دفعہ آیا ہے۔ شاہ عبدالقادر صاحب رح نے اسکے معنے چھ مقاموں پر جی بہلانا۔ اور تماشا۔ ایک جگہ کھلونا۔ اور ایک جگہ کھیل کی باتیں کئے ہیں:۔

حدیث (۳) میں اگر وہ اسی مضمون کو دوسرے لفظوں میں دھراتی ہے تو کہا جاسکتا ہے کہ اس لفظ لھو کی تشریح ہو گئی ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ دلھن کے ساتھ کوئی شخص جانا چاہیئے تھا۔ جو گاتا۔ اور اس گانے والے کے واسطے مونث کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ اس ملک میں تو گانے بجانے کا سامان دلھن کی ڈولی کے ساتھ دولھا کی طرف سے بہم پہنچایا جاتا ہے۔ مدینہ کے انصار میں یہ دستور ہو گا۔ کہ دلھن کے ولی کسی مغنی عورت کو اس کے محمل (کجاوہ) کے ہمراہ بھیجتے ہونگے۔ کیونکہ وہاں محمل سے ڈولی کا کام لیتے ہیں۔ یہاں بھی جب ڈولی گھر سے رخصت ہوتی ہے تو عورتیں گاتی گاتی اسکے ساتھ ساتھ کچھ دور تک جاتی ہیں۔ اور رقت انگیز الوداعی گیت گاتی ہیں۔ غزل کا لفظ جو اس حدیث میں آیا ہے منتہی الارب میں اسکے معنے یہ لکھے ہیں سخن گوئی باز نان و عشق بازی یعنی عورتوں سے گفتگو کرنی اور عشق بازی۔ منتخب اللغات میں اس لفظ کے معنے حسب ذیل درج ہیں۔

حدیث زنان و عشق ایشان کردن۔ و سخنے کہ در وصف زنان و عشق ایشان گفتہ آید مردے کہ حدیث زنان و عشق ایشان کند۔

(جو اکثر صورتوں میں ہیچ ہیں) بیان کریں۔ دلھن کو بجائے ڈولی یا پالکی کے محمل میں بٹھایا جائے۔ اور برات کا کھانا نہ کھایا جائے۔ انہیں جنت البقیع میں جا کر وعظ کرنا چاہئیے۔ رغی حرام کرنے والے ملّاں ایسے معاملات میں زیادہ تر خرابی کا موجب ہوتے ہیں پنجاب میں ایک بھلے شاہ نامی ایک مشہور صوفی فقیر ہوئے ہیں۔ طریق ان کا غالبًا رندانہ تھا۔ اکثر لوگ ان کی ولایت کے قایل ہیں پنجاب میں اُن کے ابیات زبان زد عام ہیں۔

ان میں سے ایک مصرعہ ہے ع عالم فاضل میرے صاحب تے میں پاپڑھیاں تھوں ڈرناواں یعنے عالم فاضل تو میری مخدوم ہیں میں انکا تابعدار ہوں انکی طرف سے مجھے کوئی اندیشہ نہیں۔ مگر پاؤ سپارہ پڑھے ہوؤں سے مجھے ڈر لگتا ہے۔ کہ زبان درازی سے دست درازی پر بھی آجاتے ہیں۔

(۵۲۳) غدر۔ قیامت کے دن جب اللہ تعالے اگلے اور پچھلے لوگونکو جمع کریگا۔ تو ہر ایک دغاباز کے لئے ایک جھنڈا کھڑا کیا جائیگا جس سے وہ پہچانا جائیگا۔ اور لوگ کہیں گے کہ یہ فلاں شخص کی دغابازی (کا نتیجہ ہے)

ف فضایل۔

(۵۲۴) مجھے سب نبیوں سے بہتر مت کہو۔

(ف) ایسی حدیثیں بھی ہیں جنمیں آپنے اپنے مدارج کی فضیلت بیان فرمائی ہے لیکن اشتباہ کا امکان تھا کہ کم سمجھ لوگ کبھی ایسے لفظ بول دیں جن سے کسی نبی کی معاذ اللہ تحقیر ہو۔ مگر مصطفے کی تعلیم اور اخلاق اشتباہ کو کب گوارا کر سکتی تھی [illegible]

(۵۲۵) رسول اللہ صلعم کے سامنے سے ایک جنازہ گذرا اصحاب نے متوفی کی تعریف کی۔ آپنے فرمایا۔ واجب ہوگئی۔ پھر ایک اور جنازہ گذرا۔ اسکی انہوں نے مذمت کی پھر فرمایا۔ واجب ہوگئی۔ عمر رضنے پوچھا یا رسول اللہ کیا چیز واجب ہوگئی؟ فرمایا۔ جس کی تم نے تعریف کی اسکے لئے جنت واجب ہوگئی۔ اور جس کی تم نے مذمت کی اسکے لئے دوزخ واجب ہوگئی۔ تم دنیا میں خدا کے گواہ ہو۔

شعر کسے خسپد آسودہ در زیر گل — کہ خسپند زو مردم آسودہ دل (سعدی)

(وہ شخص مٹی کے نیچے آرام سے سوتا ہے۔ جسکے برتاؤ سے لوگ آرام سے سوتے ہیں۔)

شعر بجا کہے جسے عالم اُسے بجا سمجھو — زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو (ذوق)

(۵۲۶) چھوڑ دو حبشیوں کو جب تک کہ وہ تمہیں چھوڑے رکھیں۔ اور چھوڑے رکھو ترکوں کو جب تک کہ وہ تمہیں چھوڑے رکھیں۔

(ف) اس حدیث سے ظاہر ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم کا منشا ایذا رسانی اور حملہ کرنیکا نہیں تھا

جو فی الحقیقت عین موقعہ خوشی کا ہے۔ جشن کرتے اور دولھا کے خرچ پر باہم مل کر کھانا کھاتے۔ اس کھانے کا نام ولیمے کا کھانا ہے۔

یہ ملک بہت آباد ہے۔ شہروں کی تعداد اسقدر کہ گنتی نہیں ہو سکتی۔ پھر ایک دوسرے سے قریب بھی ہیں۔ اور مسافت طے کرنے میں اب اگرچہ بہت آسانی ہے۔ پہلے بھی ایسی تکلیف نہ تھی جیسی عرب میں ہے۔ نیز اس وجہ سے کہ ہندوؤں کے لئے جن کا آبادی میں بہت زیادہ حصہ ہے۔ شادی کا احاطہ اپنے رشتہ داروں میں بہت تنگ ہے اپنے شہروں سے باہر نکل کر دوسرے شہروں میں شادیاں کرنے میں ایک مجبوری تھی۔ اور دیکھا دیکھی مسلمانوں میں بھی یہ رسم رواج پا گئی۔ اس صورت میں برات کی ضرورت پڑ گئی۔ کیونکہ اگر دولھا دلھن بیاہنے کو جائے تو اکیلا کیا جائے۔

مہانداری اور تواضع کے قواعد کب اجازت دے سکتے ہیں کہ دولھا کی جماعت دلھن کے گھر جائے۔ اور اپنے لئے کھانا بہم پہنچانے کے واسطے اپنے ہاتھ اور منہ جلائے۔ یا تو زلاش کرتی پھرے۔ پس برات کو دلھن کے گھر کی طرف سے کھانا دینے کی رسم بھی قایم ہو گئی۔ اور دور کے رشتہ داروں کا برات سے پہلے آنا بھی ضروری ہو گیا۔ بعض ایک بعض دو بعض زیادہ دن پہلے آجاتے ہیں۔ انہیں تکلف کا کھانا کھلایا جاتا ہے۔ پھر اُن کے ساتھ اپنے شہر کے رشتہ داروں کو بھی کھانا دے دیا جاتا ہے۔ پس بیاہ والے گھر میں دو تین دن نکاح سے پہلے دعوت کے کھانے پکتے رہتے ہیں۔ اور سب احباب اور اقارب انہیں شوق اور خوشی سے کھاتے رہتے ہیں۔ ولیمے کا کھانا تو ایک وقت کی دعوت ہوتی ہے۔ یہاں کئی وقتوں کی دعوتیں ہو جاتی ہیں۔

پس مسلمان اگر یہ سمجھ کر کہ نکاح کے بعد جشن کرنا رسول اللہ صلعم کا طریق ہے اور فرطِ محبت سے آپ کی پیروی کریں تو اور کیا چاہیئے۔ اور اگر یہ نہ ہو سکے تو اپنے ملک کی ایسی رسوم کی پابندی میں مضائقہ نہیں ہے۔

جو حضرات اس بات پر تلے ہوئے ہیں۔ کہ جشن نکاح کے بعد ہی ہونا چاہیئے۔ دف عین نکاح کے وقت ہی بجائی جائے۔ اور دف بھی اُسی نمونہ کی ہو جو آج سے تیرہ سو سال پیشتر اس ملک میں مروج تھی جس میں اس وقت آٹا چھاننے کی چھلنی بھی نہ تھی چھوٹی چھوٹی لڑکیاں بدر کی لڑائی کے شہیدوں کے ہی گیت گائیں یا زیادہ سے زیادہ اپنے باپوں کے کارنامے

نہ یہی پر نہ رہی سے وطن تیرا پانی کیسا میٹھا ہے۔ اور تیری ہوا کیسی خوشگوار ہے۔

حبِّ وطن از ملکِ سلیماں خوشتر ۔۔۔ خار وطن از سنبل و ریحاں خوشتر
یوسف کہ بہ مصر بادشاہی میکرد ۔۔۔ گفت گدا بودن کنعاں خوشتر (حافظ)

لہ (وطن کی محبت سلیمان کے ملک سے بہتر ہے۔ وطن کا کانٹا غیر وطن کی) خوشبودار بوٹی اور پھولوں سے بہتر ہے۔ حضرت یوسف کہ مصر میں بادشاہی کرتے تھے۔ کہتے تھے کنعان (اپنے ملک) کا فقیر ہونا بہتر ہے :-)

اردو شاعری کے ایک استاد نے وطن کی جدائی کی حسرت اس طرح بیان کی ہے

فراق خلد سے گندم ہے سینہ چاک اب تک ۔۔۔ الٰہی ہو نہ وطن سے کوئی غریب جدا
کیا حبیب کو مجھ سے جدا فلک نے اگر ۔۔۔ نہ کر سکے گا میرے دل سے غم حبیب جدا

(۵۲۹) کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔ کہ مکہ میں ہتھیار اٹھائے :-

فضایل نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہ

(۵۳۰) کوئی شخص جس نے سورج نکلنے اور ڈوبنے سے پہلے یعنے فجر اور عصر کی نماز پڑھی آگ میں نہیں دھکیلا جائے گا۔

(ف) سویرے ہی اٹھ کر جو شخص پاک صاف ہو کر خدا کی بارگاہ میں حاضر ہو گا۔ وہ دن بھر گناہوں سے بچا رہے گا۔ کیونکہ خدا کا دھیان اُس کے نفس پر بُرے ارادوں کے وقت غالب آجائے گا۔ اسی طرح سورج کے ڈوبنے سے پہلے اگر وہ پھر دن بھر کا میل کچیل اُتار صاف ستھرا ہو کر خدا کی حضوری میں حاضر ہو گا۔ تو تھوڑا میل اس کے دل پر اگر جم بھی گیا ہو اُتر جائے گا۔ اور رات کا جسے بستر نے ام القرار کی جگہ ام الفساد بنا رکھا ہے۔ کامیابی سے مقابلہ کر کے اپنے آپ کو آگ سے بچائے گا۔

(۵۳۱) نیک اعمال کا ذکر ہو رہا تھا۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں ان سب کے محکم کرنے والی چیز سے نہ آگاہ کروں؟ مخاطب نے کہا ہاں فرمائیے۔ زبان کی طرف اشارہ کر کے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اسے قابو میں رکھو۔ مخاطب کہتا ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم اپنی بات چیت کے بدلے بھی پکڑے جائینگے؟ فرمایا اے معاذ تیری ماں تجھے روئے۔ لوگوں کو دوزخ میں منہ کے بل یا کہا ناک کے بل ان کی زبان کے بُرے بول ہی ڈلوائیں گے۔

البتہ غیر کے حملہ سے اپنی حفاظت کا خیال ضرور تھا۔ سو یہ ایک ایسی قدرتی چیز ہے۔ کہ حیوان ناطق تو درکنار۔ حیوان مطلق چرند پرند وغیرہ میں بھی پائی جاتی ہے۔ اور ہر روز اسکا ظہور مشاہدہ میں آتا ہے۔

ملک عرب کی فضائل

(۵۲۷) سلمان فارسی بیان فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے فرمایا۔ کہ میرے ساتھ بغض نہ رکھنا ورنہ اپنے دین سے جدا ہو جاؤ گے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں آپ سے کیسے بغض رکھ سکتا ہوں؟ آپ ہی کے ذریعہ تو مجھے اللہ تعالےٰ نے ہدایت فرمائی ہے۔ فرمایا۔ اگر عرب کے ساتھ بغض رکھوگے تو گویا میرے ہی ساتھ رکھا۔

(ف) یہ حدیث ظاہر کرتی ہے۔ کہ آپ کو اپنے ملک سے کسقدر محبت تھی۔ اور اس طرح حب وطنی کا سبق سکھاتی ہے جس ملک کے ایک نہایت نامور شاعر نے اپنے ملک کے ایک مقام کی نسبت کہا ہے۔

.... کہ در جنت نخواہی یافت : کنار آب رکناباد و گلگشت مصلےٰ را۔

(رکناباد چشمے کا پانی اور مصلےٰ کی گلگشت جنت میں نہیں ملے گی۔)

اس کے باشندے کو ریگستان عرب کی سکونت کی ترغیب دیجا رہی ہے۔ اسکی وجہ محض حب وطنی ہے۔

(۵۲۸) مکہ کو مخاطب کرکے فرمایا۔ کہ تو شہروں میں سے کیسا پاکیزہ تر شہر ہے۔ اور تو مجھے کیسا پیارا ہے۔ اگر میری قوم مجھے نکال نہ دیتی تو میں کسی اور جگہ کبھی نہ رہتا۔

(ف) دنیا کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ اہل فضل کی قدر اُن کے عروج کے شروع میں اپنے وطن میں نہیں ہوئی۔ چنانچہ مثل مشہور ہے گھر کا پیر کس نے مانا ہے؟ اور صرف یہ ہی نہیں۔ کہ قدر نہیں ہوئی۔ بلکہ بہت اذیت دی گئی ہے۔ اور بعض کو تو اس قدر کہ انہیں مجبور ہو کر وطن مالوف کو چھوڑنا پڑا۔ چنانچہ ناظرین پڑھ چکے ہیں کہ یہ ہی حال رسول اللہ صلعم کے ساتھ گزرا کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

اہل جوہر کو وطن میں رکھنے دیتا گر فلک   لعل کیوں اس رنگ سے آتا بدخشاں چھوڑ کر۔

اور پھر جہاں کو ئی گیا۔ وہاں خواہ کتنی ہی تعظیم و تکریم ہوئی۔ مگر وطن کی یاد آنے سے

نے عرض کیا - میں نے - رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے
فرمایا - کہ آج جنازے کے ساتھ تم میں سے کون گیا ہے؟ ابوبکر نے عرض کیا -
میں (گیا تھا) پھر فرمایا - آج تم میں سے مسکین کو کھانا کس نے کھلایا ہے؟ ابوبکر نے
کہا (یارسول اللہ) میں نے (کھلایا ہے) فرمایا - آج تم میں سے مریض کی بیمار پرسی کس نے
کی ہے - ابوبکر نے عرض کیا (حضرت) میں نے - رسول اللہ صلعم نے فرمایا جس شخص میں یہ
(سب خوبیاں ایک ہی دن میں) جمع ہوں سوائے اسکے (اسکا اجر) نہیں کہ وہ جنت
میں داخل ہو :-

(۵۳۵) بعض لوگوں نے کہا یا رسول اللہ دولتمند ثواب (لوٹ) لے گئے
وہ نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں - اور روزہ رکھتے ہیں جیسے ہم رکھتے ہیں -
اور اپنے فالتو مال میں سے صدقہ دیتے ہیں (وہ علاوہ) - رسول اللہ صلعم نے فرمایا
کیا تمہارے لئے خدا نے کوئی چیز میسر نہیں کی جسے تم صدقہ کرو؟ بیشک ہر ایک دفعہ
تسبیح (سُبْحَانَ اللہ) کہنا صدقہ ہے - اور ہر ایک بار تکبیر یعنے (اَللّٰہُ اَکْبَرُ) کہنا
صدقہ ہے - اور ہر ایک بار حمد یعنے (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ) پڑھنا صدقہ ہے - اور ہر ایکبار
خدا کی وحدانیت کا (لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ کر) اقرار کرنا صدقہ ہے - اور نیک کام
کے لئے رہنمائی کرنا صدقہ ہے - اور برے کام سے منع کرنا صدقہ ہے - اور (اپنی بیوی سے)
ہم بستر ہونا صدقہ ہے - صحابہ نے عرض کیا - یارسول اللہ اگر کوئی اپنی نفسانی ہوس کو
پورا کرے تو وہ اسکے لئے (کیونکر) اجر (کا موجب) ہو جاتا ہے؟ فرمایا - تم دیکھتے نہیں
اگر وہ حرام کاری کرے تو اسپر اسکا عذاب ہوتا ہے - صحابہ نے کہا بیشک - رسول اللہ
صلعم نے فرمایا - پس اگر اسنے حلال کارروائی کی - تو اسکے لئے وہ اجر کا موجب ہوئی
اور ایک روایت ہے - کہ اپنے بھائی سے ہنس کر بولنا صدقہ ہے - اور کسی کو راستہ بتانا صدقہ
ہے - اور رستے میں سے (اینٹ) پتھر کانٹا اور ہڈی کا ہٹا دینا صدقہ ہے - اور
اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے ڈول میں پانی ڈالنا صدقہ ہے

(۵۳۶) تین چیزیں ذیل کی جس شخص میں ہوں گی - اللہ اسپر اپنا سایہ پھیلائیگا - اور
اسے جنت میں لے جا داخل کرے گا (۱) کمزور کی مدد کرنا (۲) ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک
کرنا اور (۳) غلام پر احسان کرنا :-

ے ہر کہ مے خواہد کہ باشد در اماں   مہر مے باید نہادن بر زباں (عطار)
(جو شخص چاہتا ہے کہ امن میں رہے - اُسے چاہیئے کہ اپنی زبان پر مہر کردے)

(۵۳۲) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - جس نے میرے ولی (دوست) کے ساتھ دشمنی کی تو (سمجھو) کہ میں نے اُسے لڑائی کا اعلان دے دیا - اور میرا بندہ اگر کوئی ایسا کام جس سے وہ شخص میرا قرب حاصل کرنے کی غرض رکھتا ہو تو وہ مجھے اسوقت زیادہ پیارا لگتا ہے بہ نسبت اسکے کہ وہ وہی کام کرے جو میںنے اسپر فرض کر رکھا ہے - اور میرا بندہ ہمیشہ نفل عبادت سے میرا تقرب حاصل کرتا ہے - یہانتک کہ میں اُسے پیار کرنے لگ جاتا ہوں - پس جب میں اسے پیار کرتا ہوں - تو میں اسکا کان ہو جاتا ہوں کہ وہ اسکے ذریعہ سُنتا ہے - اور اسکی آنکھ بن جاتا ہوں - کہ وہ اس سے دیکھتا ہے - اور اسکا ہاتھ بن جاتا ہوں - کہ وہ اُس سے پکڑتا ہے - اور اسکا پاؤں بن جاتا ہوں کہ وہ اس سے چلتا ہے - اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے - تو میں اُسے دیتا ہوں اور اگر پناہ کا طلب گار ہوتا ہے تو اُسے پناہ دیتا ہوں - اور مجھے کسی چیز میں تردد نہیں ہوتا - جیسے مومن کی جان سے - وہ موت کو بُرا جانتا ہے - اور میں اس کے دلگیر ہونے کو بُرا سمجھتا ہوں :-

(ف) مومن موت کو اُس کے اس پہلو سے بُرا جانتا ہے - کہ وہ اُسکے کارِ خیر کی مساعی کے سلسلے کو مسدود کر دیتی ہے :-

(۵۳۳) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں - (جو اسے میری نسبت ہی) اور میں اسکے ساتھ ہوتا ہوں - جب وہ مجھے یاد کرتا ہے - جب دل میں یاد کرتا ہے - تو میں بھی اُسے دل میں ہی یاد کرتا ہوں - جب وہ مجلس میں میرا ذکر کرتا ہے - تو میں بھی مجلس میں اسکا ذکر کرتا ہوں - جو اس کی مجلس سے بہتر ہوتی ہے اور اگر وہ بالشت بھر میرے نزدیک آتا ہے تو میں ہاتھ بھر اسکی طرف بڑھتا ہوں - اور اگر وہ ہاتھ بھر قریب آتا ہے - تو میں قلانچ بھر آگے ہوتا ہوں - اور اگر میری طرف چلکر آتا ہے - تو میں اسکی طرف دوڑ آتا ہوں :-

اعمال اور اقوال کی فضائل متفرق حدیثیں

(۵۳۴) تم میں سے آج کسی نے روزہ رکھا ؟ ابوبکر (رضی اللہ تعالےٰ

آنسو جاری ہو گئے ؎۔

(۴۰ ۵) جو شخص کسی نیک کام کے واسطے ترغیب دیتا ہے۔ تو اُسے اسی قدر ثواب ملتا ہے جس قدر اس شخص کو جو اسکی پیروی کرتا ہے۔ اور اس سے ان ہر دو کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ اور جو شخص کسی بُرے کام کی ترغیب دیتا ہے۔ تو اُسے اسی قدر گناہ ہوتا ہے۔ جس قدر اس شخص کو جو اس کی پیروی کرتا ہے۔ اور اس سے ان ہر دو کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوتی ؎۔

(۱ ۴ ۵) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم میں بیمار رہوا۔ اور تو نے میری خبر نہ لی؟ وہ (مخاطب) کہیگا۔ اے خدا میں تیری خبر کس طرح لیتا۔ تو تو سارے جہانوں کا مالک ہے؟ خدا فرمائے گا۔ کیا تجھے معلوم نہیں ہوا تھا۔ کہ میرا فلان بندہ بیمار ہو گیا تھا۔ اور تو اسکے پاس نہیں گیا۔ کیا تجھے یہ معلوم نہیں تھا۔ کہ اگر تو اسکے پاس جاتا۔ تو مجھے وہاں موجود پاتا (یعنی میری خوشنودی حاصل کرتا) اے ابن آدم میں نے تجھسے کھانا مانگا اور تو نے نہ دیا؟ وہ کہیگا اے خدا میں تجھے کس طرح کھانا دیتا تو تو (خود) سارے جہانوں کا مالک ہے؟ خدا فرمائے گا میرے فلان بندے نے تجھ سے کھانا مانگا۔ مگر تو نے نہ دیا۔ کیا تجھے معلوم نہیں تھا۔ کہ اگر تو اُسے کھانا دیتا تو تو اسے میرے پاس دیکھ لیتا۔ اے ابن آدم میں نے تجھ سے پانی مانگا۔ اور تو نے نہ دیا؟ وہ کہیگا اے خدا میں تجھے کیسے پانی پلاتا۔ اور تو تو (خود) ہر ایک چیز کا مالک ہے؟ خدا کہیگا میرے فلان بندے نے تجھ سے پانی مانگا۔ اور تم نے نہ دیا۔ اگر تو اسے پانی پلاتا۔ تو اُسے میرے پاس موجود پاتا۔ (یعنی مجھ سے اسکا اجر پاتا)

؎ بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب ۔ تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں۔

(۴۲ ۵) جو شخص پاک رزق (جس میں بیگانے حق کی آمیزش نہیں) کھائے میرے طریق عمل پر چلے۔ اور خلقت کو اپنے شر سے محفوظ رکھے۔ وہ جنت میں داخل ہوگا۔

(۴۳ ۵) جس شخص نے دودھ والا جانور کسی کو عطا کیا۔ کہ وہ دودھ کے ملنے تک اس سے مستفید ہو کر واپس کر دے۔ یا بھولے ہوئے یا اندھے کو رستہ بتلایا۔ اُسنے گویا ایک بردہ آزاد کیا۔

(۴۴ ۵) کسی نے کہا یا رسول اللہ ایک آدمی کوئی (نیک) کام پر دے میں

(۵۳۷) تین شخصوں کی مدد کرنا۔ اللہ پر حق ہے (۱) اس کی جو اللہ کو واسطے جہاد کرے۔ (۲) اس دستاویز کے لکھانے والے کی جو اپنے عہد کے پورا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔ اور (۳) اسکی جو حرام سے بچنے کی غرض سے نکاح کرے :۔

(۵۳۸) تین شخص ہیں جن سے اللہ محبت رکھتا ہے۔ اور تین شخصوں کو وہ برا جانتا ہے۔ جن تین شخصوں سے وہ محبت رکھتا ہے۔ یہ ہیں۔ کوئی آدمی کسی مجمع کے پاس آیا۔ اور اپنی کسی قرابت کا واسطہ نہ بلکہ اللہ کا واسطہ دیکر اسنے ان سے (خیرات کا) سوال کیا۔ پر انہوں نے کچھ نہ دیا۔ مگر ایک شخص اٹھکر پیچھی کیطرف گیا۔ اور پردے میں سائل کو کچھ دیا۔ جس کا علم سوائے اللہ کے یا سائل کے کسی کو نہیں۔ ایک تو یہ (گپت دان کرنے والا) ہوا۔

کچھ لوگ رات کو چلتے رہے حتّٰی کہ اُنپر نیند غالب آگئی تب اُنہوں نے (ایک جگہ) ڈیرہ ڈال دیا (اور سو گئے) مگر ایک شخص کھڑا ہوا۔ اور وہ میری ثنا اور کلام پڑھنے لگا۔ (دوسرا یہ ہوا) ایک شخص لڑائی پر چلے ہوئے سپاہیوں میں ہے۔ انکا دشمن سے سامنا ہو گیا۔ اور وہ سب بھاگ گئے۔ مگر وہ (اکیلا) چھاتی نکال کر مقابل ہوا۔ کہ جان دیدے یا فتح حاصل کرے۔ (تیسرا وہ ہوا)

اور وہ تین جنہیں خدا برا جانتا ہے۔ یہ ہیں۔ بوڑھا آدمی جو زانی ہو۔ فقیر (محتاج) جو اترانے والا ہو۔ اور دولت مند جو ظالم ہو۔

(۵۳۹) سات شخص ہیں جنہیں اس دن جس دن کہ کوئی سایۂ خدا کے سائے کے سوا لئے نہیں ہوگا۔ اللہ اپنے سایہ میں رکھے گا (اول) منصف حاکم (دوسرا) وہ جوان جو خدا کی عبادت میں مشغول رہا۔ (تیسرا) وہ شخص جس کا دل مسجد کیطرف لگا رہا۔ اور وہاں جاتا رہا (چوتھے) وہ دو شخص جنہوں نے (رضائے) الٰہی کی خاطر آپس میں محبت رکھی اور اسی غرض سے اکٹھے ہوئے۔ اور اسی غرض سے جدا ہوئے (پانچواں) وہ مرد جسے ذی رتبہ اور خوب صورت عورت نے (خلوت میں) بلایا۔ اور اس نے جانے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں (چھٹا) وہ شخص جس نے خیرات کی مگر اسے اسقدر پوشیدہ رکھا کہ اسکے بائیں ہاتھ کو بھی معلوم نہ ہوا کہ داہنے نے کیا خرچ کیا اور (ساتواں) وہ شخص جس نے خالی مکان میں (جہاں ریا کا شائبہ نہیں) خدا کا ذکر کیا۔ اور اسکی آنکھوں سے

سب سے زیادہ مصیبت آتی ہے۔ فرمایا نبیوں پر پھر ان سے کم (پرہیز گاروں) پر۔ پھر اُن سے اُتر کر کم (پرہیز گاروں) پر ہر ایک شخص کو اپنے دین کے موافق مصیبت کا حصہ ملتا ہے۔ اگر وہ دین میں مضبوط ہو تو اسکی تکلیف بھی سخت ہوگی۔ اور اگر دین میں کمزور ہو تو خدا اُسے اسکے دین کے موافق تکلیف میں رکھیگا۔ دکھ انسان کے ساتھ ہمیشہ رہتا ہے۔ یہانتک کہ اسے اسیوقت چھوڑتا ہے۔ کہ وہ زمین پر (اس طرح) چلے پھرے کہ اسکے ذمے کوئی خطا نہ ہو:۔

(ف) دنیا کو دار المحن دکھ کا گھر کہا جاتا ہے۔ ایک دنیا دار پھر ایماندار جو پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہے۔ ہر وقت کسی نہ کسی تکلیف میں مبتلا رہتا ہے۔ کبھی اپنی کبھی بیوی اور کبھی بچے کی وجہ سے۔ اور تکلیف کئی قسم کی ہے۔ رزق کی صحت کی۔ مکان کی سامان کی۔ رشتے ناطے کی وغیرہ وغیرہ۔ یہ تکالیف ایماندار شخص کو ہر وقت خدا ترسی اور حق شناسی پر قایم رکھتی ہیں۔ یہانتک کہ اجل آجاتی ہے۔ اور وہ اُن سے نجات پاکر اپنا نامۂ اعمال صاف لیکر خدا سے جا ملتا ہے۔

(۱۵۵) اگر ایک شخص کوئی نیک کام کر رہا ہو۔ اور بیماری یا سفر کی وجہ سے وہ اُس سے رُک جائے۔ تو اللہ تعالےٰ اسکا عمل ایسا ہی شمار کرے گا۔ جیسا وہ اس حالت میں کرتا تھا۔ جبکہ وہ معذور نہیں تھا:۔

(ف) یہہ حدیث ہدایت کرتی ہے۔ کہ جب عذر رفع ہو جائے۔ تو رُکے ہوئے کام کو فوراً شروع کر دینا چاہیئے:۔

(۱۵۶) عورتوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ تم میں سے کسی عورت کے اگر تین لڑکے آگے چلے گئے ہوں یعنے مرگئے ہوں۔ تو وہ اسکے اور دوزخ کے درمیان پردہ بنجائینگے۔ ایک عورت نے پوچھا یا رسول اللہ۔ اگر دو ہوں؟ فرمایا دو بھی پردہ بن جائیں گے۔

(ف) معلوم ہوتا ہے۔ تین کی تعداد پردہ کی دیوار کے واسطے رکھی گئی تھی۔ ورنہ اسکی کوئی خاص وجہ نہ تھی۔ جیسا کہ سائلہ کے سوال اور اسکے جواب سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور ترمذی کی ایک روایت میں ایک کے واسطے بھی یہی حکم ہے۔ گم شدہ لالوں کی ماؤں کا رنج مٹانا۔ اور انہیں تسکین دینا مدنظر تھا

کرتا ہے۔ پس جب اس کی خبر لوگوں کو ہو جاتی ہے۔ تو وہ خوش ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اسکے لیئے دو اجر ہیں۔ ایک اجر چھپی نیکی کا۔ اور ایک اجر ظاہری نیکی کا۔

(۵۴۵) خدا کے ایلچی تین ہیں۔ نمازی۔ حاجی اور عمرہ (مختصر حج) کرنیوالا

بیماری موت اور مصیبتوں کی فضائل

(۵۴۶) ایماندار شخص کو کوئی دکھ تکلیف بیماری اور غم نہیں پہنچتا۔ کہ جس کی وجہ سے وہ فکر جو اسے اندیشے میں ڈالے اس سے اسکے گناہ دور نہ ہوں۔

(۵۴۷) رسول اللہ صلے اللہ علیہ سلم ام السائب رض کے پاس تشریف لے گئے اور پوچھا۔ کہ تمہیں کیا ہوا۔ کہ کانپ رہی ہو؟ اُس نے عرض کیا۔ تپ ہے۔ خدا اسکا ناس کرے۔ آپنے فرمایا۔ تپ کو بُرا نہ کہو۔ کہ وہ انسان کے گناہوں کو دور کرتی ہے۔ جیسے بھٹی لوہے کے میل کو:۔

(ف) بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے۔ کہ دُکھ درد کے وقت بہت واویلا کرتے ہیں یہاں تک کہ کفر کے کلمے زبان پر لانے سے بھی پرہیز نہیں کرتے۔ اس سے حاصل بجز اسکے نہیں ہوتا۔ کہ ان کے اخلاق بگڑتے ہیں۔ اور میل جول والوں میں ان کی بے وقری ہوتی ہے۔ یہ حدیث سکھاتی ہے۔ کہ دکھ زحمت کو تحمل اور صبر سے برداشت کرکے اسے رحمت سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ ایسے وقت میں انسان اپنی گناہوں کا معترف ہوکر اپنے خالق کے حضور میں توبہ کرتا ہے۔ اور بسا اوقات اسکے دیئے ہوئے فالتو رزق سے محتاجوں کی حق رسی بھی کرتا ہے۔

(۵۴۸) جس قدر بڑی مصیبت (برداشت کی جائے) اسی قدر زیادہ اسکا اجر (ملتا ہے) اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو اسے کسی مصیبت میں مُبتلا کر دیتا ہے۔ پھر جو اس قوم سے راضی ہوا۔ اس سے خدا بھی راضی۔ اور جو اس سے ناراض ہوا۔ اس سے خدا بھی ناراض:۔

(۵۴۹) ایماندار مرد اور ایماندار عورت اپنی ذات اور اولاد اور مال کی وجہ سے ہمیشہ مصیبت میں گرفتار رہتے ہیں۔ یہانتک کہ (مرکر) خدا سے جا ملتے ہیں۔ اور حال یہ ہوتا ہے کہ وہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں:۔

(۵۵۰) ایک صحابی روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ کن شخصوں پر

اب فتح یاب مدعیوں نے محروم الارث اشخاص کے بیٹوں پر کیونکہ خود تو وہ مر چکے تھے۔ بازیافتہ ۲۶۶ ۱/۲ بیگہ زمین کی پیداوار کی چار فصلوں کا دعویٰ کیا۔

پہلی مالی عدالت میں تو یہ دعویٰ خارج ہو گیا۔ مگر دوسری میں ڈگری کا حکم ہو گیا۔ اس پر اپیل ہوئی۔ ابھی وہ دائر ہی تھی۔ کہ ۱۶ و ۱۷۔ جولائی ۱۹۱۲ء کی رات کو محروم الارث کے بیٹوں نے مخالف فریق کی ۱۸ جانیں ۶ مختلف گھروں میں قتل کر کے ضائع کر دیں۔ اکثروں کے سرتن سے جدا کئے گئے۔ سب نرینہ اشخاص معہ بچوں کے قتل کئے گئے۔ اور عورتیں بھی۔ ان میں سے اکثروں کے ہاتھ اور پاؤں کاٹے گئے۔ اور اثنائے تحقیقات میں معلوم ہوا۔ کہ یہ اسواسطے کاٹے گئے تھے۔ کہ زیور اُتارنے میں زیادہ وقت نہ صرف ہو۔ جج صاحب لکھتے ہیں۔ کہ "یہ واقعہ کہ سب جوان اشخاص ان کی بیویاں اور نابالغ بچے قتل کر دیے گئے ظاہر کرتا ہے۔ کہ قاتل یہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کا ایک متنفس بھی زندہ رہے۔ اور زمین کا جس سے وہ محروم کئے گئے تھے وارث ہو"

سب مقتول اور ملزم عموماً ایک ہی کنبے کی شاخوں کے لوگ تھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ قاتلوں کا منشا یہ تھا۔ کہ مقتولوں کی شاخ کے سب افراد قتل کر کے اُس کی قطعاً بیخ کنی کی جائے تاکہ بازگشت وارثوں کی حیثیت میں وہ خود کل زمین کے مالک ہو جائیں۔

سشن جج نے ۵ آدمیوں کو موت اور ۲ کو عبور دریائے شور کی سزا دی۔ مگر عدالت اپیل میں صرف چار یا پانچ آدمیوں کی سزا بحال رہی۔ بیس سے زیادہ جانیں اور ایک خاندان قریباً سلسلے کا سارا اس ایک واقعہ میں تباہ ہو گیا۔ اور یہ واقعہ اکیلا اپنی قسم کا نہیں ہے۔ بہتیرے ایسے واقعات تھوڑی یا بہت تبدیلی کے ساتھ ہر روز دنیا میں ہوتے رہتے ہیں۔ روئے زمین پر جتنے قتل ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایسے کم نہیں ہوتے۔ جو صرف اس غرض سے کئے جاتے ہیں۔ کہ مقتول کے مرنے پر اسکی جائیداد خود قاتل یا قتل کروانے کے ہاتھ آ جائیگی۔ سب جانتے ہیں۔ کہ موت کی سزا موت ہے۔ مگر چھپ کر یہ گناہ کرنے کے وقت لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کی بدکرداری پر پردہ پڑا رہے گا۔ مشہور ہے۔ خون خود ادلتا ہے۔ آخر بات ظاہر ہو جاتی ہے اور ماخوذ ہو جاتے ہیں۔ بعض ان میں سے کسی حیلہ سے سزا سے بچ جاتے ہیں۔ اور پھر جائیداد کے وارث ہو جاتے ہیں۔ گو اس میں سے ایک معتدبہ حصہ اسکے ہاتھ آنے سے پہلے ہی خرچ ہو جاتا ہے۔ جن کا حیلہ کارگر نہ ہو۔ وہ کیفر کردار کو پہنچکر پھانسی لگتے ہیں۔ اگر جائیداد کا طمع

اور امید ہے۔ کہ یہ حدیث ایماندار عورتوں کے لیے حسب فرمان سرور کائنات اُن کی نجات کا موجب ہو گی۔ واللہ اعلم بالصواب :-

(۵۵۳) جو شخص خدا سے ملنا چاہتا ہے۔ خدا بھی اسے ملنا چاہتا ہے۔ اور جو خدا سے ملنا پسند نہیں کرتا خدا بھی اس سے ملنا پسند نہیں کرتا۔ عائشہ رضؓ نے کہا ہم سب موت سے نفرت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا یہ (بات) نہیں۔ مومن کے سامنے جب موت آتی ہے۔ تو اسے خدا کی رضامندی اور کرم کی خوشخبری دی جاتی ہے۔ تو کوئی چیز اسے موت سی زیادہ پیاری نہیں لگتی پس وہ خدا سے ملنا چاہتا ہے۔ اور خدا اس سے ملنا چاہتا ہے۔ اور جب منکر کے سامنے موت آتی ہے تو اُسے عذاب کی خبر دی جاتی ہے۔ پس اسے موت سے زیادہ کوئی چیز بُری نہیں لگتی۔ اور وہ خدا کے ملنے سے نفرت کرتا ہے۔ اور خدا بھی اسکے ملنے سے نفرت کرتا ہے۔

فرائض والمواریث یعنی وراثت

(۵۵۴) قاتل (اپنے مقتول کا) وارث نہیں ہو سکتا :-

(ف) اس حدیث کو جب نقل کیا۔ تو اُس وقت اس پر کوئی ف لکھنا نہ سوجھا۔ اسکے بعد ایک دن اخبار میں ایک ہولناک واقعہ کے حالات پڑھکر یہ حدیث یاد آگئی۔ اور چھپنے لگا کر یہ ف لکھا۔ وہ واقعہ حسب ذیل ہے۔

فاضلکا واقع پنجاب کے علاقہ میں ایک ہندو جاٹ کا ایک بیٹا ایک لڑکا چھوڑ کر مر گیا۔ جاٹ نے وصیت کی کہ اُسکی کل جائداد اسکے باقی بیٹوں اور پوتے میں برابر برابر تقسیم کی جائے۔ ایک عرصہ کے بعد اُسنے اس وصیت کو منسوخ کر کے ایک نئی وصیت کی۔ اور دو بیٹوں کو محروم الارث کر دیا۔ مگر اُسکی وفات پر سب بیٹوں اور اُن کے جانشینوں کے نام کل اراضیات۔ صیغہ مال کے کاغذات میں برابر برابر درج کی گئیں۔ نئی وصیت سے جن اشخاص کو فائدہ پہنچتا تھا۔ انہوں نے محروم الارث شخصوں کے حصہ کی زمین حاصل کرنے کے واسطے دعوای کیا۔ ضروری منازل طے ہونے کے بعد جولائی ۱۹۰۸ء میں صوبہ کی اعلےٰ عدالت نے نئی وصیت کو قایم رکھا۔ اور ذرہ سی تبدیلی کر کے پریوی کونسل نے بھی اس فیصلے کو بحال رکھا۔

سمع سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو نزول وحی سے پہلے چالیس برس کی عمر تک غار حرا میں تنہا بیٹھ کر سوچ بچار اور عبادت کرنے تھے۔ کملی والے سے بھی اشارہ آپ ہی کی طرف ہے۔ وحی کے ابتدائی زمانہ میں آپ کی طبیعت پر ایک غیر معمولی اثر ہوا۔ اور آپنے جھرمٹ مار لیا چنانچہ قرآن مجید میں دو دفعہ آپ کو پیار سے مُزَّمِّلُ اور مُدَّثِّرُ یعنے جھرمٹ مارنے والا کے لفظ سے خطاب ہوا ہے۔ شعرا نے اسکی جگہ کملی والا منظوم کر دیا ہے۔

(۵۵۵) اگر کوئی شخص کسی آزاد عورت یا لونڈی سے زنا کرے اور اس فعل سے بچہ پیدا ہو تو وہ ولد الزنا اپنے باپ کا وارث نہیں ہوگا۔ اور نہ اسکا باپ اسکا وارث ہوگا۔

(۵۵۶) میں ایماندار شخص سے اسکی جان سے نزدیک تر ہوں (یعنے اسکا بہت خیر خواہ ہوں) پس اگر کوئی مرجائے۔ اور اسکے ذمے قرض ہو اور اسکی وراثت سے ادا نہ ہوسکے۔ تو اسکا ادا کرنا میرے ذمے ہے۔ اور اگر وہ کچھ مال چھوڑ مرے تو وہ اسکے وارثوں کا ہے۔ کتاب تفسیر کی شیخین کی ایک حدیث میں جان سے نزدیک تر کی بجائے اور لوگوں کی نسبت زیادہ حقدار اور وارث لکھا ہے۔ اور اتنا اور زیادہ لکھا ہے۔ کہ اگر متوفی کا کوئی عیال رہ جائے تو وہ بھی میرے پاس امداد حاصل کرنیکے لئے آئے۔ کہ میں انکا ولی ہوں۔

(۵۵۷) عمرو بن حارث حرزعی روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے (میراث میں) نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درم نہ غلام نہ لونڈی نہ کوئی اور چیز سوائے ایک سفید خچر اور اپنے ہتھیاروں کے۔ اور کچھ زمین کے جو مسافروں کے واسطے وقف فرما دی۔

سکندر ہے نہ دارا ہے نہ کسریٰ ہے نہ قیصر ہے ۔۔ یہ بیت المال ملک بے وفا بے وارثا گھر ہے

فتنہ و اختلاف وغیرہ

(۵۵۸) فتنے اور اختلاف کے موقعہ پر عبادت کرنا ایسا ہے جیسے میری طرف ہجرت کرنا۔

(ف) جو شخص دل سے عبادت میں مصروف رہیگا۔ وہ اُس سے ایسا محظوظ ہوگا۔ کہ خود کو گویا رسول اللہ صلعم کے قرب میں پائے گا۔ اور فتنے میں شریک ہونے سے بچا رہیگا۔

(۵۵۹) نیک بخت وہ شخص ہے۔ جو فتنے سے الگ رہے۔ اور جب مصیبت میں گرفتار آئے تو صبر کرے۔

(۵۶۰) جب تم میں سے بہترین اشخاص تمہارے امیر ہوں۔ اور تم میں سے جو غنی ہوں وہ سخی ہوں اور تمہارے کام باہم مشورے سے ہوتے ہوں۔ تو زمین کا باہر اسکے اندر سے تمہارے لئے بہتر ہے

نہ ہو۔ تو نہ کوئی اس وجہ سے کسی کی جان ضائع کرے۔ نہ اپنی جان کو تلف کرلے۔ یا کم سے کم اُسے جوکھوں میں ڈالے۔

اگر سلاطین زمان دنیا کے بڑے بھاری امی مقنن کے اس قانون کے پابند ہو جائیں۔ کہ مقتول کی جائداد اُسکے قاتل یا قتل کروانے والے کو خواہ وہ اُسکا وارث ہی ہو نہ دی جائے تو آج اس سب سے بڑے جرم اور گناہ کا کافی انسداد ہو جاتا ہے۔ سبحان اللہ کیا اچھا اور پاکیزہ قانون ہے۔ یہاں تک لکھنے کے بعد ایک دوست سے جو سب جج ہیں معلوم ہوا کہ انگریزی قانون میں یہ درج ہے۔ کہ قاتل اپنے مقتول کا وارث نہیں ہو سکتا۔ چند احباب سے جن میں ایک پرانے ذیلدار اور اسپیسر تھے۔ ایک نائب تحصیلدار۔ ایک تحصیلدار اور ایک وکیل تصدیق کے طور پر قانون کا پتہ دریافت کیا مگر سبھی نے لاعلمی بیان کی۔ گو وکیل صاحب نے ایک فیصلے کا ذکر کیا۔ اور کہا۔ کہ اس میں یہ معاملہ درج ہے۔ آخر سب جج صاحب موصوف نے چیف کورٹ کے دو فیصلے دکھائے جن میں سے پہلا ۱۹۰۰ء کا تھا۔ ایک مسلمان شخص نے اپنے سوتیلے بھائی کو مروا ڈالا۔ اور پھر قید سے رہائی پاکر اسکی وراثت کا دعوے کیا۔ ججوں نے شرع محمدی کا ذکر کیا ہے۔ کہ اُسکے رُو سے قاتل اپنے مقتول کی جائداد کا وارث نہیں ہو سکتا۔ انگریزی کسی قانون کا نہ ذکر کیا ہے نہ حوالہ دیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ واضعان موجودہ قانون ہند اس بارے میں خاموش ہیں۔ مگر ججوں نے لکھا ہے۔ کہ اس بحث کی ضرورت نہیں۔ کہ شرع محمدی یہاں عاید ہوتی ہے یا نہیں۔ کیونکہ پبلک پالیسی مصلحت عامہ اس بات کی مقتضی ہے۔ کہ کسی مجرم کو اُسکے جرم کے نتیجہ سے فائدہ نہیں پہنچنا چاہیئے۔ یہی انجام دوسرے مقدمہ کا ہوا جو ۱۹۰۶ء میں پیش ہوا۔ جس میں ایک چچا نے اپنے بھتیجے کو قتل کر دیا تھا۔ اور معلوم ہوا ہے۔ کہ حال میں بھی ایسا ایک مقدمہ ہائی کورٹ میں فیصل ہوا ہے۔ یہ ججوں کا فیصلہ ہے۔ مگر قانون نہیں ہے یعنی کسی ایکٹ میں درج نہیں۔ اسی واسطے لوگ اس سے بے خبر ہیں۔

جن احباب کا اوپر ذکر ہوا ہے۔ وہ سب اتفاق سے ایک ہی جگہ مل گئے۔ جب معلوم ہوا۔ کہ اس حدیث کے مطابق قانون رائج وقت میں کوئی دفعہ نہیں ہے۔ تو ایک صاحب نے ایک مشہور نعت کے یہ دو شعر پڑھے۔ ؎

وہ شمع اُجالا جس نے کیا چالیس برس تک غاروں میں ٭ اک روز جھلکنے والی تھی کل دنیا کے درباروں میں

جو فلسفیوں سے حل نہ ہوا اور نکتہ وروں سے کھل نہ سکا ٭ وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

(ایسا کرنے میں کوئی) گناہ نہ ہو:-

(۵۶۶) اے خدا میں تیرے سامنے اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر غصہ میں آکر میں نے اپنی امت کے کسی آدمی کو برا کہا ہو۔ یا لعنت کی ہو۔ تو آخر میں بھی آدمی زاد ہوں مجھے بھی ایسا ہی غصہ آتا ہے جیسا اور لوگوں کو آتا ہے۔ اور تو نے تو مجھے مخلوق کے لئے رحمت (کا موجب بنا کر) بھیجا ہے۔ تو قیامت کے دن میری لعنت کو اس پر رحمت کیجو:-

مسلمانوں کا آپس میں ایک دوسرے کو مار ڈالنا

(۵۶۷) جب دو مسلمانوں نے تلواروں سے ایک دوسرے کا مقابلہ کیا۔ تو قاتل اور مقتول دونو دوزخی ہیں۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ قاتل تو ہوا مقتول کیوں؟ فرمایا اُسنے بھی اپنے ساتھی کے قتل کا ارادہ کر رکھا تھا۔

(۵۶۸) تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے شست نہ باندھے۔ کیونکہ تم نہیں جانتے کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ سے فساد کرادے۔ اور (اسطرح) وہ دوزخ کے گڑھے میں جا گرے:-

(۵۶۹) میرے پیچھے پھر منکر نہ ہو جانا۔ کہ لگو ایک دوسرے کی گردن مارنے۔

(ف) یہ حدیث ہر پیشوا کے لئے مثال ہے۔ کہ وہ اپنے پیرووں کو اپنی ہدایت پر قائم رہنے کی تاکید کرے ورنہ انجام فتنہ و فساد اور کشت و خون ہے۔

(۵۷۰) **قدر یعنی تقدیر**۔ ایک آدمی عرصہ دراز تک جنتی لوگوں کے اعمال کرتا رہتا ہے۔ مگر اسکا خاتمہ دوزخیوں کے اعمال پر ہوتا ہے۔ اور ایک آدمی عرصہ دراز تک دوزخیوں کے اعمال کرتا رہتا ہے۔ مگر اسکا خاتمہ جنتیوں کے اعمال پر ہوتا ہے:-

(ف) واقعہ جو اس حدیث میں بیان ہوا ہے۔ کئی دفعہ دیکھنے میں آیا ہے۔ اسی واسطے مسلمان دعا کیا کرتے ہیں۔ کہ الٰہی خاتمہ بالخیر ہو یعنی انجام اچھا ہو:-

(۵۷۱) مضبوط ایمان والا شخص۔ کمزور ایمان والے سے خدا کے نزدیک بہتر اور زیادہ پیارا ہوتا ہے۔ سب نیک کاموں میں سے اس کام کی حرص اور سعی کر جو تجھے نفع دے (اور اسکے سرانجام ہونے کے لئے) اللہ سے مدد مانگ۔ اگر وقت حائل ہو تو استقلال رکھ۔ اور تھک نہ جا۔ اور اگر کوئی مصیبت پہنچ جائے۔ تو یہ نہ کہو۔ کہ اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہوتا۔ بلکہ یہ کہو۔ کہ خدا کی مرضی یہی تھی۔ کیونکہ پہلی بات کہ کر تو شیطانی عمل کا (دروازہ)

اور جب تم میں سے بدترین اشخاص تمہارے امیر ہوں۔ تم میں سے جو غنی ہوں وہ بخیل ہوں۔ اور تمہارے کام عورتوں کے سپرد ہوں۔ تو زمین کا اندر (یعنے قبر) اسکے باہر (زندہ رہکر چلنے پھرنے) سے تمہارے لئے بہتر ہے۔

(ف) حالی نے اس حدیث کا مضمون اس طرح منظوم کیا ہے۔

امیروں کو تنبیہ کی اسطرح پر ۔۔۔ کہ ہیں تم میں جو اغنیا اور توانگر
اگر اپنے طبقے میں ہوں سب سے بہتر ۔۔۔ بنی نوع کے ہوں مددگار ویاور
نہ کرتے ہوں بے مشورت کام ہرگز ۔۔۔ اٹھاتے نہ ہوں بے دھڑک کام ہرگز
تو مردوں سے آسودہ تر ہے وہ طبقہ ۔۔۔ زمانہ مبارک ملے جسکو ایسا
پہ جب اہل دولت ہوں اشرار دنیا ۔۔۔ نہ عیش ہیں جنکو اوروں کی پروا
نہیں اس زمانہ میں کچھ خیر و برکت ۔۔۔ اقامت سے بہتر ہے اسوقت رحلت

(۵۶۱) ابلیس کا تخت سمندر پر ہے۔ وہ اپنے لشکر کو بھیجتا ہے۔ کہ لوگوں کو بھکائیں۔ اور فتنہ بپا کریں۔ اور اسکے نزدیک ان میں سے مرتبہ میں سب سے بڑا وہ ہوتا ہے جو سب سے بڑی شرارت کرے۔ پس ایک ان میں سے اسکے پاس آتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ میں نے یہ یہ کام کئے۔ اور وہ کہتا ہے تم نے تو کچھ نہیں کیا۔ پھر اور آتا ہے اور کہتا ہے۔ کہ میں نے بس نہیں کی۔ جب تک کہ میں نے ایک آدمی اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہیں ڈلوائی پس وہ اسے نزدیک بلا لیتا ہے اور تھپکتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ کہ تو نے اچھا کام کیا۔

(۵۶۲) لوگ ہرگز ہلاک نہیں ہوں گے جبتک (کہ ان کے اعمال کی وجہ سے) ان کی جانوں پر حجت قایم نہ ہو۔

(۵۶۳) جس نے ہم پر لڑائی کے واسطے ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

(ف) ایک جماعت کا آدمی جب اپنی جماعت کے ساتھ لڑائی کرے تو ظاہر ہے۔ کہ وہ اس جماعت میں شمار ہونے کے قابل نہیں رہتا۔

(۵۶۴) جس نے (لڑنے کی غرض سے) تلوار اٹھائی اور پھر (اپنے ارادے سے باز آکر میان میں) رکھدی۔ اسپر بدلے کا مواخذہ نہیں ہے۔

حمیت اور خواہش نفسانی

(۵۶۵) تم میں بہتر وہ شخص ہے۔ جو اپنے رشتے داروں سے (دشمن کو) ہٹائے بشرطیکہ

(ف) ان دو نو حدیثوں نے توکل کے معنوں کی بالکل وضاحت کر دی ہے۔ یہ معنی کہ ہاتھ پاؤں باندھ کر بیٹھ رہنا۔ اور پھر رزق منہ میں آپڑنے کی توقع رکھنا درست نہیں ہے۔ بلکہ پرندے کی طرح گھر سے نکلنا۔ اور سعی کرنا حصول رزق کے واسطے ضروری ہے :-

اسی طرح جیسے کہ ایک اعرابی کو ہدایت ہوئی۔ کہ اونٹ کا زانو باندھ دو کہ وہ بھاگ نہ جائے۔ اور پھر خدا پر بھروسہ کر کے اسے چرنے کے لئے چھوڑ دے۔ ہر خطرے سے بچنے کی حتی الوسع تدبیر کرنی چاہیئے۔ اور پھر اس سے محفوظ رہنے کے واسطے کارساز حقیقی سے دعا کرنی چاہیئے۔ سعدی نے ان حدیثوں کے مضمون کو اسطرح منظوم کیا ہے۔ ؎

رزق ہر چند بیگماں برسد — شرط عقل است جستن از درہا

گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد — تو مرو در دہانِ اژدرھا

(رزق بے شک کچھ نہ کچھ ملے گا۔ مگر عقل کی شرط یہ ہے کہ دروازوں سے تلاش کیا جائے)

(اگرچہ کوئی شخص اجل کے بغیر نہیں مرے گا۔ تو اژدہا کے منہ میں (آپ ہی) نہ جا۔)

ہر ایک کام کے سرانجام پانے کے کچھ اسباب ہیں۔ جب تک وہ میسر نہ آئیں اسکا سرانجام پانا محال ہے۔ توکل کے یہ معنے ہیں۔ کہ تم اپنی معاش یا کوئی اور مراد حاصل کرنے کے واسطے اپنی عقل اور ہمت کو بہترین طریق پر استعمال کرو۔ اور پھر اسباب کا غرور اور گھمنڈ نہ کرو۔ کہ تم نے ایسی کوشش کی۔ کہ وہ تیر بہ ہدف (نشانے پر تیر) ہو گیا۔ دیکھنے میں آتا ہے۔ کہ شام کو کسان خوش خوش کھیت سے گھر آتا ہے۔ کہ صبح گیہوں کی سنہری جگ مگاتی فصل کو کاٹ کر پھر غلہ کے انبار جمع کر لوں گا۔ مگر رات کو اولے پڑتے ہیں۔ کہ اس کی سب امیدیں خاک میں ملجاتی ہیں۔ پس محنت کر کے اپنی مساعی میں خدا سے برکت اور کامیابی کی دعا مانگو۔ ع اُسی پر ہمیشہ بھروسہ کرو تم :-

مثنوی میں توکل کی نسبت جو کچھ مرقوم ہے۔ وہ بہت لطیف مضمون ہے۔ عارف نے بھی اکی خوب تشریح کی ہے۔ اور چونکہ یہ ایک بڑا ضروری مسئلہ ہے۔ اسلئے ان کی تالیف کی ایک حکایت بجنسہ درج کی جاتی ہے۔ جن اصحاب کو مثنوی کے ساتھ انس اور محبت ہے ان کی لطف طبع کے واسطے دو تین شعر مثنوی کے بھی لکھے جاتے ہیں :- ؎

تھے مدینے میں یمن کے چند مرد — تھا توکل میں ہر ایک اُنمیں سے فرد

سب گئے فاروق کو کرنے سلام — آپ نے پوچھا کہ کیا کرتے ہو کام

کھولتا ہے۔۱۔

قناعت

(۵۷۲) بعض انصاریوں نے رسول اللہ صلعم سے کچھ مانگا۔ آپ نے کچھ دیا۔ انہوں نے پھر سوال کیا۔ اور آنحضرت صلعم نے پھر کچھ دیا۔ یہاں تک کہ جو کچھ آپ کے پاس تھا سب دیدیا۔ اور فرمایا جو اچھی چیز میرے پاس ہو گی میں تم سے چھپا کر نہیں رکھوں گا۔ اور جو شخص حرام سے اپنے آپ کو بچائے۔ اللہ اسکو پرہیزگار بنا دیگا۔ اور جو شخص مال دولت سے بے پروائی کرے خدا اُسے قناعت دے دیگا۔ اور جو صبر کرے خدا اُسے صابر بنا دے گا۔ اور ایسی نعمت کسی کو نہیں ملی جو صبر سے بہتر اور بڑی ہو۔ ب

نہیں ہے قانع کو خواہش زر وہ مفلسی میں بھی ہے تونگر۔
جہاں میں مانند کیمیا گر ہمیشہ محتاج و دل غنی ہے (ذوق)

(۵۷۳) اے ابن آدم اگر تو فالتو مال (جو ضرورت سے زیادہ ہو) خرچ کرے تو تیرے لیئے بہتر ہے۔ اور اگر تو اسے دبا رکھے یعنی خرچ نہ کرے تو تیرے لئے بہت بُرا ہے۔ اور روزمرہ کی ضروریات پر خرچ کرنا۔ کوئی عیب نہیں۔ اور (مروت کرنے میں) اپنے تعلق داروں سے ابتدا کر۔ اور یاد رکھو۔ کہ اونچا ہاتھ (یعنی دینے والا) نیچے ہاتھ (یعنی لینے والے) سے بہتر ہے۔ ہ

زنعمت نہادن بلندی مجوی کہ ناخوش کند آب استادہ بو
ولیکن نباید کہ تنہا خوری ز درویش درماندہ یاد آوری (سعدی)

(مال جمع رکھنے سے بلندی نہ ڈھونڈھ۔ کہ کھڑے پانی سے بدبو آنے لگجاتی ہے)
(نہیں چاہیئے کہ تو اکیلا کھائے۔ عاجز درویش کو یاد رکھ)

(۵۷۴) اگر تم اللہ پر توکل (بھروسہ) کرتے جیسے توکل کرنے کا حق ہوتا ہے۔ تو وہ تمہیں ضرور رزق دیتا جیسے پرندوں کو دیتا ہے۔ کہ صبح کو بھوکے باہر جاتے ہیں۔ اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں:۔

ایک شخص نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ کیا میں اپنے اونٹ کا زانو باندھ کر اسے توکل (یعنی اللہ کے بھروسے پر چھوڑ دوں (یا ایسے ہی) چھوڑ دوں۔ اور توکل کروں؟ فرمایا۔ زانو باندھ (کہ بھاگنے سے رکنے کا چارہ ہو جائے) اور توکل کر۔

محتاجوں کو جو اپنی بینا ئیوں سے پہچانتے جاتے ہیں یا جو باوجود کوشش کے بایں سبب کسی معذوری کے جو عمر یا بیماری کی وجہ سے ہو اپنے کفاف سے تنگ ہیں۔ اور پھر بھی سوال نہیں کرتے خیرات دیکر اپنے فالتو مال کو اصل مصرف پر خرچ کریں ؎

بے طلب دیں تو مزا اس میں سوا ملتا ہے ٭ وہ گدا جس کو نہ ہو خوئے سوال اچھا ہے۔ (غالبؔ)

(۷۷۵) جب تم میں سے کوئی اس شخص کی طرف دیکھے جس کی دولت اور صورت اس سے بہتر ہو۔ (اور پھر اسے حسرت پیدا ہو) تو اسے چاہیئے۔ کہ جس کی دولت اس کے دولت سے تھوڑی۔ اور صورت بُری ہو۔ اسکی طرف دیکھے یہ (تمہارے واسطے) بہتر ہے۔ تاکہ اللہ کی نعمت کو جو اسنے تمہیں عطا کی ہے حقیر نہ جانو۔

سوال کی مذمت

(۷۷۸) سوال کرنا گویا زخم کرنا ہے۔ کہ اس سے سائل اپنے چہرے کو چھیلتا ہے پس جو چاہے۔ اپنے چہرے پر گوشت باقی رکھے۔ جو چاہے اسے ننگا کر چھوڑے۔ ہاں مگر بادشاہ کو لاچاری میں سوال کرے (تو جائز ہے۔) ؎

حاجت خود را جز از سلطاں مخواہ چوں نخواہی یافت از درباں مخواہ (عطاؔ)

(سوائے بادشاہ کے اور کسی کے آگے اپنی حاجت پیش نہ کر جب پوری نہ ہو۔ دربان سے سوال مت کر)

(۷۷۹) ایک شخص نے رسول اللہ صلعم سے کچھ مانگا۔ آپنے کچھ دے دیا مگر جب اُسنے (واپسی کے وقت) دروازے کی دہلیز پر پاؤں رکھا۔ تو رسول اللہ صلعم نے حاضرین سے فرمایا۔ اگر تم جانتے کہ مانگنے میں کیا (برائی) ہے۔ تو کوئی کسی کے پاس مانگنے کو نہ جاتا۔

(۷۸۰) جو شخص لوگوں سے اس غرض سے مانگے۔ کہ مال جمع کرے۔ تو وہ انگار مانگتا ہے۔ خواہ کم جمع کرے خواہ زیادہ۔

(ف) لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ انسان کا منہ تمام زندگی میں دو موقعہ پر ٹیڑھا ہوتا ہے۔ ایک سوال کرنے یعنے مانگنے کے وقت۔ دوسرا مرنے کے وقت۔ مراد اس سے مانگنے کی ذلت اور مذمت ہے یعنے یہ ایسا تکلیف دہ کام ہے جیسے موت۔ اگر کوئی شخص اپنے بازو کی محنت سے اپنی روزی نہیں کما سکتا۔ تو اسکی محتاجی اور فقر کی حالت میں زندگی قایم رکھنے کے مقدور برابر اگر وہ مانگے تو مجبور و معذور ہے۔ اگر اس سے تجاوز کرے یعنے ضرورت سے زیادہ مانگ کر جمع کرتا جائے۔ تو وہ خود بھی ذلت اُٹھاتا ہے۔ لوگوں کو بھی جن سے مانگتا ہے تکلیف دیتا ہے۔ اور ان سے خیرات لیکر

بولے وہ کرتے نہیں ہم کوئی کار | ہے توکل پر ہمارا تو مدار
سن کے یہ فاروق نے اُن سے کہا | یہ بھی کوئی کام ہے تعریف کا
مفت خورے کیوں نہیں کہتے کہ ہو | بوجھ اپنا ڈالتے اوروں پہ ہو۔
جاں کھپاتا ہے کوئی کھاتے ہو تم | اور توکل اسکو بتلاتے ہو تم۔
بے سبب روزی ہے رائے ناصواب | کاہلوں پر ہوتا ہے رب کا عتاب
گھر میں دروازے سے آنا چاہیئے | بام پر زینے سے جانا چاہیئے۔
پایہ پایہ رفت باید سوئے بام | ہست جبری بودن اینجا طبع خام
میں بتاتا ہوں توکل کیا ہے چیز | کون کرتا ہے توکل اے عزیز
ہے توکل اصل میں دہقان کا | ہے توکل پیشہ وہ مرد خدا۔
ڈال کر دانہ فقط امید پر | اب یہ رکھتا ہے نظر جو سال بھر
یا توکل ہے تو اس تاجر کا ہے | جو خدا کو سونپ کر لاکھوں کی شے
موج دریا پہ ہے کشتی چھوڑتا | بیم طوفاں سے نہیں منہ موڑتا
ایک غافل کی کہیں فریاد پر | مصطفیٰ نے یہ کہا للکار کر۔
اونٹ کو اپنے نہ چھوڑا کر کھلا۔ | پاؤں باندھا کر توکل بر خدا
گفت پیغمبر بآواز بلند | بر توکل زانوئے اشتر ببند
کار کرمت کر بھروسہ کار پر | کر بھروسہ قسمت جبار پر
گر توکل مے کنی در کار کن | کسب کن پس تکیہ بر جبار کن

(۵۷۵) مال و اسباب کی کثرت سے نہیں۔ بلکہ دل کی بے پروائی سے انسان غنی ہوتا ہے
توانگری بدل است نہ بمال (سعدی) (دولتمندی دل سے ہوتی ہے۔ نہ مال سے)

(۵۷۶) مسکین وہ نہیں ہے جو ایک دو لقمے (طعام) یا ایک دو پھلوں کی خاطر در بدر پھرے۔ بلکہ مسکین وہ ہے۔ جسے اسقدر مال نہیں ملتا۔ کہ وہ بے پروا ہو جائے یعنی اسے مزید حاجت نہ رہے۔ اور اسکا اصلی حال معلوم ہو۔ کہ اسے مستحق سمجھکر صدقہ دیا جائے۔ اور نہ وہ سامنے ہو کر لوگوں سے سوال کرے۔

(ف) اکثر دربدر پھرنے والے حقیقی محتاج نہیں ہوتے۔ اسواسطے مستحق خیرات نہیں۔ پس صدقہ دینے والوں کو چاہیئے۔ کہ ایسے اشخاص کو خیرات دیکر اپنا مال ضائع نہ کریں۔ اور اصل

گٹھا پیٹھ پر اٹھا کر لائے۔ اور پھر اسے بیچے (اور اپنا گزارہ کرے) تو وہ اس شخص سے بہت اچھا ہے جو لوگوں سے مانگے اور وہ اسے دیں یا نہ دیں :۔

(۵۸۴) جو شخص مجھے ضمانت دے اس بات کی کہ وہ لوگوں سے کچھ مانگا نہیں کرے گا۔ تو میں اسکے واسطے جنت (حاصل کرنے) کا ضامن ہوتا ہوں۔

قضا یعنے حکومت۔ عدل اور اسکا اجر۔ رشوت دعویٰ گواہی

(۵۸۵) جو شخص لوگوں کا حاکم بنایا گیا۔ وہ بغیر چھری کے ذبح ہوا :۔

(ف) بغیر چھری کے ذبح ہونے سے مراد عذاب سے تڑپ تڑپ کر جان دینا ہے۔ حاکم بھی اسقدر مخمصوں میں پھنسا رہتا ہے۔ کہ سکھ کا سانس لینا اسکے واسطے دشوار ہوتا ہے۔ انگریزی مثل ہے۔ "وہ سر جو تاج پہنتا ہے۔ بے چین رہتا ہے" :۔

(۵۸۶) قاضی یعنی مجسٹریٹ اور جج تین قسم کے ہوتے ہیں (ان میں سے) ایک قسم کے جنتی ہیں۔ اور دو قسم کے دوزخی۔ جنتی تو وہ شخص ہے جس نے حق پہچانا۔ اور اسکے مطابق فیصلہ کیا۔ مگر وہ شخص جس نے حق تو پہچان لیا۔ پر حکومت (کے زعم) میں آگیا۔ اور بے انصافی کی وہ دوزخی ہے۔ اور جس نے معاملہ کو سمجھے بغیر فیصلہ کیا۔ وہ بھی دوزخی ہے :۔

(۵۸۷) جو شخص اپنی خواہش سے حاکم ہوا۔ اور پھر اسنے سفارشیوں کو اپنے پاس آنے دیا۔ وہ اپنے نفس کے سپرد ہوتا ہے۔ اور جو مجبور ہو کر قضا اختیار کرے اسکی طرف خدا ایک فرشتہ بھیجتا ہے۔ جو اسے ظلم سے روک کر حق پر رکھتا ہے :۔

(۵۸۸) اللہ تعالے حاکم کے ساتھ ہوتا ہے۔ جب تک وہ ظلم نہیں کرتا۔ جب ظلم کرتا ہے۔ تو وہ اسے چھوڑ دیتا ہے۔ اور اسوقت شیطان اس حاکم کے ساتھ ہو جاتا ہے :۔

؎ حق ندارد دوست خلق آزار را   نیست ایں خصلت یکے دیندار را (عطار)

(خلقت کو دکھ دینے کو خدا دوست نہیں رکھتا۔ یہ خصلت کسی دیندار میں نہیں ہوتی) ؎

؎ اے پسر قصد دل آزاری مکن۔   از خدائے خویش بیزاری مکن (عطار)

(اے لڑکے دل آزاری کا قصد نہ کر۔ اپنے خدا سے بیزاری نہ کر)

(۵۸۹) جب کوئی حاکم کسی مقدمے میں تجسس کرے اور حق بات پا جائے۔ تو اسے دو اجر ملیں گے۔ اور اگر تجسس کرے مگر غلطی کھا جائے۔ تو اسکے لئے ایک ہی اجر (صرف تجسس کا) ہے :۔

اصلی محتاجوں کا حق زائل کرکے اپنے لئے انکا جمع کرتا ہے۔ ؎

گر بعد فقر پھر سگ دنیا ہوا فقیہ   کم بخت پاک ہوکے پلید وں میں مل گیا

(۱۸۵) جس شخص پر فاقہ اُترے اور وہ اُسے لوگوں پر اُتارے (یعنی بھیک مانگے) اسکا فاقہ نہیں ہٹتا۔ اور جو اپنے فاقہ کو اللہ پر اُتارے یعنے اس سے مانگے۔ تو اسے خدا جلدی یا قدرے توقف سے رزق دیگا:۔

(ف)۔ جو بھیک مانگنے پر کمر باندھ لے۔ اس کا فاقہ کبھی ہٹ نہیں سکتا۔ البتہ جو روزی کمانے کے واسطے ہاتھ پاؤں ہلائے۔ اور خدا پر توکل کرے تو اسے آج نہیں تو کل رزق ضرور ملجائیگا۔

(۲۸۵) ابن فراسی کا بیان ہے۔ کہ اسکے باپ نے کہا دیا رسول اللہ کیا میں سوال کروں؟ آپ نے فرمایا نہ۔ اور اگر تو لاچار ہو جائے۔ تو نیک لوگوں سے مانگ لیا کر:۔

آگے چل کر مسلم ابو داود۔ اور نسائی کی ایک حدیث میں سوال کرنا اس شخص کے لئے حلال قرار دیا گیا ہے۔ جسے ضمانت کا روپیہ بھرنا پڑا ہو مگر وہ اسی قدر روپیہ جمع کرے۔ یا جس پر کوئی آفت آئی ہو۔ اور اسکا مال برباد ہو گیا ہو۔ یا اسے فاقہ کشی تک نوبت پہنچ گئی ہو۔ لیکن وہ اسی قدر مانگے۔ کہ زندگی قایم رکھنے کے واسطے کفایت کرے۔

اور ترمذی کی ایک حدیث میں مالدار طاقت ور اور تندرست آدمی کو صدقہ دینا جائز نہیں لکھا۔ مگر جس کو افلاس اور قرض نے رسوا کیا ہو۔ اسکے واسطے حلال ہے۔ اور مسلم اور نسائی سے روایت ہے۔ کہ اگر مانگے تو چمٹ کر نہ مانگے۔:۔

ابو داود نے ایک انصاری کا حال لکھا ہے۔ جسنے رسول اللہ صلعم سے کچھ مانگا۔ اور پھر جب فرمان اونٹ کی کھال جو رات کو اُسکے گھر میں اوڑھنے بچھونے کا کام دیتی تھی اور پانی پینے کا پیالہ لا حاضر کیا۔ اور یہی اُسکے گھر کا کل اثاثہ تھا۔ رسول اللہ صلعم نے اسے نیلام کے طور پر بیچا۔ دو درم وصول ہوئے۔ ایک کا غلہ اُسکے گھر بھیجا گیا۔ دوسرے کی کلہاڑی خریدی گئی جسکا دستہ آپ نے اپنے دست مبارک سے ڈالا۔ اور اسے جنگل سے لکڑی لانے کی ہدایت فرمائی۔ اس سے پیچھے وہ اچھی طرح گذارہ کرنے لگا۔ یہ حدیثیں سالم اور بعض اَور حدیثیں جو مانگنے کی مذمت میں آئی ہیں۔ بوجہ اختصار پسندی درج نہیں کی گئیں۔ ؎

غریبوں کو محنت کی رغبت دلائی   کہ بازو سے اپنے کرو تم کمائی (حالی)

(۳۸۵) اگر تم میں سے کوئی اپنی رسیاں لیکر پہاڑ پر جائے اور (وہاں سے) لکڑیوں کا

(جب تک دونوں فریق سامنے نہ ہوں حاکم کے سامنے سچ بات ظاہر نہیں ہوتی -)
(ایک فریق تنہا اگر سو فریاد بھی کرے - کبھی اس کی بات کا خیال نہ کرو)

ے جبکہ ہوں اہل تنازع دوبدو ان کو کہنا ہوں کرو تم گفتگو
روبرو دونوں نہ ہوں جب تک ہیرے جھوٹ اور سچ کا پتہ کیونکر چلے
سامنے قاضی کے جو تنہا گیا حق ہیں اپنے حکم سے راضی پھرا (عارف)

(۵۹۴) کوئی شخص دو آدمیوں میں فیصلہ نہ کرے ،جبکہ وہ غصے کی حالت میں ہو -

(۵۹۵) جج اور مجسٹریٹ کو مسجد میں کچہری کرنے کی اجازت ہے ، مگر بید اور تازیانہ کی سزا دینے کے وقت مسجد سے باہر ہو جانا چاہیئے -

(۵۹۶) دعوے کی شہادت پیش کرنا ،مدعی کے ذمے ہے - اور (انکار کی صورت میں) قسم کھانا مدعا علیہ کے ذمے -

(۵۹۷) رسول اللہ صلعم نے ایک گروہ سے (کسی امر کے تصفیے کے واسطے) قسم کھانے کے لئے فرمایا ، سب جھٹ تیار ہو گئے - آپ نے فرمایا ، کہ قرعہ ڈالو ، کہ کون حلف اُٹھائے ؟ -

(ف) معلوم ہوا - ایسی صورتوں میں قرعہ اندازی جائز ہے -

(۵۹۸) خیانت کرنے والے مرد اور خیانت کرنے والی عورت زنا کرنے والے مرد اور زنا کرنے والی عورت کی گواہی درست نہیں ہے - اور نہ ہی اُس شخص کی جو اپنے بھائی پر طعن رکھے اور ترمذی میں لفظ خیانت کرنے والی عورت کے بعد سزا یافتہ (مجرم) جسے بید لگے ہوں وہ جو پہلے جھوٹی شہادتیں دے چکا ہو - فریق مقدمہ کا ملازم خوشامدی اور رشتہ دار درج ہیں -

(ف) خائن ، زانی ، سزا یافتہ اور خوشامدی اشخاص جھوٹ کہنے کے عادی ہوتے ہیں - فریق مقدمہ کا ملازم اور رشتے دار بھی ممکن ہے ، کہ دباؤ میں آ جائے - اسواسطے ان سب کی شہادت جائز نہیں رکھی گئی -

(۵۹۹) کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں ، کہ کون اچھا گواہ ہے - وہ جو پوچھنے سے پہلے ہی گواہی دے ؟ - امام مالک نے لکھا ہے ، کہ اس سے مراد وہ گواہ ہے جس کی مدعی کو خبر نہ ہو - اور وہ خود آکر اسے پتہ دے - اور حاکم کے سامنے جا کر اپنی شہادت دے -

(۶۰۰) ایک اونٹنی کسی کے باغ میں گھس گئی - اور اُسے خراب کر ڈالا - رسول اللہ صلعم نے فرمایا ، دن کے وقت (باغ بوٹے) مال کی حفاظت مال والے کے ذمے ہے - اور رات

(۵۹۰) رسول اللہ صلعم نے رشوت دینے والے، اور بوجہ حکومت رشوت لینے والے ہر دو
پر لعنت کی ہے:۔

(ف) جب حاکم رشوت لے لیتا ہے۔ تو اُسکے اثر میں آکر وہ انصاف نہیں کر سکتا۔ پس خود لعنتی ہو گیا۔

مثنوی۔ چوں غرض آمد ہنر پوشیدہ شد — صد حجاب از دل بسوئے دیدہ شد

چوں دہد قاضی بدل رشوت قرار — کے شناسد ظالم از مظلوم زار

(جب غرض بیچ میں آجائے، تو ہنر چھپ جاتا ہے۔ دل اور آنکھ کے درمیان سو پردے حائل ہو جاتے ہیں)
(جب قاضی کے دل میں رشوت کا اثر ہو جاتا ہے۔ تو بچارے مظلوم اور ظالم کے درمیان کب تمیز کرتا ہے)

؎ عدل ہو کیا ہو جو قاضی مرتشی — کیا کرے اندھوں کی اندھا راہبری

یاد رکھ کافی ہے یہ قولِ نبیؐ — جائیں گے دوزخ میں راشی مرتشی

عدل کی کرسی پہ تو بیٹھے اگر — رکھ نہ اپنی کوئی ستے زیرِ نظر

(۵۹۱) معاذ بن جبل نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے یمن کا حاکم مقرر کر کے
روانہ کیا۔ جب میں چلا گیا۔ تو میرے پیچھے آدمی بلانے کو بھیجا۔ اور میں واپس ہوا۔
آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ کیا تم جانتے ہو۔ کہ میں نے کیوں تمہاری طرف آدمی بھیجا؟ میری
اجازت بغیر کوئی چیز اپنے واسطے حاصل نہ کرنا۔ کیونکہ وہ خیانت (کا مال) ہے۔ اور جو شخص
خیانت کرے گا۔ اُسے قیامت کے دن خیانت کا مال بھرنا پڑے گا۔ یہ کہنے کے لئے تجھے بلایا
تھا۔ پس اپنے کام پر چلا جا:۔

(۵۹۲) حضرت علی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے یمن کا قاضی مقرر کر کے روانگی
کے وقت فرمایا۔ جب مقدمے کے ہر دو فریق تیرے سامنے بیٹھیں تو جب تک دوسرے کا
بیان نہ سن لو۔ جیسے کہ پہلے کا سنا تھا۔ فیصلہ نہ کرو۔ کیونکہ اغلب ہے کہ اس سے اصل بات
ظاہر ہو جائے۔

مثنوی۔ حق بمن گفت است اے داور — مشنو از خصمے تو بے خصم دگر

(خدا تعالے نے مجھے کہا ہے۔ اے حاکم۔ ایک فریق کا دوسرے فریق کی بغیر حاضری بیان مت سنو)

(۵۹۳) فریقین حاکم کے سامنے بٹھائے جائیں (قبل اسکے کہ تحقیقات شروع ہو)

مثنوی۔ تا نیاید ہر دو خصم اندر حضور — حق نیاید پیش حاکم در ظہور

خصم تنہا گر برارد صد نفیر — ہاں وہاں بے خصم قول او مگیر

ں پسندیدا ست بخشایش ولیکن منہ بر ریش خلق آزار مرہم
ندانست آنکہ رحمت کرد برمار کہ آن ظلم است بر فرزند آدم (سعدی)
(بخشش اچھی بات ہے۔ لیکن خلقت کو دکھ دینے والے کے زخم پر مرہم نہ لگا۔)
(ایسے مرنے دے کہ لوگ اسکی عذاب سے چھوٹیں) جس شخص نے سانپ پر رحم کیا اُسے یہ خیال نہیں کیا کہ یہ بنی آدم پر ظلم ہی)

قصاص

(۶۰۸) جو شخص اندھا دھند میں مارا جائے (کہ وہ اس لڑائی میں شریک تھا) جہاں آپس میں ایک دوسرے پر پتھر یا چابک یا لاٹھیاں مار رہے تھے۔ اس کا قتل خطا کا قتل ہے۔ اور اسکا خون بہا بھی خطا کا خون بہا ہونا چاہیئے۔ یعنی قصاص نہیں ہونا چاہیئے۔ اور دیت ہونی چاہیئے۔ اور جب قاتل نے جان بوجھ کر کسی کو مارا ہو تو اسپر قصاص ہے۔ اور جو حائل (یعنے قصاص کا روکنے والا) ہو اُسپر اللہ کی لعنت اور غضب ہوگا۔ اور اسکی کوئی عبادت فرض ہو یا نفل قبول نہ ہو گی ہے۔

(۶۰۹) جو شخص اپنے غلام کو قتل کریگا ہم اُسے قتل کرینگے۔ اور جو اپنے غلام کے ہاتھ پاؤں کاٹے گا ہم اسکے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے۔ اور جو اپنے غلام کو خصی کرے گا ہم اسے خصی کرینگے۔

(ف) لوگ غلاموں سے بہت بے رحمی سے پیش آتے تھے۔ انہیں خصی بھی کر دیتے تھے کہ بے کھٹکے زنان خانہ میں آئیں جائیں۔ ان کی تنبیہ کے واسطے یہ حکم فرمایا۔

(۶۱۰) ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ جاہلیت کے ایام میں یعنے اسلام کے زمانہ سے پیشتر ثعلبہ کے بیٹوں نے فلان شخص کو مار ڈالا تھا۔ پس اس کا ہمارا بدلہ لے دیجئے۔ رسول اللہ صلعم نے دونو ہاتھ اُٹھائے۔ یہانتک کہ آپکی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ اور فرمایا۔ کہ بیٹے کے قصور کا بدلہ ماں سے نہیں لیا جائے گا۔

(ف) زمانہ جاہلیت میں عرب کا دستور تھا کہ اگر ایک خون ہو جاتا۔ تو اسکا سلسلہ کئی پشتوں تک جاری رہتا۔ چنانچہ خواجہ حالی لکھتے ہیں۔

وہ بکر اور تغلب کی باہم لڑائی صدی جس میں آدھی اُنہوں نے گنوائی
قبیلوں کی کر دی تھی جس نے صفائی تھی اک آگ ہر سو عرب میں لگائی
نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ کرشمہ اک انکی جہالت کا تھا وہ

اسی بنا پر سائل نے دعوی پیش کیا۔ مگر رسول اللہ صلعم نے مؤثر طریق پر فہمایش کر دی۔ کہ

کے وقت مویشی کی نگہبانی مویشی والے کے ذمے ہے۔

قتل

(۶۰۱) اگر آسمان اور زمین والے مل کر کسی ایمان دار کا خون کریں۔ تو اللہ تعالیٰ ان سب کو آگ میں اوندھا کرکے ڈالے گا۔

(۶۰۲) ایمان قتل کی روک ہے۔ پس چاہیئے کہ ایماندار آدمی کسی کو قتل نہ کرے۔

(۶۰۳) ایک شخص نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ اگر میرے پاس کوئی آئے۔ اور میرا مال مجھ سے چھینے؟ آپنے فرمایا اُسے خدا سے ڈرا۔ اسنے کہا۔ اگر وہ نہ ڈرے؟ فرمایا اپنے پڑوسیوں سے مدد مانگ۔ اُسنے عرض کیا۔ اگر میرے پڑوس میں کوئی مسلمان نہ ہو؟ (جو میری مدد کرے۔ کیونکہ کافر تو مدد کرتے ہی نہیں) فرمایا پھر حاکم سے مدد مانگ۔ اسنے عرض کیا۔ اگر حاکم دور ہو؟ فرمایا اپنے مال کی خاطر لڑ۔ یہانتک کہ (کٹ کر) تو آخرت میں شہیدوں میں شامل ہو۔ یا جیت کر اپنا مال بچالیوے۔

خودکشی

(۶۰۴) جس شخص نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر خودکشی کی وہ دوزخ میں ہمیشہ اونچی جگہوں سے گرتا رہے گا۔ جس شخص نے زہر کھا کر خودکشی کی اسکے ہاتھ میں زہر (کا پیالہ) ہوگا۔ کہ اسے وہ ہمیشہ دوزخ میں پیا کرے گا۔ اور جس نے لوہے (کے اوزار) سے خودکشی کی۔ اسکے ہاتھ میں وہ لوہا ہوگا۔ اور ہمیشہ دوزخ میں اس سے اپنا پیٹ پھاڑا کرے گا۔

(۶۰۵) رسول اللہ صلعم کو لوگوں نے خبر دی۔ کہ ایک شخص نے خودکشی کی ہے آپنے فرمایا۔ میں اس کے لئے (جنازہ کی) دعا نہیں پڑھوں گا۔

جانور جن کا مارنا جائز ہے۔

(۶۰۶) پانچ جانور ہیں۔ کہ سب کے سب دکھ دینے والے ہیں۔ انکو حرم میں (بھی) مار دیا جائے۔ کوا۔ چیل۔ بچھو۔ چوہا۔ اور کتا بہت کاٹنے والا۔ ابو داؤد نے کوے کی جگہ سانپ لکھا ہے۔

(۶۰۷) سب سانپوں کو مار ڈالو۔ اور جو شخص انکے خون کے بدلے سے ڈرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اور ایک روایت ہے کہ بڑے سانپوں کو مار ڈالو۔ مگر سفید سانپ کو۔ جو چاندی کی چھڑی کی طرح ہوتا ہے نہ مارو۔ (کیونکہ وہ زہریلا نہیں ہے)

(۶۱۶) پہلے وہ تین شخص جو جنت میں داخل ہوں گے۔ میرے سامنے لائے گئے۔ وہ کون تھے (۱) شہید (۲) حرام اور سوال سے بچنے والا۔ (۳) اور غلام جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور اپنے آقا کی خیر خواہی کی۔

کسب یعنے کمائی۔

(۶۱۷) (قرآن میں حلال رزق کھانے کا حکم یاد دلا کر بطور تمثیل فرمایا کہ) اگر کوئی شخص جو ایک دور دراز سفر طے کر کے بغیر گرد و غبار جھاڑے۔ نہائے دھوئے اور پاک صاف ہوئے آسمان کی طرف اپنے دونو ہاتھ پھیلائے۔ اور یارب یارب۔ (پکار کر دعا کرے) اور حال یہ کہ اُسکا کھانا حرام پینا حرام پہننا حرام اور حرام کھا کھا کر وہ پلا ہے۔ پس اُس صورت میں اُسکی (دعا) کیسے قبول ہو سکتی ہے۔؟

(۶۱۸) جو لوگ اللہ کا مال بے دردی سے لوٹتے ہیں، وہ حشر کے دن آگ میں ہونگے۔

(ف) اللہ کا مال مراد ہے۔ صدقات و خیرات اور رفاہ عام کے چندوں سے۔ جن لوگوں کی تحویل میں یہ فنڈ ہوتے ہیں۔ اُنہیں آگاہ رہنا چاہیئے۔

(۶۱۹) حلال ظاہر ہے۔ اور حرام بھی (خود بخود) دکھائی دیتا ہے۔ اور اُن کے بیچ بیچ ملتی جلتی مشتبہ چیزیں ہیں۔ جن سے کہ اکثر لوگ واقف نہیں ہوتے (کہ یہ حلال ہیں یا حرام) جس نے مشتبہ (حرام) چیز سے پرہیز کیا۔ اُس نے اپنے دین اور آبرو کو تہمت سے بچا لیا۔ اور جس نے مشتبہ چیز میں ہاتھ ڈال دیا۔ اُس نے حرام میں ہاتھ ڈال دیا۔ اُس چرواہے کی طرح جو رکھ کے ارد گرد اپنا گلہ چراتا ہے۔ اور قریب ہے کہ اُسکا گلہ رکھ میں بھی جا پڑے۔ اور ہر ایک بادشاہ کی رکھ ہوتی ہے۔ اور اللہ کی رکھ اُسکی حرام کی ہوئی چیزیں ہیں۔ اور سمجھ رکھو کہ تمہارے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے۔ جب وہ درست ہو تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ بگڑ جائے۔ تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ اور معلوم ہے کہ وہ دل ہے۔

(ف) دل کو پاک اور صاف رکھنا چاہیئے۔ پاکیزگی دل کی وجہ سے انسان حرام چیزوں سے محفوظ رہکر اپنے جسم کو بھی درست رکھ سکتا ہے۔

(۶۲۰) اپنے ہاتھ کی کمائی ہوئی روزی سے کوئی روزی بہتر نہیں ہے۔ داؤد نبی علیہ السلام اپنے ہاتھ سے اپنی روزی کماتے تھے۔

روشنی کے دور میں تاریکی کے زمانے کی رسوم کی پابندی نہیں ہو سکتی۔

(۶۱۱) جو طبیب کا کام کرے اور طب کے فن میں اسکی شہرت نہ ہو تو وہ (اپنے عمل کے خطا کا) ذمہ وار ہے۔

(۶۱۲) رسول اللہ صلعم نے کسی چیز کے اچک لینے اور ہاتھ پاؤں ناک اور کان کر کاٹنے سے منع فرمایا۔

قیامت جنت کی کیفیت

(۶۱۳) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیز تیار کر رکھی ہے۔ جسکی کیفیت کسی آنکھ نے دیکھی نہیں۔ کسی کے کان نے سنی نہیں۔ اور نہ کسی انسان کے دل میں اس کا خیال گذرا ہے۔ اور ابو ہریرہ رضؓ نے کہا۔ اگر تم چاہو۔ تو یہ آیت پڑھو۔ (اور تسلی کر لو) "کوئی شخص نہیں جانتا کہ اسکے واسطے کس قسم کی آنکھ کی ٹھنڈک مخفی ہے"۔

(ف) ابو ہریرہ نے جنت کی کیفیت جو رسول اللہ صلعم سے سنی تھی بیان کی۔ اور یہ خیال کر کے کہ شاید لوگوں کو یہ کیفیت سنکر تعجب ہو۔ قرآن مجید کا حوالہ دیا۔ کہ خود اسمیں بھی جنت کی کیفیت ایسی ہی درج ہے۔ یعنے یہ کہ کسی کو معلوم نہیں کہ اسکے "کس قسم کی آنکھ کی ٹھنڈک" یعنے راحت میسر ہوگی ساگلی حدیث میں گھوڑا مانگنے والے کو جنت میں گھوڑا۔ اونٹ مانگنے والے کو اونٹ دیا گیا ہے۔ پھر اعلان عام کیا گیا۔ کہ جو تیری خواہش ہوگی وہی تجھے ملے گا۔ گویا جنت میں ایسا سرور کامل ہو گا۔ کہ جنتی ہر ایک خواہش سے مستغنی ہو گا۔

(۶۱۴) ایک شخص نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا۔ کیا جنت میں گھوڑے ہوں گے؟ آپنے فرمایا۔ اگر تجھے اللہ جنت میں داخل کرے گا۔ تو اگر تو چاہیگا تو تجھے سرخ یاقوت کے گھوڑے پر سوار کر دینگے۔ جو تجھے جنت میں جہاں تو چاہے گا اوڑ لئے پھرے گا۔ ایک اور نے کہا حضرت کیا اونٹ بھی جنت میں ہوگا۔؟ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اگر خدا تجھے جنت میں داخل کرے گا۔ تو جو تیری خواہش ہوگی اور جو تیری آنکھ کو بھلا معلوم ہوگا۔ وہی تجھے ملے گا۔

(۶۱۵) تین آدمی ایسے ہیں۔ کہ ان کی دعا نامنظور نہیں ہوتی (۱) عادل حاکم (۲) روزہ دار اور (۳) مظلوم۔ کہ انکی دعا کو اللہ تعالیٰ بادلوں کے اوپر لے جاتا ہے۔ اور اسکے واسطے آسمانوں کے دروازے کھلجاتے ہیں۔ اور اللہ فرماتا ہے مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم کہ تیری ضرور دست گیری کروں گا۔ خواہ کچھ وقفہ ہی پڑ جائے۔

کے مال اور حقوق میں سے جو اسکے سپرد ہیں خیانت اور چوری کرتا ہے :-

(۶۲۵) خدریؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ قسامت لینے سے پرہیز کرو۔ ہم نے عرض کیا۔ قسامت کسے کہتے ہیں؟ آپنے فرمایا۔ کہ ایک شخص ایک گروہ کا پنچ ہوتا ہے۔ اور وہ کچھ اسکے حصہ سے اور کچھ اُسکے حصہ سے (تقسیم کے وقت۔ اپنے واسطے نکال) لیتا ہے۔ بعض لوگوں کو حصہ مقررہ کے اندازہ سے کم دیتا ہے۔ اور اسکے عوض اپنے حصے میں زیادتی کر لیتا ہے :-

(ف) یہ حدیث برادریوں کے چودہریوں کو پیش نظر رکھنی چاہیئے۔

(۶۲۶) رسول اللہ صلعم نے دو فخر کرنے والوں کا کھانا کھانے سے منع فرمایا۔ (۱) اُسکا جو کھلانے کھلانے میں (۲) اُسکا جو جوا بازی میں اوروں سے سبقت (جانا چاہے)

(۶۲۷) ناحق محصول لینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

کِذب یعنے جھوٹ

(۶۲۸) صفوان بن سلیم سے روایت ہے۔ کہ ہم نے پوچھا یا رسول اللہ کیا ایماندار شخص بُزدل ہوتا ہے؟ آپنے فرمایا ہاں (ہوتا ہے) ہم نے کہا۔ کیا بخیل (بھی) ہوتا ہے؟ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہاں (ہوتا ہے) پھر ہم نے پوچھا۔ کیا جھوٹا بھی ہوتا ہے؟ فرمایا نہیں

؎ پاک دار از کذب و زغیبت زباں ؛ تاکہ ایمانت نیفتد در زیاں (عطار)

(۶۲۹) ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ میری ایک سوکن ہے۔ تو کیا مجھے گناہ ہے اگر (اُسکے جلانے کے واسطے) میں ظاہر کروں۔ کہ میرے خاوند نے یہ چیز مجھے دی ہے۔ حالانکہ اُس نے نہیں دی؟ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو اُس چیز کا لینا ظاہر کرے جو اُسے نہیں ملی وہ اُس شخص کی مانند ہے۔ جس نے مکر کا جامہ پہنا :-

(۶۳۰) خرابی ہے اُس شخص کے واسطے جو اپنی بات میں اس غرض سے جھوٹ ملائے کہ لوگ (سُنکر) ہنسیں اسکے لئے خرابی ہے۔ اُسکے لئے خرابی ہے :-

(۶۳۱) اُم کلثوم بنت عُقبہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے سنا رسول اللہ صلعم فرماتے تھے کہ وہ شخص جھوٹا نہیں ہے۔ جو دو شخصوں میں صلح کرادے۔ کہ نیک بات کہے۔ یا اپنی طرف سے نیک بات ملائے :-

کِبر یعنی تکبر

ــ بہ جنگ آرو باد یگراں نوش کن   نہ بر فضلۂ دیگراں گوش کن

(اپنے ہاتھ سے کما اور دوسری کے ساتھ مل کر کھا۔ اور لوگوں کے بچے کچھے پر نہ آس رکھ)

(ف) ایک اور حدیث میں جس میں بھی اپنی کمائی کی فضیلت ظاہر کی ہے۔ فرمایا ہے۔ کہ تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی ہے۔ پس والدین کو اولاد کی کمائی کھانے میں اس بات کا کوئی وہم نہیں کرنا چاہیئے کہ یہ ہمارے ہاتھ کی نہیں ہے۔

(۶۲۱) ایک عورت کے کہنے پر کہ ہم اپنے باپوں بیٹوں اور خاوندوں پر بوجھ ہیں۔ اُن کے مال میں سے ہمیں کیا کچھ حلال ہے؟ فرمایا (کھانے کی) تازہ چیز کہ کھاؤ اور (اُس میں سے احباب اور اقارب کو) تحفہ بھیجو:۔

(ف) ہمارے ملک میں رواج ہے۔ کہ باپ بیٹے اور خاوند ان تینوں کے گھروں میں بعض عورتیں اصل مالک کی لاعلمی میں کھلے ہاتھوں نقد و جنس اگر اُن کے اختیار میں ہو صرف کرتی ہیں۔ پس اگر باپ بیٹے یا خاوند کی طرف سے اجازت عام ہو۔ یا اگر کسی خرچ سے آگاہ ہونے پر وہ مواخذہ نہ کرے۔ تو مضائقہ نہیں ورنہ خود اختیاری سے خرچ کرنیوالی بڑے خطرے میں ہے۔ سوائے اُس عورت کے جو اپنے خاوند کے مال سے معمولی ضروریات پر صرف کرے۔ جیسا کہ اگلی حدیث سے ظاہر ہے۔

(۶۲۲) ابو سفیان کی بیوی ہندہ کے استفسار پر کہ میرا خاوند بخیل ہے۔ میری اور میری اولاد کی ضروریات کے واسطے کافی خرچ نہیں دیتا۔ کیا میں اُس کی لاعلمی میں (اس کا مال) خرچ کر سکتی ہوں؟ فرمایا اپنی اور اپنی اولاد کی معمولی ضروریات کے واسطے جس قدر بکار ہو صرف کر لیا کر۔!۔

(۶۲۳) جن کاموں کی تم اجرت یا مزدوری لیتے ہو اُن میں اللہ کی کتاب (قرآن پڑھانے) کا زیادہ حق ہے (یعنے قرآن پڑھانے کی اُجرت لے لیا کرو:۔

(۶۲۴) جو شخص عامل (یعنی اہلکار۔ عہدہ دار۔ تحصیلدار۔ وغیرہ ہو) اُسے چاہیئے کہ بیوی رکھے۔ اگر اُس کا خدمتگار نہو تو خدمتگار بھی رکھے۔ اور اگر اُسکے پاس مکان نہو تو مکان بھی لے۔ جو اِنکے سوائے کچھ لے گا۔ وہ خائن اور چور ہے۔

(ف) اگر کوئی عہدہ دار ان ضروریات کو اس طرح رفع نہ کرے جس طرح حدیث میں بیان ہوا ہے۔ اور انہیں یا ان کے سوا اور ضروریات کو تحکم سے پورا کرے تو وہ گویا عوام

اور وہ غیرت جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے وہ غیرت ہے جو غیر مشکوک چیزیں کی جائے (اور اُسے استعمال نہ کیا جائے) اور (اسی طرح) تکبر کو کسی وقت اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے۔ اور کسی وقت پسند فرماتا ہے۔ پس وہ تکبر جسے وہ پسند کرتا ہے۔ وہ ہے جو انسان لڑائی کے وقت اپنے وجود پر کرے (بہادری دکھائے۔ اور کہے کہ میں جیت کر آؤنگا) اور صدقہ کے وقت کرے (کہ بہت خیرات دے) اور وہ غیرت جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے وہ غیرت ہے۔ جو سرکشی اور فخر کے وقت کی جائے (اور اُن میں زیادتی کی جائے)

کبیرے گناہ

(۶۳۶) کیا میں تمہیں کبیرہ گناہوں میں سے بڑے گناہوں سے آگاہ نہ کروں؟ (مخاطبین نے) عرض کیا۔ ارشاد۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اللہ کے ساتھ شریک کرنا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ اور انسان کا خون کرنا۔ آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے پھر اُٹھ بیٹھے۔ اور فرمایا سُن لو جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی بھی (ان میں داخل ہیں) پھر یہ (الفاظ) دھراتے رہے۔ یہانتک کہ (مخاطبین) نے کہا۔ کاش بس کرتے :-

(۶۳۷) ابن مسعود کہتے ہیں۔ کہ میں نے کہا۔ اے نبی اللہ کونسا گناہ خدا کے نزدیک سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا یہہ کہ تو خدا کے ساتھ کوئی شریک بنائے۔ حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا۔ میں نے عرض کیا۔ اور کونسا؟ فرمایا۔ یہہ کہ تو اپنے بیٹے کو مار ڈالے۔ اس اندیشے سے کہ کل وہ تیرے ساتھ (بیٹھ کر) کھانا کھائیگا۔ میں نے پوچھا۔ اور کونسا؟ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ یہہ کہ تو اپنے ہمسائے کی عورت سے زنا کرے :-

(۶۳۸) یہہ بھی ایک کبیرہ گناہ ہے۔ کہ آدمی اپنے ماں باپ کو گالی دے۔ لوگوں نے کہا۔ کیا کوئی شخص اپنے ماں باپ کو بھی گالی دیتا ہے؟ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ ہاں آدمی کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے۔ تو وہ اسکے باپ کو گالی دیتا ہے۔ کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے۔ تو وہ اسکی ماں کو گالی دیتا ہے :-

لباس

(۶۳۹) اسماء بنت ابی بکر رضہ۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اندر آئیں۔ اُن پر کپڑا باریک تھا۔ آپ نے اُن سے رُخ پھیر لیا۔ اور فرمایا۔ اے اسماء عورت کو جب ایام ماہواری آنے لگیں یعنے وہ بالغ ہو جائے تو جائز نہیں کہ اُسکا بدن دیکھا جائے۔ سوائے اسکے اور اسکے۔ اور اشارہ

(۶۳۲) جنت میں وہ شخص نہیں داخل ہوگا۔ جس کے دل میں ذرہ بھر بھی تکبر ہوگا۔ ایک آدمی نے کہا انسان چاہتا ہے۔ کہ اُسکا کپڑا اچھا ہو۔ اور جوتا اچھا ہو۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جمیل ہے۔ اور جمال یعنی آراستگی کو پسند کرتا ہے تکبر (سے مراد) ہے حق بات کا جھٹلانا۔ اور لوگوں کو حقیر جاننا۔

(۶۳۳) انسان اپنے آپ کو (تکبر کرکے) اونچا کئے جاتا ہے۔ یہانتک کہ (اُسکا نام) ظالموں (کی فہرست) میں درج ہو جاتا ہے۔ پس اُس پر (مصیبت) آپڑتی ہے۔ جو اُن (ظالموں) پر پڑی۔ ؎ ہر کہ گردن بدعوے افرازد خویشتن را بگردن اندازد (سعدیؔ)
(جو شخص غرور سے گردن اونچی کرتا ہے۔ اپنے آپ کو گردن کے بل گراتا ہے)

(۶۳۴) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُس شخص کیطرف نظر نہیں کرے گا۔ جو تکبر سے اپنے تہ بند کو گھسیٹے گا۔

(ف) عرب کے ملک میں رسُول اللہ صلعم کے زمانے میں ٹانگوں کو ڈھانپنے کا کپڑا عموماً تہ بند تھا۔ جو لوگ متکبر اور مغرور مزاج کے ہوتے وہ اپنے تہ بند کو بہت نیچا رکھتے۔ جیسے کہ آج کل بعض عورتوں کے گھٹنوں (اور لکھنو اور دہلی میں بعض بیگمات کے غرارے ہوتے ہیں۔ ایسا کرنے سے ایک تو کپڑے کا بیجا صرف ہوتا ہے۔ دوسرا تہ بند یا گھٹنوں یا غرارہ زمین یا فرش پر گھسیٹنے سے ہر قسم کی غلاظت اور خاک دھول سے آلودہ ہو کر ناپاک اور میلا ہو جاتا ہے۔ اور چلتے وقت دل میں جو رعونت پیدا ہوتی ہے۔ اور غریبوں کے لباس کو دیکھ کر اُن سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ اور اخلاق کا ستیاناس ہوتا ہے۔ وہ علاوہ۔ اب بھی جو لوگ تہ بند کا استعمال کرتے ہیں اُن میں سے اونچے مزاج والے تہ بند کا زمین پر گھسیٹنا پسند کرتے ہیں۔ معلوم نہیں اس صریح نقصان میں انہیں کیسا مزا آتا ہے۔ مگر غلط کاریوں میں سمجھ کا کیا کام۔ اگر انسان ہر کام کو عقل و شعور سے کرتا تو پھر پیر و پیغمبر کی کیا ضرورت تھی۔ آج کل کے طرہ بازوں ٹائی بندوں اور پینٹ کے شکن ڈالنے والوں کو بھی آگاہ رہنا چاہیئے۔ یہ مطلب نہیں۔ کہ وہ ان چیزوں کو چھوڑ دیں۔ اگر مہنگی اور پُرتکلف سمجھ کر ترک کر دیں تو مرحبا۔ ورنہ پہننے میں صرف فیشن کی ضرورت کو مدنظر رکھیں۔ رعونت کا خیال دل کے نزدیک بھٹکنے نہ دیں۔

(۶۳۵) کسی غیرت کو اللہ تعالےٰ پسند فرماتا ہے۔ اور کبھی غیرت کو ناپسند کرتا ہے۔ جسے پسند فرماتا ہے۔ وہ غیرت وہ ہے جو شک و شبہ کے وقت کی جائے (اور مشکوک چیز کو چھوڑ دیا جائے)

(ف) ایک شخص ایک قیمتی لباس کے پہننے کی توفیق نہیں رکھتا۔ مگر اپنی جھوٹی شیخیت اور بڑائی دکھانے کے واسطے وہ قرض لے کر بڑھیا لباس تیار کراتا اور پہنتا ہے۔ ایسی صورتوں میں اکثر لوگ اصل حال سے واقف ہوتے ہیں۔ اور وہ اُسے بجائے عزت۔ حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ قرض ادا کرنے میں جو دقت پیش آتی ہے۔ اس کی کبھی یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ کہ گھر بار تک نیلام ہو جاتے ہیں۔۔

بیاہ شادی میں شہرت حاصل کرنے کی خاطر بعض لوگ مانگ کر کپڑے اور زیور پہنتے ہیں۔ کبھی وہ گم بھی ہو جاتے ہیں۔ اور مانگے ہوئے زیور کے گم ہو جانے کی کہانیاں ناظرین نے پڑھی اور سنی ہوں گی۔ پس ذلت کے لباس کی مزید تشریح کی ضرورت نہیں رہی۔ مگر کا لباس پہننے کا ذکر کسی اور موقعہ پر ہو چکا ہے۔

شعر کہن خرقۂ خویش پیراستن — بہ از جامۂ عاریت خواستن (سعدی)

(اپنا پرانا کپڑا اسنوار کر پہننا — مانگے ہوئے بڑھیا کپڑے سے اچھا ہے)

(۶۴۴) ابو احوص اپنے باپ کا ذکر کرتے ہیں۔ کہ اس نے کہا۔ میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور میرا لباس گھٹیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تمہارے پاس کوئی مال ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں۔ (ہے) فرمایا کس قسم کا مال؟ میں نے کہا سب قسم کا مال۔ خدا تعالیٰ نے مجھے عطا کر رکھا ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا جب تجھے خدا تعالیٰ نے مال عطا کیا ہے۔ تو اُسکی نعمت اور بخشش کا اثر جو اس نے تجھ پر کی ظاہر ہونا چاہیئے۔

(ف) اس سے پہلے انکسار کو پسند فرمایا ہے۔ یہاں خست کو ناپسند کیا ہے۔

(۶۴۵) سفید لباس پہنا کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے لیئے سب سے اچھا لباس ہے۔ اور اپنے مُردوں کو بھی سفید ہی کفن پہنایا کرو۔

(ف) انسان کے بدن سے اور باہر سے کئی قسم کی آلائشیں جو کپڑوں کو لگتی رہتی ہیں تو سفید رنگ میں اُن کے چھپنے کی گنجایش نہیں ہے۔ اس لئے سفید لباس پہننے والوں کے کپڑے ہمیشہ پاک۔ صاف اور بو سے محفوظ رہتے ہیں۔ کہ ذرا خراب ہوئے تو بدل دیئے۔ مشہور قول ہے۔ کہ کسی بادشاہ نے کہا تھا۔ کہ سفید اگر کوئی رنگ ہوتا۔ تو میں اپنی سلطنت میں کسی کو پہننے کی اجازت نہ دیتا۔ اور آپ ہی اسکا لطف اٹھاتا۔

(۶۴۶) رسول اللہ صلعم نے ریشم کا کپڑا اٹھا کر دا ہنے ہاتھ میں لیا اور سونا بائیں میں

اپنے منہ اور ہتھیلیوں کی طرف کیا تھا۔

(ف) اس حدیث سے ظاہر ہے۔ کہ منہ اور ہاتھ عورت کے واسطے مقام ستر نہیں ہیں۔ پردے کے برخلاف لکھنے کا ہرگز منشا نہیں ہے۔ اور نہ ایسا کرنا جائز ہے۔ مگر جو لوگ اُس کی پابندی میں بیجا سختی روا رکھتے ہیں انہیں اس حدیث کے الفاظ سے آگاہ ہو کر اس سے مستفید ہونا چاہیئے۔ حیا اور پردے کا لباس پہنکر ضروری کاموں کے واسطے باہر چلنے پھرنے سے عورت کو یہ حدیث منع نہیں کرتی :-

: پچھلے وقتوں میں چرخہ چکی۔ چھاج چھلنی۔ اوکھلی وغیرہ کا استعمال عموماً گھروں میں ہی ہوتا تھا۔ اور عورتوں کو ورزش کرنے کی ضرورت نہیں رہتی تھی۔ اب یورپ کی دخانی مشینوں نے اُن پرانے جونی آلوں کو جلاکر خاک سیاہ کر دیا ہے۔ پھر عورتیں پیدل بھی سفر کرتی تھیں اب عورتوں کا تو کیا ذکر ہے۔ مرد بھی ریل گاڑی میں سوار ہونے کے واسطے سٹیشن تک آدھ میل کا فاصلہ پیدل طے نہیں کرتے۔ پس ہر شخص کو کھانا ہضم کرنے اور صحت قایم رکھنے کے لئے ورزش کی ضرورت ہی۔ اگر عورتوں کا ورزش کی غرض سے سڑکوں پر پھرنا معیوب سمجھا جائے۔ اور ضروری کاموں کے واسطے بھی انہیں باہر آنے جانے کی اجازت نہ ہو۔ تو پھر اُن کی صحت قایم رکھنے کی کیا سبیل ہو سکتی ہے ؟

بیان کیا گیا ہے۔ کہ اسلامی ممالک عرب روم اور ایران میں عورتیں پردہ دار لباس پہن کر بلا تکلف گھر سے باہر اپنے کاروبار کرتی پھرتی ہیں :-

(۶۴۰) جابر رضؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک لڑائی میں جس میں ہم شریک تھے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اکثر جوتا پہنے رہا کرو کیونکہ جب آدمی جوتا پہنے رہتا ہے۔ تو سوار (گویا تیار) رہتا ہے :

(۶۴۱) لعنت کی ہے رسول اللہ صلعم نے اس مرد پر۔ جو عورتوں کا لباس پہنے اور اس عورت پر جو مردوں کا لباس پہنے۔

(۶۴۲) جو شخص (قیمتی) لباس جس کا اُسے مقدور ہے۔ انکسار کی وجہ سے نہ پہنے قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اسے خلقت کے سامنے طلب فرمائے گا۔ اور اسے اختیار دیگا کہ ایمان کی پوشاکوں میں سے جونسی وہ پسند کرے پہنے :-

(۶۴۳) جو شخص کسی لباس کو شہرت حاصل کرنے کی غرض سے پہنے گا۔ اللہ تعالےٰ اُسے ذلت کا لباس پہنائیگا :-

لقطہ یعنے گری پڑی چیز

(۶۴۸) آگاہ ہو۔ کہ تمہارے لئے پڑا ہوا مال خواہ کسی ذمی (یعنے غیر مسلم رعیت جسکے ساتھ امن کا عہد ہو چکا ہے) کا ہو۔ حلال نہیں ہے۔ الا اُسکی مقدار اس قدر قلیل ہو کہ) مالک کچھ پروا نہ کرے۔

خلیفہ تھے اُمت کے ایسے نگہباں ۔۔۔ ہو گلّے کا جیسے نگہبان چوپاں۔
سمجھتے تھے ذمی و مسلم کو یکساں ۔۔۔ نہ تھا عبد و حرّ میں تفاوت نمایاں (حالی)

عبد غلام اور حرّ آزاد آدمی کو کہتے ہیں:۔

(۶۴۹) لوگوں نے رسول اللہ صلعم سے گرے پڑے سونے چاندی کی بابت پوچھا آپنے فرمایا۔ دھاگے اور تھیلی کو (جس میں زر و سیم ہو) پہچان رکھو۔ اور ایک سال تک اسے مشتہر کرتے رہو اور (اس عرصہ میں) اگر کوئی شناخت نہ کرے۔ تو خرچ کر ڈالو۔ مگر یہ تمہارے پاس (ایک قسم کی) امانت ہوگی۔ اگر اسکا مالک مانگتا ہوا۔ کبھی بھی آجائے۔ تو اُسے ادا کر دو:۔

اور دوسری حدیث میں ہے کہ ویرانہ میں جو چیز ملے یا جو زمین سے دفینہ برآمد کیا جائے۔ اُسمیں سے پانچواں حصہ خدا کے نام کا دینا چاہیئے۔ (گویا اسکے لئے کسی دعویدار کے انتظار کی ضرورت نہیں) اور ایک اور حدیث میں ہے۔ جب گری پڑی چیز پاؤ تو (حتی الامکان) ایک یا دو معتبر گواہ رکھ لو۔ اور چیز جو پائی ہے۔ نہ اُسے چھپاؤ۔ نہ گم کرو:۔

(ف) یہ حدیث ظاہر کرتی ہے۔ کہ اُس زمانے میں جبکہ پولیس کا انتظام نہیں تھا بیگانے مال کی حفاظت کا رسول اللہ صلعم کو کہاں تک خیال تھا۔ عملی فائدہ آجکل اس حدیث سے یہ ہو سکتا ہے۔ کہ پڑا مال جسے پا جائے۔ اُسے چاہیئے کہ وہ اسکو اپنا نہ بنا لے۔ بلکہ قابل اعتبار ذرائع سے اصل مالک کے پاس پہنچانیکی کوشش کرے۔ اگر یہ نہو سکے تو امر خیر پر خرچ کرے گواہ کی بھی غرض بد دیانتی اور تنازعہ سے بچنے کی ہے۔

(۶۵۰) رسول اللہ صلعم نے رستے میں ایک دانہ کھجور کا دیکھا۔ اور فرمایا۔ کہ اگر مجھے یہ اندیشہ نہ ہوتا۔ کہ یہ صدقہ ہے۔ تو میں اسے کھا لیتا۔

(ف) رسول اللہ صلعم کے کام نہ صرف اُن کی اپنی ذات کے لئے تھے۔ بلکہ اوروں کے

اورفرمایا۔ یہ دونو چیزیں) میری امت کے مردوں کے لئے حرام ہیں۔

(ف) ریشم اور سونا نہ پہننے سے جو روپیہ کی بچت ہوتی ہے، وہ بعض اور ضروریات زندگی میں کام آسکتی ہے۔ مگر قطع نظر کفایت شعاری کے جسکا خیال ضروریات زندگی میں نظر انداز نہیں ہوسکتا۔ ریشم اور سونا۔ آرائش کی چیزیں ہیں، اور آرائش بھی وہ، جو کمزور گروہ کے لیئے مخصوص ہے۔ پس جو مرد ریشم اور سونا پہنتے ہیں۔ وہ گویا اپنے لئے کمزوری خریدتے ہیں۔ ریشم اور سونا پہن کر طاقت اور ہمت والے مردانہ کاموں کی طرف نہ صرف رغبت نہیں ہوتی، بلکہ جی کھسیاتا ہے۔

سہ نیست مردی خویش را آراستن — قصدِ جاں کرد آنکہ او آراست تن
نیست برتن بہتر از تقوای لباس — در تکلف مرد را نبود اساس۔ (عطار)

(اپنے آپ کو سنوارنا مردی میں داخل نہیں ہے۔ جس نے تن آراستہ کیا۔ اس نے اپنی جان کا قصد کیا) (آدمی کے تن پر پرہیز گاری سے بہتر اور کوئی لباس نہیں۔ تکلف میں آدمی کی اصلیت نہیں ہوتی)

(۶۴۷) ایک بچھونا مرد کے لئے۔ ایک عورت کے واسطے۔ اور ایک مہمان کے لئے چاہئے اور چوتھا شیطان کا ہے۔:۔

(ف) اسکا یہہ مطلب نہیں۔ کہ اگر بال بچے ہوں یا اور قریبی رشتے دار جیسے والدین وغیرہ گھر میں ہوں۔ تو اُن کے لئے بچھونا نہیں ہونا چاہیئے۔ نہیں ان کے لئے بھی ایسی ہی ضرورت ہے۔ جیسے گھر والے مرد کے لیئے۔ اور اسی طرح جس گھر میں مہمانوں کی آمد ورفت کثرت سے ہو وہاں بھی بقدر ضرورت بسترے ہونے چاہئیں۔:۔

شرعی احکام بعض دفعہ اشارے ہوتے ہیں۔ اور مشہور ہے اَلعَاقِلُ تَکفِیہِ الاِشَارَۃ۔ (عقلمندوں کو اشارہ ہی کافی ہے) غرض فضول خرچی سے روکنے کی ہے۔ اگر سامان خانہ داری۔ ضرورت سے بہت زیادہ ہو تو ایک تو اُس پر جو روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ وہ ضائع ہوتا ہے۔ دوسرے مکان کا ایک حصہ اس سے ناحق رکا رہتا ہے۔ اور اسکے سنوارنے اور سنبھالنے میں جو تکلیف اٹھانی پڑتی ہے اور وقت ضائع کرنا پڑتا ہے وہ مزید براں۔ سہ

حرص قانع نیست بیدل ورنہ اسباب جہاں ؛ ہر چہ ما درکار داریم اکثرے درکار نیست

(اے بیدل (تخلص شاعر) حرص بس نہیں کرنے دیتی ورنہ دنیا کا ساماں۔ جس قدر کہ ہم استعمال میں لاتے ہیں (اکثر اُس میں سے غیر ضروری ہے)

پڑتے ہیں۔ اور کبوتروں کے گم ہوجانے اور کھیل میں ہار جیت سے جو تنازعے پیدا ہوتے ہیں۔ اُن کے بہت بُرے نتائج ہوتے ہیں۔ ایسا اتفاق بھی ہوتا ہے۔ کہ کھیلنے والے اڑاتے وقت اونچی اونچی چھتوں سے گر کر اپنی جان کو تلف کر لیتے ہیں۔ یا ہمیشہ کے لئے اپاہج بنجاتے ہیں یہ سب باتیں چونکہ کبوتر کے وجود کے سبب ظہور میں آتی ہیں۔ اسلئے اُسے اور اس سے کھیلنے والے ہردو کو شیطان کہا:۔

(۶۵۴) رسول اللہ صلعم نے (لڑائی کے لئے) حیوانوں کو بھڑکانے اور اُکسانے سے منع فرمایا:۔

(۶۵۵) رسول اللہ صلعم چند آدمیوں کے پاس سے گذرے جو ایک مینڈھے کو باندھکر اُسپر تیراندازی کر رہے تھے۔ آپنے اسپر اظہارِ نفرت کیا۔ اور فرمایا۔ کہ حیوانوں کے اعضا مت کاٹو:۔

(۶۵۶) حیوان کو باندھ کر مار ڈالنے سے رسول اللہ صلعم نے منع فرمایا:۔

(۶۵۷) جو شخص ایک چڑیا کو بے فائدہ کھیل کے طور پر مارے گا۔ قیامت کے دن وہ چڑیا اُسپر فریاد کرے گی۔ اور کہے گی۔ اے خدا اس شخص نے مجھے بے سبب مارا۔ اور نہ کسی فائدہ کی وجہ سے:۔

(ف) اوپر کی پانچوں حدیثیں۔ جانوروں کے ساتھ بیرحمی کی مذمت اور ممانعت میں ہیں۔ مگر حلال جانوروں کا کھانے کے واسطے مقررہ طریق پر ذبح کرنا ہم مسلمانوں کے نزدیک بیرحمی میں داخل نہیں ہے۔

(۶۵۸) جس نے نردشیر کا کھیل کھیلا اُسنے گویا سوّر کے لہو میں ہاتھ رنگے:۔

(ف) یہہ ایک بے فائدہ کھیل ہے۔ جو بہت بڑا تضیع اوقات کا موجب ہوتی ہے۔ اور جوا بھی اس میں ہوتا ہے

لعنت اور گالی

(۶۵۹) طعن کرنے والا۔ فحش بکنے والا اور بدزبان شخص ایماندار نہیں ہے:۔

تا توانی ہیچ کس را بد مگوے پیش مردم عیب کس ہرگز مگوے

گر ہمے خواہی کہ گوئند ت نکو اے برادر ہیچ کس را بد مگو (عطار)

(جہاں تک ہو سکے کسی کو بُرا مت کہو۔ لوگوں کے پاس کسی کا عیب مت بیان کرو۔ اگر تم چاہتے ہو۔ کہ لوگ تمہیں نیک کہیں۔ اے بھائی کسی کو بُرا مت کہو)

(۶۶۰) نہ کسی سے کہو۔ کہ تجھپر خدا کی لعنت۔ نہ کسی سے کہو کہ تجھ پر خدا کا غضب ہو۔ اور نہ

لئے مثال تھے۔ رستے میں گرے ہوئے ایک دانہ کھجور کے کھانے کی خواہش ظاہر کرنا۔ اور پھر اُس سے باز رہنا۔ ایک ایسا فعل تھا جس نے نہ صرف اسوقت کے ہمراہیوں بلکہ تا ابد جملہ جہان کو تبلا دیا۔ کہ کام آنے والی چیز خواہ کتنی ہی قلیل مقدار میں ہو۔ جیسے ایک دانہ کھجور عرب کے ملک میں حقیر نہیں جاننی چاہیئے۔ اور صدقات اور خیرات کا کھانا جائز نہیں سمجھنا چاہئے ایک اور حدیث میں آپ نے اپنی اولاد کو زکوۃ کا مال لینے سے منع فرمایا ہے۔

اولاد کی مشابہت اور نسب کا دعوےٰ

(۶۵۱) ایک شخص نبی صلعم کے پاس آیا۔ اور کہا۔ یا رسول اللہ میرے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے۔ جس کا رنگ کالا ہے۔ اور اس سے اسکی غرض یہ تھی۔ کہ لڑکا اس کا نہیں مگر آپ نے اُسے انکار نہ کرنے دیا۔ فرمایا۔ کیا تیرے پاس کچھ اونٹ ہیں۔؟ اس نے کہا۔ ہاں (ہیں) رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اُن کا رنگ کیا ہے؟ اس نے کہا سُرخ۔ فرمایا کیا اِن میں کوئی خاکستری بھی ہے؟ کہا ہاں (ہے) فرمایا یہ کہاں سے آگیا۔؟ اسنے کہا شاید اُسی رگ نے کھینچا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ شاید تیرے بیٹے کو بھی رگ نے کھینچا یعنے اُسکا رنگ ملنے دادا پڑدادا وغیرہ کے رنگ پر گیا ہو۔

(۶۵۲) جو مرد اپنے بیٹے (کی ولدیت) سے جان بوجھ کر انکار کرے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُس سے پردہ کرے گا۔ (یعنے اسے اللہ تعالےٰ کا دیدار نہیں ہوگا) اور اسے اگلوں پچھلوں کے سامنے رسوا کرے گا۔

لہو و لعب یعنے کھیل کود

(۶۵۳) رسول اللہ صلعم نے ایک شخص کو دیکھا۔ کہ ایک کبوتر کے پیچھے چلتا ہے اور اُس سے کھیلتا ہے۔ فرمایا۔ یہ شیطان ہے اور شیطان کے پیچھے چلتا ہے۔

(ف) کبوتر ایک خوب صورت پرندہ ہے۔ اور کبوتر بازی بظاہر ایک بے ضرر کھیل ہے مگر صورت حال ایسی نہیں ہے جیسی کہ دکھائی دیتی ہے۔ کبوتر خریدنے اور پالنے میں جو خرچ اُٹھتا ہے۔ وہ اور کاموں کے واسطے۔ جو ضروری ہیں بچایا جا سکتا ہے۔ اس کھیل میں جو لوگ مشتاق ہیں۔ اُن کے وقت کا بھی بہت سا حصہ اس میں ضائع ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض کو اُن کبوتروں کے پالنے نیز اپنے گزارے کے لیے آمدنی کے ناجائز ذرائع اختیار کرنے

دکھ پہنچاتے ہو ۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے ۔ کہ مُردوں کو نیکی سے یاد کرو ۔ اور اُنکے عیبوں سے درگذر کرو ۔

(ف) اس حدیث پر توجہ کرنے سے اخلاق پر بہت نیک اثر پڑتا ہے ۔

(۶۶۷) رسول اللہ صلعم نے لعنت کی چور مرد اور چور عورت پر جو قبریں کھود کر کفن نکالتے ہیں

(ف) اس سے پہلے ایک حدیث میں رسول اللہ صلعم نے مشرک کو بھی لعنت کرنے سے انکار فرمایا ہے

پس سمجھنا چاہیئے ۔ کہ کفن چُرانا شرک سے بھی بہت بُرا فعل ہے ۔ کہ اُسکے مرتکب پر آپنے لعنت کی ہے ۔

مواعظ یعنے وعظ

(۶۶۸) یہ حدیث ان حدیثوں میں سے ہے ۔ جو رسول اللہ صلعم اللہ تعالےٰ کی طرف سے روایت کرتے ہیں ۔ آپنے فرمایا ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ اے میرے بندو میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کر رکھا ہے ۔ اور تمہارے واسطے بھی ایک دوسرے پر اسے حرام کر دیا ہے ۔ پس ظلم مت کیا کرو ۔ اے بندو تم سب بے راہ ہو ۔ سوائے اسکے جسے میں نے ہدایت کی ۔ پس مجھ سے ہدایت طلب کرو ۔ کہ میں تمہیں ہدایت کروں اے میرے بندو تم سب بھوکے ہو ۔ سوائے اسکے جسے میں نے کھانا کھلایا ۔ پس مجھ سے کھانا مانگو ۔ کہ میں تمہیں کھانا دوں ۔ اے میرے بندو ! تم سب ننگے ہو ۔ سوائے اسکے کہ جسے میں نے کپڑا پہنایا ۔ پس مجھ سے کپڑا مانگو ۔ کہ میں تمہیں دوں اے میرے بندو تم دن رات خطا کرتے رہتے ہو ۔ اور میں سب گناہوں کا بخشنہار ہوں ۔ پس مجھ سے بخشش کی طلب کرو ۔ کہ میں تمہارے خطا بخش دوں ۔ اے میرے بندو تم مجھے کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتے ۔ نہ نفع پہنچا سکتے ہو ۔ کہ ایسا کرنے کی کوشش کرو اے میرے بندو اگر تمہارے اگلوں اور پچھلوں کا سب جن و انس کا اور (خود) تم میں سے ہر ایک کا دل ایک بڑے پرہیزگار شخص کے دل کی طرح ہو جائے ۔ تو میری بادشاہی میں کچھ بیشی نہیں ہو سکتی ۔ اور نہ کچھ کمی ہو سکتی ہے ۔ اگر تم سب کے دل ایک بڑے گنہگار کے دل کی طرح ہو جائیں ۔ اور تم سب جو اوپر مذکور ہوئے ہو ۔ اگر روئے زمین پر کھڑے ہو کر مجھ سے کچھ مانگو ۔ اور میں ہر ایک انسان کو وہ چیز عطا کروں ۔ جو وہ مانگے تو اُس سے میرے خزانے میں اتنی کمی نہیں ہو سکتی جتنی کہ سمندر میں (کسی ذخیرہ سے) ایک سوئی کے گر جانے سے ہوتی ہے ۔ اے میرے بندو ۔ تمہارے ہی اعمال ہیں جنہیں میں تمہارے واسطے گنتا رہتا ہوں ۔ پھر تمہیں انکا پورا بدلہ دوں گا ۔ پس جسے نیک بدلہ ملے

کسی سے کہو۔ کہ تو دوزخ میں جائے۔

(۶۶۱) کسی نے کہا یا رسول اللہ مشرکوں کے حق میں خدا کی درگاہ میں بد دعا کیجئے۔ اور اُن پر لعنت بھیجئے۔ آپنے فرمایا۔ میں تو رحمت کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ لعنت کرنے کے واسطے نہیں آیا۔

شنیدم کہ مردانِ راہ خدا ۔ دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ (سعدی)

(میں نے سنا کہ خدا کی راہ کے لوگ۔ دشمنوں کا دل بھی تنگ نہیں کرتے)

(۶۶۲) جب کوئی آدمی ایک دوسرے آدمی کو فسق اور کفر کا الزام دے۔ اور وہ اس کا مورد نہ ہو۔ تو وہ (فسق اور کفر) اس کہنے والے پر اُلٹ کر پڑتے ہیں۔ (یعنی وہ اُن کا مستحق ہو جاتا ہے)

(۶۶۳) دو (آپس میں) گالی دینے والوں کی گالیوں کا گناہ ابتدا کرنے والے پر ہے۔ بشرطیکہ مظلوم زیادتی نہ کرے۔

(۶۶۴) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انسان مجھے دُکھ دیتا ہے۔ کہ زمانہ کو گالی دیتا ہے۔ اور میں زمانہ ہوں میرے ہاتھ میں اختیار ہے۔ کہ رات دن کو بدلتا ہوں۔

(ف) اردو فارسی کے علم ادب میں۔ یہہ رواج ہو گیا ہے۔ کہ جب کسی کو تکلیف پہنچتی ہے۔ تو وہ اُسے فلک یعنی آسمان کے ساتھ منسوب کرتا ہے۔ اور اُسے بُرا کہتا ہے جیسے فلک ناہنجار۔ اور اس سے شکایت کرتا ہے۔ مثلاً میر حسن کہتے ہیں ؎

فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا ۔ کہ جس کے عوض یوں رُلانے لگا۔

اسی طرح عربی علم ادب میں دہر یعنے زمانہ کی طرف تکلیف منسوب کی جاتی ہے۔ اور اُسے بُرا کہا جاتا ہے رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ جو کچھ ہونا ہوتا ہے۔ وہ اپنے مقررہ طریق پر ہو جاتا ہے۔ زمانے کی شکایت ایک فعل عبث ہے۔ اور اس سے عقاید میں فرق آتا ہے۔

(۶۶۵) ایک شخص کی ہوا نے چادر اوڑا دی۔ اس نے ہوا پر لعنت کی۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ ہوا پر لعنت مت کرو۔ کہ وہ تو حکم کی پابند ہے۔ جو شخص کسی کو لعنت کرتا ہے۔ جو اس سزاوار نہ ہو۔ تو وہ لعنت اس (کہنے والے) پر ہی پڑتی ہے۔

(ف) اس قسم کا فعل بالکل لغو ہے۔ اور اسی واسطے اسکی مذمت ہوئی ہے۔

(۶۶۶) مُردوں کو گالی مت دو۔ کہ وہ اپنے کئے (کی پاداش) کو پہنچ گئے۔

مُردگاں را بہ بدی یاد مکن۔ (مردوں کی بُرائی بیان نہ کر) (سعدی)

ایک دوسری حدیث میں ہے۔ کہ مردوں کو گالی مت دو۔ کہ اس طرح تم زندوں (انکے لواحقوں) کو

عطا فرمایا ہے. مگر دولت نہیں بخشی - لیکن وہ نیک نیت ہے. اور کہتا ہے. اگر میرے پاس دولت ہوتی تو میں فلاں (مخیر دولت مند) کی طرح خرچ کرتا. پس ہر دو کا اجر برابر ہے -

(۳) ایک شخص ہے. کہ اللہ نے اُسے دولت بخشی ہے. مگر علم عطا نہیں کیا. اُسے بے علمی میں اپنی دولت ہی کا خبط ہے. اُسکے خرچ کرنے میں. نہ خدا کا خوف رکھتا ہے نہ رشتے داروں سے مروت کرتا ہے. اور نہ جانتا ہے. کہ اسکی دولت میں اللہ کا بھی حق ہے یہ شخص مرتبے میں سب سے گیا گزرا ہے ؎

زر چو جاہل را بہ دست آید بکف ۔ مے کند اسراف و سازد تلف (عطار)

(جب جاہل کے ہاتھ میں روپیہ آتا ہے - تو وہ فضول خرچی کر کے اُسے ضائع کر دیتا ہے)

(۴) اور ایک شخص ہے. کہ اللہ تعالےٰ نے نہ اُسے دولت دی ہے. نہ علم. وہ کہتا ہے. اگر میرے پاس دولت ہوتی تو میں فلاں خبطی دولت مند کی طرح اُسے رکھتا. پس ہر دو کا گناہ ایک جیسا ہے :-

(۶۷۰) جس شخص کو آخرت کا غم ہو. اللہ تعالیٰ اسکے دل کو غنی یعنی بے پروا کر دیتا ہے اور اسکی پریشانی اُسکے واسطے جمیعت خاطر ہوتی ہے. اور دنیا اُسے حقیر دکھائی دیتی ہے اور جس شخص کو دنیا کا غم ہو. اللہ تعالیٰ محتاجی کو اسکی دونو آنکھوں کے سامنے رکھتا ہے اور اسکے کام اسپر پریشانی طاری کر دیتے ہیں. اور دنیا کی کوئی چیز اُسے نہیں ملتی سوائے اسکے جو اسکے مقدر میں ہے. شام ہو تب وہ محتاج. صبح ہو تب محتاج. اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی شخص نے اللہ کی طرف اپنا دل لگایا ہو. تو ایمان دار لوگوں کے دل محبت اور رحمت کے ساتھ اسکی طرف نہ پھرے ہوں. اور اللہ تعالیٰ ہر نیکی اسکی طرف بہت جلد بھیجتا ہے -

(۶۷۱) اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اے انسان (سب دھندوں سے) فارغ ہو کر میری عبادت کر. کریں تیرا سینہ بے پروائی سے بھر دوں گا. اور تیری محتاجی کو دور کر دوں گا - اور اگر تو نے ایسا نہ کیا. تو تیرے دونو ہاتھ کام کاج میں مصروف کر دوں گا. اور تیری محتاجی کو بھی نہیں ہٹاؤں گا :-

(ف) جو لوگ خدا کی طرف دھیان لگاتے ہیں. وہ دنیا کے ساز و سامان سے مستغنی اور بے نیاز رہتے ہیں. برخلاف اسکے جو لوگ صرف دنیا میں ہی دھیان لگاتے ہیں. انہیں اسکے کاموں سے کبھی فراغت نہیں ملتی. اور اُنکی خواہشیں اور ضروریات کبھی پوری نہیں ہوتیں

اسے چاہیئے۔ کہ خدا کا شکر کرے۔ اور جسے نیکی کے سوائے (یعنی بُرا) بدلہ ملے۔ وہ کسی کو ملامت نہ کرے۔ سوائے اپنے آپ کے :-

(ف) یہہ حدیث سکھاتی ہے۔ کہ انسان بے بس لاچار ہے۔ اسے ہمیشہ اپنے خالق کی طرف ہر بات میں دھیان رکھنا چاہیئے کہ اسی میں اسکی آسائش دارین ہے :-

(۶۶۹) تین چیزیں ہیں۔ کہ میں ان کے لئے قسم کھاتا ہوں۔ اور تمہارے پاس اُن کا بیان کرتا ہوں۔ جسے یاد رکھو۔ (۱) خیرات (کرنے) سے مال نہیں گھٹتا۔ سے

زکوٰۃ مال بدر کن کہ فضلۂ رزرا چو باغباں ببرد بیشتر دہد انگور (سعدی)

(مال کی زکوٰۃ نکال ڈال۔ کہ انگور کی فالتو شاخوں کو جب باغبان کاٹ دیتا ہے تو زیادہ پھل آتا ہے)

(۲) کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ جب کسی انسان پر ظلم ہو جائے۔ اور وہ صبر کرے۔ تو اللہ تعالےٰ اوسکی عزت نہ بڑھاوے۔ سے

صبر کن حافظ بسختی روز و شب ؛ عاقبت روزے بیابی کام را

(اے حافظ دن اور رات سختی کے وقت صبر کر۔ کہ آخر کار ایک روز تو اپنے مقصد کو حاصل کریگا)

(۳) اور کبھی ایسا نہیں ہوتا۔ کہ اگر کوئی مانگنا شروع کر دے۔ تو اللہ تعالےٰ اُس پر محتاجی کا دروازہ نہ کھولے۔ سے

ہر کہ بر خود در سوال کشاد۔ تا بمیرد نیاز مند بود (سعدی)

(جس نے مانگنے کا دروازہ اپنے پر کھول لیا۔ مرتے دم تک محتاج رہے گا)

اور ایک روایت میں اس حدیث کو اتنی زیادتی سے بیان کیا ہے۔ کہ کبھی ایسا نہیں ہوا۔ کہ کوئی شخص خدا واسطے تواضع کرے۔ اور اللہ تعالیٰ اُسکا مرتبہ بلند نہ کرے سے

گر تواضع پیش گیری اے جواں دوست دارندت ہمہ خلق جہاں (عطار)

(اے جوان اگر تو تواضع اختیار کرے۔ تو سارا جہان تجھ سے محبت کرے)

میں تمہیں ایک اور بات بتلاتا ہوں اسے بھی یاد رکھو۔ دنیا میں چار قسم کے شخص ہیں (۱) ایک وہ شخص ہے۔ جسے اللہ نے دولت اور علم عطا کیا۔ وہ دولت کے خرچ کرنے میں خدا سے ڈرتا ہے۔ اور اسے ضائع نہیں کرتا۔ رشتہ داروں سے مروت سے پیش آتا ہے۔ اور جانتا ہے کہ خدا کا بھی اُس کی دولت میں حق ہے پس یہ شخص مرتبے میں سب سے بہتر ہے (۲) ایک شخص ہے جسے اللہ تعالےٰ نے علم

ودیگر وقت با حفصہ و زینب در ساختے :۔

(جہان کے سردار نے اللہ کا اُن پر درود و سلام ہو۔ فرمایا میرا اللہ تعالےٰ کے ساتھ ایک وقت ہوتا ہے۔ کہ اُسمیں نہ مقرب فرشتہ نہ پیغمبر اور نہ مرسل کو دخل ہے۔ اور یہہ نہ فرمایا۔ کہ ہمیشہ یہی حال ہے۔ ایک وقت ایسا ہوتا کہ جبرئیل اور میکائیل کی طرف رغبت نہ کرتے۔ اور دوسرے وقت حفصہ اور زینب (اپنے حرموں) کے ساتھ مشغول ہوتے۔

پھر آگے چل کر یعقوب علیہ السلام کے بیٹے یوسف علیہ السلام کے گم ہونے۔ اور مصر میں پتہ لگنے کے معاملہ کو اس رنگت میں اس طرح منظوم کیا ہے۔

یکے پرسید زاں گم کردہ فرزند — کہ اے روشن گہر پیر خردمند
زمصرش بوے پیراہن شمیدی۔ — چرا در چاہ کنعانش ندیدی
بگفت احوال ما برق جہاں است — دمے پیدا و دیگر دم نہاں است
گہے برطارم اعلےٰ نشینیم۔ — گہے بر پشت پائے خود نہ بینیم
اگر درویش بر حالے بماندے — سر دست از دو عالم بر فشاندے

(کسی نے اُس کھوئے ہوئے لڑکے والے سے پوچھا۔ — کہ اے روشن اصل عقلمند بوڑھے)
(مصر سے اُسکی قمیص کی بُو تو نے سونگھ لی۔ — کنعان کو کنوئیں میں کیوں نہ دیکھ لیا)
(اس نے کہا ہمارا حال کوندنے والی بجلی کیطرح ہے۔ — ایک لحظہ میں ظاہر اور دوسرے میں پوشیدہ)
(کبھی ہم اونچے بالا خانہ پر بیٹھتے ہیں۔ کبھی ہمیں اپنے پاؤں کی پشت پر بڑی چیز دکھائی نہیں دیتی)
(اگر فقیر ایک ہی حال پر رہتا۔ — تو دونوں جہان سے بے پروا ہو جاتا)

پس یہی وجہ ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اگر تم گناہ نہ کرتے۔ تو خدا تمہیں اُٹھا لیتا۔ اور تمہاری جگہ اور خلقت پیدا کرتا۔ جو گناہ کرتی۔ گویا یہہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص دنیا میں رہ کر اس کے پھندوں میں نہ پھنسے۔

(۳۳۷) دانا وہ ہے جس نے اپنے نفس کا اندازہ کیا۔ اور اُس (جزا) کے واسطے جو مرنے کے بعد (ملنے والی) ہے (نیک) عمل کئے۔ اور نادان وہ شخص ہے جس نے نفس کی (بُری) خواہشوں کی پیروی کی۔ اور اللہ تعالےٰ سے (بخشش کی) آرزو رکھی۔

سہ لے عیار پایا یار سمجھو ذوق ہم جس کو۔
جسے یہاں دوست اپنا ہم نے جانا وہ عدو نکلا :۔

سہ ~ از قناعت ہر کرا نبود نشان ~ کے تو انگر سازدش مال جہان (عطار)

(جسے قناعت سے کچھ حصہ بھی نہیں ملا۔ دنیا جہان کا مال (بھی) اسے کب دولتمند کر سکتا ہے)

(۳۷۶) ابو ہریرہ روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ہمیں کیا ہے؟ کہ جب ہم آپ کی خدمت میں ہوتے ہیں۔ ہمارے دل نرم ہوتے ہیں۔ اور ہم دنیا سے بے رغبت ہوتے ہیں۔ اور آخرت گویا آنکھ کے سامنے دکھائی دیتی ہے۔ اور جب ہم آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں۔ اور گھر والوں کی طرف رغبت کرتے ہیں۔ اور اپنی اولاد سے ملتے ہیں تو ہمارے دل پلٹ جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اگر تم اسی حال پر رہتے۔ جو حال تمہارا میری صحبت میں ہوتا ہے۔ تو فرشتے (خدا کا اُن پر سلام ہو) تمہارے گھروں میں جا کر تمہاری ملاقات کرتے۔ اور رستوں میں تم سے ہاتھ ملاتے۔ اور اگر تم گناہ نہ کرتے تو خدا تمہیں اُٹھا لیتا۔ اور اَور خلقت پیدا کرتا۔ جو گناہ کرتی۔ اور پھر اُحول کرتی۔ اور معافی اور بخشش کی خواستگار ہوتی:۔

(ف) جب لوگ خوش اعتقادی کے ساتھ اہل اللہ کی خدمت میں زیارت کے واسطے جاتے ہیں تو ان کی صحبت میں ان کے اندر کی صفائی اور نور کا پرتو اثر پڑ جاتا ہے۔ اور اُن کے دل رقیق ہو جاتے ہیں۔ مگر جونہی وہاں سے اُٹھے پرتو دور ہو گیا۔ اور پگھلے ہوئے دل شعاع کے ہٹ جانے سے ٹھنڈے ہو کر سخت ہو گئے۔ اور اپنی اصلی حالت پر آ کر دنیا کی دہند میں الجھ گئے انسان کی سرشت اور اُسکے کاروبار پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ صورت حال جیسی کہ ہے۔ اسی طرح ٹھیک ہے۔ ورنہ نظام عالم قائم نہیں رہ سکتا۔ کہ اسکا سارا دارومدار حب دنیا پر ہے۔

مثنوی ~ چوں صحابہ حب دنیا داشتند ~ مصطفےٰ را بے کفن انداختند

(جب اصحاب کو دنیا کی محبت تھی۔ تو انہوں نے مصطفےٰ کو بغیر کفن کے چھوڑ دیا)

رسول اللہ صلعم کو ابھی دفن بھی نہیں کیا تھا۔ کہ جانشین کا سوال پیدا ہو گیا۔ اور اسکا تصفیہ کر کے آپ کا جنازہ اٹھایا گیا۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو کھلبلی پڑ جاتی اور کشت و خون تک نوبت آجاتی۔ خود اہل اللہ دنیا میں رہ کر تمام وقت فنا فے اللہ نہیں رہ سکتے۔

سعدی نے اس مضمون پر زیادہ وضاحت سے لکھا ہے۔ اس میں سے چند سطریں یہاں نقل کیجاتی ہیں۔

سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم گفت لِیْ مَعَ اللّٰهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُنِيْ فِيْهِ مَلَكٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِيٌّ مُّرْسَلٌ وَنگفت عَلَى الدَّوَامِ۔ وقتے چنین بودے کہ بجبرائیل و میکائیل نیر داختے

گریبان پھاڑے۔ اور جاہلیت کے زمانے کے بول بولے (نوحہ واویلا وغیرہ جو اسلام نے منع کردیئے ہیں) سہ

دست را بر رخ زدن شوم است شوم ۔ استماع علم کن زاہل علوم (عطار)
(منہ پر ہاتھ مارنا برا ہے۔ عالموں سے علم کی باتیں سن)

(۶۷۷) جو شخص جنازے کے ہمراہ ہوا۔ اور اسنے اسکے لئے دعا کی نماز بھی پڑھی۔ اسکی واسطے ایک قیراط کے برابر ثواب ہے۔ اور جو اسکے دفن کرنے تک ساتھ رہا۔ اُسے دو قیراط کے برابر۔ اور قیراط گویا احد (پہاڑ) ہے۔

(۶۷۸) جو شخص جنازے کے ساتھ گیا اور اسے تین بار کندھا دیا۔ اسنے جنازے کا حق جس قدر کہ اسپر تھا۔ ادا کردیا۔

(ف) اس حدیث میں جنازے کے ساتھ جانے۔ اور اسکے اٹھانے کی ترغیب ہے جنازے کے ساتھ جس قدر ہجوم ہوتا ہے۔ اُسی قدر متوفی کے وارث کے لئے تسکین کا موجب ہوتا ہے۔ جس کی اسے اسوقت بہت ہی ضرورت ہوتی ہے۔ علاوہ اسکے اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے۔ کہ قبرستان بہت دور ہوتا ہے۔ اگر بہت آدمی ہوں۔ اور وہ تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد کندھا بدلتے رہیں۔ تو کسی کو تکلیف نہیں ہوتی برخلاف اسکے اگر متعدد اشخاص ہی تمام رستہ جنازہ اٹھائے جائیں۔ تو وہ تھک کر تنگ آجائیں اور بیزار ہوں۔

(۶۷۹) ثوبان سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم ایک جنازے کے ساتھ ہوئے۔ اور چند آدمیوں کو سوار دیکھا۔ آپنے فرمایا۔ تم شرم نہیں کرتے؟ کہ خدا کے فرشتے پیدل ہیں۔ اور تم جانوروں کی پیٹھ پر (سوار ہو) اور دوسری روایت ہے، کہ سوار جنازے کے پیچھے چلے۔ اور پیدل جس طرح چاہے۔ آگے یا پیچھے۔

ایک اور روایت میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم ابو دحداح کے جنازے کے ساتھ پیدل گئے اور گھوڑے پر واپس آئے ۔

(ف) ان ہر سہ حدیثوں سے ظاہر ہے۔ کہ جنازے کے ساتھ اسکی اور نیز باقی ہمراہیوں کی تعظیم کی غرض سے پیدل چلنا چاہیئے۔ اور اگر کوئی مجبوری ہو۔ تو سوار ہو کر پیچھے پیچھے چلیں۔ اور تدفین سے فارغ ہو کر واپسی کے وقت، جو صورت موافق ہو اختیار کریں ۔

مدح

(۶۷۴) مطرف بن عبداللہ اپنے باپ کی زبانی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں بھی عامر کے وفد میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہم نے کہا۔ آپ ہمارے سردار ہیں۔ آپ نے کہا۔ سردار اللہ ہے۔ ہم نے کہا۔ آپ فضل (و بزرگی) میں ہم سے افضل ہیں۔ اور آپ کی طبیعت میں بخشش بھی ہماری طبیعت سے زیادہ ہے۔ فرمایا (خیر) ایسا کہہ لو۔ یا اس سے بھی کم مگر شیطان کے وکیل نہ بنو:۔

(ف) شیطان کے وکیل سے وہ شخص مراد ہے جو گھڑ گھڑ کر باتیں بناتا۔ اور بیجا خوشامد کرتا ہے ہمیشہ سادہ گفتگو کرنی چاہیئے:۔

(۶۷۵) ابو ہریرۃ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ زیادہ تعریف کرنے والوں کے منہ میں خاک ڈالو:۔

(ف) مداح یعنے زیادہ تعریف کرنے والے سے وہ شخص مراد ہے جس کا پیشہ اور وجہ معاش ہی قصیدہ گوئی اور ثناخوانی ہے۔ کہ وہ انعام حاصل کرنے کے واسطے اسقدر جھوٹ بولتا ہے۔ کہ قرین قیاس بھی نہیں ہوتا۔ حاتم۔ رستم۔ سکندر۔ فریدون۔ ارسطو۔ اور افلاطون سے اپنے شعروں میں ممدوح کی پابوسی کراتا ہے۔ بلالحاظ اسکے کہ اس میں کوئی بھی دنیا کی قابلیت ہے یا نہیں سوائے اسکے کہ اس کے پاس چند پیسے ہیں۔ اور اُن میں سے وہ کچھ اس بیوقوف کوے کی طرح پھینک دے گا۔ جس نے روباہ کے دام میں آکر ہڈی زمین پر ڈال دی تھی۔ اس قسم کی تعریف ممدوح کے دل میں غرور اور نخوت پیدا کرتی ہے۔ اور اسکے اخلاق کو بگاڑتی ہے ؎

الا تا نشنوی مدح سخن گوی | کہ اندک مایہ نفع از تو دارد۔
اگر روزے مرادش بر نیاری | دو صد چنداں عیوبت برشماری (سعدی)

(خبردار شاعر کی تعریف نہ سُننا کہ تھوڑا سا فائدہ تم سے حاصل کرتا ہے)
(اگر ایک دن تم اسکی مراد پوری نہیں کرو گے۔ تو وہ تمہارے دو سو عیب گن دیگا)

؎ یہ سب اچھا بناتے ہیں تجھے | مسخرے ہیں یہ بناتے ہیں تجھے۔ (عارف)

موت

(۶۷۶) وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے۔ جو (مصیبت کے وقت) اپنی گالوں کو پیٹے

کردو۔

(۶۸۴) ایک صحابی (شام کے وقت یا اس سے پیچھے) فوت ہو گیا۔ لوگوں نے اُسے ناقص کپڑے کا کفن (دیکر رات ہی) کو دفن کر دیا۔ رسول اللہ صلعم کو اس بات کی خبر ہوئی۔ آپ نے تنبیہ کی۔ کہ رات کے وقت کسی کو دفن نہ کیا جائے۔ اگر مجبوری کی صورت میں۔ پھر بھی نماز جنازہ پڑھ لی جائے۔ اور فرمایا۔ کہ جب تم اپنے بھائی کو کفن دو۔ تو اچھا کفن دو۔

(۶۸۵) قبر پختہ کرنے۔ اور اس پر عمارت بنانے بیٹھنے اور لکھنے۔ اور اسے پامال کرنے سے رسول اللہ صلعم نے منع فرمایا

(ف) اس حدیث سے ظاہر ہے۔ کہ قبر کا نشان مستقل طور پر نہیں رہنا چاہیئے کیونکہ اس سے ایک تو لواحقین کا غم دیکھنے کے وقت تازہ ہو جاتا ہے جس سے اُن کی زندگی میں تلخی واقع ہوتی ہے۔ دوسرے قبر پرستی تک بھی بعض صورتوں میں نوبت پہنچ جاتی ہے۔ علاوہ اس کے اگر سب مردوں کی قبریں پختہ بنائی جائیں تو زندوں کے واسطے زمین پر جگہ کا ملنا دشوار ہو جاتا۔ اور اگر کوئی اس غرض سے کہ اسکے باپ یا بیٹے کا نشان رہ جائے۔ پختہ قبر بنوائے بھی تو وہ کب تک قایم رہ سکتی ہے۔

نہ ہے قبر دارا نہ گورِ سکندر مٹے ناہیوں کے نشاں کیسے کیسے

مصحفی نے اس مضمون کو اس طرح ادا کیا ہے۔

مل گئے خاک میں کیا کیا نہ دفیناں بزرگ۔ نہ وہ لوحیں نہ مجر نہ مزاریں وہ رہیں۔

(۶۸۶) مدینے والوں کی قبروں کے پاس سے رسول اللہ صلعم کا گذر ہوا۔ آپ نے اُن کی طرف اپنا رخ کیا۔ اور کہا اے قبروں والو تم پر امن ہو۔ خدا تمہیں بخشے اور ہمیں بھی۔ تم ہمارے آگے گئے۔ اور ہم پیچھے آئینگے۔

کمر باندھے ہوئے چلنے کو یہاں سب یار بیٹھے ہیں۔
بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں۔ (انشاء اللہ)

(۶۸۷) جو شخص مرے ہوئے بچے والی عورت کے ساتھ تعزیت کرے اُسے جنت میں چادر پہنائی جائے گی۔ اور ایک دوسری حدیث میں ہر مصیبت زدہ کے ساتھ تعزیت کرنے کا یہی اجر درج ہے۔

زہجران طفلے کہ در خاک رفت چہ نالی کہ پاک آمد و پاک رفت

(۶۸۰) جنازے کو جلدی لے جایا کرو۔ کیونکہ اگر وہ نیک کا ہے۔ تو تم اسے اگلی جہان کی بہتری جلد تر حاصل کراتے ہو۔ اگر وہ نیک کا نہیں ہے۔ تو بُرے کو گردن سے اُتارتے ہو۔

(ف) سب لوگوں کو تجربہ ہے۔ کہ مردے کا گھر میں رہنا۔ زندوں کے واسطے کس قدر وبال جان ہوتا ہے۔ اور گھروالوں کے علاوہ لواحقوں اور پڑوسیوں کی آسایش میں اس سے کسقدر خلل واقع ہوتا ہے۔ اور بہت سی وجوہ ہیں۔ پر اس مضمون پر لکھنے کو دل نہیں چاہتا۔ یہی مصلحت ہے۔ کہ جنازہ جلد اُٹھا کر قبرستان میں پہنچایا جائے۔ اور مشیت ایزدی ہے خورد و کلان کی یہی رائے اُسوقت ہوتی ہے۔ کیا عبرت کا مقام ہے۔ کہ جس گھر سے لحظہ بھر کی عدم موجودگی عزیز و اقارب کے لئے شاق گزرتی ہے۔ وہی عزیز واقارب اسی گھر سے کیسی جلدی نکال دیتے ہیں۔

(۶۸۱) جب تم میں سے کوئی جنازہ دیکھے۔ اور اسکے ساتھ نہ چلے تو چاہیئے کہ ٹھیر جائے یہانتک کہ جنازہ آگے نکل جائے۔ یا وہ خود آگے نکل جاے۔

(۶۸۲) جابرؓ روایت کرتے ہیں۔ کہ احد کی جنگ میں میری پھوپھی میرے باپ کی میت کو لائی کہ اسے اپنی قبروں میں دفن کرے۔ رسول اللہ صلعم کے منادنے پکارا کہ مقتولوں کو ان کی قتل گاہ میں واپس پھیر دو۔

(۶۸۳) جنگ احد کے مقتولوں کی نسبت رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ لوہے اور چمڑے کا سامان اُن کے بدن سے اُتار کر انہیں کپڑوں سمیت خوں آلودہ دفن کردیا جائے۔

(ف) شہید کو ایک یا زیادہ زخم ہوتے ہیں۔ جنسے خون بہتا ہے۔ اوران زخموں کی وجہ سے میت کا منظر نہایت اندوہناک اور ہولناک ہوجاتا ہے غسل دینے کے وقت۔ اُن کے خون آلودہ کپڑے اسکے بدن سے اُتارنا۔ ایک نہایت رنجدہ اور دل کو صدمہ دینے والا فعل ہوتا ہے۔ اور کپڑا اترنے سے زخم کے نظر آنے سے تو اور بھی دل پر رقت طاری ہوتی ہے۔ زخموں سے جو خبر نہیں کہاں کہاں ہوں۔ میت کی بے پردگی ہوتی ہے۔ جب غسل دیتے ہیں۔ تو بعض دفعہ خون بند ہونے میں نہیں آتا۔ اور بند ہو کر جم گیا ہو تو بدن سے اُسکا اتارنا دشوار ہوجاتا ہے۔ علاوہ اسکے جب ایسی حالت میں میت کو گھر میں لایا جائے۔ تو اُسے دیکھ کر متعلقین کا رنج وغم بہت زیادہ ہوجاتا ہے۔ جو اُن کی آسایش میں بہت فرق لاتا ہے۔ اسلئے فرمایا۔ کہ شہید کو مقتل میں ہی اپنے ہی کپڑوں میں بغیر غسل کفن کے دفن

خواجہ حالی نے اس حدیث کا ترجمہ حسب ذیل کیا ہے۔

کہا چھوڑ دیں گے سب آخر رفاقت ہوں فرزند و زن اس میں یا مال و دولت
نہ چھوڑے گا پر ساتھ ہرگز تمہارا بھلائی میں جو وقت تم نے گذارا

(۶۹۱) کوئی ایسا شخص نہیں ہے۔ کہ مرے اور پشیمان نہ ہو۔ اگر وہ نیک ہو تو اسبات پر پشیمان ہوتا ہے۔ کہ کیوں زیادہ نیکی نہ کی۔ اگر بد ہے۔ تو اسبات پر پشیمان ہوتا ہے۔ کہ کیوں (بدی) سے باز نہ رہا۔

(ف) مصحفی نے اس مضمون کو اس طرح ادا کیا ہے۔

نہ گیا کوئی عدم کو دل شاداں لیکر یہاں سے کیا کیا نہ گئے حسرت و ارماں لیکر

ایک اور اُستاد نے اس خیال کو اور طرز میں ظاہر کیا ہے۔

سودا جہاں میں آکے کوئی کچھ نہ لیگیا جاتا ہوں ایک میں دل پُر آرزو لئے۔

(۶۹۲) جب انسان مرجاتا ہے۔ تو اسکے اعمال کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ سوائے تین (اعمال) کے (کہ وہ جاری رہتے ہیں) (۱) صدقہ جاری (مثلاً تعمیر پل مسجد۔ چاہ۔ اور مہمان سرائے) (۲) علم جس سے خلق کو فائدہ پہنچے (جیسے شاگرد لائق ہوں۔ یا کوئی مفید کتاب تصنیف کی جائے) (۳) نیک بخت بیٹا۔ جو اسکے واسطے دعا کرے۔

(ف) سعدی نے حدیث کے پہلے حصہ سے اس طرح اقتباس کیا ہے۔

نمرد آنکہ ماند پس از وے بجا پل و مسجد و چاہ و مہماں سرا۔

(نہیں مرا وہ شخص جس کے پیچھے پل۔ مسجد۔ کنوہ یا سرائے قایم رہے)

ذوق نے اس مضمون کو اس طرح ادا کیا ہے۔

نام منظور ہے تو فیض کے اسباب بنا پل بنا چاہ بنا مسجد و تالاب بنا۔

مسجد

(۶۹۳) جس نے مسجد تعمیر کی اس غرض سے۔ کہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرے۔ اس کے واسطے اللہ تعالےٰ جنت میں گھر تیار کرتا ہے۔

(۶۹۴) میری امت کے ثواب مجھ دکھائے گئے (ان میں وہ) خس و خاشاک بھی تھا جو آدمی مسجد سے نکالتا ہے۔

(۶۹۵) جب رسول اللہ صلعم مدینہ میں تشریف لائے۔ تو مسجد بنانے کے واسطے زمین کا

(اُس لڑکے کی جدائی سے جو مٹی کے تلے چلا گیا۔ تو گیا روتی ہے۔ کہ پاک آیا اور پاک چلا گیا)

(۶۸۸) جب جعفر کی موت کی خبر آئی۔ تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ جعفر کے کنبے کے واسطے کھانا تیار کرو۔ کیونکہ ان پر ایسی آفت آئی ہے۔ جو انہیں مصروف رکھی گی۔

(ف) میت والے لوگ نہایت رنج وغم میں ہوتے ہیں۔ اُنہیں لوگوں کی آمد ورفت کی وجہ سے کھانا پکانے کی فرصت نہیں ملتی۔ نہ ان کا دل چاہتا ہے۔ کہ وہ کھانا پکائیں۔ اسواسطے فرمایا۔ کہ لواحقین تین دن تک اپنے گھر سے کھانا تیار کرکے ماتم والے گھر میں لے جائیں اور انہیں کھلائیں۔ مقابلہ کیا جائے۔ اُس بے رحمی اور بیہودہ رسم سے جو بعض اقوام اور علاقوں میں مروج ہے۔ کہ جب ایک شخص کا دم برابر ہوا۔ اُسی وقت دیگیں چڑھا دیں۔ اور میت کو جب اٹھایا۔ جب ایک کنبہ تو وہ طعام کا تیار ہو گیا۔ اور متعلقین میں سے کچھ لوگ جنازے کے ہمراہ ہو لئے۔ اور کچھ کھانا تقسیم کرنے میں مصروف ہو گئے۔ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ (آنکھوں والو عبرت پکڑو)

(۶۸۹) رسول اللہ صلعم ایک جنازے کے پاس سے نکلے۔ فرمایا (اسکی روح) آرام پانے والی ہے۔ یا آرام دینے والی ہے لوگوں نے پوچھا۔ یا (رسول اللہ) آرام پانے والی۔ اور آرام دینے والی کے کیا معنے؟ فرمایا۔ ایماندار آدمی (مر کر) دنیا کے دکھ درد سے آرام پا جاتا ہے۔ اور (شریر) آدمی (کے مرنے) سے بندے، بستیاں، درخت اور جانور آرام پاتے ہیں۔

ے ظالمے راخفتہ دیدم نیم روز گفتم این فتنہ ست خوابش بردہ بہ
آنکہ خوابش بہتر از بیداری ست آنچناں بد زندگانی مردہ بہ۔ (سعدی)

(ایک ظالم کو میں نے دوپہر کو سوئے ہوئے دیکھا میں نے کہا یہ فتنہ ہے اسکا سونا ہی بہتر ہے)
(جس کا سونا اس کے جاگنے سے بہتر ہے۔ ایسی بُری زندگی والا مرا ہوا بہتر ہے)

(۶۹۰) میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں۔ اسکے لواحق۔ اسکا مال۔ اور اسکے اعمال۔ پس دو تو واپس آ جاتے ہیں۔ اور ایک پیچھے رہ جاتی ہے۔ یعنے لواحق اور مال واپس آجاتے ہیں۔ اور اعمال پیچھے رہ جاتے ہیں۔

(ف) مال سے مراد توشہ اور سامان ہے۔ جو اکثر دفعہ بعض مردوں کے ساتھ بھیجا جاتا ہے۔ خاصکر اس موقعہ پر۔ جب کہ کوئی بوڑھا شخص فوت ہو جاتا ہے۔

قابض ہو جائے گی۔ اور وہ تین یا زیادہ بچوں والے لوگوں میں تقسیم کیا جائے گا۔
بچہ پروری کا انتظام تو پہلے ہی عرصہ سے ہو رہا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جب کسی
عورت کے ہاں ایسا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ جسے وہ رکھنا یا ظاہر کرنا نہیں چاہتی تو وہ اسے
قریب ترین بچہ خانہ میں لے جاتی ہے۔ جس کے سب سے پہلے کمرے میں ایک گہوارہ لٹکا ہوا ہوتا
ہو۔ اور کوئی شخص سامنے نہیں ہوتا۔ بے رحم ماں بچے کو گہوارہ میں لٹا کر گھنٹی بجا دیتی ہے۔ جو گہوارے کے پاس
ہی ہوتی ہے۔ اور آپ باہر چلی جاتی ہے۔ گھنٹی کے بجتے ہی اندر سے دایہ آ جاتی ہے اور بچے کو
سنبھال لیتی ہے یہ کو بڑا چھی ہے بمقابلہ اس انجام کے جو ایسے بچوں کا اس ملک میں ہوتا ہے۔ کہ صبح کیوقت
نہروں اور تالابوں کی سطح پر کپڑے میں لپیٹے ہوئے بہتے پائے جاتے ہیں۔ مگر یہ کبھی کبھی بہار۔
اور وہ روز کی بات ہے اور اس نے بدکاری کے لئے نہ صرف روک نہیں۔ بلکہ ترغیب ہے:۔
(۶۹۷) دنیا فائدے حاصل کرنے کی چیز ہے۔ اور اسکا بہترین فائدہ نیک عورت ہے ۔
(۶۹۸) کار خیر کا ذکر ہو رہا تھا۔ تو فرمایا۔ کہ کیا میں تمہیں ایسے خزانہ سے مطلع نہ
کر دوں۔ جو سب سے اچھا ہے؟ اور وہ نیک عورت ہے۔ کہ جب اسکا شوہر اسکی طرف
دیکھتا ہے۔ تو وہ اسے خوش کر دیتی ہے۔ اور ہر کام میں جو وہ کہے اسکی تابعداری کرتی ہے ۔
اور جب وہ باہر جاتا ہے۔ تو اسکے گھر کی حفاظت کرتی ہے:۔

(ف) نیک بخت عورت خاوند کی راحت اور آسائش اور اسکے گھر کی آبادی کا
موجب ہوتی ہے۔ اگر عورت پسندیدہ خصال کی نہ ہو۔ تو مرد کے لئے بڑی بھاری مشکل کا
سامنا ہے۔ چنانچہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

زن بد در سرائے مرد نکو۔ ہم دریں عالم است دوزخ او۔

(نیک آدمی کے گھر میں بری عورت۔ اسکے لئے اسی جہان میں دوزخ ہے۔)

(۶۹۹) عورت سے اسکی چار خوبیوں کے لئے نکاح کیا جاتا ہے (۱) اسکا مال (۲) اسکا گھرانہ
یا شرافت۔ (۳) اسکا حسن (۴) اور اسکا دین۔ پس تو دین والی عورت کو حاصل کر۔
(ورنہ) تیرے ہاتھوں پر خاک:۔

(ف) ہم مذہب اور پابند مذہب۔ عورت سے نکاح کرنا چاہیئے۔ اگر ایسا نہیں تو میاں
بیوی میں بسا اوقات۔ لڑائی جھگڑا اور بدمزگی رہے گی۔ اور اولاد تو خواہ مخواہ لامذہب ہوگی
جو شخص لامذہب ہے۔ وہ اخلاق کے کسی ضابطہ کا پابند نہیں۔ اور جو اخلاق کے کسی ضابطہ کا پابند

ایک ٹکڑا لیا۔ جہاں ایک باغ تھا جس میں کھجوروں کے درخت اور مشرکوں کی قبریں تھیں۔ رسول اللہ صلعم نے حکم دیا۔ کھجوریں کاٹی گئیں۔ اور قبریں اکھاڑی گئیں۔ اور ویران زمین ہموار کی گئی۔

(ف) ضرورت کے واسطے قبروں کو ہموار کر کے اس زمین کا استعمال کسی اور مفید کام کے لئے رسول اللہ صلعم نے جائز قرار دیا۔

ن۔ نکاح

(۶۹۶) ایک آدمی رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آیا۔ اور کہا۔ کہ مجھے ایک عورت ملتی ہے۔ جو خاندانی اور خوب صورت ہے۔ مگر بانجھ ہے۔ کیا میں اسکے ساتھ نکاح کرلوں؟ آپنے فرمایا۔ نہ۔ پھر وہ دوسری دفعہ آیا۔ جب بھی آپنے منع کیا۔ پھر وہ تیسری بار آیا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا پیار کرنے والی اور جننے والی عورتوں سے نکاح کرو۔ کہ تمہاری کثرت سے میں اور امتوں پر فخر کروں گا۔

(ف) اصل اور ابتدائی غرض نکاح کی انسان کی نسل کی ترقی ہے۔ اور باقی سب غرضیں دوسرے درجہ کی ہیں۔ پس جب نکاح سے پیشتر ہی معلوم ہو جائے۔ کہ اصل غرض پوری نہیں ہوگی۔ تو اس نکاح سے کیا حاصل۔ بیشک فی زماننا مغربی مہذب قوموں میں بعض لوگ اس خیال کے پیدا ہو گئے ہیں۔ جو نکاح کی اصل غرض کی پروا نہ کر کے بیاہ نہیں کرتے۔ کہ کیوں عمر بھر جنجال میں پھنسے رہیں۔ اور نہایت مذموم برائیوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ منجملہ ان برائیوں کے ایک یہ ہے۔ کہ مرد کو متاہل ہونے کے بوجھ سے کنارہ کش ہوتے دیکھکر عورت نے بھی نہ صرف بچہ پروری بلکہ بچہ کشی کی تکالیف سے بچنے کا چارہ کر لیا ہے اور ایسے چاردن کی سائینس نے کوئی کمی نہیں رہنے دی مگر ایسے طریق قانون قدرت کے خلاف ہیں۔ اور اسی لئے دنیا کا کوئی مذہب انکی منظوری نہیں دیتا۔ سب سے زیادہ اس قسم کی برائیاں فرانس میں وقوع میں آتی ہیں۔ جو سب سے زیادہ مہذب ملک سمجھا جاتا ہے۔ اور ناظرین نے اخبارات میں دیکھا ہوگا۔ کہ وہاں کی گورنمنٹ اپنے ملک میں انسان کی نسل کی ترقی میں بہت نمایاں کمی دیکھ کر بچوں کی پیدائش میں اضافہ کرنے کی تدابیر کر رہی ہے۔ ایک ان میں سے ذیل کا مسودہ قانون ہے۔ "جو شخص تین سے کم بچے چھوڑ کر مر جائے۔ اُسکی جائداد کے ایک حصہ پر سرکا

وہ اُن میں سے پہلے کی (بیوی) ہو گی۔ اور (اسی طرح) اگر کوئی آدمی ایک چیز دو شخصوں کے پاس بیچے تو وہ ان میں سے پہلے (خریدار) کی ہو گی:۔

(ف) ایسا ممکن ہے کہ کسی لڑکی کا باپ فوت ہو جائے۔ اور اُسکے چچا اور اُسکی ماں میں اسکے نکاح کے معاملے میں مخالفت ہو جائے۔ اور وہ دونو الگ الگ شخصوں سے اسکا نکاح کر دیں۔ پس اس صورت میں رسول اللہ صلعم کا فیصلہ نہایت معقول اور منصفانہ ہے:۔

دوسرا نکاح کرنے والے شخص کی بے وقوفی ہے۔ کہ جب ایک عورت کا نکاح پہلے ہو چکا ہے۔ تو وہ اُسکے ساتھ نکاح کرتا ہے۔ بالفرض اگر وہ اپنی لاعلمی کا عذر پیش کرے۔ تو یہ بھی اسکی بے عقلی پر دلالت کرتا ہے۔ کہ ایک عورت کے ساتھ نکاح کرنے سے پیشتر اُسنے اُسکے متعلق پورے پورے معلومات حاصل نہیں کیئے:۔

(۷۰۶) بیوہ عورت دوسرے نکاح کے معاملے میں اپنی جان کا اپنے ولی سے زیادہ حق رکھتی ہے۔ کنواری عورت سے بھی (نکاح کے وقت) اجازت لینی چاہیئے۔ اور اُسکی خاموشی (جو اکثر حجاب کی وجہ سے اختیار کرنی پڑتی ہے) اُسکی طرف سے اجازت ہے:۔

(۷۰۷) ایک کنواری لڑکی نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کی۔ کہ میرے باپ نے میرا نکاح کر دیا ہے۔ حالانکہ وہ مجھے ناپسند تھا۔ رسول اللہ صلعم نے اسے اختیار دیدیا (کہ چاہے جس طرح کر لے)

(۷۰۸) عورتوں سے اُن کی بیٹیوں کے (نکاح کے) معاملے میں مشورہ کرو۔

(۷۰۹) جب کوئی ایسا شخص تمہیں نکاح کا پیغام بھیجے۔ کہ تم اُسکے دین اور خلق سے راضی ہو۔ تو اسکے ساتھ (اسکی مطلوبہ کا) نکاح کر دو۔ اگر تم نہیں کروگے تو ملک میں فتنہ اور فساد برپا ہو گا:۔

(ف) دین جس سے رضا کا ایما ہے۔ اس سے مراد اول ہم قوم یا ہم مذہب ہونا ہے۔ اور پھر پابند ہونا مذہب کا۔ اگر اسکے ساتھ اخلاق بھی پسندیدہ ہوں تو نکاح کرنے میں تامل نہیں ہونا چاہیئے۔ ورنہ جانبین میں ناراضگی پیدا ہو جائیگی اور وہ دور نزدیک کے رشتے داروں میں پھیل کر فتنہ و فساد کا موجب ہو گی:۔

نہیں۔ اسکا وجود ابنائے جنس کے لئے وبال ہے۔

(۷۰۰) جابر رضا روایت کرتے ہیں۔ کہ جب مینے نکاح کیا تو رسول اللہ صلعم نے پوچھا تو نے کس سے نکاح کیا؟ مینے کہا اس عورت سے جو پہلے خاوند دیکھ چکی ہے۔ آپنے فرمایا کیوں نہ کنواری عورت سے کیا۔ کہ تو اسکے ساتھ کھیلتا اور وہ تیری ساتھ کھیلتی۔

(ف) معلوم ہوتا ہے۔ جابر کا یہہ پہلا نکاح تھا۔ جوان آدمی کی پہلی شادی کنواری عورت سے ہو تو بہتر ہے۔

(۷۰۱) رسول اللہ صلعم نے منع فرمایا (اس بات سے) کہ کوئی مرد (نکاح کا) پیغام اپنے بھائی کی پیغام پر بھیجے بشرطیکہ پہلے پیغام بھیجنے والا پیشتر ہی (اپنا خیال چھوڑدے) یا دوسرے کو پیغام بھیجنے کی اجازت دے دے۔

(۷۰۲) جب تم میں سے کوئی نکاح کا پیغام کسی عورت کے پاس بھیجے۔ اگر ممکن ہو۔ کہ اسکا چہرہ مہرہ دیکھ سکے۔ جس سے اسکو اس سے نکاح کرنے کی رغبت ہو تو چاہئے کہ دیکھ لے۔

(۷۰۳) ایک آدمی نے ایک انصاری عورت سے نکاح کا ارادہ کیا۔ رسول اللہ صلعم نے اسے فرمایا۔ کہ کیا تو نے اس عورت کو دیکھا ہے؟ اسنے کہا نہیں۔ فرمایا۔ جا اسے دیکھ لے کیونکہ انصار کی آنکھ میں (کبھی کبھی) کوئی نقص ہوتا ہے۔

(ف) مغربی قوموں میں شادی سے پہلے مرد اور عورت میں جو کورٹ شپ ہوتی ہے (یعنی شادی کے متعلق لڑکی لڑکے کا میل جول) اسکی منظوری تو رسول اللہ صلعم نے نہیں دی۔ اسلامی احکام اور مشرقی اخلاق اسے جائز نہیں رکھتے۔ مشرقی لوگ سیدھے سادے ہیں۔ اور انہوں نے قدرت کے کارخانوں میں دست اندازی نہیں کی وہ اپنے کام سادہ اور قدرتی طور پر سرانجام دیتے ہیں۔ اور اسمیں اچھی کامیابی حاصل کرتے ہیں انکے ہاں لڑکی اور لڑکے کے والدین۔ اور دوسرے تعلق دار رشتہ ناطے کے وقت اسقدر چھان بین کر لیتے ہیں۔ کہ کورٹ شپ کی حاجت نہیں رہتی۔ ہاں جس قدر دیکھ بھال کی ضرورت ہے۔ اس کی اس حدیث اور پچھلی حدیث نے اجازت دیدی ہے۔

(۷۰۴) نکاح کو مشتہر کرو۔ دفیں بجاؤ۔ اور اسے مسجدوں میں بیٹھ کر پڑھو۔

(ف) دیکھو حدیث ۵۲۲ (غنا)

(۷۰۵) جب ایک عورت کے دو ولی (دو مختلف شخصوں سے) اسکا نکاح کر دیں تو

(۱۶۷) نذر یا منت - آدمی کے نزدیک اس چیز کو نہیں لے آتی - جو اسکے مقدر میں نہ ہو - لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے - کہ منت اور مقدر موافق ہو جاتے ہیں - اور اس طرح بخیل کا مال خرچ ہو جاتا ہے - جو وہ اپنی مرضی سے نہ کرتا -

(۱۷۷) جو ایسی منت مانے - کہ اس میں خدا کی فرماں برداری کرے - اُسے چاہیئے کہ اُسے (وقت پر) پورا کرے - اور جو ایسی منت مانے - کہ اسمیں خدا کی نافرمانی ہو - اُسے چاہیئے - کہ وہ اس سے باز رہے -:-

(ف) اس سے پہلی حدیث میں آیا ہے - کہ منت کا اثر کسی کام کے ہونے پر نہیں ہوتا لیکن اگر منت مانی جائے - اور وہ جائز فعل ہو - جیسے کسی کنوئیں - مسجد - یتیم خانہ وغیرہ پر خرچ کرنا تو کام ہونے پر وہ ادا کر دینی چاہیئے - کہ ایک تو وعدہ خلافی کی عادت نہ ہو - دوسرا ایک نیکی کا کام سرانجام پا جائے - اور اگر منت کا فعل ممنوع ہو - جیسے لڑکے سے بھیک منگوانا - ناک پر پھنسی ہو تو اچھی ہونے پر چاندی کی ناک کسی خانقاہ پر چڑھانا وغیرہ - تو اس سے باز رہنا چاہیئے - ایک اور حدیث میں جو پانچوں صحاح میں درج ہے - ایک عورت کے لئے جس نے منت مانی تھی - کہ ننگے پاؤں چل کر حج کرے فرمایا "کہ اگر تو چاہے - تو بیشک سوار ہو کر سفر کرے (ننگے پاؤں چلنا لاحاصل ہے")

(۱۸۷) ایک شخص کو دیکھ کر اسکا حال دریافت فرمایا - لوگوں نے کہا یہ ابو اسرائیل ہے اسنے منت مان رکھی ہے - کہ دھوپ میں کھڑا رہے - اور سائے میں نہ آئے - روزہ رکھے - اور کھولے نہیں - اور بات نہ کرے - رسول اللہ صلعم نے فرمایا اُسے کہو کہ سائے میں آ جائے بات چیت کرے - مگر اپنے روزے کو پورا کرے (یعنے صرف غروب آفتاب تک اسکے بعد کھائے پیئے -)

(ف) اس حدیث سے ظاہر ہے - کہ عبادت میں اپنے نفس کو بے جا تکلیف دینا درست نہیں -

(۱۹۷) **نیت** - اعمال کے نتیجے نیت پر (منحصر) ہیں - اور ہر ایک مرد کے واسطے وہی ہے - جو اُسنے نیت کی پس جس نے اللہ اور رسول کے واسطے ہجرت کی تو اُسکی ہجرت اللہ اور رسول کے واسطے ہوگئی - اور جس نے دنیا (کے فائدے) کی خاطر ہجرت کی - کہ اسے وہ میسر ہو - یا کسی اور عورت سے نکاح کرنے کی غرض سے ہجرت کی - پس اسکی ہجرت اسی کے واسطے ہوئی جس کے واسطے اس نے کی -

اور جو اشخاص اس قسم کے انکاروں سے کنوارے رہیں گے۔ جن بدیوں کے وہ مرتکب ہونگے۔ وہ اس فساد میں اور زیادتی کریگی۔ اکثر لوگ دولت مند ہونا بھی شوہر کے لئے ایک ضروری وصف سمجھتے ہیں۔ مگر جیساکہ اگلی حدیث سے ظاہر ہے یہہ وصف مستقل نہیں ہے۔ اور دین اور اخلاق کے مقابلے میں ہیچ ہے:۔

(۱۰ا ے) دنیاداروں کے لئے ذات صفات جسے وہ ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔ دولت ہے

(۱۱ا ے) ہشام بن مغیرہ کے کنبہ کے لوگ مجھ سے اجازت مانگتے ہیں۔ کہ اپنی بیٹی کا نکاح علی ابن ابی طالب سے کریں۔ میں اجازت نہیں دیتا پر نہیں دیتا۔ الّا اس صورت میں کہ اگر علی ابن ابی طالب پسند کرے تو میری بیٹی کو طلاق دے دے۔ اور انکی بیٹی سے نکاح کرلے۔ کیونکہ میری بیٹی میرا لخت (جگر) ہے۔ جو چیز اُسے رنج دے وہ مجھے رنج دیتی ہے۔ اور جو چیز اسے دُکھ پہنچائے مجھے دکھ پہنچاتی ہے۔

(ف) جو لوگ بے کھٹکے دو تین یا چار بیویاں رکھنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ یا وہ لوگ جو سمجھے بیٹھے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم کی شریعت میں چار بیویاں رکھنے کی عام اجازت ہے انہیں اس حدیث اور اگلی حدیثوں کے مضمون پر غور کرنی چاہیئے۔

(۱۲ا ے) جس شخص کی دو عورتیں ہوں۔ اور وہ اُن میں انصاف نہ کرے۔ قیامت کے دن اسکا اوپر کا دھڑ جھڑا ہوا ہوگا۔ یعنی نہ ہوگا۔ دوسری روایت ہے کہ جھکا ہوا ہوگا

(۱۳ا ے) اپنی اولاد کو اندر ہی اندر قتل کیا کرو۔ کیونکہ دودھ پلانے والی عورت کے ساتھ ہم بستر ہونا اس بچے کو (جب بڑا ہو کر سوار ہو) کمزوری کی وجہ سے (مقابلے کے وقت گھوڑے سے گرا دیتا ہے۔

(۱۴ا ے) جب کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ نکاح کرے۔ اس شرط پر کہ اُسے اُسکے شہر سے باہر نہ لے جائیگا۔ پس اسکے واسطے جائز نہیں۔ کہ بغیر اسکی رضامندی کے اُسے اسکے شہر سے باہر لے جائے۔

(۱۵ا ے) ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ ننگا بدن نہ لگائے۔ (مبادا ایسا کرکے) پھر اسکی تعریف اپنے خاوند کے آگے کرے (اور ایسی کیفیت پیدا ہو جائے) کہ گو وہ اسے دیکھتا ہے۔

نذر یعنے منت

نیست در وعدہ منافق را وفا زاں نباشد در رخش نور و صفا

(منافق وعدے کو پورا نہیں کرتا۔ اس لیئے اسکے چہرے پر نور اور صفائی نہیں ہوتی۔)

ھ۔ ہدیہ یعنے تحفہ۔

(۷۲۵) (آپس میں) تحفہ بھیجا کرو۔ کہ تحفہ دل کی کدورت کو دور کر دیتا ہے۔

(۷۲۶) رسول اللہ صلعم تحفہ قبول فرمالیتے تھے اور اسکا بدلہ بھی دیتے تھے۔

ہبہ و وصیّت

(۷۲۷) کسی آدمی کے واسطے جائز نہیں۔ کہ اگر وہ کوئی چیز کسی کو عطا کرے یا بخشش کرے۔ تو بعد میں پھیر لے۔ سوائے باپ کے کہ وہ جو اولاد کو عطا کرے۔ پھیر سکتا ہے۔ اور ایک روایت ہے۔ کہ جو اپنا عطیہ یا ہبہ پھیر لے۔ وہ کُتے کی مانند ہے۔ جو اپنی قے چاٹ لے؛۔

(۷۲۸) عثمان بن بشیر۔ روایت کرتے ہیں۔ کہ میرا باپ مجھے ساتھ لے کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آیا۔ اور کہا یا رسول اللہ مینے اپنے اس بیٹے کو یہ غلام عطا کیا ہے۔ آپنے پوچھا۔ کیا تم نے اپنے ہر ایک بیٹے کو ایسا عطیہ دیا ہے۔؟ اس نے کہا نہیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ تو اپنا عطیہ واپس لے لے؛۔

(ف) اس حدیث میں جو حکم ہے۔ اسکی غرض عیاں ہے۔ اگر عطیہ واپس نہ کیا جاتا۔ تو بھائیوں۔ بھائیوں اور باپ بیٹوں میں فساد ہو جاتا۔

(۷۲۹) مسلمان مرد کے لیئے جس کے پاس کوئی چیز وصیت کے قابل ہو درست نہیں۔ کہ وہ دو راتیں متواتر گذار دے۔ اور وصیت اسکے پاس لکھی ہوئی نہ ہو۔

(ف) زندگی کا بھروسہ نہیں۔ بسا اوقات ناگہانی موتیں ہو جاتی ہیں۔ اسوسطے جو شخص چاہتا ہے۔ کہ کوئی وصیت کرے اُسے بہت جلد کرنی چاہیئے۔

(۷۳۰) رسول اللہ صلعم سے کسی نے پوچھا۔ کونسا صدقہ سب سے اچھا ہے۔؟ فرمایا۔ وہ صدقہ۔ جو تو اُس وقت دے۔ کہ تو تندرست ہو۔ مال جمع کرنا چاہتا ہو۔ اور مال دار ہونیکی خواہش رکھتا ہو۔ اور مفلسی سے ڈرتا ہو۔ اور صدقہ دینے میں توقف نہ کر۔ ایسا نہ ہو۔ کہ تیرا دم حلق میں آجائے۔ اور تو کہے فلانے کو اتنا دینا۔ حالانکہ وہ فلانے (وارث) کا ہو چکا ہے۔

یاد رکھ یہ ہے حدیث معتبر ٭ پر معانی گو بظاہر مختصر
نیتوں پر ہے عمل کا کل مدار ٭ ہو عبادت یا کوئی ہو اور کار (عارف)

نصیحت اور مشورہ

(۷۲۰) جو شخص کسی چیز پر اس کا علم رکھنے بغیر فتوے دے تو اس (کے مطابق کام کرنے) کا گناہ فتوے دینے والے پر ہے۔ اور جو اپنے بھائی کو کسی کام میں مشورہ دے۔ حالانکہ اُسے معلوم ہو کہ یہ خلاف مصلحت ہے۔ تو اُسنے اُسکی خیانت کی۔

(۷۲۱) جس سے مشورہ لیا جائے۔ وہ امانت دار ہے۔ یعنی دل کے اخلاص اور صداقت سے مشورہ دے۔ دغا۔ فریب نہ کرے۔

(ف) یاد رکھ یہ قول ختم المرسلیں ٭ موتمن ہے مستشار اے مرد دیں
یعنے دشمن بھی صلاح اگر چہ لے۔ چاہئے اسکو صلاح نیک دے۔

موتمن۔ امانت دار۔ مستشار۔ صلاح دینے والا۔

نوم یعنے نیند

(۷۲۲) رسول اللہ صلعم نے ایک مرد کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا۔ فرمایا یہ لیٹنا شیطان کا لیٹنا ہے۔ خدا اسے پسند نہیں کرتا۔

(۷۲۳) رسول اللہ صلعم نے اُس چھت پر سونے سے منع فرمایا جس پر پردے نہیں۔

(ف) بعض آدمی رات کو اُٹھکر بے خبری میں چلنے لگ جاتے ہیں۔ اور چھت سے گر جاتے ہیں۔ اندھیرا ہو تو ایسا بھی اتفاق ہو جاتا ہے۔ کہ کوئی پیشاب کرنے کے لئے اُٹھا۔ اور چھت سے گر گیا۔ کسی وقت مرد ہو یا عورت اپنے گھر میں رات کو سونے کے وقت ستر کے مقاموں کو گرمی کی وجہ سے کافی طور پر نہیں ڈھانپتے۔ اگر سویرا ہو جائے اور وہ نہ اُٹھے۔ جیسا کہ بعض دفعہ ہوتا ہے۔ تو ہمسائیوں کی نظر پڑنے سے اُسکی بیشرمی ہوتی ہے۔ پس چھت پر پردوں کا ہونا ضروری ہے۔

(۷۲۴) **نفاق**۔ چار (خصلتیں) ہیں جس شخص میں ہوں وہ پکا منافق ہے اور جس شخص میں ایک ہی ان میں سے ہو وہ اس ایک ہی (کی وجہ) سے منافق ہے جب تک اُسے نہ چھوڑ دے۔ اور وہ یہ ہیں (۱) جب امانت رکھی جائے۔ تو خیانت کرے۔ (۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (۳) جب عہد کرے تو اُسے توڑ دے (۴) اور جب جھگڑے تو ناحق پر۔

لئے پسند کرتا ہے۔ کہ تو مسلم ہو جائیگا۔ (۵) اور زیادہ ہنسا نہ کر۔ کہ اس کی کثرت دل کو بجھا دیتی ہے۔

(ف) سید انشاء اللہ خاں کہ لطائف و ظرائف سے ۔ کہ ایک چمن زعفران تھا۔ گل افشانی کرکے ۔ محفل کو لٹا دیتے تھے۔ اخیر عمر میں بالکل افسردہ دل اور مجذوب کی طرح خاموش ہوگئے تھے۔ مولانا محمد حسین آزاد تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ہر شخص جس قدر سانس یا جتنا رزق اپنا حصہ لایا ہے۔ اسی طرح ہر شے کہ جس میں خوشی کی مقدار اتو ہنسی کا اندازہ بھی داخل ہے۔ وہ لکھوا کر لایا ہے۔ سید موصوف نے اس ہنسی کی مقدار کو جو عمر بھر کے لئے تھی۔ تھوڑے وقت میں صرف کیا۔ باقی وقت یا خالی کا یا غم کا حصہ ہوگیا۔" اس بیان سے ناظرین کے دل پر حدیث کے آخری حصہ کا مضمون خوب ذہن نشین ہو جائے گا:۔

(۴۳۶) چار چیزیں رسولوں کی عادتوں میں سے ہیں۔ (۱) حیا کرنا۔ (۲) خوشبو لگانا (۳) نکاح کرنا (۴) اور مسواک کرنا:۔

(ف) بعض لوگ یہ سمجھ بیٹھے ہیں۔ کہ اپنے تن بدن کی آسایش کو نگاہ نہ رکھنا بلکہ اسکو تکلیف دینا۔ اور شادی بیاہ نہ کرنا خدا کا قرب حاصل کرنا ہے۔ جو شخص اپنے بدن کو ظاہری غلاظت سے صاف رکھنا پسند نہیں کرتا۔ اسکے دل کا پاکیزہ رہنا بھی دشوار ہے۔ اور متاہل نہ ہونے سے بسا اوقات جو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ان کا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ اسی واسطے قریباً سب پیغمبر متاہل اور دنیادار ہوئے ہیں۔ کہ خلقت خدا کو اپنے نمونے سے ثابت کر دکھائیں۔ کہ خدا کا قرب حاصل کرنے کے لئے دنیا کو ترک کرنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ایسا کرنا خلاف فطرت ہے۔

؎ در عمل کوش و ہرچہ خواہی پوش ۔ تاج بر سر نہ و علم بر دوش

(عمل میں کوشش کر اور جو کچھ چاہے پہن (خواہ) سر پر تاج رکھ لے اور جھنڈا کندھے پر)

(۴۳۷) (کاموں میں) تحمل کرنا۔ اللہ کی طرف سے ہے۔ اور جلدی کرنا شیطان کی طرف سے ہے:۔

(ف) سعدی کا مصرعہ۔ کہ تعجیل کار شیاطین بود (جلدی کرنا شیطان کا کام ہے) یہ اس حدیث کے پچھلے حصہ کا ترجمہ ہے۔

ہے سفر درپیش اس بستان سرا غنچہ وار :: باندھ تو رخت سفر غافل سفر سے پیشتر (ظفر)

برگ عیشے بہ گور خویش فرست — کس نیارد زپس تو پیش فرست (سعدی)

(عیش کا سامان اپنی قبر میں آپ بھیج - کہ تیرے پیچھے کوئی تیرے پاس نہ بھیج سکے گا)

(۱۳۷) علیؓ روایت کرتے ہیں - کہ نبی صلعم سے (سنکر) میں نے دو باتیں یاد رکھی ہیں (۱) کہ جب کوئی (یتیم) بالغ ہو جائے - تو پھر وہ یتیم نہیں رہتا (۲) اور خاموشی کا روزہ صبح سے رات تک (دن بھر کا) جائز نہیں

ی - یمین یعنے قسم

(۲۳۷) خدا تعالیٰ تمہیں منع فرماتا ہے - کہ باپ دادوں کی قسم کھاؤ - اگر کسی کو قسم کھانا ہو - تو اُسے اللہ تعالےٰ کی قسم کھانی چاہیئے - یا چپ رہنا چاہیئے :-

(ف) اس حدیث سے ظاہر ہے - کہ کلمہ قرآن اور پیر و پیغمبر کی قسم کا جو رواج ہے وہ شرعی طریق نہیں ہے - اس لیئے ممنوع ہے -

(۳۳۷) جس پر شہادت یا کسی اور وجہ سے قسم کھانا لازم ہو جائے - اور وہ جھوٹی قسم کھائے - تو وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے -

(۳۴۷) جو کوئی ایک بات پر قسم کھائے - بعد اسکے وہ دیکھے کہ دوسری صورت بہتر ہے - تو وہ اپنی قسم کو توڑ دے - اسکا کفارہ دے - اور وہ کام کرے جو بہتر ہو

(ف) کفارہ دس آدمیوں کو کھانا کھلانا - یا کپڑا پہنانا - یا غلام کا آزاد کرانا - اور اگر یہ نہ ہو سکے - تو تین دن کا روزہ ہے -

احادیث مشترکہ

(۳۵۷) ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں - کہ ایک دن رسول اللہ صلعم نے صحابہ سے فرمایا - کہ کون ہے - جو یہ باتیں دل سے سنے - پھر اُن پر عمل کرے - یا اوروں کو سکھائے جو ان پر عمل کرے ؟ میں نے عرض کیا - یا رسول اللہ میں (عمل کروں گا) پس میرا ہاتھ پکڑ لیا - اور پانچ باتیں گن کر سنائیں - فرمایا (۱) حرام چیزوں سے پرہیز کر - کہ تو سب لوگوں سے زیادہ عبادت کرنے والا ہو جائیگا - (۲) جو تجھے اللہ کی طرف سے ملتا ہے - اس پر راضی رہو - کہ تو سب لوگوں سے زیادہ بے پرواہ ہو جائیگا - (۳) اپنے ہمسائے کے ساتھ نیک سلوک کر - کہ تو ایمان دار ہو جائیگا (۴) لوگوں کے واسطے وہی پسند کر جو تو اپنے

مقابلہ کرے، جو اُس سے کم تر ہے۔ تو چاہیے کہ اس فضیلت کا جو اللہ نے اسے اس پر دی ہے۔ شکریہ کرے ؎

شکر نعمت ہائے حق بکن مدام تا کند حق بر تو نعمت ہا تمام (عطاؔ)

(خدا کی نعمتوں کا ہمیشہ شکر کر کہ خدا تجھ پر اپنی نعمتیں پوری کرے)

(۷۴۵) ایک صحابی روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ نجات کیا ہے ؟ (یعنے کس طرح حاصل ہو سکتی ہے) آپ نے فرمایا اپنی زبان کو بند رکھو۔ (یعنے بیہودہ نہ بکو) اپنے گھر میں قیام رکھو (یعنی آوارہ نہ پھرو) اور اپنے گناہوں پر رو (یعنے پھر اُن کا مرتکب نہ ہو)

؎ خامشی را ہر کہ سازد پیشۂ گرد دایمن نبود ش اندیشۂ (عطاؔ)

(جو خاموشی کو اپنا پیشہ بنا لیتا ہے۔ وہ بیخوف ہو جاتا ہے۔ اور اُسے کوئی اندیشہ نہیں ستاتا)

(۷۴۶) کیا میں تمہیں نہ تبلاؤں۔ وہ شخص جو آگ پر حرام ہے۔ اور جس پر آگ حرام ہے۔ وہ شخص وہ ہے۔ جو لوگوں کے نزدیک ہوتا ہے (انسے پرے پرے نہیں رہتا) اور نرم مزاج ہے۔؟

(۷۴۷) جو شخص مر گیا۔ اور حال یہ کہ وہ تین چیزوں (۱) تکبر (۲) خیانت (۳) اور قرض سے۔ پاک تھا۔ وہ جنت میں داخل ہو گیا۔

(۷۴۸) بغیر سختی اُٹھانے کے حلیم اور بغیر تجربہ کے حکیم نہیں ہو سکتا۔

(۷۴۹) تم میں سے کسی کو ڈھل مل یقین نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ کہے میں لوگوں کے ساتھ ہوں اگر لوگ اچھا کام کرینگے۔ تو میں بھی اچھا کام کروں گا۔ اگر وہ بُرا کام کرینگے تو میں بھی برا کام کروں گا۔ نہیں بلکہ اپنے دلوں کو ایک بات پر قایم کرو۔ اگر لوگ اچھا کام کریں۔ تو تم (بھی) اچھا کام کرو۔ اور اگر لوگ بُرا کام کریں تو ان کی برائی سے کنارہ کرو۔

(ف) یہ حدیث نہایت غور کے قابل ہے۔ ایسا اتفاق کم نہیں ہوتا۔ کہ بہت سے لوگ فرداً فرداً یہ کہہ کر کہ جو خلقت کرے گی ہم بھی کرینگے۔ ضروری مشوروں اور کاموں میں شریک نہیں ہوتے۔ اور اسلئے بعض اوقات ان میں ناکامیابی کا موجب ہوتے ہیں۔ وہ اس بات کا خیال نہیں کرتے۔ کہ وہ خود خلقت کا ایک

(۷۳۸) جو شخص خدا کا واسطہ دے کر تم سے پناہ مانگے اسے پناہ دو۔ اور کچھ مانگے تو اسے دے دو۔ اور جو تمہاری دعوت کرے اسے قبول کر لو۔ اور جو تمہارے ساتھ نیکی کرے۔ اسے اسکا بدلہ دو۔ اور اگر بدلہ دینے کی توفیق نہ رکھو تو اس کے حق میں نیک دعا کرو۔ یہانتک کہ اسکا بدلہ اُتار دو۔

(۷۳۹) ڈرو اللہ سے جہاں کہیں کہ تم ہو۔ اور بدی کے پیچھے نیکی کرو۔ کہ اُسے مٹا دے۔ اور لوگوں سے خوش خلقی سے پیش آؤ:۔

(۷۴۰) رسول اللہ صلعم سے لوگوں نے پوچھا۔ کہ کونسی چیز ہے جسکی وجہ سے اکثر لوگ دوزخ میں جائینگے۔؟ فرمایا۔ منہ اور شرمگاہ۔ پھر انہوں نے پوچھا۔ وہ کونسی چیز ہے جس کی وجہ سے اکثر لوگ جنت میں جائیں گے؟ فرمایا خدا کا ڈر اور خوشخلقی۔

(۷۴۱) حسب (خاندان) دولت ہے۔ اور کرم پرہیزگاری ہے۔

(ف) جس شخص کے پاس دولت ہوتی ہے۔ اس کے خاندان کی لوگ چنداں پروا نہیں کرتے۔ کہ اچھا ہے۔ یا بُرا۔ اور جو شخص کریم النفس ہو اس کی ایسی ہی تعظیم ہوتی ہے جیسی پرہیزگار شخص کی:۔

(۷۴۲) رسول اللہ صلعم سے لوگوں نے پوچھا۔ کون شخص اوروں سے اچھا ہے؟ آپنے فرمایا جس کی عمر لمبی ہو اور عمل نیک ہوں۔ پھر انہوں نے پوچھا کون بہت بُرا ہے؟۔ فرمایا جس کی عمر لمبی ہو مگر عمل بُرے ہوں۔

(۷۴۳) رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کیا میں تمہیں بتلا نہ دوں کون تم میں سے بہتر اور کون بدتر شخص ہے؟ اور یہ تین بار فرمایا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ فرمائیے فرمایا تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس سے نیکی کی توقع ہو۔ اور بدی کی نسبت اطمینان ہو۔ کہ وہ نہیں کرے گا۔ اور بدتر وہ شخص ہے۔ نہ جس سے نیکی کی توقع ہو۔ اور نہ بدی کرنے کی نسبت اطمینان ہو:۔

(۷۴۴) دو خصلتیں ہیں۔ جس شخص میں یہ دونوں ہوں اُسے اللہ تعالے شاکروں اور صابروں کی فہرست میں لکھے گا۔ اور جسمیں یہ دونو نہ ہوں اُسے اللہ تعالے نہ شاکروں اور نہ صابروں میں لکھے گا۔ جو شخص اپنے دین کا اس سے مقابلہ کرے جو اُس سے فائق ہے۔ تو چاہیئے کہ اس کی پیروی کرے۔ جو دنیاوی آسایشوں میں اُس شخص سے

کے پاس کوئی چیز بیچی اور با قرار صالح قسم کھائی۔ کہ اسنے اسقدر قیمت اسپر خرچ کی تھی۔ اور حالانکہ اُسنے وہ قیمت خرچ نہیں کی تھی (۳) اور وہ آدمی جس نے کسی پیشوا کی بیعت کی مگر بیعت محض دنیا (حاصل کرنے) کی غرض سے کی۔ پس اگر اسکے حسب منشا اسے کچھ مل گیا۔ تو اُسنے تابعداری کی۔ اور اگر نہ ملا تو نہ کی۔

(۷۵۴) تین شخصوں سے اللہ تعالےٰ قیامت کے دن نہ کلام کرے گا۔ نہ انکی طرف دیکھیگا۔ نہ انہیں پاک کرے گا۔ اور انہیں دردناک عذاب ہوگا۔ اور تین بار فرمایا۔ (۱) جو تکبر اور فخر سے اپنا تہبند اسقدر نیچا رکھے۔ کہ وہ گھسیٹا جائے۔ (۲) خیرات کرکے احسان کرے۔ (۳) جھوٹی قسم کھاکر اپنی چیز بیچے۔

(ف) تہبند کے متعلق آگے لکھا جاچکا ہے۔ خیرات کرکے جتلانے کی بابت یہ کہنا کافی ہے۔ جو احسان کرکے جتانے لگے۔ وہ اپنے کئے کو مٹانے لگے۔
جھوٹی قسم کھاکر چیز بیچنے سے مراد فریب سے زیادہ قیمت حاصل کرنا ہے۔

(۷۵۵) تین شخص ہیں۔ کہ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ ان کی طرف نظر نہیں کریگا۔ (۱) نافرمان فرزند اپنے ماں باپ کا (۲) عورت مردانہ بھیس اور روپہ والی (۳) اور دیوث یعنی بے غیرت اور بے حمیت آدمی۔ اور دوسری روایت ہے۔ کہ تین شخص جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ (۱) نافرمان فرزند اپنے ماں باپ کا (۲) دائمی شرابی (۳) اور احسان کرکے جتانے والا۔

(۷۵۶) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تین شخص ہیں۔ کہ قیامت کے دن میں انکا دشمن ہونگا (۱) وہ جس نے مجھے ضامن دیا۔ اور پھر دغا کیا۔ (۲) وہ جس نے آزاد شخص کو بیچا۔ اور اس کی قیمت کھائی۔ (۳) اور وہ جس نے کسی مزدور سے مزدوری مقرر کی۔ پھر اس سے پورا کام لیا۔ مگر مزدوری پوری نہ دی۔

(ف) یہ حدیث اُن لوگوں کے لئے غور طلب ہے۔ جو یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ مذہب اسلام نے غلامی کو جائز رکھا ہے۔ غلامی اسلام سے پہلے ہی مروج تھی۔ اور ایسی قدیم رسموں کو جن سے دنیا کے روزمرہ کاروبار میں بہت مدد ملتی تھی۔ مذموم قرار دینے۔ اور بند کرنے کے واسطے اس حدیث کے لفظوں سے سخت تر الفاظ کا استعمال کرنا اسوقت دشوار تھا۔

جز ہیں اور خلقت اُن سے باہر نہیں ہے۔ اور اگر سب لوگ یہی رائے رکھیں۔ تو دنیا کے کام جو باہم مشورے سے ہوتے ہیں ان میں سے کوئی ایک بھی سرانجام نہ پا سکے۔ ہر ایک کام کے حسن و قبح پر غور کر کے اگر وہ اچھا ہے۔ تو ہر ایک شخص کو اپنی رائے یک سو کر کے اس پر استقلال سے عمل کرنا چاہیئے۔ کہ یہی رستہ کامیابی اور ظفر حاصل کرنے کا ہے۔ ؎

مشکلے نیست کہ آساں نشود مرد باید کہ ہراساں نشود (سعدی)

(کوئی مشکل نہیں کہ آسان نہ ہووے۔ آدمی کو چاہیئے کہ ڈرے نہیں۔)

اور جب دو یا زیادہ آدمی کسی کام کے کرنے کا عزم کرلیں تو پھر کیا ہے وہ کیا کر آیا تیار ہو۔ ؎

دو تن یک شود بشکند کوہ را پراگندگی آرد انبوہ را۔ (سعدی)

(دو آدمی ایک ہو کر پہاڑ کو توڑ دیتے ہیں۔ اور انبوہ کو پراگندہ کر دیتے ہیں)

(۷۵۰) ایماندار آدمی کو شایاں نہیں کہ اپنے آپ کو ذلیل کرے۔ لوگوں نے پوچھا۔ وہ کسطرح اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے۔؟ فرمایا۔ کہ اُس بلا میں ہاتھ ڈالے جسکے مقابلے کی اُسے طاقت نہ ہو:۔

(ف) ؎ دگر رہ گزندار طاقت نیش مکن انگشت در سوراخ کژدم (سعدی)

(اگر تو ڈنک کی طاقت نہیں رکھتا۔ تو بچھو کے بل میں انگلی مت ڈال)

(۷۵۱) ایماندار شخص بھولا بزرگ ہوتا ہے۔ اور گنہگار ہوشیار بخیل۔

(ف) ایماندار فن فریب سے بسبب اپنی سادگی اور دل کی صفائی کے واقف نہیں ہوتا۔ اور برخلاف اسکے گنہگار ان باتوں میں ماہر ہوتا ہے:۔

(۷۵۲) ایمان والا آدمی ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں کاٹا جاتا۔

(۷۵۳) تین شخصوں سے اللہ تعالےٰ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا۔ نہ اُن کی طرف دیکھے گا۔ نہ اُن کو پاک کرے گا۔ اور انہیں دردناک عذاب ہوگا۔ (۱) وہ جو جنگل میں فالتو پانی پر قابض ہو۔ اور مسافروں کو اسکے استعمال سے روکے۔ قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اُسے کہیگا۔ آج میں اپنا فضل تم سے روکونگا۔ جیسے تو نے فالتو (پانی) جو تیرے ہاتھوں نے پیدا نہیں کیا تھا۔ (لوگوں سے) روکا تھا۔ (۲) وہ آدمی جس نے عصر کی نماز کے بعد (جو قسم کھانے کا وقت مقرر تھا۔) کسی آدمی

؎ چوں شکم را پاک داری از حرام مرد ایماں دار باشی والسلام (عطار)
(جب تو پیٹ کو حرام سے پاک رکھیگا۔ تو ایمان دار آدمی ہو جائے گا۔ اور سلام)

(۶۶) کوئی گناہ سرکشی اور قطع رحمی کی نسبت زیادہ تر سزا وار اسکے نہیں۔ کہ اسکے ارتکاب کرنے والے کو دنیا میں جلد سزا دی جائے۔ اور آخرت میں بھی اس کے واسطے عذاب جمع ہے:۔

(ف) سرکش شخص کو اُس کی سرکشی کی سزا عموماً دنیا میں فوراً ملجاتی ہے۔ کہ جب کسی ایک شخص یا زیادہ اشخاص سے وہ سرکشی کرتا ہے۔ اُن سے اُسے رنج و تکلیف پہنچتی ہے۔ ایسا ہی حال قطع رحمی والے کا ہوتا ہے۔ کہ اُس سے لوگوں کے دل کو رنج و تکلیف پہنچتی ہے۔ جن سے قطع رحمی ہوئی ہے وہ بھی اذیت دیتے ہیں۔ اور عوام کا طعن و تشنیع مزید براں ہ۔

(۶۷) خدانے مجھے فرمایا ہے۔ کہ (آپسمیں) تواضع سے پیش آؤ۔ اور یہہ ہو۔ کہ ایک دوسرے پر زیادتی کرو۔ اور ایک دوسرے کی حقارت کر واسطے فخر کرو:۔

(۶۸) (دوزخ) کی آگ ہر فریبی بخیل۔ اور احسان جتانے والے کے قریب ہی اور ایک روایت ہی۔ کہ فریبی بخیل اور احسان جتلانے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(۶۹) کھاؤ۔ خیرات کرو۔ اور پہنو اس حد تک کہ فضول خرچی اور تکبر نہ کرو۔

(۷۰) سب سے بڑا بہتان یہہ ہے۔ کہ آدمی اپنا باپ چھوڑ کر کسی اور کو اپنا باپ کہے۔ یا اپنی آنکھ سے دیکھنا اس چیز کا بتائے جو اس نے نہیں دیکھی۔ یا رسول اللہ صلعم کی طرف سے کوئی بات بیان کرے۔ جو آپنے نہیں کہی۔

(ف) اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی شخص کو باپ کہنا ایک قابل نفرین اور شرمناک فعل ہے۔ اور ایسا فعل محض جھوٹی شیخی۔ اور لالچ کی خاطر کیا جاتا ہے۔ یہ دونو عادتیں بہت بُری ہیں۔ مزید بریں باپ کی موجودگی میں بیٹا اگر کسی اور کو باپ کہے۔ تو جو رنج اور صدمہ باپ کو ہوتا ہے۔ اسکی وجہ سے جسقدر امن و آسایش سے بھی بیٹا بےنصیب رہے اسکے لئے کافی پاداش نہیں۔

(۷۱) جن لوگوں میں خیانت (کی عادت) پیدا ہو جاتی ہے۔ ان کے دلوں پر (مخالف) کا رعب پڑجاتا ہے۔ جن لوگوں میں زنا پھیل جاتا ہے۔ ان میں موت

(۷۵۷) جو شخص میری خاطر اس چیز کا جو اس کے دونو جبڑوں کے بیچ میں ہے یعنی زبان۔ اور اس چیز کا جو اسکے دونو پاؤں کے درمیان ہے یعنی شرمگاہ۔ ضامن ہو میں اسکے واسطے جنت کا ضامن ہوتا ہوں۔

(۷۵۸) جب کوئی زنا کرتا ہے۔ تو اس وقت اس میں ایمان نہیں رہتا جب کوئی چوری کرتا ہے۔ تو اسوقت اسمیں ایمان نہیں رہتا۔ جب کوئی شراب پیتا ہے تو اس وقت اس میں ایمان نہیں رہتا۔ اور جب کوئی ایسی قیمتی چیز اٹھا لیتا ہے۔ کہ لوگوں کی نظریں اس کی طرف ہو جاتی ہیں۔ تو اس میں ایمان نہیں رہتا۔

(۷۵۹) جب آدمی زنا کرتا ہے۔ تو اسکا ایمان اُس سے باہر نکل جاتا ہے اور اسکے سر پر چھتر کی طرح رہتا ہے۔ پس جب وہ (اپنے آپ کو بدی سے) کھینچ لیتا ہے۔ تو اسکی طرف واپس آجاتا ہے۔

(۷۶۰) جو شخص کسی کے چھپے عیب لوگوں کو سنائے اور دکھائیگا۔ اللہ تعالیٰ اسکے چھپے عیب لوگوں کو سنائے اور دکھائے گا۔

(ف) ؎ اے برادر پردۂ مردم مدر تا ندرّد پردہ ات شخصے دگر۔ (عطار)
(اے بھائی لوگوں کا پردہ مت پھاڑ۔ تا تیرا پردہ کوئی دوسرا نہ پھاڑے)

(۷۶۱) ظلم کرنے سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن (ظالم کے سامنے) اندھیرا ہو گا۔ اور بخیلی سے بچو۔ کہ بخیلی نے تم سے پہلوں کو ہلاک کیا۔ اسوجہ سے کہ انہوں نے اپنے خون بہائے اور حرام چیزوں کو حلال کر لیا۔

(۷۶۲) آدمی کی بہت بری عادت ایک تو بے قرار کرنے والا بخل ہے۔ (کہ قلیل خرچ پر دوہائی پکار کرے۔ اور دوسری بزدلی دھڑکے والی۔

(۷۶۳) وہ شخص ملعون ہے جس نے کسی ایمان دار کو دکھ پہنچایا۔ یا اُسکے ساتھ مکر یا فریب کیا۔

(۷۶۴) جو کسی ایمان دار کو ضرر پہنچائیگا۔ خدا اُسے ضرر پہنچائیگا۔ اور جو کسی ایمان دار کو سختی میں ڈالے گا۔ خدا اُسے سختی میں ڈالے گا۔

(۷۶۵) سب سے پہلے جو چیز انسان کی گندی ہوتی ہے وہ اسکا پیٹ ہے۔ پس جس سے ہو سکے کہ اپنے پیٹ میں پاک ہی چیز ڈالے۔ اسے ایسا ہی کرنا چاہیئے۔

(ف) جب کسی چیز کے ساتھ خاص اُنس ہو جاتا ہے۔ تو اُس کے عیب بھی صواب ہی نظر آتے ہیں۔ اِسی واسطے اندھا اور بہرا فرمایا۔

(۷۷۵) ام سلمہ رضہ نے کہا۔ یا رسول اللہ کیا ہم ہلاک ہو جائینگے۔ حالانکہ نیک بخت لوگ بھی ہمارے درمیان ہوں گے؟ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ جب ناپاک زانی لوگوں کی کثرت ہو جائے گی :۔

ے شنیدم کہ بر مرغ و مور و دداں ــ شود تنگ روزی ز فعل بداں۔ (سعدی)

(میں نے سنا ہے کہ پرندوں کیڑوں اور چرپایوں درندوں کی روزی بھی برے آدمیوں کی بری کاموں کی وجہ سے تنگ ہو جاتی ہے)۔

زبان کی آفتیں

(۷۷۶) جب انسان صبح اُٹھتا ہے۔ تو اُسکے سب اعضا۔ زبان سے درخواست کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہمارا خیال کر کے خدا سے ڈرنا۔ کیونکہ ہم تیرے ساتھ ہیں۔ اگر تو سیدھی رہی ہم بھی سیدھے رہیں گے۔ اور اگر تو ٹیڑھی ہو گئی۔ تو ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے :۔

(۷۷۷) سفیان بن عبداللہ کہتے ہیں۔ کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کوئی امر مجھے فرمائیے۔ کہ میں اس پر اچھی طرح کاربند رہوں؟ آپ نے فرمایا۔ کہو میرا پالنے والا اللہ تعالےٰ ہے۔ پھر اس پر قائم رہو۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا چیز زیادہ خطرناک ہے۔ جس کا آپ کو میری نسبت اندیشہ ہے؟ آپ نے اپنی زبان پکڑی اور فرمایا اس کا یعنے اپنی زبان کو قابو میں رکھ :۔

(۷۷۸) جو شخص اللہ اور عاقبت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیئے کہ نیک بات کہے یا چپ رہے۔ اور دوسری روایت ہے۔ کہ جو چپ رہا اُسنے خلاصی پائی۔

ے خموشی معنئے دارد کہ در گفتن نمے آید
بطبعم ہیچ مضمون بہ ز لب بستن نمے آید

(خاموشی کے وہ معنی ہیں کہ بیان کرنے میں نہیں آتے۔ میری سمجھ میں کوئی مضمون چپ رہنے سے بہتر نہیں آتا)

(۷۷۹) آدمی کے اسلام کی (ایک) خوبی (یہ) ہے۔ کہ جو لاحاصل بات ہو اُسے چھوڑ دے :۔

زیادہ ہونے لگتی ہے۔ جو لوگ ماپ تول میں کمی کرتے ہیں۔ انکا رزق بند ہو جاتا ہے۔ اور جو لوگ ناجائز حکم کرتے ہیں۔ اُن میں خونریزی پھیلتی ہے۔ اور جو لوگ عہد شکنی کرتے ہیں۔ خدا اُن پر دشمن کو غالب کرتا ہے۔

(ف) خیانت اور چوری کرنے والے کا دل اپنے زشت فعل سے ہمیشہ لرزاں و ترساں رہتا ہے۔ مشہور ہے۔ کہ "چور کی داڑھی میں تنکا" اور اس ڈر سے کہ اسے طعن و تشنیع کرے یا پکڑوا دے۔ وہ ہمیشہ اپنے مخالف سے گریزاں رہتا ہے۔ اور سامنے ہونے کی جرات نہیں کر سکتا۔

زناکار کئی صورتوں میں موت کا شکار ہوتے ہیں۔ گندہ امراض۔ رقابت کے حسد کی آگ اور غیرت مند رشتے دار کے غصے کی تیغ۔ اُن میں سے چند ہیں۔ اور یہ اسباب نہ بھی ہوں۔ تب بھی قدرت کا قانون۔ جیسے ہر ایک چیز کے ردی اجزا کو ہمیشہ زائل کرتے رہتے ہیں۔ اسی طرح ان ننگ خلق کے وجود کو بھی تباہ کر کے دنیا کو اُن سے پاک کرتے رہتے ہیں۔

ماپ تول میں کمی کرنے والے اپنا رزق آپ ہی بند کر لیتے ہیں۔ جو شخص اُن کی دکان پر ایک دفعہ آجاتا ہے۔ پھر کبھی نہ وہ خود آتا ہے۔ نہ کسی اور کو آنے دیتا ہے۔ اور اُنکی دکان۔ شبے ماند شبے دیگر نمے ماند (ایک رات رہی تو دوسری رات نہ رہی)۔

ناجائز حکم کرنے والے اپنے مخالف پیدا کر لیتے ہیں۔ اور وہ خونریزی کر کے اپنا انتقام لے لیتے ہیں۔

عہد توڑنے والا بے اعتبار ہو جاتا ہے۔ کوئی اسپر بھروسہ نہیں کرتا۔ اسواسطے اسکی مدد نہیں کرتا۔ اور اس واسطے اسکا دشمن اسپر غالب آجاتا ہے۔

(۲۷۷) اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں تمہارے واسطے ناپسند رکھی ہیں (۱) قیل وقال (۲) دولت کا ضائع کرنا۔ (۳) اور بہت مانگنا یا پوچھنا۔

(ف) لاحاصل باتیں فضول خرچی اور بے ضرورت مانگنا یا پوچھ پاچھ کرنا نہیں چاہئے۔

(۳۷۷) اپنے بھائی کی تکلیف پر خوشی ظاہر نہ کر کہ اُسے خدا آرام دے گا۔ اور تجھے دکھ میں مبتلا کرے گا۔

(۴۷۷) نیز کسی چیز کو چاہنا۔ تجھے اندھا اور بہرا کر دیتا ہے۔

سے مہنہ مانگنا (یعنی ان کی گردش پر اس کا حصر رکھنا۔) (۴) اور (مردوں پر) نوحہ کرنا۔

(ف) اتنا عرصہ گذر گیا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ ابتک ان مذموم رسوم کو لوگوں نے ترک نہیں کیا۔ سوائے (۳) کے کہ مسلمانوں میں اب یہہ بہت کم پائی جاتی ہے یا نہیں ہے۔ باقی تین میں مرو عورت سب مبتلا ہیں۔ خاصکر عورتیں۔ اور نوحہ تو انہی کا حصہ ہے اور نوحہ گر عورت کے واسطے سخت عذاب لکھا ہے۔

(۷۸۷) عائشہؓ روایت کرتی ہیں۔ کہ ایک آدمی نے باہر سے آواز دے کر رسول اللہ صلعم سے (ملاقات کی) اجازت طلب کی۔ آپ بولے یہ (شخص) قوم کا بُرا بھائی ہے۔ جب وہ اندر آیا اُسے کشادہ پیشانی اور نرم کلامی سے پیش آئے۔ جب چلا گیا۔ مینے کہا یا رسول اللہ جس وقت آپنے اس آدمی کا آنا سنا اسوقت ایسا ایسا کہا۔ جب آپ اسکے سامنے ہوئے تو کشادہ پیشانی رکھی۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے عائشہ تو نے مجھے کب بد کلامی کرتے دیکھا۔

اللہ کے نزدیک قیامت کے دن مرتبے میں بہت بڑا شخص وہ ہوگا۔ جس کی بدگوئی سے ڈر کر لوگ اُسے (ملنا) چھوڑ دیں۔

(ف) رسول اللہ صلعم کے اخلاق بہت وسیع تھے۔ آپ مخالفوں سے بھی مہر و مروت سے پیش آتے تھے۔ بہت لوگ آپ کے حسن و اخلاق سے ہی متاثر ہو کر آپ کی رسالت پر ایمان لاکر آپ کی امت میں شامل ہو جاتے تھے۔ ؎

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش۔ (سعدی)

(مہربانی کر کہ مہربانی سے بیگانہ بھی غلام ہو جاتا ہے)

(۷۸۸) میری ساری امت عافیت میں ہے۔ سوائے اُن لوگوں کے جو اپنے پوشیدہ گناہوں کو (آپ) ظاہر کرتے ہیں۔

(ف) نہ خالق کے ڈر سے۔ کیونکہ وہ تو ہر وقت حاضر و ناظر ہے۔ مگر خلقت کے ڈر سے لوگ عموماً چھپ کر گناہ کرتے ہیں۔ اور امن امان سے زندگی بسر کرتے ہیں۔ البتہ وہ لوگ جو اُن گناہوں کو جو پوشیدہ ہو سکتے ہیں کھلے بندوں کرتے ہیں۔ اُن کی مجلس اور محفل میں کوئی عزت و منزلت نہیں ہے۔ ایسے ہی وہ لوگ جن کے پوشیدہ گناہ کا خلقت کو علم نہیں ہوتا۔ جب شیخی میں آکر اپنے پوشیدہ گناہ آپ ظاہر کرتے ہیں تو وہ لوگوں

(۷۸۰) منافق کو سردار مت کہو۔ کیونکہ اگر وہ سردار ہو جائے تو تم خدا کو ناراض کردوگے۔

(۷۸۱) جو نفر بر کا اسطرح پھیرنا سیکھے کہ اس سے لوگوں کے دل پھیر دے۔ قیامت کے دن اللہ اسکی کوئی عبادت اختیاری ہو یا لازمی قبول نہیں کرے گا۔

ف: کلام کے پھیرنے سے یہ مراد ہے۔ کہ اسمیں انسان ضرورت سے زیادہ تکلف کرے اور اسے آپ نے اسواسطے ناپسند کیا۔ کہ اسطرح اُس میں جھوٹ اور ریا۔ اور بناوٹ داخل ہو جاتے ہیں۔ اور جھوٹ اور زیادتی اسمیں ملجاتے ہیں۔ اور اس (وجہ سے) لوگوں کے دل پھر جاتے ہیں۔ ~

آنکہ سعی اندر فصاحت مے کند چہرۂ دل را جراحت مے کند (عطار)

(جو شخص فصاحت میں کوشش کرتا ہے۔ وہ اپنے دل کے چہرہ کو زخمی کر دیتا ہے)

(۷۸۲) جو شخص جھگڑا چھوڑ دے۔ گو حق پر ہو۔ میں اسکی واسطے مضافات جنت ہیں۔ جو جھوٹ کہنا چھوڑ دے خواہ ظرافت کے طور پر ہی کہہ رہا ہو۔ اسکے لیے جنت کے وسط میں۔ اور جو خوش خلق ہو اسکے واسطے جنت کے اعلےٰ درجہ میں۔ ایک گھر کا ضامن ہوں۔

(۷۸۳) (یہ ایک) گناہ ہی کہ تو ہمیشہ جھگڑتا رہے تیری لئے بہت ہے (کہ تیری جان عذاب میں رہے)

(۷۸۴) ابو بکرؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی نہ کہے میں رمضان بھر (عبادت میں) کھڑا رہا۔ یا اسکے سارے روزے رکھے۔ یہ مجھے معلوم نہیں۔ کہ اس سے زُہد ظاہر کرنے کو ناپسند فرمانے سے غرض تھی۔ یا یہ بتلانا کہ سونا اور لیٹنا بھی ضروری ہے۔

(۷۸۵) زیادہ باتیں مت کیا کرو۔ کیونکہ خدا کی یاد کے سوائے زیادہ بات کا کرنا دل کی سیاہی ہے۔ اور خدا سے زیادہ دور وہ شخص ہے۔ جو سیاہ دل ہو۔

~ ہر کرا گفتار بسیار ش بود دل درون سینہ بیمارش بود (عطار)

(جو شخص بہت باتیں کرتا ہے۔ اسکے سینہ میں بیمار دل ہوتا ہے)

(۷۸۶) چار (عادتیں) میری امت میں زمانہ جاہلیت کی ہیں۔ کہ لوگ انہیں نہیں چھوڑتے (۱) فخر کرنا اپنے خاندان کا (۲) عیب نکالنا اوروں کی نسل میں (۳) ستاروں

دنیا میں رہنے کے قابل نہیں۔
بادشاہ کے ہاں جب کسی شخص کو دخل ہو جائے۔ تو اُسکے واسطے بڑی آزمایش کا وقت ہو جاتا ہے۔ اُسوقت ثابت قدم رہنا بڑی مردانگی کا کام ہے۔ بعض اوقات ایک طرف ایمان یا خوف خدا اور دوسری طرف بادشاہ کی خوشنودی ہوتی ہے۔ اور جو کمزور ایمان کے لوگ ہیں، انہیں سعدی کے اس مشہور قول پر عمل کرنا پڑتا ہے۔

ے اگر شاہ روز را گوید شب است ایں — بباید گفت اینک ماہ و پرویں۔

(اگر بادشاہ دن کو کہے۔ کہ یہہ رات ہے۔ تو کہنا چاہیئے۔ کہ یہ دیکھو چاند اور ستارے ہیں)

ے قرب سلطاں آتش سوزاں بود (بادشاہ کی نزدیکی جلانے والی آگ ہے) (عطار)

(۷۹۲) اگر تیری (عمر کی) مدت لمبی ہوئی۔ تو تو ایسے لوگ جلدی دیکھیگا جنکے ہاتھوں میں گائے کے دم کی طرح ایک چیز ہوگی، وہ رات گذارینگے تو خدا کے غضب میں۔ اور دن گذارینگے تو خدا کے غضب میں۔ اور دو قسم کے دوزخی ہیں۔ کہ میں نے انہیں نہیں دیکھا۔ ایک وہ لوگ کہ ان کے پاس گائے کے دم کی طرح کوڑے ہوں گے۔ کہ اُن سے وہ لوگوں کو مارینگے۔ دوسری عورتیں کہ کپڑے پہنینگی مگر ننگی ہوں گی۔ لوگوں کو اپنی طرف راغب کرینگی، اور آپ انکی طرف رغبت کرینگی، اُن کے سر اونٹ کی کوہاں کیطرح ہوں گے۔ یہ عورتیں جنت میں داخل نہیں ہوں گی۔ اُس کی ہوا تک نہ پائینگی۔ اور اُسکی ہوا بڑی بڑی دور سے آئیگی۔

(ف) اس سے پہلے کوئی حدیث جس میں پیشگوئی ہو درج نہیں کی گئی۔ یہ ایک ایسی پیشینگوئی ہے۔ جو دنیا میں آج کل صراحتًا نظر آرہی ہے۔ اوائل میں کوڑا قمچی دربانوں کے ہاتھوں میں رہتے جو مرور زمانہ سے تلوار اور بندوق سے بدل گئے ہیں۔ کوڑے والوں سے مراد چوبدار اور دربان ہیں۔ جو حاکموں کے دروازوں پر کھڑے رہتے ہیں اور غریب دادخواہوں کو حاکم کے پاس نہیں پھٹکنے دیتے۔ اور ایسا اتفاق کم نہیں ہوتا کہ زبان درازی سے دست درازی پر آجاتے ہیں:۔ (سعدی)

ے سگ و درباں چو یافتند غریب — ایں گریباں گرفت و آں دامن

(کتا اور دربان جب مسافر کو دیکھپاتے ہیں۔ تو یہ گردن پکڑ لیتا ہے اور وہ کپڑا)

یہہ تو ایک درویش کا قول ہے۔ خود ایک بادشاہ نے بھی اسکی تصدیق کی ہے۔ چنانچہ

کی نظروں سے گر جاتے ہیں۔ حقارت ونفرت کا مرجع بن کر سب عزت اور وقعت کھو بیٹھتے ہیں۔ اور اسطرح عافیت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

متفرق حدیثیں

(۷۸۹) ایک رات کو مدینے میں ایک گھر جس میں کچھ لوگ رہتے تھے۔ جل گیا۔ رسول اللہ صلعم کو اُن کے حال سے خبر ہوئی، آپ نے فرمایا یہ آگ تمہاری دشمن ہے۔ جب سونے لگو تو اُسے بجھا دیا کرو۔

(ف) سونے کے وقت آگ کو بجھا دینا چاہیئے۔ اور احتیاط کرنی چاہیئے۔ کہ وہ کامل طور پر بجھ جائے۔ ؎

ذرۂ آتش چو شد افروختہ ۔ بینی از وے عالمے را سوختہ (عطار)

(آگ کا ذرہ جب بھڑک اُٹھے۔ تو تو دیکھیگا۔ کہ ایک جہان کو جلا دے گا۔)

(۷۹۰) تم آدمیوں کو دیکھو گے جیسے ایک سو اونٹ۔ کہ اُن میں ایک بھی سواری کے لائق نہ ہو (ایسے ہی سو آدمیوں میں ایک بھی بہمہ وجوہ انسان کہلانیکے قابل نہ ہو۔

؎ آنچہ بر جستیم و دیدیم کم کہ بسیار است و نیست۔
نیست جز انساں دریں عالم کہ بسیار است و نیست۔

(جس قدر کہ ہم نے تلاش کی اور کم نظر میں آئے کہ بہت ہیں اور نہیں ہیں۔)
(اس جہان میں انسان کے سوائے کچھ نہیں۔ کہ بہت ہیں۔ اور نہیں ہیں۔)

(۷۹۱) جس نے جنگل میں سکونت اختیار کی وہ (علم اور عقل سے) خالی رہا۔ جو شکار کے پیچھے لگا۔ وہ غافل ہوا۔ اور جو بادشاہ کے دروازے پر آیا۔ وہ فتنے میں پڑا اور جس قدر کہ آدمی بادشاہ کے نزدیک ہوتا جاتا ہے۔ اسیقدر خدا سے دور ہوتا جاتا ہے۔

(ف) جنگل میں نہ مجلس نہ مکتب۔ علم اور عقل سے آپ ہی جواب ہے۔ شکار کی دُھن لگ جائے۔ تو پھر دین دنیا کے کاموں سے ایسی فراغت ہو جاتی ہے۔ کہ گویا وہ شکاری کے واسطے بنے ہی نہیں۔ عالمگیر اورنگ زیب نے اپنے ایک بیٹے کو شکار کی عادت سے متنبہ کرتے وقت لکھا تھا۔ کہ شکار کار بیکاراں است یعنی جسے کوئی کام کاج نہ ہو وہ شکار کی عادت ڈالے۔ اور دنیا میں کوئی ایسا بشر نہیں جسے کوئی کام کاج نہ ہو۔ اور اگر ہے تو وہ

اللہ اللہ ۔ ببیں تفاوتِ راہ از کجاست تا بکجا (دیکھو راہ کا فرق کہ کہاں سے کہاں تک ہے)

آج کل بالعموم حاکموں کے دروازے یا سامنے آنے پر مستغیثوں کو دھکے ملتے ہیں۔ یہ بیان کرنا مقصود نہیں ہے کہ ہندوستان میں ہی ایسا ہوتا ہے۔ نہیں ہر ملک میں روے زمین پر انصاف کا ملنا مشکل اور گران ہوتا جاتا ہے۔ جوں جوں کسی ملک میں مغربی تہذیب اور تعلیم کی اشاعت ہوتی جاتی ہے۔ دوں دوں وہاں انصاف کو ملنے میں دقت اور لاگت بڑھتی جاتی ہے۔ یہ دنیا کی عجیب ترقی ہے۔ آزاد نے سچ کہا ہے ؎

-- زیادہ عقل زیادہ خراب کرتی ہے ۔ ثواب ہائے خدا کو عذاب کرتی ہے ۔

عرصہ دس گیارہ سال کا ہوا کہ ایک صاحب سے ملاقات ہوئی۔ جو بخارا میں کاروبار کرتے تھے دریافت کرنے پر انہوں نے بیان کیا۔ کہ بخارا میں مقدمہ بازی نہیں ہوتی۔ صرف ایک عدالت (قاضی کی) ہے۔ اسکے واسطے بھی کافی کام نہیں ہوتا۔ لوگوں کو عدالت میں جاکر شہادت دینے سے اسقدر پرہیز اور نفرت ہے۔ کہ اگر کبھی کوئی شخص شہادت کے لئے جاتا ہے تو شہر میں مشہور ہو جاتا ہے کہ فلاں شخص آج شہادت دینے کے واسطے عدالت میں گیا ہے۔ اور ہر شخص بھی کوشش کرتا ہے۔ کہ جب گواہی دینے والا عدالت سے نکلے تو سب سے پہلے وہ اُس کو منہ نہ لگے۔ اگر باوجود احتیاط کرنے کے یا بیخبری میں کسی کو ایسا اتفاق ہو جائے۔ کہ وہ شہادت دینے والے کے عدالت سے نکلتے ہی منہ لگ جائے۔ تو وہ ایک روپیہ کی روٹیاں خرید کر مساکین کو تقسیم کرتا ہے۔ کہ اُسکے گناہ کا کفارہ ہو۔ اور اس کی بلا ٹل جائے ۔

اس ملک میں بھی آج سے کچھ عرصہ پیشتر مقدمہ بازی نہیں ہوتی تھی۔ کسی کو حلف اٹھانے کے لئے کہا جاتا تھا۔ تو وہ اپنا دعوی چھوڑنے کا نقصان برداشت کر لیتا۔ مگر حلف نہ اٹھاتا اب بھی فریقین قسم اگر ایک فریق دوسرے کو عدالت میں دلوانا چاہے یعنے یہ کہے کہ حریف اگر قسم کھائے۔ تو میں اپنا حق چھوڑ دونگا۔ اور حریف اس شرط کو مان لے تو عدالت کے سارے احاطہ میں اس بات کا چرچا ہو جاتا ہے۔ اور بہت لوگ عدالت کے کمرے میں قسم کھانیکا عمل دیکھنے کے لئے جمع ہو جاتے ہیں۔ مگر عام طور پر ہر روز لوگ خواہ مدعی ہوں خواہ مدعا علیہ خواہ گواہ، عدالتوں میں بے دھڑک قسمیں کھاتے رہتے ہیں۔ اور عدالتوں کے احاطوں میں ہر وقت ایسے شخص موجود رہتے ہیں جن سے جو چاہو شہادت دلوا لو۔ صرف ذرہ مٹھی گرم کردو ۔

مغرب مغرب ہے۔ اور مشرق مشرق۔ پہلے کے قانون قواعد اور مراسم کو دوسرے کے باشندوں

ظفر کا شعر ہے۔ ؎

جاؤں کیونکر اُن کے میں در تک سگ و دربا ہی۔ جیب و دامن کی اُڑا کر دھجیاں لے جائیں گے

یہ جو فرمایا۔ دن رات غضب الٰہی میں گزاریں گے۔ اس سے مراد ہے۔ کہ دن رات اپنا ظالمانہ وتیرہ جاری رکھیں گے۔

رسول اللہ صلعم اور خلفائے راشدین کے عدل و انصاف کے واقعات خاصکر اُس صورتمیں جبکہ وہ خود مدعاعلیہ ہوتے۔ ایسے پرتاثیر اور سبق آموز ہیں۔ کہ انہیں سنکر یہی خیال ہوتا ہے۔ کہ اُن میں انسانی پنیّہ نہ تھا۔

خلیفہ ثانی حضرت عمر کا رعب و داب مشہور ہے۔ قیصر روم کا ایلچی جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو اُسکی اسوقت کی حالت عارف نے اس طرح بیان کی ہے ؎

ڈیل میں تھا ایلچی گو پیلتن۔ لیکن اُس کا کانپ اُٹھا تن بدن۔

روایت ہی۔ کہ ایک دن آپ منبر پر کھڑے ہوکر تقریر کر رہے تھے۔ سامعین میں سے ایک عامی کھڑا ہوگیا۔ اور کہا کہ ہم آپ کا خطبہ نہیں سنیں گے۔ جب تک میرے سوال کا جواب نہ دو۔ فرمایا کہو۔ کہا یمن سے جو چادریں آئی تھیں جن لوگوں میں وہ تقسیم کی گئیں۔ اُن سب کو ایک ایک ملی۔ اور ایک ہی آپ کے حصہ میں آئی۔ مگر آپ کا کرتا اُس کپڑے کا ہے اور آپ جیسے لمبے آدمی کا کرتا ایک چادر سے کسطرح ہوگیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ کہ عبداللہ اسکا جواب دے گا۔ چنانچہ عبداللہ نے کھڑے ہوکر کہا۔ کہ میں نے اپنی چادر آپ کو دے دی تھی۔ اسپر عامی نے کہا۔ اچھا کہیے چلو۔

خیر وہ تو پاک طینت لوگ تھے اُن کا کیا مقابلہ ہے؟

رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں آپ کا ہمسایہ نوشیرواں عادل ملک ایران میں حکومت کرتا تھا۔ حکایت ہے۔ کہ اس عادل بادشاہ نے کچہری کے احاطے میں ایک بانس گڑوا کر اسکے ساتھ ایک گھنٹی بندھوا رکھی تھی۔ مستغیث اور دادخواہ آکر اُسے ہلاتا۔ اور نقیب آکر اُسے بادشاہ کے سامنے لے جاتے۔ ایک دن جو گھنٹی کی آواز آئی۔ تو نقیب آکر کیا دیکھتا ہے۔ کہ ایک گدھا جسکی پیٹھ زخمی ہورہی ہے۔ اپنا زخم بانس سے کھجلا رہا ہے۔ نقیب نے جاکر عرض کیا۔ کہ ایک گدھا بانس کے ساتھ اپنی زخمی پیٹھ رگڑ رہا ہے۔ حکم ہوا مالک بلایا جائے۔ وہ حاضر ہوا۔ اور اُسے فہمایش کی گئی۔ کہ گدھے کو اپنے گھر لے جائے اور اسکی خوب خدمت کرے۔

(ف) جو موٹا تازہ اونٹ ہو اس پر مالک نہ خود چڑھے۔ نہ کسی غریب مسکین
تھکے ماندہ کو چڑھائے۔ تو وہ اونٹ اگر شیطان کے واسطے نہیں تو پھر اور
کس کے لئے ہے ۔؟
ریشم ایک نہایت قیمتی چیز ہے۔ اور اس قدر اسراف کرنا۔ کہ اُسے دیواروں
پر لگانا۔ ایک شیطانی فعل ہے۔ وہی روپیہ اور ضروریات پر خاص کر مسکینوں
اور یتیموں کی خبر گیری میں صرف ہو سکتا ہے۔

(۷۹۴) دو نعمتیں ہیں۔ کہ ان میں اکثر لوگ نقصان اُٹھاتے ہیں۔ ایک
تندرستی دوسری کاروبار سے فراغت (یعنی ان کی قدر نہیں کرتے)

؎ غنیمت ہے صحت علالت سے پہلے　　فراغت مشاغل کی کثرت سے پہلے (حالی)

(۷۹۵) علیؓ ابن ابی طالب روایت کرتے ہیں۔ کہ آخری کلام رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا یہ تھا۔ کہ نماز (پڑھو) نماز
(پڑھو) اور اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ
سے ڈرو (یعنے ان کے ساتھ ناحق
نہ کرو)۔!

تمت بالخیر

کی طبائع سے مناسبت نہیں۔ اور دو غیر جنسوں کو جب باہم ملایا جائے تو انجام جو ہوتا ہے
وہ سب کو معلوم ہے۔ چنانچہ مغرب اور مشرق ہر دو نے اب مان لیا ہے۔ کہ اس ملک میں
مقدمات کے فیصل کرنے کا جو قدیمی طریق تھا وہی بہتر ہے اور دیسی پنچائتیں مقرر ہوئی ہیں۔
جو عدالتوں کا کام بہت ہلکا۔ اور انصاف کا ملنا بہت سستا اور آسان کر دینگی۔
لارڈ رونلڈشے سابق گورنر بنگال نے لنڈن کی رائل سوسائٹی آف آرٹس کے ہندوستانی
شق میں ہندوستان کی بے امنی پر لیکچر دیتے ہوئے کہا۔ کہ ہندوستانیوں پر زبردستی وہ تہذیب
نہیں ڈالنی چاہیئے جس کی انہیں خواہش نہیں :-
کپڑے پہن کر ننگی رہنے سے مراد اس قسم کے لباس ہیں۔ جو آجکل مروج ہیں۔ کہ اُن میں سے
بعض کے پہننے سے جسم کے ایسے حصے جان بوجھ کر ننگے رکھے جاتے ہیں جنکے دیکھنے سے
بدخیال لوگوں کے جذبات مشتعل ہوتے ہیں۔ یا ایسے باریک کپڑے پہنے جاتے ہیں
کہ اُن سے بدن بخوبی دکھائی دیتا رہتا ہے۔ اور اسطرح مردوں کو اپنی طرف
راغب کرتی ہیں۔ ؎ (سعدی)

دیدار مے نمائی و پرہیز مے کنی ۔ بازار خویش و آتش ما تیز مے کنی۔
(دیدار دکھاتے ہو اور پرہیز کرتے ہو۔ اپنا بازار اور ہماری آگ تیز کرتے ہو)

سر کو اونٹ کے کوہان کی طرح بنانے سے مراد بالوں کی مختلف قسم کی بناوٹیں
اور سر کی اور اور آرائشیں۔ چوک (پنجابی زیور) چونڈا۔ وغیرہ ہیں۔
جو آج کل بہت مروج ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں
یہہ دونو گروہ یعنے ظلم پیشہ دربان اور بے حمیت عورتیں نہ تھے۔ اسلیئے
آپنے فرمایا۔ میں نے انہیں نہیں دیکھا۔

(۳۶۷) (کچھ) اونٹ شیطان کے لیئے ہوتے ہیں اور (کچھ) گھر شیطان
کے لیئے ہوتے ہیں۔ اونٹ شیطان کے تو مینے دیکھے ہیں۔ سو وہ ہیں کہ تم میں
سے کوئی عمدہ اونٹ جنہیں موٹا کیا ہوا ہو۔ لیکر نکلے۔ اور ان میں سے کسی
پر سوار نہ ہو۔ اور اپنے بھائی کے پاس سے گذرے۔ جو تھک کر چلنے سے رہ
چکا ہو۔ اور اُسے (بھی) سوار نہ کرے۔ اور شیطانوں کے گھر مینے نہیں دیکھے۔
سوائے اُن گھروں کے جن (کی دیواروں) کو لوگ ریشم سے مزین کرتے ہیں۔

فہرست مضامین

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احادیث

۱۔ کتاب الایمان والاسلام والاعتصام والاقتصاد والامانۃ والامر بالمعروف والاسماء والامل والاجل وغیرھم

(۱) يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ ؛ الترمذی۔

(۲) عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذٰلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا ؛ مسلم۔

(۳) إِنَّ فِيكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى الْحِلْمُ وَالْأَنَاةُ ؛ الخمسۃ

(۴) ثَلٰثٌ مَنْ فَعَلَهُنَّ فَقَدْ طَعِمَ طَعْمَ الْإِيمَانِ مَنْ عَبَدَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَحْدَهُ وَعَلِمَ أَنَّهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَعْطٰى زَكٰوةَ مَالِهِ طَيِّبَةً بِهَا نَفْسُهُ رَافِدَةً عَلَيْهَا كُلَّ عَامٍ وَلَمْ يُعْطِ الْهَرِمَةَ وَلَا الدَّرِنَةَ وَلَا الْمَرِيضَةَ وَلَا الشَّرَطَ اللَّئِيمَةَ وَلٰكِنْ مِنْ وَسَطِ أَمْوَالِكُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَسْأَلْكُمْ خَيْرَهُ وَلَمْ يَأْمُرْكُمْ بِشَرِّهِ ؛ ابو داؤد

(۵) اَلْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ شُعْبَةً وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ ؛ الخمسۃ

(۶) سُفْيَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الثَّقَفِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قُلْ لِي فِي الْإِسْلَامِ قَوْلًا لَا أَسْأَلُ عَنْهُ أَحَدًا بَعْدَكَ قَالَ قُلْ آمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ ؛ مسلم

(۷) لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ؛ الشیخان و النسائی۔ وَفِي أُخْرٰى لِلنَّسَائِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ وَأَهْلِهِ ؛

(۸) لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ ؛ الخمسۃ الا ابوداؤد۔

(۹) مَنْ أَحَبَّ لِلّٰهِ وَأَبْغَضَ لِلّٰهِ وَأَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ ۔ ابو داؤد۔

(۱۰) اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ وَالْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰى دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ ؛ الخمسۃ الا الترمذی

(۱۱) إِذَا رَأَيْتُمُ الرَّجُلَ يَعْتَادُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيمَانِ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُولُ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ؛ الترمذی۔

(۲۱) يَاَيُّهَا النَّاسُ خُذُوا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا تُطِيقُونَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا وَاِنَّ اَحَبَّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى مَا دَامَ وَاِنْ قَلَّ ؛ السنۃ۔

(۲۲) اَدِّ الْاَمَانَةَ اِلٰى مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ ؛ ابوداؤد۔ والترمذی۔

(۲۳) مَنْ رَاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ ؛ الخمسۃ الا البخاری۔

(۲۴) اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَاْخُذُوْا عَلٰى يَدِهٖ اَوْشَكَ اَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابٍ۔ مَا مِنْ قَوْمٍ يُعْمَلُ فِيْهِمْ بِالْمَعَاصِيْ ثُمَّ يَقْدِرُوْنَ عَلٰى اَنْ يُغَيِّرُوْا فَلَمْ يُغَيِّرُوْا اِلَّا يُوْشِكُ اَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِعِقَابٍ ؛ ابوداؤد والترمذی۔

(۲۵) وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِّنْهُ ثُمَّ يَدْعُوْنَهٗ فَلَا يَسْتَجِيْبُ لَكُمْ ؛ الترمذی۔

(۲۶) اِذَا عُمِلَتِ الْخَطِيْئَةُ فِى الْاَرْضِ كَانَ مَنْ شَهِدَهَا فَاَنْكَرَ كَمَنْ غَابَ عَنْهَا وَمَنْ غَابَ عَنْهَا فَرَضِيَهَا كَانَ كَمَنْ شَهِدَهَا ؛ ابوداؤد۔

(۲۷) اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ ؛ ابوداؤد والترمذی

(۲۸) قَالَتْ صَفِيَّةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعْتَكِفًا فَاَتَيْتُهٗ اَزُوْرُهٗ لَيْلًا فَحَدَّثْتُهٗ ثُمَّ قُمْتُ لِاَنْقَلِبَ فَقَامَ مَعِيْ حَتّٰى اِذَا بَلَغَ بَابَ الْمَسْجِدِ مَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَلَمَّا رَاَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْرَعَا فَقَالَ عَلٰى رِسْلِكُمَا اِنَّهَا صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ فَقَالَا سُبْحَانَ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنِ ابْنِ اٰدَمَ مَجْرَى الدَّمِ وَاِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ يَقْذِفَ فِيْ قُلُوْبِكُمَا شَرًّا اَوْ قَالَ شَيْئًا ؛ الشیخان وابوداؤد۔

(۲۹) مَنْ عَمَّرَ اَرْضًا لَيْسَتْ لِاَحَدٍ فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا ؛ البخاری۔

(۳۰) قَالَ لِلِقْحَةٍ تُحْلَبُ مَنْ يَحْلُبُ هٰذِهٖ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ مَا اسْمُكَ فَقَالَ مُرَّةُ فَقَالَ لَهُ اجْلِسْ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَحْلُبُ هٰذِهٖ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ مَا اسْمُكَ فَقَالَ حَرْبٌ فَقَالَ لَهُ اجْلِسْ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَحْلُبُ هٰذِهٖ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ لَهٗ مَا اسْمُكَ فَقَالَ يَعِيْشُ فَقَالَ احْلُبْ ؛ مالک

(۳۱) مَا اسْمُكَ قَالَ اَصْرَمُ قَالَ بَلْ اَنْتَ زُرْعَةُ ؛ ابوداؤد۔

(۳۲) خَطَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُرَبَّعًا وَخَطَّ خَطًّا فِى الْوَسَطِ وَخَطَّ خَطًّا خَارِجًا مِنْهُ وَخَطَّ خُطُوْطًا صِغَارًا اِلٰى هٰذَا الَّذِيْ فِى الْوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِيْ فِى الْوَسَطِ وَقَالَ

(۱۲) مَثَلُ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ الزَّرْعِ لَا تَزَالُ الرِّيحُ تُمِيلُهُ وَلَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ يُصِيبُهُ الْبَلَاءُ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَشَجَرَةِ الْأَرْزِ لَا تَهْتَزُّ حَتَّى تُسْتَحْصَدَ: البخاری والترمذی

(۱۳) مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ شَجَرَةٍ خَضْرَاءَ لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَلَا يَتَحَاتُّ فَقَالَ هِيَ النَّخْلَةُ: الشيخان۔

(۱۴) سَأَلُوهُ إِنَّا نَجِدُ فِي أَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاظَمُ أَحَدُنَا أَنْ يَتَكَلَّمَ بِهِ قَالَ أَوَقَدْ وَجَدْتُمُوهُ قَالُوا نَعَمْ قَالَ ذَلِكَ صَرِيحُ الْإِيمَانِ: مسلم وابوداود

(۱۵) قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَجْلِسٍ فَقَالَ تُبَايِعُونِي عَلَى أَنْ لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَزْنُوا وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ (وَفِي أُخْرَى وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ) وَلَا تَأْتُوا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ أَيْ غَيْرَ الشِّرْكِ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللَّهُ تَعَالَى فَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى إِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ فَبَايَعْنَاهُ عَلَى ذَلِكَ: الخمسة الا ابوداود

بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي الْعُسْرِ وَالْيُسْرِ وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ وَعَلَى أَثَرَةٍ عَلَيْنَا وَعَلَى أَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ وَعَلَى أَنْ نَقُولَ بِالْحَقِّ أَيْنَمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللَّهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ وَفِي أُخْرَى أَنْ لَا نُنَازِعَ الْأَمْرَ أَهْلَهُ إِلَّا أَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ فِيهِ مِنَ اللَّهِ بُرْهَانٌ: الثلاثة والنسائی۔

(۱۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُولُ لَنَا فِيمَا اسْتَطَعْتُمْ: ستة۔

(۱۷) إِنِّي لَا أُصَافِحُ النِّسَاءَ إِنَّمَا قَوْلِي لِمِائَةِ امْرَأَةٍ كَوَاحِدَةٍ: مالك والترمذی والنسائی

(۱۸) مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ: ابوداود

(۱۹) فَإِنِّي أَنَامُ وَأُصَلِّي وَأَصُومُ وَأُفْطِرُ وَأَنْكِحُ النِّسَاءَ فَاتَّقِ اللَّهَ يَا عُثْمَانُ فَإِنَّ لِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِضَيْفِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَإِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَصُمْ وَأَفْطِرْ وَصَلِّ وَنَمْ: ابوداود۔

(۲۰) إِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ شِرَّةً وَلِكُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَةً فَإِنْ صَاحِبُهَا سَدَّدَ وَقَارَبَ فَارْجُوهُ وَإِنْ أُشِيرَ إِلَيْهِ بِالْأَصَابِعِ فَلَا تَعُدُّوهُ: الترمذی۔

قَالَ لَا قَالَ هَلْ لَكَ مِنْ خَالَةٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبِرَّهَا :: الترمذی -

(۴۳) اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ بَقِيَ مِنْ بِرِّ اَبَوَيَّ شَيْءٌ اَبَرُّهُمَا بِهٖ بَعْدَ مَوْتِهِمَا قَالَ نَعَمْ اَلصَّلٰوةُ عَلَيْهِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَاِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا مِنْ بَعْدِهِمَا وَصِلَةُ الرَّحِمِ الَّتِيْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِهِمَا وَاِكْرَامُ صَدِيْقِهِمَا :: ابوداود -

(۴۴) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ جَالِسًا فَاَقْبَلَ اَبُوْهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَوَضَعَ لَهٗ بَعْضَ ثَوْبِهٖ فَقَعَدَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَتْ اُمُّهٗ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَوَضَعَ لَهَا شِقَّ ثَوْبِهٖ مِنْ جَانِبِهِ الْاٰخَرِ فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَ اَخُوْهُ مِنَ الرَّضَاعَةِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَجْلَسَهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ :: ابوداود -

(۴۵) مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَآءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَنَا وَهُوَ وَضَمَّ اَصَابِعَهٗ (مسلم) والترمذی۔ وعِنْدَهٗ دَخَلْتُ اَنَا وَهُوَ الْجَنَّةَ كَهَاتَيْنِ وَاَشَارَ بِاُصْبُعَيْهِ ::

(۴۶) مَنْ عَالَ ثَلَاثَ بَنَاتٍ اَوْ ثَلَاثَ اَخَوَاتٍ اَوْ اُخْتَيْنِ اَوْ بِنْتَيْنِ فَاَدَّبَهُنَّ وَاَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ وَزَوَّجَهُنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ :: ابوداود والترمذی -

(۴۷) مَنْ كَانَتْ لَهٗ اُنْثٰى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهٗ يَعْنِي الذُّكُوْرَ عَلَيْهَا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى الْجَنَّةَ :: ابوداود -

(۴۸) اَنَا وَامْرَاَةٌ سَفْعَآءُ الْخَدَّيْنِ كَهَاتَيْنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَوْمَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ الرَّاوِيْ بِالْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةِ امْرَاَةٌ اٰمَتْ مِنْ زَوْجِهَا ذَاتُ مَنْصَبٍ وَجَمَالٍ حَبَسَتْ نَفْسَهَا عَلٰى يَتَامَاهَا حَتّٰى بَانُوْا اَوْ مَاتُوْا :: ابوداود -

(۴۹) مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِنْ نَحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ :: الترمذی -

(۵۰) اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا :: البخاری وابوداود والترمذی -

(۵۱) مَنْ قَبَضَ يَتِيْمًا مِنْ بَيْنِ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى طَعَامِهٖ وَشَرَابِهٖ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى الْجَنَّةَ اَلْبَتَّةَ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ قَدْ عَمِلَ ذَنْبًا لَا يُغْفَرُ :: الترمذی

(۵۲) عُرِضَتْ عَلَيَّ اَعْمَالُ اُمَّتِيْ حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُّ فِيْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا الْاَذٰى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيْقِ وَوَجَدْتُّ فِيْ مَسَاوِيْ اَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُوْنُ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ :: مسلم -

هٰذَا الْاِنْسَانُ وَهٰذَا اَجَلُهٗ مُحِيْطٌ بِهٖ اَوْ قَدْ اَحَاطَ بِهٖ وَهٰذَا الَّذِيْ هُوَ خَارِجٌ اَمَلُهٗ وَهٰذِهِ الْخُطُوْطُ الصِّغَارُ الْاَعْرَاضُ وَاِنْ اَخْطَاَهٗ هٰذَا نَهَشَهٗ هٰذَا: البخاری والترمذی

الباب: كِتَابُ الْبِرِّ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَوْلَادِ وَالْاَقَارِبِ وَالْيَتِيْمِ وَالْمُتَفَرِّقَة

(۳۳) جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِيْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اَبَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ فَاَدْنَاكَ: ابوداؤد

(۳۴) اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ مَالًا وَّوَلَدًا وَاِنَّ اَبِيْ يَحْتَاجُ مَالِيْ فَقَالَ اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ اِنَّ اَوْلَادَكُمْ مِنْ اَطْيَبِ كَسْبِكُمْ فَكُلُوْا مِنْ كَسْبِ اَوْلَادِكُمْ: ابوداؤد

(۳۵) رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ رَغِمَ اَنْفُهٗ قِيْلَ مَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَوْ اَحَدَهُمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ: مسلم والترمذی

(۳۶) اُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ اَبْتَغِي الْاَجْرَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَ هَلْ مِنْ وَالِدَيْكَ اَحَدٌ حَيٌّ قَالَ نَعَمْ بَلْ كِلَاهُمَا حَيٌّ قَالَ فَتَبْتَغِي الْاَجْرَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَ نَعَمْ قَالَ فَارْجِعْ اِلٰى وَالِدَيْكَ فَاَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا: مسلم۔

(۳۷) تَرَكْتُ اَبَوَيَّ يَبْكِيَانِ قَالَ فَارْجِعْ اِلَيْهِمَا فَاَضْحِكْهُمَا كَمَا اَبْكَيْتَهُمَا: ابوداؤد والنسائی

(۳۸) اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ هَاجَرَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ هَلْ لَكَ اَحَدٌ بِالْيَمَنِ قَالَ اَبَوَايَ قَالَ اَذِنَا لَكَ قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْ اِلَيْهِمَا فَاسْتَاْذِنْهُمَا فَاِنْ اَذِنَا لَكَ فَجَاهِدْ وَاِلَّا فَبِرَّهُمَا: ابوداؤد۔

(۳۹) اَرَدْتُ اَنْ اَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ اَسْتَشِيْرُكَ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَالْزَمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا: النسائی۔

(۴۰) اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَاِنْ شِئْتَ فَاَضِعْ ذٰلِكَ الْبَابَ اَوِ احْفَظْهُ: الترمذی۔

(۴۱) اَسْمَاءُ بِنْتُ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَيَّ اُمِّيْ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ قَدِمَتْ عَلَيَّ اُمِّيْ وَهِيَ رَاغِبَةٌ اَفَاَصِلُ اُمِّيْ قَالَ نَعَمْ صِلِيْ اُمَّكِ: الشیخان وابوداؤد۔

(۴۲) قَالَ اِنِّيْ اَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِيْمًا فَهَلْ لِيْ مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ

(۶۴) مَنِ اشْتَرٰی طَعَامًا فَلَا یَبِیْعُہٗ حَتّٰی یَسْتَوْفِیَہٗ وَفِیْ اُخْرٰی حَتّٰی یَقْبِضَہٗ قَالَ وَ کُنَّا نَشْتَرِی الطَّعَامَ مِنَ الرُّکْبَانِ جُزَافًا فَنَہَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ نَبِیْعَہٗ حَتّٰی نَنْقُلَہٗ مِنْ مَکَانِہٖ :: السنۃ الا الترمذی۔

(۶۵) عَنْ حَکِیْمِ ابْنِ حِزَامٍ قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَاْتِیْنِیْ فَیُرِیْدُ مِنِّی الْبَیْعَ وَلَیْسَ عِنْدِیْ مَا یَطْلُبُ اَفَاَبِیْعُ مِنْہُ ثُمَّ اَبْتَاعُہٗ مِنَ السُّوْقِ قَالَ لَا تَبِعْ مَا لَیْسَ عِنْدَکَ :: ابوداود والترمذی والنسائی۔

(۶۶) لَا یَحِلُّ لِامْرِءٍ مُسْلِمٍ یَبِیْعُ سِلْعَۃً یَعْلَمُ اَنَّ بِہَا دَاءً اِلَّا اَخْبَرَہٗ :: البخاری۔

(۶۷) مَنْ بَاعَ مُحَفَّلَۃً فَہُوَ بِالْخِیَارِ ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ فَاِنْ رَدَّہَا رَدَّ مَعَہَا مِثْلَ اَوْ مِثْلَیْ لَبَنِہَا قَمْحًا :: ابوداود۔

(۶۸) نَہٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّجْشِ اَخْرَجَہُ الثَّلٰثَۃُ وَالنَّسَائِیُّ۔ زَادَ مَالِکٌ وَالنَّجْشُ اَنْ تُعْطِیَہٗ بِسِلْعَتِہٖ اَکْثَرَ ثَمَنِہَا وَلَیْسَ فِیْ نَفْسِکَ اشْتِرَاؤُہَا فَیَقْتَدِیْ بِکَ غَیْرُکَ

(۶۹) لَا تَلَقَّوُا السِّلَعَ حَتّٰی یُہْبَطَ بِہَا اِلَی الْاَسْوَاقِ :: الخمسۃ الا الترمذی۔

(۷۰) نَہٰی عَنْ بَیْعَتَیْنِ فِیْ بَیْعَۃٍ :: الاربعۃ۔

(۷۱) وَلَا یَسُمِ الرَّجُلُ عَلٰی سَوْمِ اَخِیْہِ :: السنۃ۔

(۷۲) عَنْ عَلِیٍّ اَنَّہٗ فَرَّقَ بَیْنَ وَالِدَۃٍ وَوَلَدِہَا فَنَہَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِکَ وَرَدَّ الْبَیْعَ :: ابوداود۔

(۷۳) وَفِیْ اُخْرٰی اَلْمُتَبَایِعَانِ بِالْخِیَارِ مَا لَمْ یَتَفَرَّقَا اَوْ یَقُوْلُ اَحَدُہُمَا لِلْاٰخَرِ اِخْتَرْ وَرُبَّمَا قَالَ اَوْ یَکُوْنُ بَیْعَ خِیَارٍ :: السنۃ۔

(۷۴) اِذَا اخْتَلَفَ الْبَیِّعَانِ فَالْقَوْلُ قَوْلُ الْبَائِعِ وَالْمُبْتَاعُ بِالْخِیَارِ :: مالک والترمذی

(۷۵) مَنِ احْتَکَرَ فَہُوَ خَاطِیٌٔ :: - مسلم وابوداود والترمذی۔

(۷۶) اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ سَعِّرْ لَنَا فَقَالَ اُدْعُوْا ثُمَّ جَاءَ اٰخَرُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ سَعِّرْ لَنَا فَقَالَ بَلِ اللّٰہُ تَعَالٰی یَخْفِضُ وَیَرْفَعُ وَاِنِّیْ لَاَرْجُوْا اَنْ اَلْقَی اللّٰہَ تَعَالٰی وَلَیْسَ لِاَحَدٍ عِنْدِیْ مَظْلِمَۃٌ :: ابوداود۔

(۷۷) لَا تَبِیْعُوا الثَّمَرَ حَتّٰی یَبْدُوَ صَلَاحُہٗ :: السنۃ۔

(۷۸) اِبْتَاعَ رَجُلٌ ثَمَرَۃَ حَائِطٍ فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَعَالَجَہٗ وَقَامَ فِیْہِ حَتّٰی تَبَیَّنَ لَہُ النُّقْصَانُ

(٥٣) اَلسَّاعِی عَلَی الْاَرْمِلَةِ وَالْمِسْکِیْنِ کَالْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ کَالَّذِیْ یَصُوْمُ النَّهَارَ وَیَقُوْمُ اللَّیْلَ :: مسلم۔ مالک۔ ابو داود۔

(٥٤) عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قِیْلَ اَرَاَیْتَ اِنْ لَّمْ یَجِدْ قَالَ یَعْمَلُ بِیَدَیْهِ یَنْفَعُ نَفْسَهٗ وَیَتَصَدَّقُ قَالَ اَرَاَیْتَ اِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ قَالَ یُعِیْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ قَالَ قِیْلَ اَرَاَیْتَ اِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ قَالَ یَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ اَوِ الْخَیْرِ قَالَ اَرَاَیْتَ اِنْ لَّمْ یَفْعَلْ قَالَ یُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ :: الشیخان۔

(٥٥) تَعْدِلُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ صَدَقَةٌ وَتُعِیْنُ الرَّجُلَ فِیْ دَابَّتِهٖ فَتَحْمِلُهٗ عَلَیْهَا اَوْتَرْفَعُ لَهٗ عَلَیْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ قَالَ وَالْکَلِمَةُ الطَّیِّبَةُ صَدَقَةٌ وَبِکُلِّ خُطْوَةٍ تَمْشِیْهَا اِلَی الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ وَتُمِیْطُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ صَدَقَةٌ :: الشیخان۔

کِتَابُ الْبَیْعِ وَفِی الصِّدْقِ وَالْاَمَانَةِ وَالتَّسَاهُلِ وَفِی الْکَیْلِ وَالْوَزْنِ وَغَیْرِهِمْ

(٥٦) اَلتَّاجِرُ الْاَمِیْنُ الصَّدُوْقُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ :: الترمذی

(٥٧) اَلْحَلِفُ مُنَفِّقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِلْکَسْبِ :: الشیخان۔

(٥٨) اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ مَا لَمْ یَتَفَرَّقَا فَاِنْ صَدَقَ الْبَیِّعَانِ وَبَیَّنَا بُوْرِكَ فِیْ بَیْعِهِمَا وَاِنْ کَذَبَا وَکَتَمَا فَعَسٰی اَنْ یَّرْبَحَا رِبْحًا مَّا وَیُمْحَقَا بَرَکَةَ بَیْعِهِمَا :: الخمسة۔

(٥٩) رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ وَاِذَا اشْتَرٰی وَاِذَا اقْتَضٰی :: البخاری والترمذی

(٦٠) قَالَ لِاَهْلِ الْمِکْیَالِ وَالْمِیْزَانِ اِنَّکُمْ قَدْ وُلِّیْتُمْ اَمْرَیْنِ هَلَکَتْ فِیْهِمَا الْاُمَمُ السَّالِفَةُ قَبْلَکُمْ :: الترمذی۔

(٦١) اِذَا بِعْتَ فَکِلْ وَاِذَا ابْتَعْتَ فَاکْتَلْ :: البخاری۔

(٦٢) اِنَّ رَجُلًا اَهْدٰی لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاوِیَةَ خَمْرٍ فَقَالَ لَهٗ هَلْ عَلِمْتَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی حَرَّمَهَا قَالَ لَا فَسَارَّ اِنْسَانًا اِلٰی جَنْبِهٖ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمَ سَارَرْتَهٗ قَالَ اَمَرْتُهٗ بِبَیْعِهَا قَالَ اِنَّ الَّذِیْ حَرَّمَ شُرْبَهَا حَرَّمَ بَیْعَهَا فَفَتَحَ الْمَزَادَتَیْنِ حَتّٰی ذَهَبَ مَا فِیْهِمَا :: مسلم۔ مالک والنسائی۔

(٦٣) سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَیْتَامٍ وَرِثُوْا خَمْرًا فَقَالَ اَهْرِقْهَا قَالَ اَوَلَا اَجْعَلُهَا خَلًّا قَالَ لَا :: ابو داود والترمذی۔

(۸۷) إِنَّ الشَّيْطَانِ لَمَّةً بِابْنِ آدَمَ وَلِلْمَلَكِ لَمَّةً فَأَمَّا لَمَّةُ الشَّيْطَانِ فَإِيعَادٌ بِالشَّرِّ وَتَكْذِيبٌ بِالْحَقِّ وَأَمَّا لَمَّةُ الْمَلَكِ فَإِيعَادٌ بِالْخَيْرِ وَتَصْدِيقٌ بِالْحَقِّ فَمَنْ وَجَدَ مِنْ ذَالِكَ شَيْئًا فَلْيَعْلَمْ أَنَّهُ مِنَ اللهِ تَعَالَىٰ فَلْيَحْمَدِ اللهَ تَعَالَىٰ وَمَنْ وَجَدَ الْأُخْرَىٰ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ : الترمذی

(۸۸) أَفْضَلُهُ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَقَلْبٌ شَاكِرٌ وَزَوْجَةٌ صَالِحَةٌ تُعِينُ الْمُؤْمِنَ عَلَىٰ إِيمَانِهِ : الترمذی۔

(۸۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَىٰ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ قَالَ الصَّبْرُ عِنْدَ الْغَضَبِ وَالْعَفْوُ عِنْدَ الْإِسَاءَةِ فَإِذَا فَعَلُوهُ عَصَمَهُمُ اللهُ تَعَالَىٰ وَخَضَعَ لَهُمْ عَدُوُّهُمْ : البخاری مُعَلَّقًا۔

(۹۰) إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا أَخْطَأَ خَطِيئَةً نُكِتَتْ فِي قَلْبِهِ نُكْتَةٌ فَإِذَا هُوَ نَزَعَ وَاسْتَغْفَرَ وَتَابَ صُقِلَ قَلْبُهُ وَإِنْ عَادَ زِيدَ فِيهَا حَتَّىٰ تَعْلُوَ قَلْبَهُ وَهُوَ الرَّانُ الَّذِي ذَكَرَ اللهُ تَعَالَىٰ : الترمذی۔

(۹۱) يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِي ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ فَقَالَ لِمَ يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ : الشیخان

(۹۲) إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرَىٰ ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرَىٰ ذُنُوبَهُ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلَىٰ أَنْفِهِ فَقَالَ بِهِ هٰكَذَا بِيَدِهِ فَذَبَّهُ عَنْهُ : الشیخان

(۹۳) لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ أَصَابَهُ فَإِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيٰوةُ خَيْرًا لِي وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي : الخمسة

(۹۴) وَمَنْ تَحَلَّىٰ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَانَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُورٍ : الترمذی۔

(۹۵) لَا تَمْنَعُوا فَضْلَ الْمَاءِ لِتَمْنَعُوا بِهِ الْكَلَأَ : ستة الا النسائی وفی أخرىٰ لمالك لَا يُمْنَعُ نَفْعُ الْبِئْرِ۔

(۹۶) قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ حَدِّثْنِي مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ قَالَ الْمِلْحُ ثُمَّ قَالَ مَاذَا قَالَ النَّارُ ثُمَّ قَالَ يَا نَبِيَّ اللهِ مَا الشَّيْءُ الَّذِي لَا يَحِلُّ مَنْعُهُ قَالَ أَنْ تَفْعَلَ الْخَيْرَ خَيْرٌ لَكَ : ابو داود۔

(۹۷) قَضَىٰ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالشُّفْعَةِ فِي كُلِّ مَا لَمْ يُقْسَمْ فَإِذَا وَقَعَتِ

فسأل رب الحائط ان يضع له او يقيله فحلف ان لا يفعل فذهبت ام المشترى الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرت ذلك له فقال تألى ان لا يفعل خيرا فسمع بذالك رب الحائط فاتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله هو له: مالك

(۷۹) اصيب رجل في ثمار ابتاعها فكثر دينه فافلس فقال النبي صلى الله عليه وسلم تصدقوا عليه فتصدق الناس عليه فلم يبلغ ذلك وفاء دينه فقال صلى الله عليه وسلم لغرمائه خذوا ما وجدتم له ليس لكم الا ذلك: الخمسة الا البخارى-

(۸۰) ان بعت من اخيك ثمرا فاصابته جائحة فلا يحل لك ان تأخذ منه شيئا بم تأخذ مال اخيك بغير حق- مسلم وابوداود والنسائى- وفي رواية بوضع الجوائح:

كتاب البخل وذم المال

(۸۱) ابى ذر قال انتهيت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو جالس في ظل الكعبة فلما رانى قال هم الاخسرون ورب الكعبة قلت يا رسول الله فداك ابى وامى من هم قال هم الاكثرون اموالا الا من قال هكذا وهكذا ثلث مرات من بين يديه ومن خلفه وعن يمينه وعن شماله: الخمسة الا اباداود

(۸۲) خصلتان لا يجتمعان في مؤمن البخل وسوء الخلق: الترمذى

(۸۳) يقول ابن آدم مالى مالى وهل لك يا ابن آدم من مالك الا ما اكلت فافنيت او لبست فابليت او تصدقت فامضيت: مسلم والترمذى والنسائى

(۸۴) لعن عبد الدينار ولعن عبد الدرهم: الترمذى-

(۸۵) ايكم مال وارثه احب اليه من ماله قالوا يا رسول الله ما منا احد الا ماله احب اليه من مال وارثه قال فان ماله ما قدم ومال وارثه ما اخر: البخاري والنسائى

الثانى- كتاب التفسير ومتفرقاته

(۸۶) اتقوا الحديث عنى الا ما علمتم فمن كذب على متعمدا فليتبوأ مقعده من النار: الترمذى-

(۱۰۸) الا اخبرکم بخیر الناس رجل ممسك بعنان فرسه في سبيل الله الا اخبركم بالذي يتلوه رجل معتزل في غنيمة له يؤدي حق الله تعالى فيها الا اخبركم بشر الناس رجل يسأل بالله ولا يعطي به :- مالك والترمذي والنسائي

(۱۰۹) سياحة امتي الجهاد في سبيل الله :- ابو داود۔

(۱۱۰) لا يلج النار رجل بكى من خشية الله تعالى حتى يعود اللبن في الضرع ولا يجتمع على عبد غبار في سبيل الله تعالى ودخان جهنم :- الترمذي والنسائي

(۱۱۱) عينان لا تمسهما النار عين بكت من خشية الله وعين باتت تحرس في سبيل الله :- الترمذي۔

(۱۱۲) من جهز غازيا في سبيل الله تعالى فقد غزا ومن خلف غازيا في اهله بخير فقد غزا :- الخمسة

(۱۱۳) ما احد يدخل الجنة يحب ان يرجع الى الدنيا وله ما على الارض من شيء الا الشهيد يتمنى ان يرجع الى الدنيا فيقتل عشر مرات لما يرى من الكرامة :- الخمسة الا ابا داود۔

(۱۱۴) انه من قتل منا صار الى الجنة :- البخاري۔

(۱۱۵) لان اقتل في سبيل الله احب الي من ان يكون لي اهل المدر والوبر :- النسائي

(۱۱۶) قال رجل يا رسول الله ارايت ان قتلت في سبيل الله اتكفر عني خطاياي فقال صلى الله عليه وسلم نعم ان قتلت وانت صابر محتسب مقبل غير مدبر ثم قال كيف قلت فاعاد عليه فقال نعم الا الدين فان جبرائيل اخبرني بذلك :- مسلم ومالك والترمذي والنسائي۔

(۱۱۷) ما يجد الشهيد من مس القتل الا كما يجد احدكم من مس القرصة :- الترمذي والنسائي۔

(۱۱۸) عجب ربنا تبارك وتعالى من رجل غزا في سبيل الله فانهزم اصحابه فعلم ما عليه فرجع حتى اريق دمه فيقول الله للملائكة انظروا الى عبدي رجع رغبة فيما عندي وشفقا مما عندي حتى اريق دمه اشهدكم اني قد غفرت له :- ابو داود۔

(۱۱۹) قال يوم الفتح لا هجرة بعد الفتح ولكن جهاد ونية واذا استنفرتم

الحدود وصرفت الطرق فلا شفعة: الخمسة وزاد مسلم لا يحل له أن يبيع حتى يؤذن شريكه فإن شاء شريكه أخذ وإن شاء ترك فإذا باع ولم يؤذنه فهو أحق به وفي أخرى لأبي داود والترمذي جار الدار أحق بدار الجار والأرض۔

(٩٨) إذا تشاجرتم في الطريق فاجعلوه سبعة أذرع: الخمسة إلا النسائي

(٩٩) إن أحب البلاد إلى الله تعالى المساجد وأبغض البلاد إلى الله تعالى الأسواق: المسلم۔

(١٠٠) ألا لا يجني جان إلا على نفسه ولا يجني والد على ولده ولا ولد على والده: الترمذي

الثناء كتاب الثناء

(١٠١) من صنع إليه معروف فقال لفاعله جزاك الله خيراً فقد أبلغ في الثناء: الترمذي

(١٠٢) من أعطي عطاء فليجز به إن وجد فإن لم يجد فليثن به فإنه من أثنى به فقد شكره ومن كتمه فقد كفره: أبو داود والترمذي من لم يشكر الناس لا يشكر الله تعالى: الترمذي۔

الجيم كتاب الجهاد

(١٠٣) رباط يوم في سبيل الله خير من ألف يوم فيما سواه من المنازل: الترمذي والنسائي

(١٠٤) المجاهد من جاهد نفسه: الترمذي۔

(١٠٥) والذي نفس محمد بيده لوددت أن أغزو في سبيل الله فأقتل ثم أغزو فأقتل ثم أغزو فأقتل: الثلاثة والنسائي۔

(١٠٦) قيل يا رسول الله أي الناس أفضل قال مؤمن مجاهد بنفسه وماله في سبيل الله قيل ثم من قال رجل في شعب من الشعاب يتقي الله ويدع الناس من شره: الخمسة۔

(١٠٧) ألا أخبركم بخير الناس وشر الناس إن من خير الناس رجل عمل في سبيل الله على ظهر فرسه أو ظهر بعيره أو على قدميه حتى يأتيه الموت وإن من شر الناس رجل يقرأ كتاب الله تعالى لا يرعوي بشيء منه: النسائي۔

والسَّكِينَةِ إِذَا قَاتَلْنَا ۔ ابوداؤد۔

(۱۲۹) مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا وَانْتَقَصَهُ أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسِهِ فَأَنَا حَجِيْجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔ ابوداود۔

(۱۳۰) مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا مُتَعَمِّدًا فِي غَيْرِ كُنْهِهِ حَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ الْجَنَّةَ ۔ ابوداود والنسائی

(۱۳۱) أُمُّ هَانِئٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ أَجَرْتُ رَجُلَيْنِ مِنْ أَحْمَائِي فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ ۔ السنن الا النسائی۔

(۱۳۲) مَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ إِلَّا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْعَدُوَّ ۔ مالک بلاغا۔

(۱۳۳) تُوُفِّيَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ فَذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ فَتَغَيَّرَتْ وُجُوْهُ النَّاسِ لِذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّ صَاحِبَكُمْ قَدْ غَلَّ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَفَتَّشْنَا مَتَاعَهُ فَوَجَدْنَاهُ قَدْ غَلَّ خَرَزًا مِنْ خَرَزِ يَهُوْدَ لَا يُسَاوِي دِرْهَمَيْنِ ۔ مالک وابوداود والنسائی۔

(۱۳۴) رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَصَابَ النَّاسَ حَاجَةٌ شَدِيْدَةٌ وَجَهْدٌ فَأَصَابُوْا غَنَمًا فَانْتَهَبُوْهَا فَإِنَّ قُدُوْرَنَا لَتَغْلِيْ إِذْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ فَأَكْفَأَ الْقُدُوْرَ بِقَوْسِهِ ثُمَّ جَعَلَ يُرَمِّلُ اللَّحْمَ بِالتُّرَابِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ النُّهْبَةَ لَيْسَتْ بِأَحَلَّ مِنَ الْمَيْتَةِ ۔ ابوداود۔

(۱۳۵) مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِيْنِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ أَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ ۔ الترمذی ابوداود والنسائی

(۱۳۶) مَا ضَلَّ قَوْمٌ بَعْدَ هُدًى كَانُوْا عَلَيْهِ إِلَّا أُوْتُوا الْجَدَلَ ۔ الترمذی

(۱۳۷) مَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَهُوَ مُبْطِلٌ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ وَمَنْ تَرَكَهُ وَهُوَ مُحِقٌّ بُنِيَ لَهُ فِي وَسَطِهَا وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَهُ بُنِيَ لَهُ فِي أَعْلَاهَا ۔ الترمذی۔

(۱۳۸) إِنَّ أَبْغَضَ الرِّجَالِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى الْأَلَدُّ الْخَصِمُ ۔ الخمسۃ الا ابوداود۔

(۱۳۹) عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فِي أَصْحَابِهِ إِذْ وَقَعَ رَجُلٌ بِأَبِي بَكْرٍ فَآذَاهُ فَصَمَتَ عَنْهُ أَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ آذَاهُ الثَّانِيَةَ فَصَمَتَ عَنْهُ ثُمَّ آذَاهُ الثَّالِثَةَ فَانْتَصَرَ مِنْهُ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ أَوَجَدْتَ عَلَيَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ لَا وَلٰكِنْ نَزَلَ مَلَكٌ مِنَ السَّمَاءِ يُكَذِّبُهُ بِمَا قَالَ لَكَ فَلَمَّا انْتَصَرْتَ

فانفروا :- الخمسۃ۔

(۱۲۰) الغزو غزوان فامّا من ابتغی وجہ اللہ تعالٰی واطاع الامام وانفق الکریمۃ وياسر الشريك واجتنب الفساد فانّ نومہ ونبهہ اجر کلّہ وامّا من غزا فخرًا ورياءً وسمعةً وعصى الامام وافسد فی الارض فانّہ لم یرجع بالکفاف

الاربعۃ الا الترمذی۔

(۱۲۱) انّ رجلاً قال یا رسول اللہ رجل یرید الجهاد فی سبیل اللہ وھو یبتغی عرضا من الدنیا فقال لا اجر لہ فاعاد علیہ ثلاثًا کلّ ذلك یقول لا اجر لہ :- ابوداؤد۔

(۱۲۲) ابن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ قال وجدت امرأة مقتولة فی بعض مغازی رسول اللہ فنھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قتل النساء والصبیان :- الستۃ الا النسائی۔

(۱۲۳) ام عطیۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا قالت غزوت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبع غزوات اخلفهم فی رحالهم اصنع لهم الطعام واداوی الجرحی واقوم علی المرضی :- مسلم

(۱۲۴) اذا قاتل احدکم فلیجتنب الوجہ :- الشیخان۔

(۱۲۵) ابی یعلی قال غزونا مع عبد الرحمٰن بن خالد بن الولید فاتی باربعۃ اعلاج من العدو فامر بهم فقتلوا صبرًا بالنبل فبلغ ذلك ابا ایوب الانصاری رضی اللہ عنہ فقال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینھی عن قتل الصبر فوالذی نفسی بیدہ لو کانت دجاجۃ ما صبرتها فبلغ ذلك عبد الرحمٰن فاعتق اربع رقاب :- ابوداؤد۔

(۱۲۶) ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما قال کان المشرکون علی منزلتین من النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمؤمنین کانوا مشرکی اهل حرب یقاتلهم ویقاتلونہ ومشرکی اهل عهد لا یقاتلهم ولا یقاتلونہ فکان اذا هاجرت المرأة من اهل الحرب لم تخطب حتی تحیض وتطهر فاذا طهرت حل لها النکاح فان هاجر زوجها قبل ان تنکح ردت الیہ فان هاجر منهم عبد او امۃ فهما حران لهما ما للمهاجرین :- البخاری

(۱۲۷) انّما الامام جنّۃ یقاتل بہ :- الخمسۃ الا الترمذی۔

(۱۲۸) سمّی خیلنا خیل اللہ تعالٰی وکان یامرنا بالجماعۃ اذا فزعنا والصبر

مِنِّی فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْتِ اَحَقُّ بِہٖ مَا لَمْ تَنْکِحِیْ :۔ ابوداود

(۱۴۹) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیَّرَ غُلَامًا بَیْنَ اَبِیْہِ وَاُمِّہٖ فَاخْتَارَ اُمَّہٗ فَاَخَذَ بِیَدِھَا فَانْطَلَقَتْ بِہٖ :۔ الترمذی والنسائی وابوداود۔

کِتَابُ الْحَسَدِ۔

(۱۵۰) لَا یَجْتَمِعُ فِیْ قَلْبِ عَبْدٍ اَلْاِیْمَانُ وَالْحَسَدُ :۔ مسلم وابوداود۔

(۱۵۱) لَا حَسَدَ اِلَّا فِیْ اِثْنَیْنِ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی الْحِکْمَۃَ فَھُوَ یَقْضِیْ بِھَا وَھُوَ یُعَلِّمُھَا وَرَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَسَلَّطَہٗ عَلٰی ھَلَکَتِہٖ فِی الْحَقِّ۔ الشیخان

(۱۵۲) اِیَّاکُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّہٗ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ اَوْ قَالَ الْعُشْبَ :۔ ابوداود۔

(۱۵۳) دَبَّ اِلَیْکُمْ دَاءُ الْاُمَمِ قَبْلَکُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ وَھِیَ الْحَالِقَۃُ اَمَا اِنِّیْ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰکِنْ تَحْلِقُ الدِّیْنَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا تَحَابُّوْنَ بِہٖ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ :۔ الترمذی۔

کِتَابُ الْحِرْصِ

(۱۵۴) یَھْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَیَشِبُّ فِیْہِ اِثْنَانِ الْحِرْصُ عَلَی الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَی الْعُمُرِ۔ الشیخان والترمذی

(۱۵۵) مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِیْ غَنَمٍ بِاَفْسَدَ لَھَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَی الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِیْنِہٖ ۔ الترمذی۔

(۱۵۶) لَوْ کَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِیَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغٰی اِلَیْھِمَا ثَالِثًا وَلَا یَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ تَابَ ۔ الشیخان

کِتَابُ الْحَیَاءِ

(۱۵۷) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِسْتَحْیُوْا مِنَ اللّٰہِ حَقَّ الْحَیَاءِ قُلْنَا اِنَّا نَسْتَحْیِیْ مِنَ اللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ قَالَ لَیْسَ ذٰلِکَ وَلٰکِنَّ الْاِسْتِحْیَاءَ

ذَهَبَ الْمَلَكُ وَقَعَدَ الشَّيْطَانُ فَلَمْ اَكُنْ لِاَجْلِسَ اِذْ قَعَدَ الشَّيْطَانُ :۔ ابوداؤد

الحاء۔ کتاب الحج۔ وفی احادیث المتفرقۃ

(۱۴۰) قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَرَى الْجِهَادَ اَفْضَلَ الْاَعْمَالِ اَفَلَا نُجَاهِدُ قَالَ لٰكِنْ اَفْضَلُ الْجِهَادِ وَاَجْمَلُهُ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ ثُمَّ لُزُوْمُ الْحُصُرِ :۔ البخاری

وَلِلنِّسَاءِ فِي جِهَادُ الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ وَالضَّعِيْفِ وَالْمَرْاَةِ الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ :۔ البخاری

(۱۴۱) لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يُنْكِحُ وَلَا يَخْطُبُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَلَا عَلٰى غَيْرِهٖ :۔ الستۃ الا البخاری

(۱۴۲) سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَاجِّ قَالَ الشَّعِثُ التَّفِلُ :۔ الترمذی

کتاب الحدود۔

(۱۴۳) رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ عَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يَبْلُغَ وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الْمَعْتُوْهِ حَتّٰى يَبْرَئَ ۔ ابوداؤد ۔ وَفِي اُخْرٰى زَادَ عَنِ الْخَرِفِ :۔

(۱۴۴) سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّمْرِ الْمُعَلَّقِ فَقَالَ مَنْ اَصَابَ بِفِيْهِ مِنْ ذِيْ حَاجَةٍ غَيْرَ مُتَّخِذٍ خُبْنَةً فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ :۔ ابوداؤد والترمذی والنسائی

(۱۴۵) مَنْ حَالَتْ شَفَاعَتُهٗ دُوْنَ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَدْ ضَادَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ خَاصَمَ فِي بَاطِلٍ وَهُوَ يَعْلَمُ لَمْ يَزَلْ فِي سَخَطِ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰى يَنْزِعَ وَمَنْ قَالَ فِي مُؤْمِنٍ مَا لَيْسَ فِيْهِ اَسْكَنَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى رَدْغَةَ الْخَبَالِ حَتّٰى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ وَمَنْ اَعَانَ عَلٰى خُصُوْمَةٍ بِظُلْمٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى :۔ ابوداؤد

(۱۴۶) نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُسْتَقَادَ فِي الْمَسْجِدِ وَاَنْ تُنْشَدَ فِيْهِ الْاَشْعَارُ وَاَنْ تُقَامَ فِيْهِ الْحُدُوْدُ :۔ ابوداؤد

(۱۴۷) وَمَنْ نَظَرَ فِي كِتَابِ اَخِيْهِ بِغَيْرِ اِذْنِهٖ فَاِنَّمَا يَنْظُرُ فِي النَّارِ :۔ ابوداؤد

کتاب الحضانۃ

(۱۴۸) اَتَتْ اِمْرَاَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا كَانَ بَطْنِيْ لَهٗ وِعَاءً وَثَدْيِيْ لَهٗ سِقَاءً وَحِجْرِيْ لَهٗ حِوَاءً وَاِنَّ اَبَاهُ طَلَّقَنِيْ وَاَرَادَ اَنْ يَنْتَزِعَهٗ

کتاب الخلافۃ والامارۃ

(۱۶۸) تجدون من خیار الناس اشدّ الناس کراھۃ لھذا الشان حتّی یقع فیہ۔ الشیخان

(۱۶۹) من اتاکم وامرکم جمیع علی رجل واحد یریدون ان یشق عصاکم او یفرّق جماعتکم فاقتلوہ۔ مسلم

(۱۷۰) من ولاہ اللّٰہ شیئا من امور المسلمین فاحتجب دون حاجتھم وخلّتھم وفقرھم احتجب اللّٰہ دون حاجتہ وخلّتہ وفقرہ یوم القیٰمۃ۔ ابوداود والترمذی

(۱۷۱) کلّکم راع وکلّکم مسئول عن رعیّتہ فالامام راع ومسئول عن رعیّتہ والرجل راع فی اھلہ وھو مسئول عن رعیّتہ والمرءۃ فی بیت زوجھا راعیۃ وھی مسئولۃ عن رعیّتھا والخادم فی مال سیّدہ راع وھو مسئول عن رعیّتہ۔ الخمسۃ الا النسائی۔

(۱۷۲) انّ المقسطین عند اللّٰہ یوم القیٰمۃ علی منابر من نور عن یمین الرحمٰن وکلتا یدیہ یمین الذین یعدلون فی حکمھم واھلیھم وما ولّوا۔ مسلم والنسائی۔

(۱۷۳) ما من عبد یسترعیہ اللّٰہ تعالیٰ رعیّۃ یموت یوم یموت وھو غاشّ لرعیّتہ الّا حرّم اللّٰہ تعالیٰ علیہ الجنّۃ۔ الشیخان۔

(۱۷۴) احبّ الناس الی اللّٰہ تعالیٰ یوم القیٰمۃ وادناھم منہ مجلسا امام عادل وابغض الناس الی اللّٰہ تعالیٰ یوم القیٰمۃ وابعدھم منہ مجلسا امام جائر۔ الترمذی

(۱۷۵) المقدام ابن معدیکرب قال ضرب رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم منکبی وقال افلحت یا قدیم ان متّ ولم تکن امیرا ولا کاتبا ولا عریفا۔ ابوداود

(۱۷۶) ابی ذر قال قلت یا رسول اللّٰہ الا تستعملنی فضرب بیدہ علی منکبی ثم قال یا ابا ذر انّک ضعیف وانّھا امانۃ وانّھا یوم القیٰمۃ خزی وندامۃ الّا من اخذھا بحقّھا وادّی الّذی علیہ فیھا۔ مسلم وابوداود وللاولی ولابی داود فی اخری یا ابا ذر انّی اراک ضعیفا وانّی احبّ لک ما احبّ لنفسی لا تامّرنّ علی اثنین ولا تولّینّ مال یتیم وله فی اخری قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم انّ العرافۃ

مِنَ اللّٰہِ تعالیٰ حقّ الحیاءِ اَن یحفظ الرّأس وما وعی والبطن وما حوی ویذکر الموت والبلاء ومن اراد الاٰخرۃ ترک زینۃ الحیٰوۃ الدّنیا واٰثر الاٰخرۃ علی الاولیٰ فمن فعل ذٰلک فقد استحیی من اللّٰہ تعالیٰ حقّ الحیاءِ ؛ الترمذی ۔

(۱۵۸) اِنّ لکلّ دینٍ خلقًا وخلق الاسلام الحیاءُ :۔ مالک ۔

(۱۵۹) ماکان الفحش فی شیءٍ الّا شانہ وماکان الحیاءُ فی شیءٍ الّا زانہ ؛ الترمذی

الخاءُ کتاب الخلق

(۱۶۰) اَحسن خُلقک للنّاس :۔ مالک ۔

(۱۶۱) اکمل المؤمنین ایمانًا احسنھم خُلقًا وخیارکم خیارکم لاھلہ ؛ ابوداود والترمذی

(۱۶۲) مامن شیءٍ اثقل فی میزان المؤمن یوم القیٰمۃ من خُلقٍ حسنٍ و اِنّ اللّٰہ تعالیٰ لیبغض الفاحش البذیّ :۔ ابوداود والترمذی ۔

(۱۶۳) اِنّ من احبّکم الیّ واقربکم منّی مجلسًا یوم القیٰمۃ احاسنکم اخلاقًا واِنّ ابغضکم الیّ وابعدکم منّی مجلسًا یوم القیٰمۃ الثّرثارون و المتشدّقون والمتفیھقون :۔ الترمذی ۔

(۱۶۴) البرّ حسن الخلق والاثم ماحاک فی صدرک وکرھت ان یطّلع علیہ النّاس ؛ مسلم

کتاب الخوف

(۱۶۵) عن عائشۃ رض قالت ما رأیت رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم مستجمعًا قطّ ضاحکًا حتّی اریٰ منہ لھواتہ انّما کان تبسّم ؛ الخمسۃ الّا النسائی

(۱۶۶) من خاف ادلج ومن ادلج بلغ المنزل :۔ الترمذی ۔

(۱۶۷) دخل رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم علیٰ شابٍّ وھو فی الموت فقال کیف تجدک قال ارجو اللّٰہ تعالیٰ یا رسول اللّٰہ واخاف ذنوبی فقال صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم ما اجتمعا فی قلب عبدٍ فی مثل ھٰذا الموطن الّا اعطاہ اللّٰہ ما یرجو وامنہ ممّا یخاف الترمذی :۔

بطانة تأمره بالمعروف وتحضه عليه وبطانة تأمره بالشر وتحضه عليه والمعصوم من عصم الله تعالى :- البخاری والنسائی۔

(۱۸۷) أعيذك بالله يا كعب بن عجرة من أمراء يكونون بعدي من غشي أبوابهم وصدقهم في كذبهم وأعانهم على ظلمهم فليس مني ولست منه ولا يرد على الحوض ومن لم يغش أبوابهم ولم يصدقهم في كذبهم ولم يعنهم على ظلمهم فهو مني وأنا منه وسيرد على الحوض يا كعب بن عجرة الصلوة برهان والصوم جنة حصينة والصدقة تطفي الخطيئة كما يطفي الماء النار يا كعب بن عجرة انه لا يربو لحم نبت من سحت الا كانت النار أولى به :- الترمذی والنسائی۔

(۱۸۸) إذا ابتغى الأمير الريبة في الناس أفسدهم :- ابو داؤد۔

الدال كتاب الدعاء

(۱۸۹) ألا أخبركم بخير أعمالكم وأرفعها في درجاتكم وأزكاها عند مليككم وخير لكم من إعطاء الورق والذهب وخير لكم من أن تلقوا عدوكم فتضربوا أعناقهم ويضربوا أعناقكم قالوا بلى يا رسول الله قال ذكر الله تعالى :- مالك والترمذی۔

(۱۹۰) يقول الله عز وجل أخرجوا من النار من ذكرني يوما أو خافني في مقام :- الترمذی۔

(۱۹۱) ثلث دعوات مستجابات لا شك في إجابتهن دعوة المظلوم ودعوة المسافر ودعوة الوالد على ولده :- ابو داؤد والترمذی ۔ واتق دعوة المظلوم فانه ليس بينه وبين الله حجاب :- الخمسة

(۱۹۲) ما من دعوة أسرع إجابة من دعوة غائب لغائب :- ابو داؤد والترمذی

(۱۹۳) إن ربكم حيي كريم يستحيي من عبده إذا رفع يديه إليه أن يردهما صفرا خائبا :- ابو داؤد والترمذی۔

(۱۹۴) ادعوا الله وأنتم موقنون بالإجابة واعلموا أن الله تعالى لا يستجيب دعاء من قلب غافل لاه :- الترمذی۔

حَقٌّ وَلَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ عُرَفَاءَ وَلٰكِنَّ الْعُرَفَاءَ فِي النَّارِ۔

(۱۷۷) يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُوتِيتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا :۔ الخمسة

(۱۷۸) أَبِي مُوسٰى قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَرَجُلَانِ مِنْ بَنِي عَمِّي فَقَالَ أَحَدُهُمَا يَا رَسُولَ اللهِ أَمِّرْنَا عَلٰى بَعْضِ مَا وَلَّاكَ اللهُ تَعَالٰى وَقَالَ الْآخَرُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ إِنَّا وَاللهِ لَا نُوَلِّي هٰذَا الْعَمَلَ أَحَدًا سَأَلَهُ أَوْ أَحَدًا حَرَصَ عَلَيْهِ :۔ الخمسة الا الترمذی۔

(۱۷۹) اِسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَإِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَأَنَّ رَأْسَهُ زَبِيبَةٌ مَا أَقَامَ فِيكُمْ كِتَابَ اللهِ تَعَالٰى :۔ البخاری۔

(۱۸۰) مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ اللهَ تَعَالٰى وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللهَ تَعَالٰى وَمَنْ يُطِعِ الْأَمِيرَ فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ يَعْصِ الْأَمِيرَ فَقَدْ عَصَانِي۔ الشیخان

(۱۸۱) عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهَ إِلَّا أَنْ يُؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ :۔ الخمسة

(۱۸۲) أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخِيَارِ أُمَرَائِكُمْ وَشِرَارِهِمْ خِيَارُهُمُ الَّذِينَ تُحِبُّونَهُمْ وَيُحِبُّونَكُمْ وَتَدْعُونَ لَهُمْ وَيَدْعُونَ لَكُمْ وَشِرَارُ أُمَرَائِكُمُ الَّذِينَ تُبْغِضُونَهُمْ وَيُبْغِضُونَكُمْ وَتَلْعَنُونَهُمْ وَيَلْعَنُونَكُمْ :۔ الترمذی۔

(۱۸۳) مَنْ خَرَجَ عَنِ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِعَصَبِيَّةٍ أَوْ يَدْعُو إِلَى عَصَبِيَّةٍ أَوْ يَنْصُرُ عَصَبِيَّةً فَقُتِلَ فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ وَمَنْ خَرَجَ عَلٰى أُمَّتِي يَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا لَا يَتَحَاشٰى مِنْ مُؤْمِنِهَا وَلَا يَفِي بِعَهْدِ ذِي عَهْدِهَا فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ مِنْهُ۔ مسلم والنسائی

(۱۸۴) مَنْ أَهَانَ سُلْطَانَ اللهِ فِي الْأَرْضِ أَهَانَهُ اللهُ تَعَالٰى۔ الترمذی۔

(۱۸۵) إِذَا أَرَادَ اللهُ تَعَالٰى بِالْأَمِيرِ خَيْرًا جَعَلَ لَهُ وَزِيرَ صِدْقٍ إِنْ نَسِيَ ذَكَّرَهُ وَإِنْ ذَكَرَ أَعَانَهُ وَإِذَا أَرَادَ اللهُ بِهِ غَيْرَ ذٰلِكَ جَعَلَ لَهُ وَزِيرَ سُوءٍ إِنْ نَسِيَ لَمْ يُذَكِّرْهُ وَإِنْ ذَكَرَ لَمْ يُعِنْهُ :۔ ابوداود والنسائی۔

(۱۸۶) مَا بَعَثَ اللهُ تَعَالٰى مِنْ نَبِيٍّ وَلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيفَةٍ إِلَّا كَانَتْ لَهُ بِطَانَتَانِ

اَوْ یُجْهَلَ عَلَیْنَا۔ الترمذی والنسائی وابوداود۔

(۲۰۶) اِذَا خَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ (یَقُوْلُ) بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ اَبُوْ داؤد والترمذی

(۲۰۷) اِذَا وَلَجَ الرَّجُلُ اِلٰی بَیْتِہٖ فَلْیَقُلِ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلِجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰہِ خَرَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا ثُمَّ لِیُسَلِّمْ عَلٰی اَھْلِہٖ۔ ابوداود۔

الدُّعَاءُ

(۲۰۸) اَللّٰھُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْیَتِکَ مَا تَحُوْلُ بِہٖ بَیْنَنَا وَبَیْنَ مَعَاصِیْکَ وَمِنْ طَاعَتِکَ مَا تُبَلِّغُنَا بِہٖ جَنَّتَکَ وَمِنَ الْیَقِیْنِ مَا تُھَوِّنُ بِہٖ عَلَیْنَا مَصَائِبَ الدُّنْیَا اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُوَّتِنَا مَا اَحْیَیْتَنَا وَاجْعَلْہُ الْوَارِثَ مِنَّا وَاجْعَلْ ثَارَنَا عَلٰی مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰی مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِیْبَتَنَا فِیْ دِیْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْیَا اَکْبَرَ ھَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَیْنَا مَنْ لَّا یَرْحَمُنَا۔ الترمذی

(۲۰۹) بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ اَللّٰھُمَّ اَزْوِلَنَا الْاَرْضَ وَھَوِّنْ عَلَیْنَا السَّفَرَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ وَّعْثَاءِ السَّفَرِ۔ مالک

(۲۱۰) قَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اُرِیْدُ السَّفَرَ فَاَوْصِنِیْ فَقَالَ عَلَیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ وَالتَّکْبِیْرِ عَلٰی کُلِّ شَرَفٍ فَلَمَّا وَلّٰی قَالَ اَللّٰھُمَّ اَطْوِلَہُ الْبُعْدَ وَھَوِّنْ عَلَیْہِ السَّفَرَ۔ الترمذی۔

(۲۱۱) اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکُمْ وَاَمَانَتَکُمْ وَخَوَاتِیْمَ اَعْمَالِکُمْ۔ ابوداود

(۲۱۲) اِنَّ اللّٰہَ لَیَرْضٰی عَنِ الْعَبْدِ اَنْ یَّاْکُلَ الْاَکْلَۃَ فَیَحْمَدُہٗ عَلَیْھَا اَوْ یَشْرَبَ الشَّرْبَۃَ فَیَحْمَدُہٗ عَلَیْھَا۔ مسلم والترمذی

(۲۱۳) اَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّائِمُوْنَ وَاَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَفِیْ اُخْرٰی اَثِیْبُوْا اَخَاکُمْ قَالُوْا وَمَا اِثَابَتُہٗ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا دَخَلَ بَیْتَہٗ وَاَکَلَ طَعَامَہٗ وَشَرِبَ

(۱۹۵) إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلَا يَقُلِ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ وَلٰكِنْ لِيَعْزِمِ الْمَسْئَلَةَ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا مُسْتَكْرِهَ لَهٗ ۔ الستة الا النسائی

(۱۹۶) فَجَعَلَ النَّاسُ يَجْهَرُوْنَ بِالتَّكْبِيْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْبَعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ إِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّكُمْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا وَهُوَ مَعَكُمْ وَالَّذِيْ تَدْعُوْنَهٗ أَقْرَبُ إِلٰى أَحَدِكُمْ مِنْ عُنُقِ رَاحِلَتِهٖ ۔ الخمسة الا النسائی

(۱۹۷) اِعْتَكَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَسَمِعَهُمْ يَجْهَرُوْنَ بِالْقُرْاٰنِ فَكَشَفَ السِّتْرَ فَقَالَ أَلَا إِنَّ كُلَّكُمْ مُنَاجٍ رَبَّهٗ فَلَا يُؤْذِيَنَّ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَلَا يَرْفَعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الْقِرَاءَةِ أَوْ قَالَ فِي الصَّلٰوةِ ۔ ابوداود۔

(۱۹۸) يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ يَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ رَبِّيْ فَلَمْ يَسْتَجِبْ لِيْ ۔ الستة الا النسائی وفی اخری لمسلم لَا يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيْعَةِ رَحِمٍ

(۱۹۹) لَا تَدْعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى أَوْلَادِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى خَدَمِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى أَمْوَالِكُمْ لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً نَيْلٍ فِيْهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيْبُ لَكُمْ ۔ ابوداود۔

(۲۰۰) مَنْ دَعَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَهٗ فَقَدِ انْتَصَرَ ۔ الترمذی۔

(۲۰۱) سَلُوا اللّٰهَ تَعَالٰى مِنْ فَضْلِهٖ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحِبُّ أَنْ يُّسْأَلَ وَأَفْضَلُ الْعِبَادَةِ انْتِظَارُ الْفَرَجِ ۔ الترمذی۔

(۲۰۲) لِيَسْأَلْ أَحَدُكُمْ رَبَّهٗ حَاجَتَهٗ كُلَّهَا حَتّٰى يَسْأَلَ شِسْعَ نَعْلِهٖ إِذَا انْقَطَعَ ۔ الترمذی۔

(۲۰۳) مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللّٰهَ يَغْضَبْ عَلَيْهِ ۔ الترمذی۔

(۲۰۴) إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهٖ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَاٰوَانَا فَكَمْ مِمَّنْ لَا كَافِيَ لَهٗ وَلَا مُؤْوِيَ ۔ مسلم وابوداود والترمذی وَفِيْ اُخْرٰى بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ أَحْيٰى وَأَمُوْتُ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ ۔ الستة الا مالك والمسلم۔

(۲۰۵) إِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ ۔ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ أَنْ نَزِلَّ أَوْ نَضِلَّ أَوْ نَظْلِمَ أَوْ نُظْلَمَ أَوْ نَجْهَلَ

عَلَیۡہِ دَیۡنًا فَقُلۡتُ ھُوَ عَلَیَّ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ قَالَ بِالۡوَفَآءِ قُلۡتُ بِالۡوَفَآءِ فَصَلّٰی عَلَیۡہِ۔ الترمذی والنسائی

الذال ۔ کتاب الذکر

(۲۲۳) لَا یَقۡعُدُ قَوۡمٌ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ اِلَّا حَفَّتۡھُمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَغَشِیَتۡھُمُ الرَّحۡمَۃُ وَنَزَلَتۡ عَلَیۡھِمُ السَّکِیۡنَۃُ وَذَکَرَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیۡمَنۡ عِنۡدَہٗ مسلم والترمذی

(۲۲۴) مَثَلُ الۡبَیۡتِ الَّذِیۡ یُذۡکَرُ اللّٰہُ فِیۡہِ وَالۡبَیۡتِ الَّذِیۡ لَا یُذۡکَرُ اللّٰہُ فِیۡہِ مَثَلُ الۡحَیِّ وَالۡمَیِّتِ۔ الشیخان۔ وَفِیۡ رِوَایَۃٍ یَقُوۡلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا عِنۡدَ ظَنِّ عَبۡدِیۡ بِیۡ وَاَنَا مَعَہٗ اِذَا ذَکَرَنِیۡ فَاِذَا ذَکَرَنِیۡ فِیۡ نَفۡسِہٖ ذَکَرۡتُہٗ فِیۡ نَفۡسِیۡ وَاِنۡ ذَکَرَنِیۡ فِیۡ مَلَاءٍ ذَکَرۡتُہٗ فِیۡ مَلَاءٍ خَیۡرٍ مِّنۡھُمۡ وَاِنۡ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبۡرًا تَقَرَّبۡتُ اِلَیۡہِ ذِرَاعًا وَاِنۡ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبۡتُ اِلَیۡہِ بَاعًا وَاِنۡ اَتَانِیۡ یَمۡشِیۡ اَتَیۡتُہٗ ھَرۡوَلَۃً۔ الشیخان والترمذی

(۲۲۵) مَنۡ اَوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ طَاھِرًا یَذۡکُرُ اللّٰہَ تَعَالٰی حَتّٰی یُدۡرِکَہُ النُّعَاسُ لَمۡ یَتَقَلَّبۡ سَاعَۃً مِّنَ اللَّیۡلِ یَسۡاَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی مِنۡ خَیۡرِ الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ اِلَّا اَعۡطَاہُ اللّٰہُ اِیَّاہُ۔ الترمذی۔

(۲۲۶) مَا عَمِلَ الۡعَبۡدُ عَمَلًا اَنۡجٰی لَہٗ مِنۡ عَذَابِ اللّٰہِ مِنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ مالک

کتاب ذم الدنیا

(۲۲۷) حُبُّ الدُّنۡیَا رَاۡسُ کُلِّ خَطِیۡٓئَۃٍ وَحُبُّکَ الشَّیۡءَ یُعۡمِیۡ وَیُصِمُّ۔ ابوداؤد

(۲۲۸) مَالِیۡ وَلِلدُّنۡیَا مَا اَنَا وَالدُّنۡیَا اِلَّا کَرَاکِبٍ اسۡتَظَلَّ تَحۡتَ شَجَرَۃٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَکَھَا۔ الترمذی۔

(۲۲۹) اِذَا اَحَبَّ اللّٰہُ عَبۡدًا حَمَاہُ الدُّنۡیَا کَمَا یَظَلُّ اَحَدُکُمۡ یَحۡمِیۡ سَقِیۡمَہُ الۡمَآءَ۔ الترمذی

الراء ۔ کتاب الرحمۃ

(۲۳۰) اَلرَّاحِمُوۡنَ یَرۡحَمُھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی اِرۡحَمُوۡا مَنۡ فِی الۡاَرۡضِ

شَرَابَهُ فَدَعَوْا لَهُ فَذٰلِكَ اِثَابَتُهُ - ابوداود

(۲۱۴) اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَلْيَقُلْ لَهُ اَخُوْهُ اَوْ صَاحِبُهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَاِذَا قَالَ لَهُ فَلْيَقُلْ يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ - البخاری وابوداود -

(۲۱۵) تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرْكِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ - الشیخان والنسائی -

كِتَابُ الدَّيْنِ وَاٰدَابِ الْوَفَاءِ

(۲۱۶) اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الذُّنُوْبِ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى يَلْقَاهُ بِهٖ عَبْدٌ بَعْدَ الْكَبَائِرِ الَّتِيْ نَهَى اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنْ يَّمُوْتَ رَجُلٌ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ لَا يَدَعُ لَهُ قَضَاءً اَخْرَجَهُ اَبُوْدَاوٗدَ :-

(۲۱۷) مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ اَدَاءَهَا اَدَّى اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ اَخَذَهَا يُرِيْدُ اِتْلَافَهَا اَتْلَفَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى :- البخاری -

(۲۱۸) مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَاِذَا اُتْبِعَ اَحَدُكُمْ عَلٰى مَلِيٍّ فَلْيَتْبَعْ - الستۃ

(۲۱۹) لَيُّ الْوَاجِدِ يُحِلُّ عِرْضَهُ وَعُقُوْبَتَهُ قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ يُغْلَظُ لَهُ وَيُحْبَسُ - ابوداود والنسائی :-

(۲۲۰) مَنْ سَرَّهُ اَنْ يُّنْجِيَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلْيُنَفِّسْ عَنْ مُعْسِرٍ اَوْ يَضَعْ عَنْهُ - مسلم :-

(۲۲۱) كَانَ لِرَجُلٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِنٌّ مِّنَ الْاِبِلِ فَجَاءَهُ يَتَقَاضَاهُ وَاِنَّهُ اَغْلَظَ فِي الْقَوْلِ حَتّٰى هَمَّ بِهٖ بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا ثُمَّ قَالَ اَعْطُوْهُ فَطَلَبُوْا سِنَّهُ فَلَمْ يَجِدُوْا اِلَّا سِنًّا فَوْقَهَا فَقَالَ اَعْطُوْهَا فَقَالَ اَوْفَيْتَنِيْ اَوْفَاكَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ خَيْرَكُمْ اَحْسَنُكُمْ قَضَاءً - الخمسۃ الا ابوداود

(۲۲۲) عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ فَاِنَّ

(۲۴۰) مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ وَيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ وَيَصْرِفَ بِهِ وُجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ أَدْخَلَهُ النَّارَ۔ الترمذی۔

(۲۴۱) تَجِدُونَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ۔ الستۃ الا النسائی۔

الزاء زکٰوۃ

(۲۴۲) قَدْ عَفَوْتُ لَكُمْ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيقِ فَهَاتُوا صَدَقَةَ الرِّقَةِ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِينَ دِرْهَمًا دِرْهَمٌ وَلَيْسَ فِي تِسْعِينَ وَمِائَةٍ شَيْءٌ فَإِذَا بَلَغَتْ مِائَتَيْنِ فَفِيهَا خَمْسَةُ دَرَاهِمَ۔ الترمذی ابوداود والنسائی

(۲۴۳) أَلَا مَنْ وَلِيَ يَتِيمًا لَهُ مَالٌ فَلْيَتَّجِرْ فِيهِ وَلَا يَتْرُكْهُ حَتّٰى تَأْكُلَهُ الصَّدَقَةُ۔ الترمذی۔

(۲۴۴) الْمُعْتَدِي فِي الصَّدَقَةِ كَمَانِعِهَا۔ ابوداود والترمذی۔

(۲۴۵) أَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا تَمْرَةً مِنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِي فِيهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِخْ كِخْ ارْمِ بِهَا أَمَا عَلِمْتَ أَنَّا لَا نَأْكُلُ الصَّدَقَةَ أَوْ أَنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ۔ الشیخان۔

(۲۴۶) لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ إِلَّا لِخَمْسَةٍ لِغَازٍ أَوْ عَامِلٍ عَلَيْهَا أَوْ غَارِمٍ أَوْ رَجُلٍ اشْتَرَاهَا بِمَالِهِ أَوْ رَجُلٍ كَانَ لَهُ جَارٌ مِسْكِينٌ تُصُدِّقَ عَلَى الْمِسْكِينِ فَأَهْدَى الْمِسْكِينُ لِلْغَنِيِّ۔ مالک وابوداود۔

(۲۴۷) لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ وَلَا لِذِي مِرَّةٍ سَوِيٍّ۔ ابوداود والترمذی

كِتَابُ الزُّهْدِ وَالْفَقْرِ

(۲۴۸) إِنْ سَرَّكِ اللُّحُوقُ بِي فَلْيَكْفِكِ مِنَ الدُّنْيَا كَزَادِ الرَّاكِبِ وَإِيَّاكِ وَمُجَالَسَةَ الْأَغْنِيَاءِ وَلَا تَسْتَخْلِفِي ثَوْبًا حَتّٰى تُرَقِّعِيهِ۔ الترمذی

(۲۴۸) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوتًا وَفِي أُخْرَى كَفَافًا

يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ الرَّحِمُ شُجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ ابوداؤد

(۲۳۱) لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ۔ الشيخان والترمذی

وَفِي أُخْرٰى لِأَبِي دَاوٗد والترمذی لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ إِلَّا مِنْ شَقِيٍّ

(۲۳۲) لَمَّا قَضَى اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِي كِتَابٍ فَهُوَ عِنْدَهٗ فَوْقَ الْعَرْشِ إِنَّ رَحْمَتِي غَلَبَتْ غَضَبِي :۔ البخاری :۔

(۲۳۳) جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ فَأَمْسَكَ عِنْدَهٗ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِي الْأَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا فَمِنْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ تَتَرَاحَمُ الْخَلَائِقُ حَتّٰى تَرْفَعَ الدَّابَّةُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةَ أَنْ تُصِيبَهٗ :۔ الشیخان والترمذی۔

(۲۳۴) قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا فَقَالَ فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ۔ الثلٰثۃ وابوداود۔

(۲۳۵) قَالَ مَنْ فَجَعَ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا رُدُّوْا وَلَدَهَا إِلَيْهَا وَرَأَى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ أَحْرَقْنَاهَا فَقَالَ مَنْ أَحْرَقَ هٰذِهٖ قُلْنَا نَحْنُ قَالَ إِنَّهٗ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُّعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ۔ ابوداؤد

كِتَابُ الرِّفْقِ

(۲۳۶) إِنَّ الرِّفْقَ مَا كَانَ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهٗ وَلَا نُزِعَ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهٗ :۔ مسلم وابوداود۔

(۲۳۷) مَنْ يُّحْرَمُ الرِّفْقَ يُحْرَمُ الْخَيْرَ كُلَّهٗ۔ مسلم وابوداؤد

(۲۳۸) إِذَا بَعَثَ أَحَدًا فِي بَعْضِ أَمْرِهٖ قَالَ بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا وَيَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا۔ ابوداود۔

كِتَابُ الرِّيَاءِ

(۲۳۹) حِكَايَةُ الثَّلٰثَةِ الرِّجَالِ :۔ مسلم والترمذی۔

(۲۵۸) عن عائشۃ قالت ان ھند بنت عتبۃ قالت یا رسول اللہ بایعنی فقال لا ابایعک حتی تغیری کفیک کانھما کفا سبع۔ ابوداود۔

(۲۵۹) رای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا متخلقا فقال اذھب فاغسلہ ثم اغسلہ ثم لا تعد۔ الترمذی والنسائی۔

(۲۶۰) ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امھل آل جعفر حین اتی نعیہ ثلثا ثم اتاھم فقال لا تبکوا علی اخی بعد الیوم ثم قال ادعوا لی بنی اخی فجیء بنا کانا افراخ فقال ادعوا لی الحلاق فامرہ فحلق رؤسنا۔ ابوداود والنسائی۔

(۲۶۱) انھکوا الشوارب واعفوا اللحی۔ الستۃ۔
من الفطرۃ حلق العانۃ وتقلیم الاظفار وقص الشارب۔ الشیخان۔

(۲۶۲) احبب الی الطیب والنساء وجعلت قرۃ عینی فی الصلوۃ۔ النسائی۔

(۲۶۳) من عرض علیہ طیب فلا یردہ فانہ طیب الریح خفیف المحمل۔ مسلم۔ ابوداود۔ والنسائی۔

(۲۶۴) ایما امرأۃ اصابت بخورا فلا تشھد معنا العشاء الآخرۃ۔ مسلم

(۲۶۵) لعنت الواصلۃ والمستوصلۃ والنامصۃ والمتنمصۃ والواشمۃ والموتشمۃ من غیر داء۔ ابوداود۔

(۲۶۶) عن البراء قال نھانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن سبع عن خواتیم الذھب وعن آنیۃ الذھب والفضۃ وعن المیاثر والقسیۃ والاستبرق والدیباج والحریر۔ الخمسۃ الا اباداود۔

(۲۶۷) رای النبی صلی اللہ علیہ وسلم رجلا راسہ شعثا فقال اما وجد ھذا ما یسکن بہ شعرہ ورای آخر علیہ ثیاب وسخۃ فقال اما کان ھذا یجد ماء یغسل بہ ثوبہ۔ ابوداود۔

السنن کتاب السخاء والکرم

(۲۶۸) السخی قریب من اللہ قریب من الناس قریب من الجنۃ بعید من النار والبخیل بعید من اللہ بعید من الناس بعید من الجنۃ قریب

الشیخان والترمذی۔

(۲۵۰) قُمْتُ عَلٰی بَابِ الْجَنَّۃِ فَکَانَ عَامَّۃُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاکِیْنُ وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ غَیْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْ اُمِرَ بِھِمْ اِلَی النَّارِ وَقُمْتُ عَلٰی بَابِ النَّارِ فَاِذَا عَامَّۃُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَآءُ۔ الشیخان۔

(۲۵۱) اَبْغُوْنِیْ فِیْ ضُعَفَآئِکُمْ فَاِنَّمَا تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ بِضُعَفَآئِکُمْ۔ النسائی۔ الترمذی۔ ابوداؤد۔

(۲۵۲) مَرَّ رَجُلٌ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَہٗ مَا رَاْیُکَ فِیْ ھٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَشْرَافِ النَّاسِ ھٰذَا وَاللّٰہِ حَرِیٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ یُّنْکَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ یُّشَفَّعَ فَسَکَتَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَرَّ اٰخَرُ فَقَالَ لَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا رَاْیُکَ فِیْ ھٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ فُقَرَآءِ الْمُسْلِمِیْنَ ھٰذَا وَاللّٰہِ حَرِیٌّ اِنْ خَطَبَ لَا یُنْکَحُ وَاِنْ شَفَعَ لَا یُشَفَّعُ وَاِنْ قَالَ لَا یُسْمَعُ لِقَوْلِہٖ فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھٰذَا خَیْرٌ مِّنْ مِّلْءِ الْاَرْضِ مِثْلَ ھٰذَا۔ الشیخان۔

(۲۵۳) ذَکَرُوْا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الدُّنْیَا فَقَالَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ الْبَذَاذَۃَ مِنَ الْاِیْمَانِ۔ ابوداؤد

(۲۵۴) ذُکِرَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعِبَادَۃٍ وَّذُکِرَ اٰخَرُ بِوَرَعٍ فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَعْدِلُ الْوَرَعُ بِشَیْءٍ۔ الترمذی۔

(۲۵۵) لَا یَبْلُغُ الْعَبْدُ حَقِیْقَۃَ التَّقْوٰی حَتّٰی یَدَعَ مَا لَا بَاْسَ بِہٖ حَذَرًا مِّمَّا بِہٖ بَاْسٌ۔ الترمذی۔

کتاب الزینۃ

(۲۵۶) کَتَبَ النَّبِیُّ کِتَابًا فَقِیْلَ لَہٗ اِنَّھُمْ لَا یَقْرَءُوْنَ کِتَابًا اِلَّا مَخْتُوْمًا فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّۃٍ وَّنَقَشَ فِیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَقَالَ لِلنَّاسِ اِنِّیْ اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّۃٍ وَّنَقَشْتُ فِیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ فَلَا یَنْقُشْ اَحَدٌ عَلٰی نَقْشِہٖ وَفِیْ رِوَایَۃٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ لَبِسَ خَاتَمَ فِضَّۃٍ فِیْ یَمِیْنِہٖ وَکَانَ فَصُّہٗ حَبَشِیًّا وَّکَانَ یَجْعَلُ فَصَّہٗ مِمَّا یَلِیْ کَفَّہٗ۔ الخمسۃ

(۲۵۷) اِصْطَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ ذَھَبٍ فَصَنَعَ النَّاسُ خَوَاتِمَ الذَّھَبِ ثُمَّ اِنَّہٗ جَلَسَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَنَزَعَہٗ فَقَالَ وَاللّٰہِ لَا اَلْبَسُہٗ اَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِیْمَھُمْ۔ الستۃ

لم يدخل حتى يصبح ..... يقول امهلوا كى تمتشط الشعثة و تستحد المغيبة :- الخمسة الا النسائى :-

كتاب السبق

(۲۸۰) عليكم من الخيل بكل كميت اغر محجل او اشقر اغر محجل او ادهم اغر محجل - ابوداود والنسائى -

(۲۸۱) لا تقصوا نواصى الخيل فان الخير معقود فى نواصيها ولا اعرافها فان فيها دفاءها ولا اذنابها فانها مذابها - ابوداود -

كتاب السؤال

(۲۸۲) ان اعظم المسلمين فى المسلمين جرما من سأل عن شىء لم يحرم على الناس فحرم من اجل مسألته :- الشيخان وابوداود :-

كتاب السحر والكهانة

(۲۸۳) من عقد عقدة ثم نفث فيها فقد سحر ومن سحر فقد اشرك ومن تعلق بشىء وكل اليه :- النسائى :-

الشين - كتاب الشراب

(۲۸۴) لا تشربوا واحدا كشرب البعير ولكن اشربوا مثنى و ثلث وسموا الله تعالى اذا انتم شربتم واحمدوا الله اذا انتم رفعتم - الترمذى :-

كان النبى صلى الله عليه وسلم يتنفس ثلثا الخمسة الا النسائى وزاد مسلم والترمذى و يقول انه اروى وابرأ وامرأ :-

(۲۸۵) اذا شرب احدكم فلا يتنفس فى الاناء الخمسة الا ابا داود

(۲۸۶) نهى عن النفخ فى الاناء الاربعة الا النسائى -

مِنَ النَّارِ وَالْجَاهِلُ سَخِيٌّ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِيلٍ ۔ الترمذی :۔

(۲۶۹) تَصَدَّقْنَ فَإِنَّ أَكْثَرَكُنَّ حَطَبُ جَهَنَّمَ فَقَامَتِ امْرَأَةٌ مِنْ سِطَةِ النِّسَاءِ سَفْعَاءُ الْخَدَّيْنِ فَقَالَتْ لِمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ لِأَنَّكُنَّ تُكْثِرْنَ الشَّكَاةَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ ۔ لخمسة الا الترمذی ۔

كِتَابُ السَّفَرِ وَآدَابُهُ

(۲۷۰) اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً أَوْ جَيْشًا بَعَثَهُمْ أَوَّلَ النَّهَارِ ۔ ابوداود والترمذی :۔

(۲۷۱) لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مِنَ الْوَحْدَةِ مَا أَعْلَمُ مَا سَارَ رَاكِبٌ بِلَيْلٍ وَحْدَهُ ۔ بخاری الترمذی

(۲۷۲) اَلشَّيْطَانُ يَهُمُّ بِالْوَاحِدِ وَالْاِثْنَيْنِ فَإِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً لَمْ يَهُمَّ بِهِمْ ۔ مالک

(۲۷۳) إِذَا خَرَجَ ثَلَاثَةٌ فِي سَفَرٍ فَلْيُؤَمِّرُوا أَحَدَهُمْ ۔ ابوداود ۔

(۲۷۴) كَانَ النَّاسُ إِذَا نَزَلُوا مَنْزِلًا تَفَرَّقُوا فِي الشِّعَابِ وَالْأَوْدِيَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ تَفَرُّقَكُمْ هٰذَا مِنَ الشَّيْطَانِ فَلَمْ يَنْزِلُوا بَعْدُ إِلَّا انْضَمَّ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ حَتَّى يُقَالَ لَوْ بُسِطَ عَلَيْهِمْ ثَوْبٌ لَعَمَّهُمْ ۔ ابوداود ۔

(۲۷۵) كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَلَّفُ فِي السَّيْرِ فَيُزْجِي الضَّعِيفَ وَيُرْدِفُ وَيَدْعُو لَهُمْ ۔ ابوداود ۔

(۲۷۶) لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تُسَافِرُ مَسِيرَةَ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ لَهَا ۔ الستة الا النسائی :۔

(۲۷۷) لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا وَمَعَهَا ذُو مَحْرَمٍ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ امْرَأَتِي خَرَجَتْ حَاجَّةً وَإِنِّي اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَانْطَلِقْ فَحُجَّ مَعَ امْرَأَتِكَ ۔ الشیخان

(۲۷۸) اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ وَنَوْمَهُ فَإِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ فَلْيُعَجِّلْ إِلَى أَهْلِهِ ۔ الثلاثة :۔

(۲۷۹) إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ مِنْ سَفَرٍ كَانَ يَنْهَاهُمْ أَنْ يَطْرُقُوا النِّسَاءَ لَيْلًا يَتَخَوَّنُهُنَّ وَيَطْلُبُوا عَثَرَاتِهِنَّ ۔ وفی أخری لَا تَلِجُوا عَلَى الْمُغِيبَاتِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِي مِنِ ابْنِ آدَمَ أَحَدِكُمْ مَجْرَى الدَّمِ ۔ وفی أخری كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوَةٍ أَوْ سَفَرٍ فَوَصَلَ عَشِيَّةً

(۲۹۹) لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلٰوةً بِغَيْرِ طُهُوْرٍ وَّلَا صَدَقَةً مِّنْ غُلُوْلٍ۔ مسلم الترمذی

(۳۰۰) لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ صَلٰوةَ اَحَدِكُمْ اِذَا اَحْدَثَ حَتّٰى يَتَوَضَّاَ۔ ابوداؤد والترمذی

(۳۰۱) لَا يُصَلِّىْ اَحَدُكُمْ فِى الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى عَاتِقِهٖ اَوْ قَالَ عَلٰى عَاتِقَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ۔ الخمسة الا الترمذی

(۳۰۲) لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ تَعَالٰى صَلٰوةَ الْحَائِضِ اِلَّا بِخِمَارٍ۔ ابوداود۔ و

(۳۰۳) قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِىْ مِنْهَا وَمَا نَذَرُ قَالَ احْفَظْ عَوْرَتَكَ اِلَّا مِنْ زَوْجَتِكَ اَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَالرَّجُلُ يَكُوْنُ مَعَ الرَّجُلِ قَالَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ لَّا يَرَاهَا اَحَدٌ فَافْعَلْ قُلْتُ الرَّجُلُ يَكُوْنُ خَالِيًا قَالَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ يُّسْتَحْيٰى مِنْهُ مِنَ النَّاسِ۔ ابوداؤد وترمذی

(۳۰۴) لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْاَةُ اِلٰى عَوْرَةِ الْمَرْاَةِ وَلَا تُفْضِى الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ فِى الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَا تُفْضِى الْمَرْاَةُ اِلَى الْمَرْاَةِ فِى الثَّوْبِ الْوَاحِدِ۔ مسلم ابوداؤد

(۳۰۵) عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْفَخِذُ عَوْرَةٌ۔ الترمذی

(۳۰۶) اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِىْ وَثَنًا يُّعْبَدُ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ۔ مالک

(۳۰۷) جُعِلَتْ لِىَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا اَيْنَمَا اَدْرَكَ رَجُلٌ مِّنْ اُمَّتِى الصَّلٰوةُ صَلّٰى۔ النسائی

ترکُ الکلام

(۳۰۸) مُعَاوِيَةُ ابْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِىِّ قَالَ بَيْنَا اَنَا اُصَلِّىْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا عَطَسَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ ...... فَلَمَّا قَضٰى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلٰوةَ ...... قَالَ اِنَّ هٰذِهِ الصَّلٰوةَ لَا يَصْلُحُ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنْ كَلَامِ النَّاسِ ...... وَاِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَّاْتُوْنَ الْكُهَّانَ قَالَ فَلَا تَاْتِهِمْ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ يَّتَطَيَّرُوْنَ قَالَ ذٰلِكَ شَيْءٌ يَّجِدُوْنَهٗ فِىْ صُدُوْرِهِمْ فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ ...... مسلم وابوداؤد والنسائی

(۳۰۹) اُقْتُلُوا الْاَسْوَدَيْنِ فِى الصَّلٰوةِ الْحَيَّةَ وَالْعَقْرَبَ۔ ابوداود۔ ترمذی۔ نسائی

(۳۱۰) لَا صَلٰوةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا لِمَنْ يُّدَافِعُهُ الْاَخْبَثَانِ۔ مسلم وابوداؤد

(۲۸۷) اُتِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبَ وَعَنْ یَسَارِہٖ اَبُوْبَکْرٍ وَعَنْ یَمِیْنِہٖ اَعْرَابِیٌّ فَاَعْطَی الْاَعْرَابِیَّ فَضْلَہٗ وَقَالَ الْاَیْمَنُ فَالْاَیْمَنُ ۔السنۃ الا النسائی

(۲۸۸) سَاقِی الْقَوْمِ اٰخِرُھُمْ شُرْبًا ۔ ابوداؤد والترمذی ۔

(۲۸۹) غَطُّوا الْاِنَاءَ وَاَوْکُوا السِّقَاءَ ۔ الشیخان وابوداؤد ۔

(۲۹۰) کُلُّ شَرَابٍ اَسْکَرَ فَھُوَ حَرَامٌ ۔ السنۃ ۔

(۲۹۱) لَعَنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْخَمْرِ عَشَرَۃً عَاصِرَھَا وَمُعْتَصِرَھَا وَشَارِبَھَا وَسَاقِیَھَا وَحَامِلَھَا وَالْمَحْمُوْلَۃَ اِلَیْہِ وَبَائِعَھَا وَمُبْتَاعَھَا وَوَاھِبَھَا وَاٰکِلَ ثَمَنِھَا ۔ الترمذی

(۲۹۲) **کتابُ الشِّرکۃ** ۔ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا ثَالِثُ الشَّرِیْکَیْنِ مَالَمْ یَخُنْ اَحَدُھُمَا صَاحِبَہٗ فَاِذَا خَانَہٗ خَرَجْتُ مِنْ بَیْنِھِمَا ۔ ابوداؤد

کتابُ الشِّعر

(۲۹۳) اِنَّ مِنَ الْبَیَانِ سِحْرًا وَاِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِکَمًا ۔ ابوداؤد ۔

(۲۹۴) لَاَنْ یَّمْتَلِیَٔ جَوْفُ اَحَدِکُمْ قَیْحًا حَتّٰی یَرِیَہٗ خَیْرٌ لَّہٗ مِنْ اَنْ یَّمْتَلِیَٔ شِعْرًا ۔ الخمسۃ الا النسائی ۔

الصاد کتابُ الصَّلٰوۃ

(۲۹۵) اَرَاَیْتُمْ لَوْاَنَّ نَھْرًا بِبَابِ اَحَدِکُمْ یَغْتَسِلُ فِیْہِ کُلَّ یَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ مَا تَقُوْلُوْنَ اَیُبْقِیْ ذٰلِکَ مِنْ دَرَنِہٖ شَیْئًا قَالُوْا لَایُبْقِیْ ذٰلِکَ مِنْ دَرَنِہٖ شَیْئًا قَالَ فَذَالِکَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ یَمْحُو اللّٰہُ بِہِ الْخَطَایَا الخ الا ابا داؤد

(۲۹۶) اِذَا حَزَنَہٗ اَمْرٌ صَلّٰی ۔ ابوداؤد ۔

(۲۹۷) مُرُوا الصَّبِیَّ بِالصَّلٰوۃِ اِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِیْنَ فَاِذَا بَلَغَ عَشْرَ سِنِیْنَ فَاضْرِبُوْہُ عَلَیْھَا ۔ ابوداؤد والترمذی ۔

(۲۹۸) یَا عَلِیُّ ثَلٰثٌ لَا تُؤَخِّرْھَا الصَّلٰوۃُ اِذَا دَخَلَ وَقْتُھَا وَالْجَنَازَۃُ اِذَا حَضَرَتْ وَالْاَیِّمُ اِذَا وَجَدْتَ لَھَا کُفُوًا ۔ الترمذی ۔

(۳۱۷) مَنْ غَسَّلَ وَاغْتَسَلَ وَبَكَّرَ وَابْتَكَرَ وَمَشٰی وَلَمْ یَرْكَبْ وَدَنَا مِنَ الْاِمَامِ وَلَمْ یَلْغُ وَاسْتَمَعَ كَانَ لَهٗ بِكُلِّ خُطْوَةٍ اَجْرُ عَمَلِ سَنَةٍ صِیَامِهَا وَقِیَامِهَا :- الترمذی - النسائی - ابوداؤد :-

(۳۱۸) اَلْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ جَمَاعَةٍ اِلَّا عَلٰی اَرْبَعَةٍ عَبْدٍ مَمْلُوْكٍ اَوِ امْرَاَةٍ اَوْ صَبِیٍّ اَوْ مَرِیْضٍ :- ابوداؤد -

(۳۱۹) عَلٰی كُلِّ مُحْتَلِمٍ رَوَاحٌ اِلَی الْجُمُعَةِ وَعَلٰی مَنْ رَاحَ اِلَی الْجُمُعَةِ الْغُسْلُ - ابوداود والنسائی - وَزَادَ الشَّیْخَانِ وَمَالِكٌ وَاَنْ یَّسْتَنَّ وَاَنْ یَّمَسَّ طِیْبًا اِنْ وَّجَدَ :-

(۳۲۰) مَا عَلٰی اَحَدِكُمْ لَوِ اتَّخَذَ ثَوْبَیْنِ لِلْجُمُعَةِ سِوٰی ثَوْبَیْ مِهْنَتِهٖ مالك وابوداود - هٰذا اللفظ مالك :-

(۳۲۱) مَنْ تَرَكَ ثَلٰثَ جُمَعٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی قَلْبِهٖ - ابوداود - الترمذی - النسائی :-

(۳۲۲) مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ فَلْیَتَصَدَّقْ بِدِیْنَارٍ فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ فَبِنِصْفِ دِیْنَارٍ - ابوداود والنسائی :-

(۳۲۳) اِجْتَمَعَ فِیْ یَوْمِكُمْ هٰذَا عِیْدَانِ فَمَنْ شَاءَ اَجْزَاَهٗ مِنَ الْجُمُعَةِ وَاِنَّا مُجَمِّعُوْنَ :- ابوداؤد -

(۳۲۴) كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَصْدًا وَّخُطْبَتُهٗ قَصْدًا - الخمسة الا البخاری :-

(۳۲۵) اِنَّ طُوْلَ صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَقِصَرَ خُطْبَتِهٖ مَئِنَّةٌ :- مسلم وابوداؤد

(۳۲۶) اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ اَنْصِتْ فَقَدْ لَغَوْتَ :- الستہ -

(۳۲۷) لَاَنْ یُّصَلِّیَ اَحَدُكُمْ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ خَیْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ یَّقْعُدَ حَتّٰی اِذَا قَامَ الْاِمَامُ یَخْطُبُ یَتَخَطّٰی رِقَابَ النَّاسِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ - مالك

(۳۲۸) اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَلْیَتَحَوَّلْ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ذٰلِكَ الترمذی :-

فی صفة الامام

(۳۱۱) یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَأُهُمْ لِکِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَاِنْ کَانُوْا فِی الْقِرَاءَۃِ سَوَاءً فَاَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّۃِ فَاِنْ کَانُوْا فِی السُّنَّۃِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ هِجْرَۃً فَاِنْ کَانُوْا فِی الْهِجْرَۃِ سَوَاءً فَاَقْدَمُهُمْ سِنًّا وَلَا یَؤُمَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِیْ سُلْطَانِهٖ وَلَا یَجْلِسْ عَلٰی تَکْرِمَتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ۔ الخمسۃ الا البخاری:۔

(۳۱۲) ثَلٰثَۃٌ لَا یَقْبَلُ اللّٰہُ صَلٰوتَهُمْ مَنْ تَقَدَّمَ قَوْمًا وَهُمْ لَهٗ کَارِهُوْنَ وَرَجُلٌ اَتَی الصَّلٰوۃَ دِبَارًا وَالدِّبَارُ اَنْ یَّاْتِیَهَا بَعْدَ اَنْ تَفُوْتَهٗ وَمَنِ اعْتَبَدَ مُحَرَّرَہٗ اَیْ اِسْتَرَقَّهٗ بَعْدَ اَنْ حَرَّرَہٗ:۔ ابوداود۔

(۳۱۳) ثَلٰثَۃٌ لَا تُجَاوِزُ صَلٰوتُهُمْ اٰذَانَهُمُ الْعَبْدُ الْاٰبِقُ حَتّٰی یَرْجِعَ وَامْرَاَۃٌ بَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَلَیْهَا سَاخِطٌ وَاِمَامُ قَوْمٍ وَهُمْ لَهٗ کَارِهُوْنَ۔ الترمذی۔

(۳۱۴) اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ لِلنَّاسِ فَلْیُخَفِّفْ فَاِنَّ فِیْهِمُ الضَّعِیْفَ وَالسَّقِیْمَ وَالْمَرِیْضَ وَذَا الْحَاجَۃِ وَاِذَا صَلّٰی لِنَفْسِهٖ فَلْیُطَوِّلْ مَا شَآءَ:۔ الستۃ:۔

(۳۱۵) ثَلٰثٌ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یَّفْعَلَهُنَّ لَا یَؤُمُّ الرَّجُلُ قَوْمًا فَیَخُصُّ نَفْسَهٗ بِالدُّعَاءِ دُوْنَهُمْ فَاِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَلَا یَنْظُرُ فِیْ قَعْرِ بَیْتٍ قَبْلَ اَنْ یَّسْتَاْذِنَ فَاِنْ فَعَلَ فَقَدْ خَانَهُمْ وَلَا یُصَلِّیْ وَهُوَ حَقِنٌ حَتّٰی یَتَخَفَّفَ۔ ابوداود والترمذی:۔

فی ترتیب الصفوف

(۳۱۶) یَمْسَحُ مَنَاکِبَنَا فِی الصَّلٰوۃِ یَقُوْلُ اسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُکُمْ لِیَلِیَنِیْ مِنْکُمْ اُولُوا الْاَحْلَامِ وَالنُّهٰی ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ۔ مسلم وابوداود۔ والنسائی:۔ وَفِیْ اُخْرٰی لِیَلِیَنِّیْ اِلٰی اٰخِرِہٖ وَاِیَّاکُمْ وَهَیْشَاتِ الْاَسْوَاقِ۔ مسلم ابوداود والترمذی۔

فی صلوۃ الجمعۃ

(۳۳۴) مَنْ لَمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰہِ تَعَالیٰ حَاجَۃٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ۔ البخاری۔ ابوداود۔ والترمذی:۔

(۳۳۵) اُمِّ عُمَارَۃَ بِنْتِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَیْہَا فَقَدَّمَتْ لَہٗ طَعَامًا فَقَالَ لَہَا کُلِیْ فَقَالَتْ اِنِّیْ صَائِمَۃٌ فَقَالَ اِنَّ الصَّائِمَ اِذَا اُکِلَ طَعَامُہٗ صَلَّتْ عَلَیْہِ الْمَلٰئِکَۃُ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ حَتّٰی یَفْرَغُوْا الترمذی۔

(۳۳۶) لَاتَصُوْمُ الْمَرْأَۃُ وَبَعْلُہَا شَاہِدٌ اِلَّا بِاِذْنِہٖ۔ الخمسۃ الا النسائی وزاد ابوداؤد فِیْ غَیْرِ رَمَضَانَ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ:۔

فی اباحۃ الفطر

(۳۳۷) خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ اِلٰی مَکَّۃَ فِیْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰی بَلَغَ کُرَاعَ الْغَمِیْمِ فَصَامَ النَّاسُ ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِّنْ مَّاءٍ فَرَفَعَہٗ حَتّٰی نَظَرَ النَّاسُ اِلَیْہِ ثُمَّ شَرِبَ فَقِیْلَ لَہٗ بَعْدَ ذٰلِکَ اِنَّ بَعْضَ النَّاسِ قَدْ صَامَ فَقَالَ اُولٰئِکَ الْعُصَاۃُ اُولٰئِکَ الْعُصَاۃُ مسلم الترمذی

(۳۳۸) اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فِیْ یَوْمٍ حَارٍّ اَکْثَرُنَا ظِلًّا صَاحِبُ الْکِسَاءِ فَمِنَّا مَنْ یَّتَّقِی الشَّمْسَ بِیَدِہٖ فَسَقَطَ الصُّوَّامُ وَقَامَ الْمُفْطِرُوْنَ فَضَرَبُوا الْاَبْنِیَۃَ وَسَقَوُا الرِّکَابَ فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ذَہَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْیَوْمَ بِالْاَجْرِ۔ الشیخان والنسائی۔

(۳۳۹) کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَرَاٰی رَجُلًا قَدِ اجْتَمَعَ عَلَیْہِ النَّاسُ وَقَدْ ظُلِّلَ عَلَیْہِ فَقَالَ مَا لَہٗ فَقَالُوْا رَجُلٌ صَائِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تَصُوْمُوْا فِی السَّفَرِ۔ الخمسۃ الا الترمذی۔

(۳۴۰) اِنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ وَضَعَ شَطْرَ الصَّلٰوۃِ عَنِ الْمُسَافِرِ وَاَرْخَصَ لَہٗ فِی الْاِفْطَارِ وَاَرْخَصَ فِیْہِ لِلْمُرْضِعِ وَالْحُبْلٰی اِذَا خَافَتَا عَلٰی وَلَدَیْہِمَا۔ الترمذی۔ ابوداود۔ والنسائی:۔

فی القصر

(۳۲۹) صَلَّيْنَا الظُّهْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ أَرْبَعًا وَخَرَجَ يُرِيْدُ مَكَّةَ فَصَلّٰى بِذِي الْحُلَيْفَةِ الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ۔ الخمسۃ
يَجْمَعُ بَيْنَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ إِذَا كَانَ عَلٰى ظَهْرِ سَيْرٍ وَيَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ۔ الشیخان

فی صلوٰۃ اللیل

(۳۳۰) بِقِيَامِ اللَّيْلِ فَإِنَّهُ دَأْبُ الصَّالِحِيْنَ قَبْلَكُمْ وَقُرْبَةٌ إِلٰى رَبِّكُمْ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْآثَامِ وَتَكْفِيْرٌ لِلسَّيِّئَاتِ وَمَطْرَدَةٌ لِلدَّآءِ عَنِ الْجَسَدِ۔ الترمذی

(۳۳۱) عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ أَيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الدَّآئِمُ قُلْتُ وَأَيُّ حِيْنٍ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَتْ كَانَ يَقُوْمُ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ تَعْنِي الدِّيْكَ۔ الخمسۃ

کتاب الصوم

فی فضلہ وفی اباحۃ الفطر وفی الکفارۃ

(۳۳۲) كُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ عَشْرُ أَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهُ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهِ يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَطَعَامَهُ مِنْ أَجْلِيْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهِ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهِ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَفِيْ رِوَايَةٍ الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَإِنْ شَاتَمَهُ أَحَدٌ وَقَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّيْ صَائِمٌ إِنِّيْ صَائِمٌ۔ الستۃ

(۳۳۳) مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئًا۔ الترمذی

كتاب الصدقة والنفقة في فضلها في الحث عليها في أحكام الصدقة

(۳۴۶) ما تصدق أحد بصدقة من طيب ولا يقبل الله إلا الطيب إلا أخذها الرحمن بيمينه وإن كانت تمرة فتربو في كف الرحمن حتى تكون أعظم من الجبل كما يربي أحدكم فلوه أو فصيله الستة إلا أبا داود۔

(۳۴۷) سبق درهم مائة ألف درهم قيل وكيف ذلك يا رسول الله قال كان لرجل درهمان وتصدق بأجودهما وانطلق آخر إلى عرض ماله فأخرج عنه مائة ألف درهم فتصدق بها۔ النسائي۔

(۳۴۸) أن أعرابيا قال يا رسول الله أخبرني عن الهجرة فقال ويحك إن شأنها شديد فهل لك من إبل قال نعم قال فتعطي صدقتها قال نعم قال فهل من غنم منها قال نعم قال فتحلبها يوم وردها قال نعم قال فاعمل من وراء البحار فإن الله لن يترك من عملك شيئا۔ الخمسة إلا الترمذي۔

(۳۴۹) الصدقة تطفئ غضب الرب وتدفع ميتة السوء۔ الترمذي

(۳۵۰) ما من يوم تصبح فيه العباد إلا وملكان ينزلان من السماء يقول أحدهما اللهم أعط منفقا خلفا ويقول الآخر اللهم أعط ممسكا تلفا۔ الشيخان وفي أخرى يقول الله تعالى يا ابن آدم أنفق أنفق عليك۔

(۳۵۱) دينار أنفقته في سبيل الله ودينار أنفقته في رقبة ودينار تصدقت به على مسكين ودينار أنفقته على أهلك أعظمها أجرا الذي أنفقته على أهلك۔ مسلم۔

(۳۵۲) لما خلق الله الأرض جعلت تميد وتكفأ فأرساها بالجبال فاستقرت فتعجبت الملائكة عليهم السلام من شدة الجبال فقالت يا ربنا هل خلقت خلقا أشد من الجبال قال نعم الحديد فقالوا هل

فی الکفّارة

(۳۴۱) جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقال یا رسول اللہ هلکت قال ما اهلکک قال وقعت علی اهلی وانا صائم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هل تجد رقبة تعتقها قال لا قال فهل تستطیع ان تصوم شهرین متتابعین قال لا قال هل تجد اطعام ستین مسکینا قال لا قال فاجلس فبینما نحن علی ذلک اذ اتی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعرق فیہ تمر فقال این السائل قال انا قال خذ هذا فتصدق بہ قال علی افقر منی فواللہ ما بین لابتیها اهل بیت افقر منا فضحک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثم قال اطعمه اهلک۔ السنۃ الا النسائی۔

کتاب الصّبر

(۳۴۲) اذا مات ولد العبد قال اللہ لملٰئکتہ علیهم السلام قبضتم ولد عبدی فیقولون نعم فیقول قبضتم ثمرة فؤادہ فیقولون نعم فیقول ماذا قال عبدی فیقولون حمدک واسترجع فیقول ابنوا لعبدی بیتا فی الجنة وسموہ بیت الحمد۔ الترمذی

(۳۴۳) ان اللہ لا یرضی لعبدہ المؤمن اذا ذهب بصفیہ من اهل الارض فصبر واحتسب لم ارض لہ بثواب دون الجنة۔ النسائی۔

(۳۴۴) المسلم الذی یخالط الناس ویصبر علی اذاهم خیر من الذی لا یخالطهم ولا یصبر علی اذاهم۔ الترمذی۔

کتاب الصّدق

(۳۴۵) ان الصدق یهدی الی البر وان البر یهدی الی الجنة وان الرجل لیصدق ویتحری الصدق حتی یکتب عند اللہ صدیقا وان الکذب یهدی الی الفجور وان الفجور یهدی الی النار وان الرجل لیکذب ویتحری الکذب حتی یکتب عند اللہ کذابا۔ السنۃ الا النسائی

(۳۵۹) لَا تَشْتَرِهٖ وَلَا تَعُدْ فِیْ صَدَقَتِکَ وَاِنْ اَعْطَاکَهٗ بِدِرْھَمٍ فَاِنَّ الْعَائِدَ فِیْ صَدَقَتِهٖ کَالْعَائِدِ فِیْ قَیْئِهٖ۔ السِّتَّۃُ:۔

کِتَابُ صِلَۃِ الرَّحِمِ

(۳۶۰) اَلرَّحِمُ مُعَلَّقَۃٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ مَنْ وَّصَلَنِیْ وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَنِیْ قَطَعَهُ اللّٰهُ۔ الشَّیْخَان:۔

(۳۶۱) مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یَّبْسُطَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهٗ فِیْ رِزْقِهٖ اَنْ یُّنْسَاَ لَهٗ فِیْ اَثَرِهٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ۔ البخاری:۔

(۳۶۲) اَلصَّدَقَۃُ عَلَی الْمِسْکِیْنِ صَدَقَۃٌ وَّعَلٰی ذِی الرَّحِمِ اِثْنَتَانِ صَدَقَۃٌ وَّصِلَۃٌ۔ النسائی:۔

کِتَابُ الصُّحْبَۃِ (فِیْ حَقِّ الرَّجُلِ عَلَی الزَّوْجَۃِ) فِیْ حَقِّ الْمَرْاَۃِ عَلَی الزَّوْجِ۔ فِیْ اٰدَابِ الصُّحْبَۃِ فِیْ اٰدَابِ الْمَجْلِسِ فِیْ صِفَۃِ الْجَلِیْسِ فِی التَّحَابِّ وَالتَّوَادِّ وَغَیْرِھِمْ

(۳۶۳) لَوْ کُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الزَّوْجَۃَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا۔ الترمذی:۔

(۳۶۴) اَیُّمَا امْرَاَۃٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّۃَ۔ الترمذی

(۳۶۵) قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ النِّسَآءِ خَیْرٌ قَالَ الَّتِیْ تَسُرُّہٗ اِذَا نَظَرَ اِلَیْهَا وَتُطِیْعُهٗ اِذَا اَمَرَ وَلَا تُخَالِفُهٗ فِیْ نَفْسِهَا وَمَالِهَا بِمَا یَکْرَہُ۔ نسائی

(۳۶۶) وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَا مِنْ رَجُلٍ یَدْعُوْا امْرَاَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَتَاْبٰی عَلَیْهِ اِلَّا کَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ سَاخِطًا عَلَیْهَا حَتّٰی یَرْضٰی عَنْهَا زَوْجُهَا

خلقت خلقاً اشد من الحديد قال نعم النار قالوا اهل خلقت خلقاً اشد
من النار قال نعم الماء قالوا اهل خلقت اشد من الماء قال نعم الريح
قالوا اهل خلقت اشد من الريح قال نعم ابن آدم اذا تصدق وبصدقة
بيمينه فاخفاها عن شماله :۔ الترمذی۔

(٣٥٣) اعطوا السائل ولو جاء على فرس :۔ مالک۔

(٣٥٤) ما نقص مال من صدقة وما زاد الله عبداً بعفو الا عزاً
ولا تواضع عبد لله الا رفعه ۔ مسلم ومالک والترمذی :۔

(٣٥٥) خير الصدقة ما كان عن ظهر غنى وابدأ بمن تعول ۔ البخاری

(٣٥٦) امر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يوماً بالصدقة فقال
رجل يا رسول الله عندي دينار قال تصدق به على نفسك قال
عندي آخر قال تصدق به على ولدك قال عندي آخر قال تصدق
به على زوجك قال يا رسول الله عندي آخر قال تصدق به على خادمك
قال عندي آخر قال انت ابصر به ابو داود والنسائی :۔

(٣٥٧) دخل رجل المسجد بهيئة بذة والنبي صلى الله عليه وآله وسلم
يامر بالصدقة فتصدق الناس فاعطاه النبي صلى الله عليه وآله وسلم
ثوبين ثم قال تصدقوا فطرح الرجل احد ثوبيه فقال صلى الله
عليه وآله وسلم اترون هذا الذي رأيته بهيئة بذة فاعطيته ثوبين
ثم قلت تصدقوا فطرح احد ثوبيه خذ ثوبك وانتهره ۔ ابوداود والنسائی

(٣٥٨) جاء رجل بمثل بيضة من ذهب فقال يا رسول الله اصبت هذا
من معدن فخذها فهي صدقة ما املك غيرها فاعرض عنه فاتاه من
قبل ركنه الايمن فقال مثل ذلك فاعرض عنه فاتاه من قبل ركنه الايسر
فقال مثل ذلك فاعرض عنه ثم اتاه من خلفه فقال مثل ذلك فاخذها
صلى الله عليه وآله وسلم فحذفه بها فلو اصابته لاوجعته وقال ياتي احدكم
بجميع ما يملك فيقول هذه صدقة ثم يقعد يتكفف الناس خير
الصدقة ما كان عن ظهر غنى ۔ ابوداود :۔

وَاتِّبَاعُ الْجَنَازَةِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ۔ الخمسة:۔

(٣٧٤) أَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُودُوا الْمَرِيضَ وَفُكُّوا الْعَانِيَ۔ البخاری ابوداود

(٣٧٥) يَا أَبَا ذَرٍّ لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ وَإِذَا طَبَخْتَ مَرَقًا فَأَكْثِرْ مَاءَهَا وَاغْرِفْ لِجَارِكَ مِنْهُ۔ الترمذی:۔

فی آداب المجلس

(٣٧٦) إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ فِي الطُّرُقَاتِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا لَنَا بُدٌّ مِنْ مَجَالِسِنَا نَتَحَدَّثُ فِيهَا فَقَالَ إِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ قَالُوا وَمَا حَقُّهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَكَفُّ الْأَذَى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ الشیخان وابوداود وزاد فی آخر عن عمر وَتُغِيثُوا الْمَلْهُوفَ وَتَهْدُوا الضَّالَّ:۔

(٣٧٧) إِذَا كَانُوا ثَلٰثَةً فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ فَإِنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهُ۔ الثلثة وابوداود۔ والخمسة الا النسائی:۔

(٣٧٨) مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔ ابوداود والترمذی:۔

(٣٧٩) لَا يُقِيمَنَّ أَحَدُكُمْ رَجُلًا مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ وَلٰكِنْ تَوَسَّعُوا وَتَفَسَّحُوا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا قَامَ لَهُ رَجُلٌ مِنْ مَجْلِسِهِ لَمْ يَجْلِسْ فِيهِ۔ الخمسة الا النسائی۔

(٣٨٠) إِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ لِحَاجَتِهِ ثُمَّ عَادَ فَهُوَ أَحَقُّ بِمَجْلِسِهِ۔ الترمذی:۔

(٣٨١) جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ رض قَالَ كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ أَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِي۔ ابوداود:۔

(٣٨٢) لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَجْلِسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا۔ ابوداود

(٣٨٣) جَلَسَ رَجُلٌ فِي وَسْطِ الْحَلْقَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ مَلْعُونٌ

الشیخان وابوداود:۔

(۳۶۷) اتقی اللہ یا فاطمۃ وادی فریضۃ ربک واعملی عمل اھلک واذا اخذت مضجعک فسبحی ثلاثا وثلثین واحمدی ثلاثا وثلثین وکبری اربعا وثلثین فذالک مائۃ فھی خیر لک من خادم قالت رضیت عن اللہ وعن رسولہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ولم یخدمہا۔ الخمسۃ الا النسائی۔

فی حق المرأۃ علی الزوج

(۳۶۸) استوصوا بالنساء خیرا فانھن عوان عندکم لیس تملکون منھن شیئا غیر ذلک الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ فان فعلن فاھجروھن فی المضاجع واضربوھن ضربا غیر مبرح فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا۔ الا ان لکم علی نسائکم حقا ولنسائکم علیکم حقا فحقکم علیھن ان لا یوطئن فراشکم من تکرھون ولا یاذن فی بیوتکم لمن تکرھون الا وحقھن علیکم ان تحسنوا الیھن فی کسوتھن وطعامھن۔ الترمذی۔

(۳۶۹) ان تطعمھا اذا طعمت وان تکسوھا اذا اکتسیت ولا تضرب الوجہ ولا تقبح ولا تھجر الا فی البیت۔ ابوداود والترمذی:۔

(۳۷۰) لا یفرک مؤمن مؤمنۃ ان کرہ منھا خلقا رضی اخر۔ مسلم۔

(۳۷۱) ان من اعظم الامانۃ عند اللہ تعالی یوم القیمۃ الرجل یفضی الی امرأتہ والمرأۃ تفضی الی زوجھا ثم ینشر احدھما سر صاحبہ۔ مسلم وابوداود۔

فی اداب الصحبۃ

(۳۷۲) ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تجسسوا ولا تحسسوا ولا تنافسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا۔ الستۃ الا الترمذی:۔

(۳۷۳) حق المسلم علی المسلم خمس رد السلام وعیادۃ المریض

قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللهِ تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْ قَالَ هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوْا بِرُوْحِ اللهِ عَلٰى غَيْرِ اَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ وَلَا اَمْوَالٍ يَتَعَاطَوْنَهَا فَوَاللهِ اِنَّ وُجُوْهَهُمْ لَنُوْرٌ وَّاِنَّهُمْ لَعَلٰى نُوْرٍ لَا يَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا يَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ النَّاسُ وَقَرَاَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ ابوداود:۔

فِى التَّعَاضُدِ وَالتَّنَاصُرِ

(۳۹۳) اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يُسْلِمُهٗ وَمَنْ كَانَ فِىْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللهُ فِىْ حَاجَتِهٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُّسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ ابوداؤد:۔

(۳۹۴) مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُّؤْمِنٍ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ الدُّنْيَا نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ يَّسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللهُ عَلَيْهِ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاللهُ فِىْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِىْ عَوْنِ اَخِيْهِ۔ " " وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِىْ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللهِ تَعَالٰى يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللهِ وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بَيْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَذَكَرَهُمُ اللهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ وَمَنْ بَطَّاَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ۔ مسلم۔ ابوداؤد والترمذی:۔

(۳۹۵) اِنَّ اَحَدَكُمْ مِرْاٰةُ اَخِيْهِ فَاِنْ رَاٰى بِهٖ اَذًى فَلْيُمِطْهُ عَنْهُ

(۳۹۶) اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا قِيْلَ اَنْصُرُهٗ اِذَا كَانَ مَظْلُوْمًا فَكَيْفَ اَنْصُرُهٗ ظَالِمًا قَالَ تَحْجُزُهٗ عَنِ الظُّلْمِ فَاِنَّ ذٰلِكَ نَصْرُهٗ البخاری والترمذی:۔

(۳۹۷) مَنْ ذَبَّ عَنْ عِرْضِ اَخِيْهِ رَدَّ اللهُ النَّارَ عَنْ وَجْهِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

(۳۹۸) اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللهِ تَعَالٰى اِكْرَامُ ذِى السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ۔ ابوداؤد

عَلٰی لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ وُسْطَ الْحَلْقَۃِ۔
ابوداؤد والترمذی:۔

(۳۸۴) خَیْرُ الْمَجَالِسِ اَوْسَعُھَا۔ ابوداؤد:۔

فِی صِفَۃِ الْجَلِیْسِ

(۳۸۵) صِفَۃُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَجَلِیْسُ السُّوْءِ کَحَامِلِ الْمِسْکِ وَنَافِخِ الْکِیْرِ فَصَاحِبُ الْمِسْکِ اِمَّا اَنْ یُّحْذِیَکَ وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْہُ وَنَافِخُ الْکِیْرِ اِمَّا اَنْ یُّحْرِقَ ثِیَابَکَ اَوْ تَجِدَ مِنْہُ رِیْحًا خَبِیْثَۃً۔ الشیخان

(۳۸۶) اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَۃِ اِلَّا ثَلٰثَۃً سَفْکُ دَمٍ حَرَامٍ اَوْ فَرْجٍ حَرَامٍ اَوِ اقْتِطَاعُ مَالٍ بِغَیْرِ حَقٍّ۔ ابوداؤد:۔

فِی التَّحَابِّ وَالتَّوَادِّ

(۳۸۷) وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰی تَحَابُّوْا اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی شَیْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْہُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَیْنَکُمْ۔ مسلم وابوداؤد والترمذی:۔

(۳۸۸) مَثَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ تَوَادِّھِمْ وَتَرَاحُمِھِمْ وَتَعَاطُفِھِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَکٰی مِنْہُ عُضْوٌ تَدَاعٰی لَہٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّھَرِ وَالْحُمّٰی۔ الشیخان:۔

(۳۸۹) اِذَا اَحَبَّ اَحَدُکُمْ اَخَاہُ فَلْیُخْبِرْہُ اَنَّہٗ یُحِبُّہٗ۔ ابوداؤد والترمذی

(۳۹۰) اِذَا اٰخَی الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَلْیَسْئَلْہُ عَنِ اسْمِہٖ وَاسْمِ اَبِیْہِ وَمِمَّنْ ھُوَ فَاِنَّہٗ اَوْصَلُ لِلْمَوَدَّۃِ۔ الترمذی:۔

(۳۹۱) اَحْبِبْ حَبِیْبَکَ ھَوْنًا مَّا عَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ بَغِیْضَکَ یَوْمًا مَّا وَاَبْغِضْ بَغِیْضَکَ ھَوْنًا مَّا عَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ حَبِیْبَکَ یَوْمًا۔ الترمذی

(۳۹۲) اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ لَاُنَاسًا مَا ھُمْ بِاَنْبِیَاءَ وَلَا شُھَدَاءَ یَغْبِطُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ وَالشُّھَدَاءُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِمَکَانِھِمْ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی

(۴۰۵) إِذَا انْتَهَى أَحَدُكُمْ إِلَى الْمَجْلِسِ فَلْيُسَلِّمْ فَإِنْ أَرَادَ أَنْ يَقُومَ فَلْيُسَلِّمْ فَلَيْسَتِ الْأُولَى أَحَقَّ مِنَ الْآخِرَةِ - ابو داود والترمذی

(۴۰۶) إِذَا دَخَلْتَ عَلَى أَهْلِكَ فَسَلِّمْ يَكُنْ سَلَامُكَ بَرَكَةً عَلَيْكَ وَعَلَى أَهْلِ بَيْتِكَ - الترمذی :-

(۴۰۷) سُئِلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ

ابو داؤد والبخاری :-

(۴۰۸) عَنْ أَنَسٍ رض أَنَّهُ مَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ - الخمسة الا النسائی -

(۴۰۹) عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ رض قَالَتْ مَرَّ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْنَا - ابو داؤد والترمذی وَفِي رِوَايَةِ التِّرْمِذِيِّ فَأَلْوَى بِيَدِهِ بِالتَّسْلِيمِ :-

(۴۱۰) يُجْزِئُ عَنِ الْجَمَاعَةِ إِذَا مَرُّوا أَنْ يُسَلِّمَ أَحَدُهُمْ وَيُجْزِئُ عَنِ الْجُلُوسِ أَنْ يَرُدَّ أَحَدُهُمْ - ابو داود -

(۴۱۱) أَوْلَى النَّاسِ بِاللهِ مَنْ بَدَأَهُمْ بِالسَّلَامِ - ابو داؤد

(۴۱۲) يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ - الخمسة الا النسائی -

فی المصافحۃ

(۴۱۳) تَصَافَحُوا يَذْهَبِ الْغِلُّ وَتَهَادَوْا تَحَابُّوا وَيَذْهَبِ الشَّحْنَاءُ - مالک :-

فی العطاس والتثاؤب

(۴۱۴) إِنَّ اللهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَإِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَحَمِدَ اللهَ فَحَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يَقُولَ يَرْحَمُكَ اللهُ

(٣٩٩) ما اكرم شاب شيخا لسنه الا قيض الله تعالى من يكرمه عند سنه وقال صلى الله عليه وسلم ليس منا من لم يرحم صغيرنا ويوقر كبيرنا. زاد في رواية ويأمر بالمعروف وينه عن المنكر. الترمذي

(٤٠٠) عن عائشة رض انها مر بها سائل فاعطته كسرة ومر بها اخر وعليه ثياب وله هيئة فاقعدته فاكل فقيل لها في ذلك فقالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم انزلوا الناس منازلهم - ابو داؤد :-

في الاستئذان

(٤٠١) جاء رجل.... فاستأذن على النبي صلى الله عليه وسلم وهو في بيت فقال أألج فقال صلى الله عليه وسلم لخادمه اخرج الى هذا فعلمه الاستئذان فقل له قل السلام عليكم أأدخل فسمع الرجل ذلك فقال السلام عليكم أأدخل فأذن له صلى الله عليه وسلم. ابوداؤد

(٤٠٢) كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا اتى باب قوم لم يستقبل الباب من تلقاء وجهه ولكن من ركنه الايمن او الايسر ثم يقول السلام عليكم وذلك ان الدور يومئذ لم يكن عليها ستور - ابو داؤد :-

(٤٠٣) ان رجلا سأل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال أستأذن على امي فقال نعم فقال الرجل اني معها في البيت فقال استأذن عليها فقال اني خادمها فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم استأذن عليها أتحب ان تراها عريانة قال لا قال فاستأذن عليها. مالك

(٤٠٤) جابر رض قال اتيت النبي صلى الله عليه وسلم فدققت الباب فقال من ذا فقلت انا فخرج وهو يقول انا انا كأنه يكرهه - الخمسة الا النسائي :-

في السلام وجوابه

(۴۲۴) مَنْ ضَارَّ ضَارَّ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ شَاقَّ شَقَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔ ابوداؤد

فِی الْهِجْرَانِ وَالْقَطِيْعَةِ

(۴۲۵) لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِیْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ۔ ستة الا الترمذی

(۴۲۶) مَنْ هَجَرَ اَخَاهُ سَنَةً فَهُوَ كَسَفْكِ دَمِهٖ۔ ابوداود:۔

(۴۲۷) تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ فِیْ كُلِّ خَمِيْسٍ وَّاثْنَيْنِ فَيَغْفِرُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ لِكُلِّ امْرِءٍ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا اِلَّا مَنْ كَانَتْ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اَخِيْهِ شَحْنَاءُ فَيَقُوْلُ اُتْرُكُوْا هٰذَيْنِ حَتّٰى يَصْطَلِحَا۔ مسلم۔ مالك۔ ابوداود والترمذی۔

فِیْ تَتَبُّعِ الْعَوْرَةِ وَسَتْرِهَا

(۴۲۸) صَعِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ فَنَادٰى بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ يَا مَعْشَرَ مَنْ اَسْلَمَ بِلِسَانِهٖ وَلَمْ يُفْضِ الْاِيْمَانُ اِلٰى قَلْبِهٖ لَا تُؤْذُوا الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا تُعَيِّرُوْهُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا عَوْرَاتِهِمْ فَاِنَّهٗ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَةَ اَخِيْهِ الْمُسْلِمِ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ وَمَنْ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ يَفْضَحْهُ وَلَوْ فِیْ جَوْفِ رَحْلِهٖ۔ الترمذی:۔

(۴۲۹) مَنْ رَاٰى عَوْرَةً وَسَتَرَهَا كَانَ كَمَنْ اَحْيٰى مَوْءُوْدَةً۔ ابوداؤد

(۴۳۰) لَا يَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا فِی الدُّنْيَا اِلَّا سَتَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ مسلم

فِی النَّظَرِ اِلَى النِّسَاءِ

(۴۳۱) يَا عَلِیُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَاِنَّ لَكَ الْاُوْلٰى وَلَيْسَتْ لَكَ الثَّانِيَةُ۔ ابوداؤد والترمذی:۔

(۴۳۲) لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ۔ البخاری ابوداؤد والترمذی

(۴۳۲) اِحْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ هُوَ اَعْمٰى لَا يُبْصِرُنَا فَقَالَ

وَ اَمَّا التَّثَاؤُبُ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ وَلَا يَقُلْ هَا فَاِنَّ ذٰلِكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ يَضْحَكُ مِنْهُ۔ الخمسة الا النسائی :۔

(۴۱۵) اِذَا عَطَسَ غَطّٰى وَجْهَهٗ بِيَدَيْهِ اَوْ بِثَوْبِهٖ وَغَضَّ بِهَا صَوْتَهٗ۔ ابوداود والترمذی :۔

فِي عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ

(۴۱۶) مَنْ عَادَ مَرِيْضًا لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَ۔ مسلم والترمذی

(۴۱۷) مَنْ عَادَ مَرِيْضًا اَوْ زَارَ اَخًا لَهٗ فِي اللهِ تَعَالٰى نَادَاهُ مُنَادٍ اَنْ طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا۔ الترمذی :۔

(۴۱۸) عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ لَمَّا اُصِيْبَ سَعْدٌ رض يَوْمَ الْخَنْدَقِ فِي الْاَكْحَلِ ضَرَبَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْمَةً فِي الْمَسْجِدِ لِيَعُوْدَهٗ مِنْ قَرِيْبٍ۔ ابوداود والنسائی :۔

(۴۱۹) اِذَا دَخَلْتُمْ عَلٰى مَرِيْضٍ فَنَفِّسُوْا لَهٗ فِي اَجَلِهٖ فَاِنَّ ذٰلِكَ يُطَيِّبُ نَفْسَهٗ۔ الترمذی :۔

فِي حِفْظِ الْجَارِ

(۴۲۰) لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَاْمَنُ جَارُهٗ بَوَائِقَهٗ۔ الشیخان ۔

(۴۲۱) مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُحْسِنْ اِلٰى جَارِهٖ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْكُتْ۔ الشیخان وابوداود

(۴۲۲) عَائِشَةَ رض قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنَّ لِيْ جَارَيْنِ فَاِلٰى اَيِّهِمَا اُهْدِيْ قَالَ اِلٰى اَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا۔ البخاری وابوداود۔ وَفِي اُخْرٰى لِلشَّيْخَيْنِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ :۔

(۴۲۳) لَا يَمْنَعْ اَحَدُكُمْ جَارَهٗ اَنْ يَغْرِزَ خَشَبَةً فِي جِدَارِهٖ۔

(۴۴۲) اِتَّقُوا الْمَلَاعِنَ الثَّلٰثَ الْبَرَازَ فِي الْمَوَارِدِ وَقَارِعَةِ الطَّرِيْقِ وَالظِّلِّ۔ ابو داؤد

(۴۴۳) لَا تُزْرِمُوْهُ دَعُوْهُ فَتَرَكُوْهُ حَتّٰى بَالَ ثُمَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ اِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِّنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَالْقَذَرِ اِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰہِ تَعَالٰى وَالصَّلٰوةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ

(۴۴۴) اَبِيْ مُوْسٰى رض قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَاَرَادَ اَنْ يَّبُوْلَ فَاَتٰى دِمْثًا فِيْ اَصْلِ جِدَارٍ فَبَالَ ثُمَّ قَالَ اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّبُوْلَ فَلْيَرْتَدْ لِبَوْلِهٖ۔ ابو داؤد:۔

(۴۴۵) عَنْ سُفْيَانَ بْنِ الْحَكَمِ اَوِ الْحَكَمِ بْنِ سُفْيَانَ الثَّقَفِيِّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا بَالَ يَتَوَضَّأُ وَيَنْتَضِحُ۔ ابو داؤد وهذا لفظه والنسائي

(۴۴۶) لَا يَخْرُجُ الرَّجُلَانِ يَضْرِبَانِ الْغَائِطَ كَاشِفَيْنِ عَنْ عَوْرَتِهِمَا يَتَحَدَّثَانِ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰى يَمْقُتُ عَلٰى ذٰلِكَ۔ ابو داؤد:۔

(۴۴۷) عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ الْحَاجَةَ لَمْ يَرْفَعْ ثَوْبَهٗ حَتّٰى يَدْنُوَ مِنَ الْاَرْضِ۔ ابو داؤد والترمذي:۔

(۴۴۸) جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَرَادَ الْبَرَازَ انْطَلَقَ حَتّٰى لَا يَرَاهُ اَحَدٌ۔ ابو داؤد:۔

(۴۴۹) نَهَانَا اَنْ يَّسْتَنْجِيَ اَحَدُنَا بِيَمِيْنِهٖ اَوْ يَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ وَنَهٰى عَنِ الرَّوْثَةِ وَالْعِظَامِ وَقَالَ لَا يَسْتَنْجِيْ اَحَدُكُمْ بِدُوْنِ ثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ۔ الخمسة الا البخاري:۔

(۴۵۰) عَنْ اَنَسٍ رض قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهٖ تَبِعْتُهٗ اَنَا وَغُلَامٌ مِّنَّا مَعَنَا اِدَاوَةٌ مِّنْ مَّاءٍ يَسْتَنْجِيْ بِهٖ۔ الخمسة الا الترمذي:۔

(۴۵۱) عَنْ جَرِيْرٍ رض قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَى الْخَلَاءَ فَقَضٰى حَاجَتَهٗ ثُمَّ قَالَ يَا جَرِيْرُ هَاتِ طَهُوْرًا فَاَتَيْتُهٗ بِالْمَاءِ فَاسْتَنْجٰى وَقَالَ بِيَدِهٖ فَدَلَكَ بِهَا الْاَرْضَ۔ النسائي

(۴۵۲) السواك - لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ

أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا أَلَسْتُمَا تُبْصِرَانِهِ۔ ابوداود والترمذی:۔

(۴۳۴) نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّمْشِيَ الرَّجُلُ بَيْنَ الْمَرْأَتَيْنِ۔ ابوداود۔

(۴۳۵) اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ۔ الترمذی

فِي أَحَادِيثَ مُتَفَرِّقَةٍ

(۴۳۶) اَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالصَّلٰوةِ قَالُوا بَلٰى قَالَ صَلَاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ فَإِنَّ فَسَادَ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ ابوداود والترمذی وزاد الترمذی لَا أَقُولُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّيْنَ۔:۔

(۴۳۷) نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّتَعَاطَى السَّيْفَ مَسْلُوْلًا۔ ابوداود

اَلضَّادُ۔ كِتَابُ الضِّيَافَةِ

(۴۳۸) لَيْلَةُ الضَّيْفِ حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ فَمَنْ أَصْبَحَ بِفِنَائِهِ فَهُوَ عَلَيْهِ دَيْنٌ إِنْ شَاءَ اقْتَضٰى وَإِنْ شَاءَ تَرَكَ۔ ابوداود:۔

(۴۳۹) بَلْ أَقْرَهُ وَرَأٰى رَثَّ الثِّيَابِ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ مَّالٍ قُلْتُ مِنْ كُلِّ الْمَالِ قَدْ أَعْطَانِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الْإِبِلِ وَالْغَنَمِ قَالَ فَلْيُرَ عَلَيْكَ۔ الترمذی:۔

(۴۴۰) مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ قَالُوا وَمَا جَائِزَتُهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ يَوْمُهُ وَلَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلٰثَةُ أَيَّامٍ وَمَا وَرَاءَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ وَلَا يَحِلُّ لَهُ أَنْ يُّقِيمَ عِنْدَهُ حَتّٰى يُؤْثِمَهُ قَالَ يُقِيمُ عِنْدَهُ وَلَيْسَ لَهُ شَيْءٌ يَقْرِيهِ بِهٖ۔ الستۃ الا النسائی

اَلطَّاءُ۔ كِتَابُ الطَّهَارَةِ

(۴۴۱) لَا يَبُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَجْرِي ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ۔ الخمسۃ

مِنْ وَسْطِهِ - ابوداؤد والترمذی:

(۴۶۲) نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ یَّقْرِنَ الرَّجُلُ بَیْنَ التَّمْرَتَیْنِ اِلَّا اَنْ یَّسْتَاْذِنَ اَصْحَابَهٗ - الخمسة الا النسائی:-

(۴۶۳) تَجَشَّاَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ کُفَّ عَنَّا جُشَاءَکَ فَاِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ شِبَعًا فِی الدُّنْیَا اَطْوَلُهُمْ جُوْعًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ - الترمذی

(۴۶۴) مَا مَلَاَ اٰدَمِیٌّ وِعَاءً شَرًّا مِّنْ بَطْنٍ بِحَسْبِ ابْنِ اٰدَمَ لُقَیْمَاتٌ یُّقِمْنَ صُلْبَهٗ فَاِنْ کَانَ لَا مُحَالَةَ فَاعِلًا فَثُلُثٌ بِطَعَامِهٖ وَثُلُثٌ لِشَرَابِهٖ وَ ثُلُثٌ لِنَفْسِهٖ - الترمذی:-

(۴۶۵) تَعَشَّوْا وَلَوْ بِکَفٍّ مِّنْ حَشَفٍ فَاِنَّ تَرْکَ الْعَشَاءِ مَهْرَمَةٌ - الترمذی

(۴۶۶) مَا عَابَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ کَانَ اِذَا اشْتَهَاهُ اَکَلَهٗ وَاِنْ کَرِهَهٗ تَرَکَهٗ - الخمسة الا النسائی:-

(۴۶۷) کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِیَ بِاَوَّلِ الثَّمَرِ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَفِیْ ثِمَارِنَا وَفِیْ مُدِّنَا وَفِیْ صَاعِنَا بَرَکَةً مَعَ بَرَکَةٍ ثُمَّ یُعْطِیْهِ اَصْغَرَ مَنْ یَّحْضُرُهٗ مِنَ الْوِلْدَانِ - مسلم:-

(۴۶۸) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّهُمْ ذَبَحُوْا شَاةً قَالَتْ فَجَاءَ سَائِلٌ فَاَعْطَوْهُ کَتِفَهَا فَجَاءَ اٰخَرُ فَاَعْطَوْهُ فَبَقِیَ مِنْهَا فَقَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا بَقِیَ مِنْهَا فَقَالُوْا مَا بَقِیَ مِنْهَا اِلَّا کَتِفُهَا فَقَالَ بَقِیَ کُلُّهَا اِلَّا کَتِفَهَا - الترمذی:-

(۴۶۹) مَنْ اَکَلَ ثُوْمًا اَوْ بَصَلًا فَلْیَعْتَزِلْنَا اَوْ یَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْیَقْعُدْ فِیْ بَیْتِهٖ - الخمسة-

(۴۷۰) لَا یَحْلُبَنَّ اَحَدُکُمْ مَاشِیَةَ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ تُؤْتٰی مَشْرُبَتُهٗ فَتُکْسَرَ خِزَانَتُهٗ فَیُنْتَقَلَ طَعَامُهٗ اِنَّمَا تَخْزُنُ لَهُمْ ضُرُوْعُ مَوَاشِیْهِمْ اَطْعِمَتَهُمْ - ثلثة وابوداؤد-

(۴۷۱) اُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِجُبْنَةٍ فِیْ تَبُوْکَ مِنْ عَمَلِ النَّصَارٰی فَدَعَا بِسِکِّیْنٍ فَسَمّٰی وَقَطَعَ وَاَکَلَ - ابوداؤد:-

(۴۷۲) اَجِیْبُوْا هٰذِهِ الدَّعْوَةَ اِذَا دُعِیْتُمْ - الخمسة الا النسائی وفی

عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ۔ السنۃ :۔

(۴۵۳) اِذَا اسْتَيْقَظَ اَحَدُكُمْ مِّنْ مَّنَامِهٖ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهٗ فِى الْاِنَاءِ حَتّٰى يَغْسِلَهَا ثَلٰثًا فَاِنَّهٗ لَا يَدْرِىْ اَيْنَ بَاتَتْ يَدُهٗ۔ السنۃ

(۴۵۴) لَا تَاْتُوا النِّسَاءَ فِىْ اَعْجَازِهِنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَا يَسْتَحْيِىْ مِنَ الْحَقِّ۔ الترمذی :۔

(۴۵۵) اِنَّ تَحْتَ كُلِّ شَعْرَةٍ جَنَابَةً فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ وَانْقُوا الْبَشَرَ

(۴۵۶) رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَغْتَسِلُ الْبَرَازَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَيِىٌّ سَتِيْرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسَّتْرَ فَاِذَا اغْتَسَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ۔ ابوداؤد والنسائی

(۴۵۷) مَنْ غَسَّلَ الْمَيِّتَ فَلْيَغْتَسِلْ ابوداؤد والترمذی وزاد وَمَنْ حَمَلَهٗ فَلْيَتَوَضَّأْ۔

(۴۵۸) مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ بِغَيْرِ اِزَارٍ وَّمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُدْخِلْ حَلِيْلَتَهُ الْحَمَّامَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَجْلِسْ عَلٰى مَائِدَةٍ يُّدَارُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ۔ الترمذی والنسائی :۔

كِتَابُ الطَّعَامِ

(۴۵۹) اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ طَعَامًا فَلْيَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ فَاِنْ نَسِىَ فِى الْاَوَّلِ فَلْيَقُلْ فِى الْاٰخِرِ بِسْمِ اللّٰهِ فِىْ اَوَّلِهٖ وَاٰخِرِهٖ۔ ابوداؤد والترمذی :۔

(۴۶۰) اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ مَنْزِلَهٗ فَذَكَرَ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهٖ وَعِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ الشَّيْطَانُ لَا مَبِيْتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ وَاِنْ ذَكَرَ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهٖ وَلَمْ يَذْكُرْهُ عِنْدَ عَشَائِهٖ يَقُوْلُ اَدْرَكْتُمُ الْعَشَاءَ وَلَا مَبِيْتَ لَكُمْ وَاِنْ لَمْ يَذْكُرْهُ عِنْدَ دُخُوْلِهٖ وَلَا عِنْدَ عَشَائِهٖ قَالَ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَالْعَشَاءَ۔ مسلم وابوداؤد :۔

(۴۶۱) تَنْزِلُ الْبَرَكَةُ وَسْطَ الطَّعَامِ فَكُلُوْا مِنْ حَافَتَيْهِ وَلَا تَاْكُلُوْا

كتاب الطلاق

(۴۸۲) مَا اَحَلَّ اللهُ شَيْئًا اَبْغَضُ اِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ وَفِي اُخْرٰى اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى اللهِ الطَّلَاقُ۔ ابوداود۔

(۴۸۳) اِمْرَاَةٌ سَاَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقَهَا مِنْ غَيْرِ مَا بَاْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ۔ ابوداود والترمذی:۔

(۴۸۴) لَا يَحِلُّ لِامْرَاَةٍ اَنْ تَسْاَلَ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا وَلْتَنْكِحْ فَاِنَّ مَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا۔ السنن:۔

كتاب الطيرة (فال)

(۴۸۵) اِنْ كَانَ يَعْنِي الشُّؤْمُ فِي شَيْءٍ فَفِي الْفَرَسِ وَالْمَرْاَةِ وَالْمَسْكَنِ۔ الثلثة

العين كتاب العلم في فضل العلماء

(۴۸۶) ذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ عَابِدٌ وَعَالِمٌ فَقَالَ فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلٰى اَدْنَاكُمْ۔ الترمذی وَفِي رِوَايَةٍ لَهُ اِنَّ اللهَ تَعَالٰى وَمَلَائِكَتَهُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَاَهْلُ السَّمٰوٰتِ وَاَهْلُ الْاَرْضِ حَتَّى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا وَالْحِيْتَانَ فِي الْبَحْرِ يُصَلُّوْنَ عَلٰى مُعَلِّمِ النَّاسِ الْخَيْرَ:۔

(۴۸۷) فَقِيْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ۔ الترمذی:۔ وَاِنَّ فَضْلَ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ عَلٰى سَائِرِ الْكَوَاكِبِ وَاِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلٰكِنْ وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ اَخَذَهُ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ۔ ابوداود والترمذی

في الحث عليه

(۴۸۸) مَنْ يُّرِدِ اللهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ۔ الشيخان والترمذی

اُخریٰ لابی داود من دعی ولم یجب فقد عصی اللہ ورسولہ ومن دخل
علی غیر دعوۃ دخل سارقا وخرج مغیرا۔

(۴۷۳) اذا اجتمع داعیان فاجب اقربھما بابا فان اقربھما جوارا
وان سبق احدھما فاجب الذی سبق۔ ابوداود۔

(۴۷۴) شر الطعام طعام الولیمۃ یدعی لھا الاغنیاء ویترک
المساکین ومن لم یات الدعوۃ فقد عصی اللہ ورسولہ وفی
اخری یمنعھا من یاتیھا ویدعی الیھا من یاباھا۔ الثلثۃ وابوداود

کتاب الطب والرقی

(۴۷۵) ان اللہ تعالی انزل الداء والدواء وجعل لکل داء
دواء فتداووا ولا تداووا بحرام۔ ابوداود۔ وللبخاری
ما انزل اللہ من داء الا انزل لہ دواء ولابی داود والترمذی
بمعناہ الا داء واحدا قیل وما ھو قال الھرم۔

(۴۷۶) ان لکل داء دواء فاذا اصیب دواء الداء برا
باذن اللہ۔ مسلم۔

(۴۷۷) لا تکرھوا مرضاکم علی الطعام والشراب فان اللہ تعالی یطعمھم و[illegible]

(۴۷۸) من اکتوی او استرقی فقد بری من التوکل۔ الترمذی
وفی روایۃ للمسلم ولابی داود لا باس بما لیس فیہ شرک۔

(۴۷۹) الکماۃ من المن وماءھا شفاء للعین۔ الشیخان والترمذی۔

(۴۸۰) الحمی من فیح جھنم فابردوھا عنکم بالماء۔ الشیخان والترمذی۔
وفی روایۃ للترمذی اذا اصاب احدکم الحمی فان الحمی قطعۃ
من النار فلیطفھا عنہ بالماء فلیستنقع فی ماء جار و
لیستقبل جریتہ۔

(۴۸۱) اذا سمعتم بالطاعون بارض فلا تدخلوھا واذا وقع
بارض وانتم بھا فلا تخرجوا منھا۔ الثلثۃ والترمذی۔

يقولهم إخوانكم وخولكم جعلهم الله تعالى تحت أيديكم فمن كان أخوه تحت يده فليطعمه مما يأكل وليلبسه مما يلبس ولا تكلفوهم من العمل ما يغلبهم فإن كلفتموهم فأعينوهم عليه۔ الخمسة الا النسائی

(۴۹۹) إذا أتى أحدكم خادمه بطعامه فإن لم يجلسه معه فليناوله لقمة أو لقمتين أو أكلة أو أكلتين فإنه ولي حره وعلاجه۔ البخاری۔ ابوداؤد۔ والترمذی :۔

(۵۰۰) إذا ضرب أحدكم خادمه فذكر الله تعالى فارفعوا أيديكم عنه۔ الترمذی۔

(۵۰۱) كنا بني مقرن على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس لنا خادم إلا واحدة فلطمها أحدنا فبلغ ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال أعتقوها فقيل له ليس لهم خادم غيرها قال فليستخدموها فإذا استغنوا عنها فليخلوا سبيلها۔ مسلم و ابوداؤد والترمذی

(۵۰۲) عن أبي مسعود البدري رض قال كنت أضرب غلاما لي فسمعت صوتا من خلفي يقول اعلم أبا مسعود فلم أفهم الصوت من الغضب فلما دنا مني إذا هو رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول اعلم أبا مسعود فألقيت السوط من يدي فقال اعلم أبا مسعود إن الله أقدر عليك منك على هذا الغلام قال فقلت لا أضرب مملوكا بعده أبدا۔ مسلم وابوداود والترمذی۔

(۵۰۳) من قذف مملوكه وهو بريء مما قال جلد يوم القيامة إلا أن يكون كما قال۔ لخمسة الا النسائی :۔

(۵۰۴) لا يقولن أحدكم عبدي وأمتي ولا يقول المملوك ربي وربتي ليقل المالك فتاي وفتاتي وليقل المملوك سيدي وسيدتي فإنكم المملوكون والرب هو الله عز وجل۔ الشيخان وابوداؤد :۔

كتاب العدة والاستبراء

(۴۸۹) مَنْ خَرَجَ فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ حَتّٰی یَرْجِعَ۔ الترمذی
(۴۹۰) لَنْ یَّشْبَعَ مُؤْمِنٌ مِنْ خَیْرٍ یَّسْمَعُهٗ حَتّٰی یَکُوْنَ مُنْتَهَاهُ الْجَنَّةَ۔ الترمذی
(۴۹۱) اَلْکَلِمَةُ الْحِکْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا۔ الترمذی۔

فِیْ اٰدَابِ الْعِلْمِ وَالتَّعَلُّمِ

(۴۹۲) وَاللّٰهِ لَاَنْ یَّهْدِیَ بِهُدَاکَ رَجُلٌ وَّاحِدٌ خَیْرٌ لَّکَ مِنْ حُمُرِ النَّعَمِ۔ ابوداود:۔

فِیْ رِوَایَةِ الْحَدِیْثِ وَنَقْلِهٖ

(۴۹۳) نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَیْئًا فَبَلَّغَهٗ کَمَا سَمِعَهٗ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی مِنْ سَامِعٍ۔ الترمذی۔

کِتَابُ الْعَفْوِ وَالْمَغْفِرَةِ

(۴۹۴) کُلُّ ذَنْبٍ عَسَی اللّٰهُ اَنْ یَّغْفِرَهٗ اِلَّا مَنْ مَّاتَ مُشْرِکًا اَوْ مُؤْمِنٌ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا۔ ابوداود:۔

فِی الْعِتْقِ

(۴۹۵) مَثَلُ الَّذِیْ یُعْتِقُ عِنْدَ الْمَوْتِ کَمَثَلِ الَّذِیْ یُهْدِیْ اِذَا شَبِعَ:۔ ترمذی ۲۲:۔
(۴۹۶) سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرِّقَابِ اَیُّهَا اَفْضَلُ فَقَالَ اَغْلَاهَا ثَمَنًا وَاَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا۔ مالک:۔

فِیْ مُصَاحَبَةِ الرَّقِیْقِ وَاَدَبِ الْمَلَکَةِ

(۴۹۷) اُعْفُ عَنْ الْخَادِمِ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّةً۔ ابوداود والترمذی۔
(۴۹۸) عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَیْدٍ قَالَ رَاَیْتُ اَبَا ذَرٍّ وَعَلَیْهِ حُلَّةٌ وَعَلٰی غُلَامِهٖ مِثْلُهَا فَسَاَلْتُهٗ عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

صلى الله عليه وسلم ما هذا يا ام سليم قالت اتخذته ان دنى مني احد من المشركين بقرت بطنه فجعل صلى الله عليه وسلم يضحك مسلم ابوداود

(۵۱۲) عن ابن عمر رض قال بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم خالدا الى بني جذيمة فدعاهم الى الاسلام فلم يحسنوا ان يقولوا اسلمنا فجعلوا يقولون صبأنا صبأنا وجعل خالد يقتل ويأسر فدفع الى كل رجل منا اسيره فقلت والله لا اقتل اسيري ولا يقتل رجل من اصحابي اسيره حتى قدمنا على رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرنا له فرفع يديه فقال اللهم اني ابرأ اليك مما صنع خالد مرتين البخاري

(۵۱۳) لا احد اغير من الله من اجل ذلك حرم الفواحش ما ظهر منها وما بطن ولا احد احب اليه المدح من الله تعالى من اجل ذلك مدح نفسه۔ الشيخان والترمذي:۔

(۵۱۴) كتاب الغصب۔ من اخذ شبرا من الارض بغير حق خسف به يوم القيمة الى سبع ارضين۔ البخاري:۔

كتاب الغضب

(۵۱۵) ما تعدون الصرعة فيكم قالوا الذي لا تصرعه الرجال قال لا ولكنه الذي يملك نفسه عند الغضب۔ مسلم ابوداؤد:۔

(۵۱۶) ان الغضب من الشيطان وان الشيطان خلق من النار فانما تطفأ النار بالماء فاذا غضب احدكم فليتوضأ:۔

واذا غضب احدكم وهو قائم فليجلس فان ذهب عنه الغضب والا فليضطجع۔ ابوداؤد:۔

(۵۱۷) ان رجلا قال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم اوصني ولا تكثر علي لعلي لا انسى قال لا تغضب۔ البخاري۔ مالك۔ والترمذي۔

(۵۱۸) من حمى مؤمنا من منافق بعث الله له ملكا يحمي لحمه يوم القيمة من نار جهنم ومن رمى مسلما بشيء يريد شينه به حبسه يوم

(۵۰۵) لا یحل لامرءٍ یؤمن باللہ والیوم الاخر ان تسقی ماءہ زرع غیرہ یعنی اتیان الحبالی ولا یحل لامرءٍ یؤمن باللہ والیوم الاخر ان یقع علی امراۃ من سبیٍ حتی یستبرئہا ولا یحل لامرءٍ یؤمن باللہ والیوم الاخر ان یبیع مغنما حتی یقسم۔ ابوداود والترمذی

فی الاحداد

(۵۰۶) لا یحل لامراۃ تؤمن باللہ والیوم الاخر ان تحد علی میت فوق ثلث لیالٍ الا علی زوجٍ اربعۃ اشہرٍ وعشرا۔ الستۃ :-

(۵۰۷) ام عطیۃ رض قالت کنا ننہی ان نحد علی میتٍ فوق ثلثٍ الا علی زوجٍ اربعۃ اشہرٍ وعشرا ولا نکتحل ولا نتطیب ولا نلبس ثوبا مصبوغا الا ثوب عصبٍ وقد رخص لنا عند الطہر اذا اغتسلت احدانا من محیضہا فی نبذۃٍ من کست اظفارٍ وکنا ننہی عن اتباع الجنائز۔ لخمسۃ الا الترمذی :-

کتاب العاریۃ

(۵۰۸) استعار قصعۃ فضاعت علیہ فضمنہا لہم۔ الترمذی :-

الغین۔ کتاب الغزوات

(۵۰۹) انصرفا قضینا لہم ونستعین باللہ تعالی علیہم۔ مسلم

(۵۱۰) عن ابن عباسؓ قال جاء العباس بابی سفیان بن حربٍ فاسلم بمر الظہران فقال العباس یا رسول اللہ ان ابا سفین رجل یحب الفخر فلو جعلت لہ شیئا قال نعم من دخل دار ابی سفین بن حرب فہو امن ومن اغلق بابہ فہو امن ومن القی سلاحہ فہو امن ومن دخل المسجد فہو امن :- ابوداود

(۵۱۱) اتخذت ام سلیم خنجرا ایام حنین فکان معہا فقال لہا النبی

(۵۲۵) مُرَّ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِجَنَازَۃٍ فَاَثْنَوْا عَلَیْھَا خَیْرًا فَقَالَ وَجَبَتْ ثُمَّ مُرَّ بِاُخْرٰی فَاَثْنَوْا عَلَیْھَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتْ فَقَالَ عُمَرُ مَا وَجَبَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ ھٰذَا اَثْنَیْتُمْ عَلَیْہِ خَیْرًا فَوَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ وَھٰذَا اَثْنَیْتُمْ عَلَیْہِ شَرًّا فَوَجَبَتْ لَہُ النَّارُ اَنْتُمْ شُھَدَآءُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ ۔ الخمسۃ الا ابا داؤد :۔

(۵۲۶) دَعُوا الْحَبَشَۃَ مَا دَعُوْکُمْ وَاتْرُکُوا التُّرْکَ مَا تَرَکُوْکُمْ ۔ ابوداؤد ۔

(۵۲۷) سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُبْغِضْنِیْ فَتُفَارِقَ دِیْنَکَ قُلْتُ وَکَیْفَ اُبْغِضُکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَبِکَ ھَدَانِیَ اللّٰہُ قَالَ تُبْغِضُ الْعَرَبَ فَتُبْغِضُنِیْ ۔ الترمذی :۔

(۵۲۸) مَا اَطْیَبَکِ مِنْ بَلَدٍ وَّاَحَبَّکِ اِلَیَّ وَلَوْلَا اَنَّ قَوْمِیْ اَخْرَجُوْنِیْ مِنْکِ مَا سَکَنْتُ غَیْرَکِ ۔ الترمذی :۔

(۵۲۹) لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یَّحْمِلَ السِّلَاحَ بِمَکَّۃَ ۔ مسلم :۔

فِیْ فَضْلِ الصَّلٰوۃِ وَالصَّوْمِ وَالزَّکٰوۃِ

(۵۳۰) لَنْ یَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ صَلّٰی قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِھَا یَعْنِی الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ ۔ مسلم ۔ ابوداؤد والنسائی :۔

(۵۳۱) اَلَا اُخْبِرُکَ بِمِلَاکِ ذٰلِکَ کُلِّہٖ قُلْتُ بَلٰی قَالَ کُفَّ عَلَیْکَ ھٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی لِسَانِہٖ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَکَلَّمُ بِہٖ فَقَالَ ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ یَا مُعَاذُ وَھَلْ یُکِبُّ النَّاسَ فِی النَّارِ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ اَوْ قَالَ عَلٰی مَنَاخِرِھِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِھِمْ ۔ الترمذی :۔

(۵۳۲) قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِحَرْبٍ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ اَدَاءِ مَا افْتَرَضْتُ عَلَیْہِ وَلَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ اَعْطَیْتُہٗ وَاِنِ اسْتَعَاذَنِیْ

الْقِيٰمَةِ عَلٰی جِسْرٍ مِنْ جُسُوْرِ جَهَنَّمَ حَتّٰی يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ۔ ابوداؤد

كِتَابُ الْغِيْبَةِ وَالنَّمِيْمَةِ

(۵۱۹) اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُ اَحَدِكُمْ اَخَاهُ بِمَا يَكْرَهُ فَقَالَ رَجُلٌ اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِيْ اَخِيْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهٗ۔ ابوداود والترمذی

(۵۲۰) لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ نَمَّامٌ۔ الخمسة الا النسائی

(۵۲۱) لَا يُبَلِّغُنِيْ اَحَدٌ عَنْ اَحَدٍ مِنْ اَصْحَابِيْ شَيْئًا فَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَخْرُجَ اِلَيْكُمْ وَاَنَا سَلِيْمُ الصَّدْرِ۔ ابوداؤد والترمذی

كِتَابُ الْغِنَاءِ

(۵۲۲) عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِيْ جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثٍ فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهٗ وَدَخَلَ اَبُوْ بَكْرٍ رض فَانْتَهَرَنِيْ وَقَالَ مِزْمَارَةُ الشَّيْطَانِ فِيْ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعْهُمَا فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا۔ قَالَتْ وَكَانَ يَوْمُ عِيْدٍ وَكَانَ السُّوْدَانُ يَلْعَبُوْنَ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ فِي الْمَسْجِدِ فَاِمَّا سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِمَّا قَالَ تَشْتَهِيْنَ تَنْظُرِيْنَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَاَقَامَنِيْ وَرَاءَهٗ خَدِّيْ عَلٰى خَدِّهٖ يَقُوْلُ دُوْنَكُمْ يَا بَنِيْ اَرْفِدَةَ حَتّٰی اِذَا مَلِلْتُ قَالَ حَسْبُكِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاذْهَبِيْ۔ الشیخان والنسائی

(۵۲۳) غدر۔ اِذَا جَمَعَ اللّٰهُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرْفَعُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يُعْرَفُ بِهٖ فَيُقَالُ هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانٍ۔ الخمسة الا النسائی

الفاء — كِتَابُ الْفَضَائِلِ

(۵۲۴) لَا تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الْاَنْبِيَاءِ۔ ابوداؤد

رفق بالضعيف والشفقة على الوالدين والاحسان إلى المملوك الترمذي

(۵۳۷) ثلثة حق على الله عونهم المجاهد في سبيل الله والمكاتب الذي يريد الاداء والناكح الذي يريد العفاف ـ الترمذي النسائي

(۵۳۸) ثلثة يحبهم الله وثلثة يبغضهم الله فاما الثلثة الذين يحبهم الله فرجل اتى قوما فسألهم بالله ولم يسألهم بقرابة بينه وبينهم فمنعوه فتخلف رجل باعقابهم فاعطاه سرًا لا يعلم بعطيته الا الله والذي اعطاه وقوم ساروا ليلتهم حتى اذا كان النوم احب اليهم مما يعدل به فنزلوا فقام رجل يتملقني ويتلو اياتي ورجل كان في سرية فلقي العدو فانهزموا فاقبل بصدره حتى يقتل او يفتح له واما الثلثة الذين يبغضهم الله فالشيخ الزاني والفقير المختال والغني الظلوم ـ الترمذي والنسائي :ـ

(۵۳۹) سبعة يظلهم الله في ظله يوم لا ظل الا ظله امام عادل وشاب نشأ في عبادة الله ورجل قلبه معلق بالمسجد حتى يعود اليه ورجلان تحابا في الله اجتمعا على ذلك وتفرقا عليه ورجل دعته امرأة ذات منصب وجمال فقال اني اخاف الله ورجل تصدق بصدقة فاخفاها حتى لا تعلم شماله ما تنفق يمينه ورجل ذكر الله خاليا ففاضت عيناه ـ الستة الا ابا داود :ـ

(۵۴۰) من دعا الى هدى كان له من الاجر مثل اجور من اتبعه لا ينقص ذلك من اجورهم شيئا ومن دعا الى ضلالة كان عليه من الاثم مثل اثام من اتبعه لا ينقص من اثامهم شيئا ـ مسلم ـ مالك ـ ابوداود ـ والترمذي :ـ

(۵۴۱) يقول الله عزوجل يوم القيمة يا ابن ادم مرضت فلم تعدني فيقول يا رب كيف اعودك وانت رب العلمين قال اما

اَعْدَتَه اِنَّمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْئٍ تَرَدُّدِيْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ مَنْ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَكْرَهُ مُسَاءَتَه۔ البخاری :۔

(۵۳۳) يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَاَنَا مَعَه حِيْنَ يَذْكُرُنِيْ فَاِذَا ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِه ذَكَرْتُه فِيْ نَفْسِيْ وَاِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَاءٍ ذَكَرْتُه فِيْ مَلَاءٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ فَاِنِ اقْتَرَبَ اِلَيَّ شِبْرًا اقْتَرَبْتُ اِلَيْهِ ذِرَاعًا وَاِنِ اقْتَرَبَ اِلَيَّ ذِرَاعًا اقْتَرَبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَاِنْ اَتَانِيْ مَشْيًا اَتَيْتُه هَرْوَلَةً۔ الشیخان :۔

فِيْ فَضْلِ اَعْمَالٍ وَّ اَقْوَالٍ

(۵۳۴) مَنْ اَصْبَحَ الْيَوْمَ مِنْكُمْ صَائِمًا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ تَبِعَ الْيَوْمَ مِنْكُمْ جَنَازَةً قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ اَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِيْنًا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا قَالَ فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيْضًا قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اجْتَمَعْنَ فِيْ رَجُلٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ مسلم

(۵۳۵) قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالْاُجُوْرِ وَيُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّيْ وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَيَتَصَدَّقُوْنَ بِفُضُوْلِ اَمْوَالِهِمْ قَالَ اَوَلَيْسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مَا تَصَدَّقُوْنَ بِه اِنَّ بِكُلِّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةً وَكُلِّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ وَّكُلِّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ وَبِكُلِّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ صَدَقَةٌ وَّفِيْ بُضْعِ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيَاْتِيْ اَحَدُنَا شَهْوَتَه وَيَكُوْنُ لَه فِيْهَا اَجْرٌ قَالَ اَرَاَيْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِيْ حَرَامٍ اَكَانَ عَلَيْهِ وِزْرٌ قَالُوْا نَعَمْ قَالَ كَذٰلِكَ اِذَا وَضَعَهَا فِي الْحَلَالِ كَانَ لَه اَجْرٌ۔ مسلم والترمذی :۔

فِيْ رِوَايَةٍ تَبَسُّمُكَ فِيْ وَجْهِ اَخِيْكَ صَدَقَةٌ وَّاِرْشَادُكَ الرَّجُلَ الطَّرِيْقَ صَدَقَةٌ وَاِمَاطَتُكَ الْحَجَرَ وَالشَّوْكَ وَالْعَظْمَ عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ وَّاِفْرَاغُكَ مِنْ دَلْوِكَ فِيْ دَلْوِ اَخِيْكَ صَدَقَةٌ۔

(۵۳۶) ثَلٰثٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ نَشَرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ كَنَفَهٗ وَاَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ

احبّ قومًا ابتلاهم فمن رضی فله الرضى ومن سخط فله السخط۔ الترمذی

(۵۴۹) ما یزال البلاء بالمؤمن والمؤمنة فی نفسه وولده وماله
حتى یلقى الله وما علیه خطیئة۔ مالک والترمذی:۔

(۵۵۰) قلت یا رسول الله ای الناس اشد بلاءً قال الانبیاء
ثم الامثل فالامثل یبتلى الرجل على حسب دینه فان کان شدیدًا
فی دینه صلبًا اشتد بلاؤه وان کان فی دینه رقة ابتلاه
الله على حسب دینه فما یبرح البلاء بالعبد حتى یترکه یمشی
على الارض ولیس علیه خطیئة۔ الترمذی:۔

(۵۵۱) اذا کان العبد یعمل عملًا صالحًا فشغله عنه مرض او
سفر کتب الله له کصالح ما کان یعمل وهو صحیح مقیم۔ البخاری وابوداود:۔

(۵۵۲) ما منکن امرأة تقدم ثلثة من ولدها الا کان لها
حجابًا من النار فقالت امرأة یا رسول الله واثنین واثنین لها
حجابًا من النار۔ الشیخان وفی اخرى للترمذی اثنان وواحد:۔

(۵۵۳) من احب لقاء الله احب الله لقاءه ومن کره لقاء الله
کره الله لقاءه فقالت عائشة انا لنکره الموت قال لیس ذلک
ولکن المؤمن اذا حضره الموت بشر برضوان الله وکرامته فلیس شیء
احب الیه مما امامه فاحب لقاء الله واحب الله لقاءه وان الکافر
اذا حضره الموت بشر بعذاب الله تعالى وعقوبته فلیس شیء
اکره الیه مما امامه فکره لقاء الله وکره الله لقاءه۔ الخمسة الا اباداود

کتاب الفرائض والمواریث

(۵۵۴) القاتل لا یرث۔ الترمذی:۔

(۵۵۵) ایما رجل عاهر بحرة او امة فالولد زنا لا یرث من
ابیه ولا یرثه۔ الترمذی:۔

(۵۵۶) انا اولى بالمؤمنین من انفسهم فمن مات وعلیه دین

عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِیْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ اَمَا عَلِمْتَ اِنَّكَ لَوْ عُدْتَهٗ لَوَجَدْتَنِیْ عِنْدَهٗ يَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِیْ قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ اُطْعِمُكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ قَالَ اِنَّ عَبْدِیْ فُلَانًا اِسْتَطْعَمَكَ فَلَمْ تُطْعِمْهُ اَمَا عَلِمْتَ اِنَّكَ لَوْ اَطْعَمْتَهٗ لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِیْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِیْ قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ اَسْقِيْكَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ فَيَقُوْلُ اِنَّ عَبْدِیْ فُلَانًا اِسْتَسْقَاكَ فَلَمْ تَسْقِهٖ اَمَا عَلِمْتَ اِنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهٗ لَوَجَدْتَ ذٰلِكَ عِنْدِیْ۔ مسلم:۔

(۵۴۲) مَنْ اَكَلَ طَيِّبًا وَعَمِلَ فِیْ سُنَّةٍ وَاَمِنَ النَّاسُ بَوَائِقَهٗ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔ الترمذی:۔

(۵۴۳) مَنْ مَنَحَ مِنْحَةَ لَبَنٍ اَوْ وَرِقٍ اَوْ هَدٰى زُقَاقًا اَوْ طَرِيْقًا اَوْ اَعْمٰى رَقَبَةً كَانَ لَهٗ مِثْلُ مَنْ اَعْتَقَ رَقَبَةً۔ الترمذی:۔

(۵۴۴) قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّجُلُ يَعْمَلُ الْعَمَلَ سِرًّا فَاِذَا اُطُّلِعَ عَلَيْهِ اَعْجَبَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهٗ اَجْرَانِ اَجْرُ السِّرِّ وَاَجْرُ الْعَلَانِيَةِ۔ الترمذی:۔

(۵۴۵) وَفْدُ اللّٰهِ ثَلٰثَةٌ اَلْغَازِیْ وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ۔ النسائی:۔

فِیْ فَضَائِلِ الْمَرَضِ وَالْمَوْتِ وَالنَّوَائِبِ

(۵۴۶) مَا يُصِيْبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ وَصَبٍ وَّلَا نَصَبٍ وَّلَا سَقَمٍ وَّلَا حَزَنٍ حَتّٰى الْهَمِّ يُهِمُّهٗ اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهٖ مِنْ سَيِّئَاتِهٖ۔ الشیخان والترمذی

(۵۴۷) دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُمِّ السَّائِبِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَقَالَ مَا لَكِ تُزَفْزِفِيْنَ فَقَالَتِ الْحُمّٰى لَا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْهَا فَقَالَ لَا تَسُبِّی الْحُمّٰى فَاِنَّهَا تُذْهِبُ خَطَايَا بَنِیْ اٰدَمَ كَمَا يُذْهِبُ الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ۔ مسلم:۔

(۵۴۸) اِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِذَا

صلوٰۃ یوم القیٰمۃ۔ ابوداؤد۔

فی قتال المسلمین بعضھم لبعض

(۵۶۷) اذا تواجہ المسلمان بسیفیھما فالقاتل والمقتول فی النار فقیل یارسول اللہ ھذا القاتل فما بال المقتول قال انہ قد اراد قتل صاحبہ۔
الخمسۃ الا الترمذی۔

(۵۶۸) لا یشیر احدکم الی اخیہ بالسلاح فانہ لا یدری لعل الشیطان ینزع فی یدہ فیقع فی حفرۃ من النار۔ الشیخان والترمذی۔

(۵۶۹) لا ترجعوا بعدی کفارا یضرب بعضکم رقاب بعض۔ الترمذی وابوداؤد والنسائی۔

القاف۔ کتاب القدر

(۵۷۰) ان الرجل لیعمل الزمن الطویل بعمل اھل الجنۃ ثم یختم لہ عملہ بعمل اھل النار وان الرجل لیعمل الزمن الطویل بعمل اھل النار حتی یختم لہ عملہ بعمل اھل الجنۃ۔ مسلم۔

(۵۷۱) المؤمن القوی خیر واحب الی اللہ تعالیٰ من المؤمن الضعیف وفی کل خیر احرص علی ماینفعک واستعن باللہ ولا تعجز وان اصابک شیء فلا تقل لو انی فعلت لکان کذا وکذا ولکن قل قدر اللہ وما شاء فعل فان لو تفتح عمل الشیطان۔ مسلم۔

کتاب القناعۃ

(۵۷۲) سال ناس من الانصار رسول اللہ فاعطاھم ثم سالوہ فاعطاھم حتی اذا نفد ما عندہ قال ما یکون عندی من خیر فلن ادخرہ عنکم ومن یستعفف یعفہ اللہ

وَلَمْ يَتْرُكْ وَفَاءً فَعَلَيْنَا قَضَاؤُهُ وَمَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ۔ الخمسۃ الا النسائی

(۵۵۷) عن عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ الْخُزَاعِيِّ قَالَ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِينَارًا وَّلَا دِرْهَمًا وَّلَا عَبْدًا وَّلَا أَمَةً وَّلَا شَيْئًا إِلَّا بَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسِلَاحَهُ وَأَرْضًا جَعَلَهَا لِابْنِ السَّبِيلِ صَدَقَةً۔ البخاری والنسائی:۔

كِتَابُ الْفِتَنِ وَالْأَهْوَاءِ وَالْاِخْتِلَافِ

(۵۵۸) اَلْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ كَهِجْرَةٍ إِلَيَّ۔ مسلم والترمذی:۔

(۵۵۹) إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ وَلَمَنِ ابْتُلِيَ فَصَبَرَ فَوَاهًا۔ ابوداؤد

(۵۶۰) إِذَا كَانَتْ أُمَرَاؤُكُمْ خِيَارَكُمْ وَأَغْنِيَاؤُكُمْ سُمَحَاءَكُمْ وَأُمُورُكُمْ شُورَى بَيْنَكُمْ فَظَهْرُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ بَطْنِهَا وَإِذَا كَانَتْ أُمَرَاؤُكُمْ شِرَارَكُمْ وَأَغْنِيَاؤُكُمْ بُخَلَاءَكُمْ وَأُمُورُكُمْ إِلَى نِسَائِكُمْ فَبَطْنُ الْأَرْضِ خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنْ ظَهْرِهَا۔ الترمذی:۔

(۵۶۱) إِنَّ عَرْشَ إِبْلِيسَ عَلَى الْبَحْرِ فَيَبْعَثُ سَرَايَاهُ فَيَفْتِنُونَ النَّاسَ وَأَعْظَمُهُمْ عِنْدَهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً فَيَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ مَا صَنَعْتَ شَيْئًا ثُمَّ يَجِيءُ آخَرُ فَيَقُولُ مَا تَرَكْتُهُ حَتَّى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ فَيُدْنِيهِ مِنْهُ وَيَلْتَزِمُهُ فَيَقُولُ نِعْمَ أَنْتَ۔ مسلم:۔

(۵۶۲) لَنْ يَهْلِكَ النَّاسُ حَتَّى يُعْذِرُوا مِنْ أَنْفُسِهِمْ۔ ابوداؤد:۔

(۵۶۳) مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا۔ الشیخان والترمذی:۔

(۵۶۴) مَنْ شَهَرَ سَيْفَهُ ثُمَّ وَضَعَهُ فَدَمُهُ هَدَرٌ۔ النسائی:۔

(۵۶۵) خَيْرُكُمُ الْمُدَافِعُ عَنْ عَشِيرَتِهِ مَا لَمْ يَأْثَمْ۔ ابوداؤد۔

(۵۶۶) اللّٰهُمَّ إِنِّي أَتَّخِذُ عِنْدَكَ عَهْدًا أَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ أُمَّتِي سَبَبْتُهُ سَبَّةً أَوْ لَعَنْتُهُ لَعْنَةً فِي غَضَبِي فَإِنَّمَا أَنَا مِنْ وَلَدِ آدَمَ أَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُونَ وَإِنَّمَا بَعَثَنِي رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ فَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ

(۵۸۱) مَنْ نَزَلَتْ بِهٖ فَاقَةٌ فَانْزَلَهَا بِالنَّاسِ لَمْ تُسَدَّ فَاقَتُهٗ وَمَنْ نَزَلَتْ بِهٖ فَاقَةٌ فَانْزَلَهَا بِاللّٰهِ فَيُوشِكُ اللّٰهُ لَهٗ بِرِزْقٍ عَاجِلٍ اَوْ اٰجِلٍ۔ ابوداود والترمذی:۔

(۵۸۲) عَنِ ابْنِ الْفِرَاسِيِّ اَنَّ اَبَاهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَسْئَلُ فَقَالَ لَا وَاِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاسْئَلِ الصَّالِحِيْنَ۔ ابوداود والنسائی

(۵۸۳) لَاَنْ يَّاْخُذَ اَحَدُكُمْ اَحْبُلَهٗ ثُمَّ يَاْتِيَ الْجَبَلَ فَيَاْتِيَ بِحُزْمَةٍ مِّنْ حَطَبٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَبِيْعَهَا خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّسْئَلَ النَّاسَ اَعْطَوْهُ اَوْ مَنَعُوْهُ۔ البخاری:۔

(۵۸۴) مَنْ يَّتَكَفَّلُ لِيْ اَنْ لَّا يَسْئَلَ النَّاسَ شَيْئًا اَتَكَفَّلُ لَهٗ بِالْجَنَّةِ۔ ابوداود والنسائی:۔

کتاب القضاء

(عدل، اجر، رشوۃ، دعاوی، والشہادۃ وغیرہ)

(۵۸۵) مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّيْنٍ۔ ابوداود

(۵۸۶) اَلْقُضَاةُ ثَلٰثَةٌ وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ وَاثْنَانِ فِي النَّارِ فَاَمَّا الَّذِيْ فِي الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضٰى بِهٖ وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ وَجَارَ فِي الْحُكْمِ فَهُوَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ قَضٰى لِلنَّاسِ عَلٰى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ۔ ابوداود

(۵۸۷) مَنِ ابْتَغَى الْقَضَاءَ وَسَاَلَ فِيْهِ شُفَعَاءَ وُكِلَ اِلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اُكْرِهَ عَلَيْهِ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْهِ مَلَكًا يُسَدِّدُهٗ۔ ابوداود والترمذی:۔

(۵۸۸) اللّٰهُ تَعَالٰى مَعَ الْقَاضِيْ مَا لَمْ يَجُرْ فَاِذَا جَارَ تَخَلّٰى عَنْهُ وَلَزِمَهُ الشَّيْطَانُ۔ الترمذی:۔

(۵۸۹) اِذَا اجْتَهَدَ الْحَاكِمُ فَاَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاِنِ اجْتَهَدَ فَاَخْطَاَ فَلَهٗ اَجْرٌ۔ الشیخان۔ وابوداود:۔

(۵۹۰) لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ الرَّاشِيَ وَالْمُرْتَشِيَ فِي الْحُكْمِ

وَمَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ يَّتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا أُعْطِيَ اَحَدٌ عَطَاءً هُوَ خَيْرٌ لَّهُ وَاَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ۔ السنۃ:۔

(۵۷۳) يَا ابْنَ آدَمَ اِنَّكَ اَنْ تَبْذُلَ الْفَضْلَ خَيْرٌ لَّكَ وَاِنْ تُمْسِكْهُ شَرٌّ لَّكَ وَلَا تُلَامُ عَلٰى كَفَافٍ وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى۔ مسلم والترمذی:۔

(۵۷۴) لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يُرْزَقُ الطَّيْرُ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَّتَرُوْحُ بِطَانًا۔ الترمذی:۔

قَالَ رَجُلٌ لِّرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْقِلُهَا وَاَتَوَكَّلُ اَوْ اُطْلِقُهَا وَاَتَوَكَّلُ قَالَ اَعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ۔ الترمذی:۔

(۵۷۵) لَيْسَ الْغِنٰى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ وَلٰكِنَّ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ۔

(۵۷۶) لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِیْ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنَ الَّذِیْ لَا يَجِدُ غِنًى يُّغْنِيْهِ وَلَا يُفْطَنُ بِهٖ فَيُتَصَدَّقُ عَلَيْهِ وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْاَلُ النَّاسَ۔ السنۃ الا الترمذی

(۵۷۷) اِذَا نَظَرَ اَحَدُكُمْ اِلٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِى الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْهُ فَذٰلِكَ اَجْدَرُ اَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ۔ الشیخان:۔

ذَمُّ الْمَسْئَلَةِ

(۵۷۸) اَلْمَسَائِلُ كُدُوْحٌ يَكْدَحُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهٗ فَمَنْ شَاءَ اَبْقٰى عَلٰى وَجْهِهٖ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَهٗ اِلَّا اَنْ يَّسْاَلَ الرَّجُلُ ذَا سُلْطَانٍ فِىْ اَمْرٍ لَا يَجِدُ مِنْهُ بُدًّا۔ النسائی۔ الترمذی۔ ابو داود:۔

(۵۷۹) سَاَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَاهُ فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهٗ عَلٰى اُسْكُفَّةِ الْبَابِ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا فِى الْمَسْئَلَةِ مَا مَشٰى اَحَدٌ اِلٰى اَحَدٍ يَّسْاَلُهٗ شَيْئًا۔ النسائی:۔

(۵۸۰) مَنْ سَاَلَ النَّاسَ تَكَثُّرًا فَاِنَّمَا يَسْاَلُ جَمْرًا فَلْيَسْتَقِلَّ اَوْ لِيَسْتَكْثِرْ:۔ مسلم:۔

لَاکَبَّهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِی النَّارِ ۔ الترمذی :۔

(۶۰۲) اَلْاِیْمَانُ قَیْدُ الْفَتْكِ لَایَفْتِكُ مُؤْمِنٌ ۔ ابوداؤد :۔

(۶۰۳) قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلرَّجُلُ یَاْتِیْنِیْ لِیَاْخُذَ مَالِیْ قَالَ ذَکِّرْهُ بِاللّٰهِ فَقَالَ فَاِنْ لَمْ یَذَّکَّرْ قَالَ فَاسْتَعِنْ عَلَیْهِ بِمَنْ حَوْلَكَ قَالَ فَاِنْ لَمْ یَکُنْ حَوْلِیْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ قَالَ فَاسْتَعِنْ عَلَیْهِ بِالسُّلْطَانِ قَالَ فَاِنْ نَاَی السُّلْطَانُ عَنِّیْ قَالَ قَاتِلْ دُوْنَ مَالِكَ حَتّٰی تَکُوْنَ مِنْ شُهَدَآءِ الْاٰخِرَةِ اَوْ تَمْنَعَ مَالَكَ ۔ النسائی :۔

فِیْ حُکْمِ مَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ

(۶۰۴) مَنْ تَرَدّٰی مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَهُوَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ یَتَرَدّٰی فِیْهَا خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِیْهَا اَبَدًا وَمَنْ تَحَسّٰی سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَسَمُّهٗ فِیْ یَدِهٖ یَتَحَسَّاهُ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِیْهَا اَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِحَدِیْدَةٍ فَحَدِیْدَتُهٗ فِیْ یَدِهٖ یَتَوَجَّاُ بِهَا فِیْ بَطْنِهٖ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُّخَلَّدًا فِیْهَا اَبَدًا ۔ الخمسة :۔

(۶۰۵) اُخْبِرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ لَا اُصَلِّیْ عَلَیْهِ ۔ ابوداؤد :۔

فِیْمَا یَجُوْزُ قَتْلُهٗ مِنَ الْحَیَوَانِ

(۶۰۶) خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ کُلُّهُنَّ فَاسِقٌ یُقْتَلْنَ فِی الْحَرَامِ اَلْغُرَابُ وَالْحِدَاَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْکَلْبُ الْعَقُوْرُ ۔ الستة وابدل ابوداؤد مکان الغراب الحیة :۔

(۶۰۷) اُقْتُلُوا الْحَیَّاتِ کُلَّهُنَّ فَمَنْ خَافَ ثَارَهُنَّ فَلَیْسَ مِنِّیْ وَفِیْ رِوَایَةٍ اُقْتُلُوا الْکِبَارَ اِلَّا الْجَانَّ اَلْاَبْیَضَ الَّذِیْ کَاَنَّهٗ قَضِیْبُ فِضَّةٍ ۔ ابوداؤد والترمذی :۔

(۵۹۱) عَنْ معاذِ بْنِ جَبَلٍ رضہ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ فَلَمَّا سِرْتُ أَرْسَلَ فِي أَثَرِي فَرُدِدْتُ فَقَالَ أَتَدْرِي لِمَ بَعَثْتُ إِلَيْكَ لَا تُصِيبَنَّ شَيْئًا بِغَيْرِ إِذْنِي فَإِنَّهُ غُلُولٌ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِهٰذَا دَعَوْتُكَ فَامْضِ لِعَمَلِكَ - الترمذی

(۵۹۲) فَإِذَا جَلَسَ بَيْنَ يَدَيْكَ الْخَصْمَانِ فَلَا تَقْضِيَنَّ حَتّٰى تَسْمَعَ كَلَامَ الْآخَرِ كَمَا سَمِعْتَ كَلَامَ الْأَوَّلِ فَإِنَّهُ أَحْرٰى أَنْ يَتَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ - ابوداود والترمذی :-

(۵۹۳) وَفِي أُخْرٰى قَضٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ أَنَّ الْخَصْمَيْنِ يُقْعَدَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْحَاكِمِ - ابوداود -

(۵۹۴) لَا يَحْكُمُ أَحَدٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ :- الخمسۃ :-

(۵۹۵) يَقْضِي الْقَاضِي وَالْحَاكِمُ فِي الْمَسْجِدِ فَإِذَا أَتٰى عَلٰى حَدٍّ أُقِيمَ خَارِجَ الْمَسْجِدِ - البخاری :-

(۵۹۶) اَلْبَيِّنَةُ عَلَى الْمُدَّعِي وَالْيَمِينُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ - الترمذی

(۵۹۷) عَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَلٰى قَوْمٍ الْيَمِينَ تَسَارَعُوا إِلَيْهَا فَأَمَرَ أَنْ يُسْهَمَ بَيْنَهُمْ فِي الْيَمِينِ أَيُّهُمْ يَحْلِفُ - البخاری وابوداود :-

(۵۹۸) لَا يَجُوزُ شَهَادَةُ خَائِنٍ وَلَا خَائِنَةٍ وَلَا زَانٍ وَلَا زَانِيَةٍ وَلَا ذِي غِمْرٍ عَلٰى أَخِيهِ - ابوداود ...... عَنْ عَائِشَةَ بَعْدَ قَوْلِهٖ خَائِنَةٍ وَلَا مَجْلُودٍ حَدًّا وَلَا مُجَرَّبٍ شَهَادَةً وَلَا الْقَانِعِ لِأَهْلِ الْبَيْتِ وَلَا ظَنِينٍ فِي وَلَاءٍ وَلَا قَرَابَةٍ :-

(۵۹۹) أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ الشُّهَدَاءِ الَّذِي يَأْتِي بِشَهَادَتِهٖ قَبْلَ أَنْ يُسْأَلَهَا - مسلم - مالک - ابوداود والترمذی :-

(۶۰۰) أَنَّ عَلٰى أَهْلِ الْأَمْوَالِ حِفْظَهَا بِالنَّهَارِ وَعَلٰى أَهْلِ الْمَوَاشِي حِفْظَهَا بِاللَّيْلِ - مالک وابوداود

كِتَابُ الْقَتْلِ

(۶۰۱) لَوْ أَنَّ أَهْلَ السَّمَاءِ وَأَهْلَ الْأَرْضِ اشْتَرَكُوا فِي دَمِ مُؤْمِنٍ

وَدَعْوَةُ الْمَظْلُومِ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَتُفْتَحُ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَ يَقُولُ اللّٰهُ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي لَأَنْصُرَنَّكَ وَلَوْ بَعْدَ حِينٍ ۔ الترمذی

(۶۱۶) عُرِضَ عَلَيَّ أَوَّلُ ثَلٰثَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ شَهِيدٌ وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ وَعَبْدٌ أَحْسَنَ عِبَادَةَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَنَصَحَ لِمَوَالِيهِ ۔ الترمذی :۔

الكاف كتاب الكسب

(۶۱۷) ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيلُ السَّفَرَ أَشْعَثَ أَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَأَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ ۔ مسلم والترمذی :۔

(۶۱۸) إِنَّ رِجَالًا يَتَخَوَّضُونَ فِي مَالِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حَقٍّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔ البخاری والترمذی :۔

(۶۱۹) إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ كَالرَّاعِي يَرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوشِكُ أَنْ يَقَعَ فِيهِ وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى وَإِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهُ أَلَا وَإِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ ۔ الخمسۃ

(۶۲۰) مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ وَإِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ ۔ البخاری

إِنَّ أَوْلَادَكُمْ مِنْ كَسْبِكُمْ ۔ الترمذی ۔ ابوداود والنسائی ۔

(۶۲۱) الرُّطَبُ تَأْكُلْنَهُ وَتُهْدِينَهُ ۔ ابوداود :۔

(۶۲۲) ...... خُذِي مَا يَكْفِيكِ وَوَلَدَكِ بِالْمَعْرُوفِ ۔ الخمسۃ الا الترمذی

(۶۲۳) أَحَقُّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ تَعَالٰى : البخاری

(۶۲۴) مَنْ كَانَ لَنَا عَامِلًا فَلْيَكْتَسِبْ زَوْجَةً فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ خَادِمٌ فَلْيَكْتَسِبْ خَادِمًا فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَسْكَنٌ فَلْيَكْتَسِبْ مَسْكَنًا ...... مَنِ

كتاب القصاص

(٦٠٨) مَن قُتِلَ فِي عِمِّيًّا فِي رِمِّيٍّ يَكُونُ بَيْنَهُمْ بِالْحِجَارَةِ أَوْ قَتْلًا بِالسِّيَاطِ أَوْ ضَرْبٍ بِالْعَصَا فَهُوَ خَطَأٌ وَعَقْلُهُ عَقْلُ الْخَطَاءِ وَمَنْ قُتِلَ عَمْدًا فَهُوَ قَوَدٌ وَمَنْ حَالَ دُونَهُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَغَضَبُهُ وَلَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ۔ ابوداؤد والنسائی:۔

(٦٠٩) مَنْ قَتَلَ عَبْدَهُ قَتَلْنَاهُ وَمَنْ جَدَعَ عَبْدَهُ جَدَعْنَاهُ۔ ابو داؤد۔ الترمذی۔ النسائی وزاد النسائی وَمَنْ خَصٰى عَبْدَهُ خَصَيْنَاهُ۔

(٦١٠) اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هٰؤُلَاءِ بَنُو ثَعْلَبَةَ الَّذِيْنَ قَتَلُوا فُلَانًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَخُذْ لَنَا بِثَارِنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَأَيْتُ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَا تَجْنِيْ اُمٌّ عَلٰى وَلَدٍ مَرَّتَيْنِ۔ النسائی

(٦١١) اَلْقَتْلُ بِالطِّبِّ۔ مَنْ تَطَبَّبَ وَلَا يُعْلَمُ مِنْهُ طِبٌّ فَهُوَ ضَامِنٌ۔ ابوداؤد والنسائی:۔

(٦١٢) نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ عَنِ النُّهْبٰى وَالْمُثْلَةِ۔ البخاری

كتاب القسامة في ذكر الجنة

(٦١٣) قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَتْ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ اِقْرَؤُا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ۔ الشیخان الترمذی

(٦١٤) سَاَلَ رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلْ فِي الْجَنَّةِ خَيْلٌ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اَدْخَلَكَ الْجَنَّةَ فَلَا تَشَاءُ اَنْ تُحْمَلَ فِيْهَا عَلٰى فَرَسٍ مِنْ يَاقُوْتَةٍ حَمْرَاءَ تَطِيْرُ بِكَ فِي الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْتَ فَقَالَ اَخَرُ هَلْ فِي الْجَنَّةِ مِنْ اِبِلٍ قَالَ اِنْ يُدْخِلْكَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ يَكُنْ لَكَ فِيْهَا مَا اشْتَهَتْ نَفْسُكَ وَلَذَّتْ عَيْنُكَ۔ الترمذی:۔

(٦١٥) ثَلٰثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ وَالصَّائِمُ حَتّٰى يُفْطِرَ

مسلم۔ ابوداؤد۔ والترمذی :۔

(۶۳۳) لَا یَزَالُ الرَّجُلُ یَذْھَبُ بِنَفْسِہٖ حَتّٰی یُکْتَبَ فِی الْجَبَّارِیْنَ فَیُصِیْبُہٗ مَا اَصَابَھُمْ۔ الترمذیؒ :۔

(۶۳۴) لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اِلٰی مَنْ جَرَّ اِزَارَہٗ بَطَرًا۔ الستۃ الا اباداؤد۔

(۶۳۵) اِنَّ مِنَ الْغَیْرَۃِ مَا یُحِبُّ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمِنْھَا مَا یُبْغِضُ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاَمَّا الَّتِیْ یُحِبُّ اللّٰہُ تَعَالٰی فَالْغَیْرَۃُ فِی الرِّیْبَۃِ وَاَمَّا الْغَیْرَۃُ الَّتِیْ یُبْغِضُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی فَالْغَیْرَۃُ فِیْ غَیْرِ رِیْبَۃٍ وَاِنَّ مِنَ الْخُیَلَاءِ مَا یُبْغِضُ اللّٰہُ وَمِنْھَا مَا یُحِبُّ اللّٰہُ تَعَالٰی فَاَمَّا الَّتِیْ یُحِبُّھَا اللّٰہُ تَعَالٰی فَاخْتِیَالُ الرَّجُلِ بِنَفْسِہٖ عِنْدَ الْقِتَالِ وَاخْتِیَالُہٗ عِنْدَ الصَّدَقَۃِ وَاَمَّا الَّتِیْ یُبْغِضُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی فَاخْتِیَالُہٗ فِی الْبَغْیِ وَالْفَخْرِ۔ ابوداؤد والنسائیؒ :۔

کتاب الکبائر

(۶۳۶) اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ قُلْنَا بَلٰی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَکَانَ مُتَّکِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ اَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَھَادَۃُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ یُکَرِّرُھَا حَتّٰی قُلْنَا لَیْتَہٗ سَکَتَ۔ الشیخان والترمذی :۔

(۶۳۷) عَنْ اِبْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَیُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰہِ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰہِ نِدًّا وَھُوَ خَلَقَکَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ اَنْ تَقْتُلَ وَلَدَکَ مَخَافَۃَ اَنْ یُطْعِمَ مَعَکَ قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ قَالَ اَنْ تَزْنِیَ حَلِیْلَۃَ جَارِکَ۔ الخمسۃ الا اباداؤد۔

(۶۳۸) اِنَّ مِنَ الْکَبَائِرِ اَنْ یَّشْتِمَ الرَّجُلُ وَالِدَیْہِ قَالُوْا وَھَلْ یَشْتِمُ الرَّجُلُ وَالِدَیْہِ قَالَ نَعَمْ یَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَا الرَّجُلِ فَیَسُبُّ اَبَاہُ وَاُمَّہٗ فَیَسُبُّ اُمَّہٗ۔ الخمسۃ الا النسائیؒ :۔

اللّٰام کتاب اللباس

اتخذ غیر ذلک فھو غال او سارق۔ ابوداؤد:۔

(۶۲۵) عن الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والقسامۃ قلنا ما القسامۃ قال الرجل یکون علی الفئام من الناس فیاخذ من حظ ھذا او من حظ ھذا۔ ابوداؤد

(۶۲۶) نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن طعام المتبارین المتباھین والقمار۔ ابوداؤد:۔

(۶۲۷) لا یدخل الجنۃ صاحب مکس۔ ابوداؤد:۔

کتاب الکذب

(۶۲۸) عن صفوان بن سلیم قال قلنا یا رسول اللہ ایکون المؤمن جبانا قال نعم قلنا افیکون بخیلا قال نعم قلنا افیکون کذابا قال لا۔ مالک:۔

(۶۲۹) ان امرأۃ قالت یا رسول اللہ ان لی ضرۃ فھل علی من جناح ان تشبعت من زوجی غیر الذی یعطینی فقال المتشبع بما لم یعط کلابس ثوبی زور۔ الخمسۃ الا الترمذی:۔

(۶۳۰) ویل للذی یحدث بالحدیث لیضحک منہ القوم فیکذب ویل لہ ویل لہ۔ ابوداؤد والترمذی:۔

(۶۳۱) ام کلثوم بنت عقبۃ قالت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول لیس بالکذاب الذی یصلح بین اثنین فیقول خیرا او ینمی خیرا۔ الخمسۃ الا النسائی:۔

کتاب الکبر والعجب

(۶۳۲) لا یدخل الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال ذرۃ من کبر فقال رجل ان الرجل یحب ان یکون ثوبہ حسنا ونعلہ حسنۃ فقال ان اللہ تعالیٰ جمیل یحب الجمال الکبر بطر الحق وغمص الناس

(۶۴۸) اَلَا لَا یَحِلُّ لَکُمْ لُقْطَۃُ مُعَاھِدٍ اِلَّا اَنْ یَسْتَغْنِیَ عَنْھَا صَاحِبُھَا ۔ ابوداؤد

(۶۴۹) سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ عَنْ لُقْطَۃِ الذَّھَبِ اَوِ الْوَرِقِ فَقَالَ اَعْرِفْ وِکَاءَ ھَا وَعِفَاصَھَا ثُمَّ عَرِّفْھَا سَنَۃً فَاِنْ لَمْ تَعْرِفْ فَاسْتَنْفِقْھَا وَلْتَکُنْ وَدِیْعَۃً عِنْدَکَ فَاِنْ جَاءَ طَالِبُھَا یَوْمًا مِّنَ الدَّھْرِ فَاَدِّھَا اِلَیْہِ ۔ الستۃ الا النسائی :۔

وَفِیْ اُخْرٰی ۔۔ وَمَا کَانَ مِنْھَا فِی الْخَرَابِ فَفِیْہِ وَفِی الرِّکَازِ الْخُمُسُ

وَفِیْ اُخْرٰی مَنْ وَجَدَ لُقْطَۃً فَلْیُشْہِدْ ذَا عَدْلٍ اَوْ ذَوِیْ عَدْلٍ وَلَا یَکْتُمْ وَلَا یُغَیِّبْ ۔ ابوداود :۔

(۶۵۰) مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِتَمْرَۃٍ فِی الطَّرِیْقِ فَقَالَ لَوْلَا اَنِّیْ اَخْشٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنَ الصَّدَقَۃِ لَاَکَلْتُھَا ۔ الشیخان وابوداود :۔

فی الحاق الولد ودعوی النسب

(۶۵۱) اَتٰی رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وُلِدَ لِیْ غُلَامٌ اَسْوَدُ وَھُوَ یُعَرِّضُ بِنَفْسِہٖ فَلَمْ یُرَخِّصْ لَہٗ فِی الْاِنْتِفَاءِ مِنْہُ فَقَالَ ھَلْ لَکَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ مَا اَلْوَانُھَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ ھَلْ فِیْھَا مِنْ اَوْرَقَ قَالَ نَعَمْ قَالَ عَلٰی اَنّٰی ذٰلِکَ لَکَ قَالَ لَعَلَّہٗ نَزَعَہٗ عِرْقٌ فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لَعَلَّ ابْنَکَ نَزَعَہٗ عِرْقٌ ۔ الخمسۃ :۔

(۶۵۲) اَیُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَلَدَہٗ وَھُوَ یَنْظُرُ اِلَیْہِ اِحْتَجَبَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَفَضَحَہٗ عَلٰی رُءُوْسِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ ۔ ابوداؤد والنسائی :۔

کتاب اللھو واللعب

(۶۵۳) رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ رَجُلًا یَتْبَعُ حَمَامَۃً یَلْعَبُ بِھَا فَقَالَ شَیْطَانٌ یَتْبَعُ شَیْطَانَۃً ۔ ابوداؤد :۔

(۶۳۹) عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ اَسْمَاءُ بِنْتُ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہَا ثِیَابٌ رِقَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْہَا وَقَالَ یَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْاَۃَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِیْضَ لَنْ تَصْلُحَ اَنْ یُّرٰی مِنْہَا اِلَّا ھٰذَا وَھٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی وَجْہِہٖ وَکَفَّیْہِ۔ ابوداود:۔

(۶۴۰) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَۃٍ غَزَوْنَاھَا اِسْتَکْثِرُوْا مِنَ النِّعَالِ فَاِنَّ الرَّجُلَ لَا یَزَالُ رَاکِبًا مَا انْتَعَلَ۔ مسلم وابوداود

(۶۴۱) لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ یَلْبَسُ لِبْسَۃَ الْمَرْاَۃِ وَالْمَرْاَۃَ تَلْبَسُ لِبْسَۃَ الرَّجُلِ۔ ابوداود:۔

(۶۴۲) مَنْ تَرَکَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا وَھُوَ یَقْدِرُ عَلَیْہِ دَعَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰی یُخَیِّرَہٗ مِنْ اَیِّ حُلَلِ الْاِیْمَانِ شَاءَ یَلْبَسُہَا۔ الترمذی:۔

(۶۴۳) مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُہْرَۃٍ اَلْبَسَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی ثَوْبَ مَذَلَّۃٍ۔ ابوداود۔

(۶۴۴) عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَعَلَیَّ ثَوْبٌ دُوْنٌ فَقَالَ اَلَکَ مَالٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مِنْ اَیِّ الْمَالِ قُلْتُ مِنْ کُلِّ الْمَالِ قَدْ اَعْطَانِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی قَالَ فَاِذَا اٰتَاکَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَالًا فَلْیُرٰی اَثَرُ نِعْمَۃِ اللّٰہِ عَلَیْکَ وَکَرَامَتِہٖ۔ النسائی:۔

(۶۴۵) اِلْبَسُوْا مِنْ ثِیَابِکُمُ الْبِیْضَ فَاِنَّہَا مِنْ خَیْرِ ثِیَابِکُمْ وَکَفِّنُوْا فِیْہَا مَوْتَاکُمْ۔ ابوداود والترمذی:۔

(۶۴۶) اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ حَرِیْرًا فَجَعَلَہٗ فِیْ یَمِیْنِہٖ وَذَھَبًا فَجَعَلَہٗ فِیْ شِمَالِہٖ وَقَالَ اِنَّ ھٰذَیْنِ حَرَامٌ عَلٰی ذُکُوْرِ اُمَّتِیْ۔ ابوداود والنسائی

(۶۴۷) فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ وَفِرَاشٌ لِلْمَرْاَۃِ وَفِرَاشٌ لِلضَّیْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّیْطَانِ۔ ابوداود والنسائی:۔

کِتَابُ اللُّقَطَۃِ

(۶۶۶) لا تسبّوا الاموات فانّهم قد افضوا الی ما قدّموا۔ البخاری و ابو داود والنسائی
فی اخری۔ لا تسبّوا الاموات فتؤذوا الاحیاء۔ الترمذی:۔ ـ بحیثیہ
فی اخری۔ اذکروا محاسن موتاکم وکفّوا عن مساویھم۔ ابو داود
(۶۶۷) انّ النّبیّ صلّی اللّٰہ علیہ والہٖ وسلّم لعن المختفی و المختفیۃ
یعنی لباس القبور۔ مالک:۔

المیم کتاب المواعظ

(۶۶۸) قال رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ والہٖ وسلّم فیما یروی
عن ربّہ عزّ وجلّ انّہ قال یا عبادی انّی حرّمت الظّلم
علی نفسی وجعلتہ بینکم محرّما فلا تظالموا یا عبادی کلّکم
ضالّ الّا من ھدیتہ فاستھدونی اھدکم یا عبادی کلّکم
جائع الّا من اطعمتہ فاستطعمونی اطعمکم یا عبادی کلّکم عار الّا من
کسوتہ فاستکسونی اکسکم یا عبادی انّکم تخطئون باللّیل
والنّھار وانا اغفر الذّنوب جمیعا فاستغفرونی اغفر لکم یا عبادی
انّکم لن تبلغوا ضرّی فتضرّونی ولن تبلغوا نفعی فتنفعونی یا عبادی
لو انّ اوّلکم و اخرکم و انسکم و جنّکم کانوا علی اتقی قلب رجل
واحد منکم ما زاد ذالک فی ملکی شیئا یا عبادی لو انّ اوّلکم واخرکم
وانسکم وجنّکم کانوا علی افجر قلب رجل واحد منکم ما نقص ذالک
من ملکی شیئا یا عبادی لو انّ اوّلکم و اخرکم وانسکم وجنّکم
قاموا فی صعید واحد وسالونی فاعطیت کلّ انسان مسئلتہ ما نقص
ذالک ممّا عندی الّا کما ینقص المخیط اذا ادخل فی البحر یا عبادی انّما
ھی اعمالکم احصیھا لکم ثمّ اوفّیکم ایّاھا فمن وجد خیرا فلیحمد اللّٰہ
تعالی ومن وجد غیر ذالک فلا یلومنّ الّا نفسہ۔ مسلم والترمذی
(۶۶۹) ثلثۃ اقسم علیھنّ و احدّثکم حدیثا فاحفظوہ ما نقص
مال من صدقۃ ولا ظلم عبد مظلمۃ فصبر علیھا الّا زادہ اللّٰہ تعالی

(۶۵۴) نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عن التحریش بین البھائم۔ ابوداؤد والترمذی:

(۶۵۵) مرّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ناس یرمون کبشًا بالنبل فکرہ ذلک وقال لا تمثلوا بالبھائم۔ النسائی:

(۶۵۶) نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان یقتل شیء من الدواب صبرًا۔ مسلم۔

(۶۵۷) من قتل عصفورًا عبثًا عجّ الیہ یوم القیمۃ یقول یا ربّ انّ فلانًا قتلنی عبثًا ولم یقتلنی لمنفعۃ۔ النسائی:

(۶۵۸) من لعب بالنّردشیر فکانّما صبغ یدہ فی دم خنزیر۔ مسلم وابوداؤد:

کتاب اللعن والسبّ

(۶۵۹) لیس المؤمن بطعّان ولا فاحش ولا بذیء۔ الترمذی

(۶۶۰) لا تلاعنوا بلعنۃ اللہ ولا بغضب اللہ ولا بالنّار۔ ابوداؤد والترمذی

(۶۶۱) قیل یا رسول اللہ ادع اللہ علی المشرکین والعنھم فقال انّی انّما بعثت رحمۃ ولم ابعث لعّانًا۔ مسلم:

(۶۶۲) لا یرمی رجل رجلًا بالفسق والکفر الّا ارتدّت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک۔ البخاری:

(۶۶۳) المستبّان ما قالا فعلی البادی منھما حتّی یعتدی المظلوم۔ مسلم ابوداؤد والترمذی:

(۶۶۴) قال اللہ تعالی یؤذینی ابن اٰدم یسبّ الدّھر وانا الدّھر بیدی الامر اقلّب اللیل والنّھار۔ الثلثۃ ابوداود۔

(۶۶۵) انّ رجلًا نازعتہ الرّیح رداءہ فلعنھا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تلعنھا فانّھا مامورۃ مسخّرۃ وانّہ من لعن شیئًا لیس لہ باھل رجعت اللعنۃ علیہ۔ ابوداود والترمذی۔

فِی طُرُقِکُمْ وَلَوْ تَذْنِبُوا لَذَهَبَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِکُمْ وَلَجَآءَ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ یُذْنِبُوْنَ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ فَیَغْفِرُ لَھُمْ۔ الترمذی:۔

(۶۷۳) اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَہٗ ھَوَاھَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَمَانِیَّ۔ الترمذی:۔

کتابُ المدح

(۶۷۴) عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ اِنْطَلَقْتُ فِیْ وَفْدِ بَنِیْ عَامِرٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا اَنْتَ سَیِّدُنَا فَقَالَ السَّیِّدُ اللّٰہُ قُلْنَا اَفْضَلُنَا فَضْلًا وَاَعْظَمُنَا طَوْلًا فَقَالَ قُوْلُوْا بِقَوْلِکُمْ اَوْ بَعْضِ قَوْلِکُمْ وَلَا یَسْتَجْرِیَنَّکُمُ الشَّیْطَانُ۔ اَبُوْ دَاوٗد:۔

(۶۷۵) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَنْ نَحْثُوَا فِیْ اَفْوَاہِ الْمَدَّاحِیْنَ التُّرَابَ۔ الترمذی:۔

کتابُ الموت

(۶۷۶) لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاھِلِیَّۃِ۔ الخمسۃ الا اباداؤد:۔

(۶۷۷) مَنْ شَھِدَ الْجَنَازَۃَ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَیْھَا فَلَہٗ قِیْرَاطٌ وَمَنْ شَھِدَھَا حَتّٰی تُدْفَنَ فَلَہٗ قِیْرَاطَانِ۔ وَقِیْرَاطٌ مِثْلُ الْاُحُدِ۔ الخمسۃ:۔

(۶۷۸) مَنْ شَیَّعَ جَنَازَۃً وَحَمَلَھَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ قَضٰی مَا عَلَیْہِ مِنْ حَقِّھَا۔ الترمذی:۔

(۶۷۹) عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ جَنَازَۃٍ فَرَاٰی نَاسًا رُکْبَانًا فَقَالَ اَلَا تَسْتَحْیُوْنَ اِنَّ مَلٰٓئِکَۃَ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلٰی اَقْدَامِھِمْ وَاَنْتُمْ عَلٰی ظُھُوْرِ الدَّوَابِّ:۔ ابوداؤد والترمذی:۔ وَفِیْ اُخْرٰی اَلرَّاکِبُ یَمْشِیْ خَلْفَ الْجَنَازَۃِ وَالْمَاشِیْ کَیْفَ شَآءَ مِنْھَا الترمذی وَفِیْ اُخْرٰی تَبِعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَنَازَۃً اِلَی الدَّحْدَاحِ مَاشِیًا وَرَجَعَ

بِهَا عِزًّا وَلَا فَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْأَلَةٍ إِلَّا فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ بَابَ فَقْرٍ۔ الترمذی۔
وَزَادَ فِي رِوَايَةٍ وَمَا تَوَاضَعَ عَبْدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللهُ تَعَالٰی وَأُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا
فَاحْفَظُوهُ إِنَّمَا الدُّنْيَا لِأَرْبَعَةِ نَفَرٍ عَبْدٍ رَزَقَهُ اللهُ تَعَالٰی مَالًا وَعِلْمًا
فَهُوَ يَتَّقِي فِي مَالِهِ وَيَصِلُ بِهِ رَحِمَهُ وَيَعْلَمُ أَنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰی فِيهِ حَقًّا
فَهٰذَا بِأَفْضَلِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللهُ تَعَالٰی عِلْمًا وَلَمْ يَرْزُقْهُ
مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّيَّةِ بَعْدُ يَقُولُ لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ عَمَلَ
فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ فَأَجْرُهُمَا سَوَاءٌ وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللهُ تَعَالٰی مَالًا وَلَمْ
يَرْزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ يَخْبِطُ فِي مَالِهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ لَا يَتَّقِي فِيهِ رَبَّهُ وَلَا يَصِلُ فِيهِ
رَحِمَهُ وَلَا يَعْلَمُ لِلّٰهِ تَعَالٰی فِيهِ حَقًّا فَهٰذَا بِأَخْبَثِ الْمَنَازِلِ وَعَبْدٌ
لَمْ يَرْزُقْهُ اللهُ تَعَالٰی مَالًا وَلَا عِلْمًا فَهُوَ يَقُولُ لَوْ أَنَّ لِي مَالًا لَعَمِلْتُ
فِيهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ بِنِيَّتِهِ وَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ۔ الترمذی:۔

(۶۷۰) مَنْ كَانَتِ الْآخِرَةُ هَمَّهُ جَعَلَ اللهُ غِنَاهُ فِي قَلْبِهِ وَجَمَعَ
عَلَيْهِ شَمْلَهُ وَأَتَتْهُ الدُّنْيَا وَهِيَ رَاغِمَةٌ وَمَنْ كَانَتِ الدُّنْيَا هَمَّهُ جَعَلَ
اللهُ فَقْرَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَفَرَّقَ عَلَيْهِ شَمْلَهُ وَلَمْ يَأْتِهِ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا
مَا قُدِّرَ لَهُ فَلَا يُمْسِي إِلَّا فَقِيرًا وَلَا يُصْبِحُ إِلَّا فَقِيرًا وَمَا أَقْبَلَ عَبْدٌ
عَلَى اللهِ بِقَلْبِهِ إِلَّا جَعَلَ اللهُ قُلُوبَ الْمُؤْمِنِينَ تَنْقَادُ إِلَيْهِ بِالْوُدِّ
وَالرَّحْمَةِ وَكَانَ اللهُ تَعَالٰی بِكُلِّ خَيْرٍ إِلَيْهِ أَسْرَعَ۔ الترمذی۔

(۶۷۱) يَقُولُ اللهُ تَعَالٰی يَا ابْنَ آدَمَ تَفَرَّغْ لِعِبَادَتِي أَمْلَأْ صَدْرَكَ
غِنًى وَأَسُدَّ فَقْرَكَ وَإِنْ لَا تَفْعَلْ مَلَأْتُ يَدَيْكَ شُغْلًا وَلَمْ أَسُدَّ
فَقْرَكَ۔ الترمذی:۔

(۶۷۲) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ مَا لَنَا إِذَا كُنَّا
عِنْدَكَ رَقَّتْ قُلُوبُنَا وَزَهِدْنَا فِي الدُّنْيَا وَكَانَتِ الْآخِرَةُ كَأَنَّهَا
رَأْيُ عَيْنٍ وَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ فَآنَسْنَا فِي أَهَالِينَا وَشَمَمْنَا
أَوْلَادَنَا أَنْكَرْنَا أَنْفُسَنَا فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَوْ تَدُومُونَ عَلَى حَالِكُمْ
عِنْدِي لَزَارَتْكُمُ الْمَلٰئِكَةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فِي بُيُوتِكُمْ لَصَافَحَتْكُمْ

الثلثة والنسائی:۔

(۶۹۰) يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلٰثَةٌ اَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقٰى وَاحِدٌ يَرْجِعُ اَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقٰى عَمَلُهُ۔ الشیخان والترمذی

(۶۹۱) مَا مِنْ اَحَدٍ يَمُوْتُ اِلَّا نَدِمَ اِنْ كَانَ مُحْسِنًا نَدِمَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ ازْدَادَ وَاِنْ كَانَ مُسِيْئًا نَدِمَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ نَزَعَ۔ الترمذی

(۶۹۲) اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهُ۔ الخمسۃ الا البخاری

كِتَابُ الْمَسَاجِدِ

(۶۹۳) مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا يَبْتَغِىْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰى بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ۔ الشیخان والترمذی:۔

(۶۹۴) عُرِضَتْ عَلَىَّ اُجُوْرُ اُمَّتِىْ حَتَّى الْقَذَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ۔ ابوداؤد والترمذی:۔

(۶۹۵) فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِالنَّخْلِ فَقُطِعَ وَبِقُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ وَبِالْخَرِبِ فَسُوِّيَتْ الخ۔ الخمسۃ الا الترمذی

النُّوْنُ كِتَابُ النِّكَاحِ

(۶۹۶) جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّىْ اَصَبْتُ امْرَاَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَجَمَالٍ وَاِنَّهَا لَا تَلِدُ اَفَاَتَزَوَّجُهَا قَالَ لَا ثُمَّ اَتَاهُ الثَّانِيَةَ فَنَهَاهُ ثُمَّ اَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَنَهَاهُ فَقَالَ تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ فَاِنِّىْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ۔ ابوداؤد والنسائی:۔

(۶۹۷) اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ وَخَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ۔ مسلم ونسائی

(۶۹۸) اَلَا اُخْبِرُكَ بِخَيْرِ مَا يَكْنِزُ الْمَرْءُ الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ اِذَا نَظَرَ اِلَيْهَا سَرَّتْهُ وَاِذَا اَمَرَهَا اَطَاعَتْهُ وَاِذَا غَابَ عَنْهَا حَفِظَتْهُ۔ ابوداؤد

(۶۹۹) تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعِ خِصَالٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا

علیٰ فرس۔ الخمسة الا البخاری :۔

(۶۸۰) اِسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا عَلَيْهِ وَاِنْ تَكُ سِوٰى ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ۔ الستة :۔

(۶۸۱) اِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ جَنَازَةً فَاِنْ لَمْ يَكُنْ مَاشِيًا مَعَهَا فَلْيَقُمْ حَتّٰى يُخَلِّفَهَا اَوْ تُخَلِّفَهُ اَوْ تُوْضَعَ قَبْلَ اَنْ تُخَلِّفَهُ۔ الخمسة

(۶۸۲) جَابِرٌ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ جَاءَتْ عَمَّتِىْ بِاَبِىْ لِتَدْفِنَهُ فِىْ مَقَابِرِنَا فَنَادٰى مُنَادِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رُدُّوا الْقَتْلٰى اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ۔ الترمذی :۔

(۶۸۳) اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِقَتْلٰى اُحُدٍ اَنْ يُّنْزَعَ عَنْهُمُ الْحَدِيْدُ وَالْجُلُوْدُ وَاَنْ يُّدْفَنُوْا فِىْ ثِيَابِهِمْ وَدِمَائِهِمْ۔ ابو داؤد

(۶۸۴) زَجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ يُّقْبَرَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلَيْهِ اِلَّا اَنْ يُّضْطَرَّ اِنْسَانٌ اِلٰى ذٰلِكَ وَقَالَ اِذَا كَفَّنَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ فَلْيُحَسِّنْ كَفَنَهُ۔ مسلم۔ ابو داؤد والنسائی :۔

(۶۸۵) نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَاَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ وَاَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ وَاَنْ يُّكْتَبَ عَلَيْهِ وَاَنْ يُّوْطَاَ۔ الخمسة الا البخاری

(۶۸۶) مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ بِقُبُوْرِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِمْ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ وَيَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ۔ الترمذی :۔

(۶۸۷) مَنْ عَزّٰى ثَكْلٰى كُسِىَ بُرْدًا فِى الْجَنَّةِ۔ الترمذی :۔

وَفِىْ اُخْرٰى۔ مَنْ عَزّٰى مُصَابًا فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ :۔ الترمذی

(۶۸۸) لَمَّا جَاءَ نَعْىُ جَعْفَرٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اِصْنَعُوْا لِاٰلِ جَعْفَرٍ طَعَامًا فَاِنَّهٗ قَدْ جَاءَهُمْ مَا يَشْغَلُهُمْ

(۶۸۹) مَرَّ بِجَنَازَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مُسْتَرِيْحٌ اَوْ مُسْتَرَاحٌ مِنْهُ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْمُسْتَرِيْحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ قَالَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيْحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَوَصَبِهَا وَالْفَاجِرُ يَسْتَرِيْحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ

عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ فَلَا اٰذَنُ ثُمَّ لَا اٰذَنُ ثُمَّ لَا اٰذَنُ اِلَّا اَنْ یُّرِیْدَ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ
اَنْ یُّطَلِّقَ ابْنَتِیْ وَیَنْکِحَ ابْنَتَھُمْ فَاِنَّمَا ھِیَ بِضْعَۃٌ مِّنِّیْ یَرِیْبُنِیْ مَا اَرَابَھَا
وَیُؤْذِیْنِیْ مَا اٰذَاھَا۔ الخمسۃ الا النسائی۔

(۲۱۲) مَنْ کَانَتْ لَہٗ اِمْرَاَتَانِ وَلَمْ یَعْدِلْ بَیْنَھُمَا جَآءَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
وَشِقُّہٗ سَاقِطٌ۔ وَفِیْ اُخْرٰی مَائِلٌ۔ الترمذی ابوداؤد والنسائی۔

(۲۱۳) لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَکُمْ سِرًّا فَاِنَّ الْغَیْلَ یُدْرِکُ الْفَارِسَ
فَیُدَعْثِرُہٗ عَنْ فَرَسِہٖ۔ ابوداؤد:۔

(۲۱۴) اِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ الْمَرْاَۃَ وَشَرَطَ لَھَا اَنْ لَّا یُخْرِجَھَا مِنْ
مِصْرِھَا فَلَیْسَ لَہٗ اَنْ یُّخْرِجَھَا بِغَیْرِ رِضَاھَا۔ الترمذی:۔

(۲۱۵) لَا تُبَاشِرُوا الْمَرْاَۃَ الْمَرْاَۃَ فَتَنْعَتَھَا لِزَوْجِھَا کَاَنَّہٗ یَنْظُرُ
اِلَیْھَا۔ ابوداؤد والترمذی:۔

کتاب النذر

(۲۱۶) اِنَّ النَّذْرَ لَا یُقَرِّبُ مِنِ ابْنِ اٰدَمَ شَیْئًا لَمْ یَکُنِ اللّٰہُ
قَدَّرَہٗ لَہٗ وَلٰکِنِ النَّذْرُ یُوَافِقُ الْقَدَرَ وَیُخْرِجُ بِہٖ ذٰلِکَ مِنَ الْبَخِیْلِ
مَا لَمْ یَکُنِ الْبَخِیْلُ یُرِیْدُ اَنْ یُّخْرِجَ۔ الخمسۃ:۔

(۲۱۷) مَنْ نَذَرَ اَنْ یُّطِیْعَ اللّٰہَ تَعَالٰی فَلْیُطِعْہُ وَمَنْ نَذَرَ اَنْ یَّعْصِیَ
اللّٰہَ تَعَالٰی فَلَا یَعْصِہٖ۔ السنن الا مسلمًا:۔

(۲۱۸) قَالُوْا ھٰذَا اَبُوْ اِسْرَائِیْلَ نَذَرَ اَنْ یَّقُوْمَ فِی الشَّمْسِ وَیَصُوْمَ وَلَا
یُفْطِرَ وَلَا یَسْتَظِلَّ وَلَا یَتَکَلَّمَ فَقَالَ مُرُوْہُ فَلْیَسْتَظِلَّ وَلْیَتَکَلَّمْ
وَلْیُتِمَّ صَوْمَہٗ۔ البخاری۔ مالک۔ ابوداؤد۔

کتاب النیۃ

(۲۱۹) اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰی فَمَنْ کَانَتْ
ھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَمَنْ کَانَتْ

وَلِدِ يُنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ۔ الخمسة الا الترمذی۔

(۷۰۰) عَنْ جَابِرٍ رض قَالَ لَمَّا تَزَوَّجْتُ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَا تَزَوَّجْتَ قُلْتُ تَزَوَّجْتُ ثَیِّبًا فَقَالَ هَلَّا بِکْرًا تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ۔ الخمسة :۔

(۷۰۱) نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ یَّخْطِبَ الرَّجُلُ عَلٰی خِطْبَةِ اَخِیْهِ حَتّٰی یَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهٗ اَوْ یَاْذَنَ لَهٗ۔ السنه :۔

(۷۰۲) اِذَا خَطَبَ اَحَدُکُمُ الْمَرْاَةَ فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّنْظُرَ مِنْهَا اِلٰی مَا یَدْعُوْهُ اِلٰی نِکَاحِهَا فَلْیَفْعَلْ۔ ابو داؤد :۔

(۷۰۳) تَزَوَّجَ رَجُلٌ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَظَرْتَ اِلَیْهَا قَالَ لَا قَالَ فَاذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَیْهَا فَاِنَّ فِیْ اَعْیُنِ الْاَنْصَارِ شَیْئًا۔ مسلم والنسائی :۔

(۷۰۴) اَعْلِنُوْا هٰذَا النِّکَاحَ وَاجْعَلُوْهُ فِی الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوْا عَلَیْهِ بِالدُّفُوْفِ۔ الترمذی :۔

(۷۰۵) اَیُّمَا امْرَاَةٍ زَوَّجَهَا وَلِیَّانِ فَهِیَ لِلْاَوَّلِ مِنْهُمَا وَاَیُّمَا رَجُلٍ بَاعَ بَیْعًا مِنْ رَجُلَیْنِ فَهُوَ لِلْاَوَّلِ مِنْهُمَا۔ الترمذی، ابوداؤد، والنسائی۔

(۷۰۶) اَلْاَیِّمُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِیِّهَا وَالْبِکْرُ تُسْتَاْذَنُ فِیْ نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا۔ السنة الا البخاری :۔

(۷۰۷) اَنَّ جَارِیَةً بِکْرًا ذَکَرَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِیَ کَارِهَةٌ فَخَیَّرَهَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ ابوداؤد۔

(۷۰۸) اٰمِرُوا النِّسَاءَ فِیْ بَنَاتِهِنَّ۔ ابو داؤد :۔

(۷۰۹) **کفو**۔ اِذَا خَطَبَ اِلَیْکُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِیْنَهٗ وَخُلُقَهٗ فَزَوِّجُوْهُ اِنْ لَّا تَفْعَلُوْهُ تَکُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِیْضٌ۔ الترمذی :۔

(۷۱۰) اِنَّ اَحْسَابَ اَهْلِ الدُّنْیَا الَّذِیْنَ یَذْهَبُوْنَ اِلَیْهِ الْمَالُ ...

(۷۱۱) اِنَّ بَنِیْ هِشَامِ بْنِ الْمُغِیْرَةِ اسْتَاْذَنُوْنِیْ فِیْ اَنْ یُّنْکِحُوا ابْنَتَهُمْ ...

عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّيْ نَحَلْتُ ابْنِيْ هٰذَا غُلَامًا فَقَالَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَكُلَّ وَلَدِكَ نَحَلْتَهٗ مِثْلَ هٰذَا قَالَ لَا قَالَ فَارْجِعْهُ۔ الستہ:۔

الواو۔ كِتَابُ الْوَصِيَّةِ

(۷۲۹) مَا حَقُّ امْرِءٍ مُسْلِمٍ لَهٗ شَيْءٌ يُوْصِيْ فِيْهِ اَنْ يَبِيْتَ لَيْلَتَيْنِ اِلَّا وَوَصِيَّتُهٗ مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَهٗ:۔ الستہ:۔

(۷۳۰) قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَيُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَأْمُلُ الْغِنٰى وَتَخْشَى الْفَقْرَ وَلَا تَدَعْ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ الخمسۃ الا الترمذی:۔

(۷۳۱) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ حَفِظْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اثْنَتَيْنِ لَا يُتْمَ بَعْدَ احْتِلَامٍ وَلَا صُمَاتَ يَوْمٍ اِلَى اللَّيْلِ۔ ابوداود۔

اليآء۔ كِتَابُ الْيَمِيْنِ

(۷۳۲) اِنَّ اللهَ تَعَالٰى يَنْهَاكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللهِ تَعَالٰى اَوْ لِيَصْمُتْ۔ الستۃ:۔

(۷۳۳) مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ مَصْبُوْرَةٍ كَاذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔ ابوداود:۔

(۷۳۴) مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَلْيُكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَلْيَفْعَلِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ۔ مسلم۔ مالک۔ والترمذی:۔

كِتَابُ اللَّوَاحِقِ فِيْ اَحَادِيْثَ مُشْتَرَكَةٍ

(۷۳۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَوْمًا لِاَصْحَابِهٖ مَنْ يَأْخُذُ هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ فَيَعْمَلُ بِهِنَّ

هِجْرَتُهُ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُهَا اَوْ اِمْرَاۃٍ یَنْکِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰی مَا هَاجَرَ اِلَیْهِ۔ الخمسة۔

کتاب النصح و المشورۃ

(۷۲۰) مَنْ اَفْتٰی بِغَیْرِ عِلْمٍ کَانَ اِثْمُهٗ عَلَی الَّذِیْ اَفْتَاهُ وَمَنْ اَشَارَ عَلٰی اَخِیْهِ بِاَمْرٍ یَعْلَمُ اَنَّ الرُّشْدَ فِیْ غَیْرِهٖ فَقَدْ خَانَهٗ۔ ابوداؤد:۔

(۷۲۱) اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ۔ ابوداؤد والترمذی:۔

کتاب النوم

(۷۲۲) رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ رَجُلًا مُضْطَجِعًا عَلٰی بَطْنِهٖ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهٖ ضَجْعَةٌ لَا یُحِبُّهَا اللّٰهُ تَعَالٰی:۔ للترمذی

(۷۲۳) نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَنْ یَّنَامَ الرَّجُلُ عَلٰی سَطْحٍ لَیْسَ بِمَحْجُوْرٍ عَلَیْهِ۔ الترمذی:۔

(۷۲۴) **النفاق** اَرْبَعٌ مَنْ کُنَّ فِیْهِ کَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ کَانَتْ فِیْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ کَانَتْ فِیْهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰی یَدَعَهَا اِذَا اُؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ کَذِبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔ الخمسة:۔

الهاء کتاب الهدیة

(۷۲۵) تَهَادَوْا فَاِنَّ الْهَدِیَّةَ تُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ۔ الترمذی

(۷۲۶) یَقْبَلُ الْهَدِیَّةَ وَیُثِیْبُ عَلَیْهَا۔ البخاری۔ ابوداؤد والترمذی

(۷۲۷) لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ یُّعْطِیَ عَطِیَّةً اَوْ یَهَبَ هِبَةً ثُمَّ یَرْجِعَ فِیْهَا اِلَّا الْوَالِدُ فِیْمَا یُعْطِیْ وَلَدَهٗ وَفِیْ رِوَایَةٍ اَلَّذِیْ یَرْجِعُ فِیْ عَطِیَّتِهٖ اَوْ هِبَتِهٖ کَالْکَلْبِ یَعُوْدُ فِیْ قَیْئِهٖ۔ الترمذی۔ ابوداود والنسائی

(۷۲۸) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍؓ اَنَّ اَبَاهُ اَتٰی بِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ

ومن لم تکونا فیه لم یکتبه الله تعالی لا شاکرا ولا صابرا من نظر فی دینه الی من هو فوقه فاقتدی به ونظر فی دنیاه الی من هو دونه فحمد الله تعالی علی ما فضله به علیه۔ الترمذی

(۷۴۵) قلت یا رسول الله ما النجاة قال امسک علیک لسانک ولیسعک بیتک وابک علی خطیئتک۔ الترمذی:۔

(۷۴۶) الا اخبرکم بمن یحرم علی النار ومن تحرم علیه النار علی کل قریب هین سهل۔ الترمذی:۔

(۷۴۷) من مات وهو بریٔ من ثلث الکبر والغلول والدین دخل الجنة۔ الترمذی:۔

(۷۴۸) لا حلیم الا ذو عثرة ولا حکیم الا ذو تجربة۔ الترمذی۔

(۷۴۹) لا یکن احدکم امعة یقول انا مع الناس ان احسن الناس احسنت وان اساءوا اساءت ولکن وطنوا انفسکم ان احسن الناس ان تحسنوا وان اساءوا ان تجتنبوا اساءتهم۔ الترمذی

(۷۵۰) لا ینبغی للمؤمن ان یذل نفسه قالوا وکیف یذل نفسه قال یتعرض للبلاء لما لا یطیق۔ الترمذی:۔

(۷۵۱) المؤمن غر کریم والفاجر خب لئیم۔ ابوداود:۔

(۷۵۲) لا یلدغ المؤمن من جحر مرتین۔ الشیخان وابوداود

(۷۵۳) ثلثة لا یکلمهم الله تعالی یوم القیمة ولا ینظر الیهم ولا یزکیهم ولهم عذاب الیم رجل علی فضل ماء بفلاة یمنعه ابن السبیل یقول الله تعالی یوم القیمة له الیوم امنعک فضلی کما منعت فضل ما لم تعمل یداک ورجل بایع رجلا بسلعة بعد العصر فحلف له بالله تعالی لقد اخذها بکذا وکذا فصدقه واخذها وهو علی غیر ذلک ورجل بایع اماما لا یبایعه الا لدنیا فان اعطاه منها ما یرید وفی له وان لم یعطه لم یف له۔ الخمسة الا الترمذی:۔

(۷۵۴) ثلثة لا یکلمهم الله تعالی ولا ینظر الیهم یوم

أو يعلم من يعمل بهن قلت أنا يا رسول الله فأخذ بيدي
فعدّ خمسا قال اتق المحارم تكن أعبد الناس وارض
بما قسم الله لك تكن أغنى الناس وأحسن إلى جارك
تكن مؤمنا وأحب للناس ما تحب لنفسك تكن مسلما
ولا تكثر الضحك فإن كثرة الضحك تميت القلب - الترمذي

(۷۳۶) أربع من سنن المرسلين الحياء والتعطر والنكاح و
السواك - الترمذي

(۷۳۷) الأناة من الله تعالى والعجلة من الشيطان - الترمذي

(۷۳۸) من استعاذ بالله فأعيذوه ومن سأل بالله
فأعطوه ومن دعاكم فأجيبوه ومن صنع إليكم معروفا
فكافئوه فإن لم تجدوا ما تكافئونه فادعوا له حتى تروا
أنكم قد كافأتموه - ابوداود والنسائي

(۷۳۹) اتق الله تعالى حيث ما كنت وأتبع السيئة الحسنة
تمحها وخالق الناس بخلق حسن - الترمذي

(۷۴۰) سئل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن
أكثر ما يدخل الناس النار فقال الفم والفرج وسئل عن أكثر
ما يدخل الناس الجنة قال تقوى الله وحسن الخلق - الترمذي

(۷۴۱) الحسب المال والكرم التقوى - الترمذي

(۷۴۲) سئل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أي الناس خير
قال من طال عمره وحسن عمله قال فأي الناس شر قال
من طال عمره وساء عمله - الترمذي

(۷۴۳) ألا أخبركم بخيركم من شركم ثلث مرات قالوا
بلى قال خيركم من يرجى خيره ويؤمن شره وشركم من
لا يرجى خيره ولا يؤمن شره - الترمذي

(۷۴۴) خصلتان من كانتا فيه كتبه الله تعالى شاكرا صابرا

شَاقَّ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ ۔ الترمذی :۔
(۷۶۵) اِنَّ اَوَّلَ مَا يُنْتِنُ مِنَ الْاِنْسَانِ بَطْنُهٗ فَمَنِ اسْتَطَاعَ
اَنْ لَّا يَدْخُلَ بَطْنَهٗ اِلَّا طَيِّبًا فَلْيَفْعَلْ ۔ البخاری :۔
(۷۶۶) مَا مِنْ ذَنْبٍ اَجْدَرُ مِنْ اَنْ يُّعَجِّلَ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوْبَةَ فِي
الدُّنْيَا مَعَ مَا يُدَّخَرُ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيْعَةِ الرَّحِمِ ۔ ابوداؤد
(۷۶۷) اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَوْحٰى اِلَيَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰى لَا يَبْغِيَ اَحَدٌ
عَلٰى اَحَدٍ وَلَا يَفْخَرَ اَحَدٌ ۔ ابوداؤد :۔
(۷۶۸) النَّارُ قَرِيْبَةٌ مِنْ كُلِّ خَبٍّ بَخِيْلٍ مَنَّانٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ
لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ خَبٌّ وَّلَا بَخِيْلٌ وَّلَا مَنَّانٌ ۔ الترمذی :۔
(۷۶۹) كُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَالْبَسُوْا بِغَيْرِ اِسْرَافٍ وَّلَا مَخِيْلَةٍ
النسائی ۔ البخاری :۔
(۷۷۰) اِنَّ مِنْ اَعْظَمِ الْفِرٰى اَنْ يَّدَّعِيَ الرَّجُلُ اِلٰى غَيْرِ
اَبِيْهِ اَوْ يُرِيَ عَيْنَيْهِ مَا لَمْ تَرَيَا اَوْ يَقُوْلَ عَلَى الرَّسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا لَمْ يَقُلْ ۔ البخاری :۔
(۷۷۱) مَا ظَهَرَ الْغُلُوْلُ فِيْ قَوْمٍ اِلَّا اَلْقَى اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ قُلُوْبِهِمُ
الرُّعْبَ وَلَا فَشَا الزِّنَا فِيْ قَوْمٍ اِلَّا كَثُرَ فِيْهِمُ الْمَوْتُ وَلَا نَقَصَ قَوْمٌ
الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ اِلَّا قُطِعَ عَنْهُمُ الرِّزْقُ وَلَا حَكَمَ قَوْمٌ بِغَيْرِ
حَقٍّ اِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الدَّمُ وَلَا خَتَرَ قَوْمٌ بِالْعَهْدِ اِلَّا سَلَّطَ
عَلَيْهِمُ الْعَدُوَّ ۔ مالک :۔
(۷۷۲) اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَرِهَ لَكُمْ ثَلٰثًا قِيْلَ وَقَالَ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ
وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ ۔ الشیخان وابوداؤد :۔
(۷۷۳) لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ بِاَخِيْكَ فَيُعَافِيْهِ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيَبْتَلِيْكَ
الترمذی :۔
(۷۷۴) حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِيْ وَيُصِمُّ ۔ ابوداؤد :۔
(۷۷۵) اُمُّ سَلَمَةَ رض قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَهْلِكُ وَفِيْنَا

الْقِیٰمَۃِ وَلَا یُزَکِّیْہِمْ وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ قَالَہَا ثَلٰثًا ...... اَلْمُسْبِلُ وَ الْمَنَّانُ وَالْمُنْفِقُ سِلْعَتَہٗ بِالْحَلْفِ الْکَاذِبِ الخمسۃ الا البخاری۔

(۷۵۵) ثَلٰثَۃٌ لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَیْہِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَلْعَاقُّ لِوَالِدَیْہِ وَالْمَرْاَۃُ الْمُتَرَجِّلَۃُ وَالدَّیُّوْثُ۔ النسائی وَلَہٗ فِیْ اُخْرٰی ثَلٰثَۃٌ لَا یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ اَلْعَاقُّ لِوَالِدَیْہِ وَمُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْمَنَّانُ بِمَا اَعْطٰی۔

(۷۵۶) قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی ثَلٰثَۃٌ اَنَا خَصْمُہُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ رَجُلٌ اَعْطٰی بِیْ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا ثُمَّ اَکَلَ ثَمَنَہٗ وَرَجُلٌ اِسْتَاْجَرَ اَجِیْرًا فَاسْتَوْفٰی مِنْہُ الْعَمَلَ وَلَمْ یُوَفِّہٖ اَجْرَہٗ۔ البخاری

(۷۵۷) مَنْ یَّضْمَنْ لِیْ مَا بَیْنَ لَحْیَیْہِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْہِ اَضْمَنْ لَہُ الْجَنَّۃَ۔ البخاری والترمذی:۔

(۷۵۸) لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَھُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ حِیْنَ یَشْرَبُھَا وَھُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَنْتَہِبُ نُہْبَۃً ذَاتَ شَرَفٍ یَرْفَعُ النَّاسُ اِلَیْہِ فِیْہَا اَبْصَارَھُمْ حِیْنَ یَنْتَہِبُہَا وَھُوَ مُؤْمِنٌ۔ الخمسۃ

(۷۵۹) اِذَا زَنَی الرَّجُلُ خَرَجَ مِنْہُ الْاِیْمَانُ وَکَانَ عَلٰی رَاْسِہٖ کَالظُّلَّۃِ فَاِذَا نَزَعَ عَادَ اِلَیْہِ الْاِیْمَانُ ابوداؤد والترمذی۔

(۷۶۰) مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰہُ تَعَالٰی بِہٖ وَمَنْ یُّرَائِیْ یُرَائِیِ اللّٰہُ تَعَالٰی بِہٖ الشیخان:۔

(۷۶۱) اِتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَھْلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ حَمَلَھُمْ عَلٰی اَنْ سَفَکُوْا دِمَآءَھُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَھُمْ۔ مسلم:۔

(۷۶۲) شَرُّ مَا فِی الرَّجُلِ شُحٌّ ھَالِعٌ وَجُبْنٌ خَالِعٌ۔ ابوداؤد:۔

(۷۶۳) مَلْعُوْنٌ مَّنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا اَوْ مَکَرَ بِہٖ۔ الترمذی:۔

(۷۶۴) مَنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا ضَارَّ اللّٰہُ تَعَالٰی بِہٖ وَمَنْ شَاقَّ مُؤْمِنًا

(۷۸۳) كَفَا بِكَ اِثْمًا اَنْ لَا تَزَالَ مُخَاصِمًا۔ الترمذی

(۷۸۴) اَبِیْ بَکْرَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُکُمْ قُمْتُ رَمَضَانَ کُلَّہٗ اَوْصُمْتُہٗ قَالَ فَلَا اَدْرِیْ اَکَرِہَ التَّزْکِیَۃَ اَوْقَالَ لَا بُدَّ مِنْ نَوْمَۃٍ اَوْرَقْدَۃٍ۔ ابوداود والنسائی۔

(۷۸۵) لَا تُکْثِرُوا الْکَلَامَ فَاِنَّ کَثْرَۃَ الْکَلَامِ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی قَسْوَۃُ الْقَلْبِ وَاِنَّ اَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی الْقَاسِی الْقَلْبِ۔ الترمذی

(۷۸۶) اَرْبَعٌ فِیْ اُمَّتِیْ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِیَّۃِ لَا یَتْرُکُوْنَهُنَّ اَلْفَخْرُ بِالْاَحْسَابِ وَالطَّعْنُ فِی الْاَنْسَابِ وَالْاِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُوْمِ وَالنِّیَاحَۃُ۔ مسلم۔

(۷۸۷) عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ اسْتَاْذَنَ رَجُلٌ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ بِئْسَ اَخُو الْعَشِیْرَۃِ فَلَمَّا دَخَلَ انْبَسَطَ اِلَیْہِ وَاَلَانَ لَہُ الْقَوْلَ فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ حِیْنَ سَمِعْتَ الرَّجُلَ قُلْتَ کَذَا وَکَذَا ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِیْ وَجْهِہٖ وَانْبَسَطْتَ اِلَیْہِ فَقَالَ یَا عَائِشَۃُ مَتٰی عَهِدْتِنِیْ فَاحِشًا اِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی مَنْزِلَۃً یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَنْ تَرَکَہُ النَّاسُ اِتِّقَاءَ فُحْشِہٖ۔ الستۃ الا النسائی :۔

(۷۸۸) کُلُّ اُمَّتِیْ مُعَافًی اِلَّا الْمُجَاهِرُوْنَ۔ الشیخان۔

فِیْ اَنْوَاعٍ مُخْتَلِفَۃٍ

(۷۸۹) اِحْتَرَقَ بَیْتٌ بِالْمَدِیْنَۃِ عَلٰی اَهْلِہٖ مِنَ اللَّیْلِ فَاُخْبِرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِشَاْنِهِمْ فَقَالَ اِنَّ هٰذِہِ النَّارَ عَدُوٌّ لَّکُمْ فَاِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْهَا عَنْکُمْ۔ الشیخان۔

(۷۹۰) تَجِدُوْنَ النَّاسَ کَاِبِلٍ مِائَۃٍ لَا یُوْجَدُ فِیْهَا رَاحِلَۃٌ۔ الشیخان

(۷۹۱) مَنْ سَکَنَ الْبَادِیَۃَ جَفَا وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّیْدَ غَفَلَ وَمَنْ اَتٰی اَبْوَابَ السُّلْطَانِ افْتُتِنَ وَمَا ازْدَادَ عَبْدٌ مِنَ السُّلْطَانِ دُنُوًّا اِلَّا ازْدَادَ مِنَ اللّٰہِ تَعَالٰی بُعْدًا۔ الترمذی۔ ابوداود۔ والنسائی :۔

(۷۹۲) یُوْشِکُ اِنْ طَالَتْ بِکَ مُدَّۃٌ اَنْ تَرٰی قَوْمًا فِیْ اَیْدِیْهِمْ

الصّالحون قال نعم او اكثر الخبث الزّنا :۔ مالک ۔

فی آفات اللسان

(۷۷۶) اِذَا اَصْبَحَ ابنُ اٰدمَ فَاِنَّ الاعضَاءَ کلّها تُکَفِّرُ اللّسانَ تقولُ اتّقِ اللّٰہِ تعالیٰ فِینا فانّما نحنُ بكَ اِن استقمتَ استقمنا وَ اِن اعوججتَ اعوججنا۔ الترمذی :۔

(۷۷۷) سُفیانَ بنِ عبدِ اللّٰہِ رض قال قلتُ یا رسولَ اللّٰہِ حَدِّثنی بِاَمرٍ اَعتصِمُ بِہٖ قال قُل رَبّیَ اللّٰہُ تعالیٰ ثمّ استَقِم قلتُ یا رسولَ اللّٰہِ ما اَخوَفُ ما تخافُ علیَّ فاَخذَ بِلسانِہٖ ثمّ قالَ ھٰذا۔ الترمذی

(۷۷۸) مَن کانَ یُؤمِنُ باللّٰہِ وَالیومِ الاٰخِرِ فَلیَقُل خیرًا اَو لِیَصمُت۔ وَفی اُخریٰ مَن صَمَتَ نَجَا :۔ الترمذی :۔

(۷۷۹) مِن حُسنِ اِسلامِ المَرءِ تَرکُہٗ ما لا یَعنِیہِ۔ مالک والترمذی

(۷۸۰) لَا تَقولُوا لِلمُنافِقِ سَیِّدٌ فَاِنَّہٗ اِن یَّكُ سَیِّدًا فَقَد اَسخَطتُم اللّٰہَ تعالیٰ۔ ابو داؤد :۔

(۷۸۱) مَن تعلّمَ صَرفَ الکلامِ لِیَستَبِیَ بِہٖ قُلوبَ الرِّجالِ لم یَقبَلِ اللّٰہُ مِنہُ یومَ القیٰمۃِ صَرفًا وّلا عدلًا ابو داود۔ المراد بصرف الکلام ما یتکلّفہُ الانسانُ مِنَ الزِّیادۃِ فیہِ علی الحاجۃِ وَاِنّما کرہ صلّی اللّٰہُ علیہِ وَاٰلِہٖ وسلّم ذٰلِکَ لِمَا یدخلہُ مِنَ الرِّیاءِ وَالتَّصنّعِ وَیُخالِطُہُ مِنَ الکذبِ وَالتَّزیّدِ وَالاستِتباعِ ۔

(۷۸۲) اَنا زَعِیمٌ بِبَیتٍ فی رَبَضِ الجنّۃِ لِمَن تَرَکَ المِراءَ وَاِن کانَ مُحِقًّا وَبِبَیتٍ فی وَسطِ الجنّۃِ لِمَن تَرَکَ الکذبَ وَاِن کانَ مازِحًا وَبِبَیتٍ فی اَعلیٰ الجنّۃِ لِمَن حَسُنَ خُلُقُہٗ ۔ ابو داؤد :۔

(۷۸۳) کَفیٰ بِكَ اِثمًا اَن لَا تَزالَ مُخاصِمًا۔ الترمذی :۔

(۷۸۴) اَبی بکرۃ رض قال قالَ رسولُ اللّٰہِ صلّی اللّٰہُ علیہِ وسلّمَ لا یَقولَنَّ اَحَدُکُم صُمتُ رَمَضانَ کُلَّہٗ اَو قُمتُہٗ قالَ فَلا اَدری

مثلُ اَذنابِ البقرِ یلعنونَ فی غضبِ اللهِ تعالیٰ ویروحونَ فی سخطِ اللهِ وقالَ صنفانِ مِن اَھلِ النارِ لَم اَرَھُما قومٌ معھم سیاطٌ کاذنابِ البقرِ یضربونَ بھا الناسَ ونساءٌ کاسیاتٌ عاریاتٌ ممیلاتٌ مائلاتٌ رؤوسھنّ کاسنمۃِ البختِ لا یدخلنَ الجنۃَ ولا یجدنَ ریحَھا وانّ ریحَھا لتوجدُ مِن مسیرۃِ کذا وکذا۔ مسلم۔

(۷۹۳) یکونُ ابلٌ للشیاطینِ وبیوتٌ للشیاطینِ واَمّا ابلُ الشیاطینِ فقد رایتُھا یخرجُ احدُکم بنجیباتٍ معہٗ قد اسمنَھا فلا یعلو بعیراً منھا ویمرُّ باخیہِ قد انقطعَ بہٖ فلا یحملُہٗ واَمّا بیوتُ الشیاطینِ فلا اَراھا الّا ھٰذہِ الاقفاصَ التی یسترُ الناسُ بالدیباجِ۔ ابوداوود

(۷۹۴) نعمتانِ مغبونٌ فیھما کثیرٌ مِن الناسِ الصحۃُ والفراغُ البخاری۔ والترمذی۔

(۷۹۵) عن علیِّ ابنِ ابی طالبٍ رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہُ قالَ کانَ اٰخرُ کلامِ رسولِ اللہِ صلّی اللہُ علیہِ واٰلہٖ وسلّم الصلوٰۃَ الصلوٰۃَ اتّقوا اللہَ فیما ملکت ایمانُکم۔ ابوداود

تمّت بالخیر

انتخاب صحاح ستّہ

۱۳۴۱ھ

کتاب کے ملنے کا پتہ

۱۔ دفتر تہذیب نسواں لاہور

۲۔ ملک فضل الدین تاجر کتب قومی کشمیری بازار لاہور

۳۔ شیخ الٰہی بخش محمد جلال الدین 〃 〃 〃

۴۔ شیخ غلام علی تاجر کتب 〃 〃 〃

۵۔ ملک دین محمد تاجر کتب 〃 〃 〃

۶۔ مولوی مظفر الدین اینڈ سنز دو دروازہ بازار شہر سیالکوٹ